

کامل ہر حصہ

محرم نبوت

حضرت امام مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان

انوارۃ المعجزارف بکراچی

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّينَ وَالْأَنْبِيَاءِ
(فرمان باری تعالیٰ)

اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں

ختم نبوت کامل حصہ

جس میں ایک سترے زائد آیات قرآنی اور دوسو دس احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت اور سینکڑوں اقوال صحابہ و تابعین ائمہ دین سے مسئلہ ختم نبوت کے ہر پہلو کو واضح کیا گیا ہے، اور شبہات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں،

حضرت لانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ علیہ

مفتی اعظم پاکستان



إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

فہرست مضامین

ہر صفحہ حصہ

ختم النبوة

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱	تیسرا دور		
۸	کھلے طور پر دعویٰ نبوت و رسالت	۸	نبیہ طبع چہارم
۱۰	تشریحی نبوت اور صاحب شریعت	۱۰	تمہید طبع اول
۱۲	نبی ہونے کا دعویٰ	۱۲	مقدمہ
۱۵	تمام انبیاء کی ہمسری بلکہ ان سے	۱۵	پہلا دور
۲۵	فقیہیت کا دعویٰ اور ان کی توہین	۱۸	نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء
۲۶	حدیث رسول کی توہین	۱۸	دوسرا دور
۲۹	اپنے نہ ماننے والوں کی تکفیر	۱۸	۱۸۹۱ء کے بعد نبی کی تعریف میں تبدیلی
۲۹	ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور	۱۸	ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور
۳۳	مستفاد باتیں	۱۸	ختم نبوت
۳۳	ختم النبوة فی القرآن، حصہ اول		
۳۷	تفسیر قرآن کا معیار اور اس کا صحیح طریق	۳۷	تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے ؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۸	آیت نمبر ۱۲	۵۰	ختم نبوت کے ثبوت میں پہلی آیت
۱۵۰	آیت نمبر ۱۳	۶۰	آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے
•	آیت نمبر ۱۴	۷۶	آیت مذکورہ کی تفسیر خود قرآن سے
۱۵۲	آیت نمبر ۱۵	۷۹	آیت مذکورہ کی تفسیر احادیث سے
•	آیت نمبر ۱۶	۸۴	آیت مذکورہ کی تفسیر صحابہ تابعین سے
۱۵۳	آیت نمبر ۱۷	۹۱	آیت مذکورہ کی تفسیر ائمہ تفسیر کے اقوال سے
•	آیت نمبر ۱۸	۱۰۱	آیت خاتم النبیین میں تاویل کرنے والا
•	آیت نمبر ۱۹	۱۰۱	قتل کیا گیا
۱۵۴	آیت نمبر ۲۰	۱۰۲	چند اہام اور ان کا ازالہ
۱۵۶	آیت نمبر ۲۱	۱۱۲	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۱۵۸	ایک لطیفہ	۱۲۳	ایک اور قلابازی
۱۶۰	آیت نمبر ۲۲	۱۲۴	ایک نئی گروٹ
•	آیت نمبر ۲۳	۱۲۵	ظلی اور برداری نبوت کی کہانی
۱۶۱	ایک زبانی منطق	۱۳۳	دوسری آیت کا شان نزول
۱۶۲	آیت نمبر ۲۴	۱۴۰	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
•	آیت نمبر ۲۵	۱۴۱	تیسری آیت
۱۶۳	آیت نمبر ۲۶	۱۴۳	آیت نمبر ۴
•	آیت نمبر ۲۷	•	آیت نمبر ۵
•	آیت نمبر ۲۸	•	آیت نمبر ۶
۱۶۴	آیت نمبر ۲۹	•	آیت نمبر ۷
•	آیت نمبر ۳۰	۱۴۵	آیت نمبر ۸
۱۶۵	آیت نمبر ۳۱	•	آیت نمبر ۹ و ۱۰
•	آیت نمبر ۳۲	۱۴۶	آیت نمبر ۱۱
۱۶۶	آیت نمبر ۳۳	۱۴۸	خاتم النبیین

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۷۴	آیت نمبر ۵۸	۱۶۶	آیت نمبر ۳۳
•	آیت نمبر ۵۹	۱۶۷	آیت نمبر ۳۵
۱۷۶	آیت نمبر ۶۰	•	آیت نمبر ۳۶
•	آیت نمبر ۶۱	•	آیت نمبر ۳۷
۱۷۷	آیت نمبر ۶۲	•	آیت نمبر ۳۸
۱۷۸	آیت نمبر ۶۳	•	آیت نمبر ۳۹
•	آیت نمبر ۶۴ و ۶۵	۱۶۸	آیت نمبر ۴۰
۱۸۳	تنبیہ	•	آیت نمبر ۴۱
۱۸۶	آیت نمبر ۶۶	•	آیت نمبر ۴۲
•	آیت نمبر ۶۷	•	آیت نمبر ۴۳
•	آیت نمبر ۶۸	۱۶۹	آیت نمبر ۴۴
•	آیت نمبر ۶۹	•	آیت نمبر ۴۵
•	آیت نمبر ۷۰	۱۷۱	آیت نمبر ۴۶
•	آیت نمبر ۷۱	•	آیت نمبر ۴۷
•	آیت نمبر ۷۲	۱۷۲	آیت نمبر ۴۸
•	آیت نمبر ۷۳	•	آیت نمبر ۴۹
•	آیت نمبر ۷۴	•	آیت نمبر ۵۰
•	آیت نمبر ۷۵	•	آیت نمبر ۵۱
•	آیت نمبر ۷۶	•	آیت نمبر ۵۲
۱۸۷	آیت نمبر ۷۷	•	آیت نمبر ۵۳
•	آیت نمبر ۷۸	•	آیت نمبر ۵۴
•	آیت نمبر ۷۹	۱۷۳	آیت نمبر ۵۵
•	آیت نمبر ۸۰	•	آیت نمبر ۵۶
•	آیت نمبر ۸۱	•	آیت نمبر ۵۷

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۳	آیت نمبر ۹۲	۱۸۷	آیت نمبر ۸۲
۱۹۴	آیت نمبر ۹۳	۱۸۸	آیت نمبر ۸۳
۱۹۵	آیت نمبر ۹۴	۱۸۹	آیت نمبر ۸۴
۱۹۶	آیت نمبر ۹۵	۱۹۰	آیت نمبر ۸۵
۱۹۷	آیت نمبر ۹۶	۱۹۱	آیت نمبر ۸۶
۱۹۸	آیت نمبر ۹۷	۱۹۲	آیت نمبر ۸۷
۱۹۹	آیت نمبر ۹۸	۱۹۳	آیت نمبر ۸۸
۲۰۰	آیت نمبر ۹۹	۱۹۴	آیت نمبر ۸۹
۲۰۱	ایک ضروری تنبیہ	۱۹۵	آیت نمبر ۹۰
۲۰۲	ضمیمہ حصہ اول	۱۹۶	آیت نمبر ۹۱
۲۰۳	ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ		

ختم النبوة فی الحدیث، حصہ دوم

۲۰۱	صحیحین کے علاوہ احادیث جن کو ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے۔	۲۰۲	ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں
۲۳۱	سنن اربعہ یعنی صحاح شریف کی باقی احادیث	۲۰۵	صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی احادیث
۲۳۸	خیر الامم اور کمالات نبوت	۲۰۶	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۲۳۹	مسند امام احمد بن حنبل کی احادیث	۲۰۹	حدیث مذکورہ سے غیر تشریحی ظلی اور بروزی یا لغوی نبوت کا انقطاع
۲۴۳	باقی مستند کتب کی احادیث		ایک اور شبہ اور اس کا جواب
۲۴۸	ایک حیرت انگیز واقعہ		حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قائل ہیں
۲۷۷	وہ احادیث جن سے مسئلہ ختم نبوت بطور استنباط سمجھا جاتا ہے۔		نبوت بروزیہ یا ظلیہ وغیرہ اگر نبوت ہے تو وہ بھی آپ کے بعد منقطع ہے۔
۲۸۱			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۶	خاتمہ حصہ دوم ختم نبوت	۲۹۵	احادیث مذکورۃ للمدرستے ختم نبوت کا ثبوت۔
۲۹۷	۲ ۲ ۲ ۲ ۲ ۲		
۲۹۷	ختم النبوة فی الآثار ، حصہ ستم		
۳۲۲	حضرت فقہار حضرت مشکین	۲۹۹	ایک ضروری گزارش
۳۳۰	حضرات صوفیاء کتب قدیمہ تورات و انجیل میں	۳۰۲	اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت
۳۳۶	خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر	۳۰۲	صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ
۳۳۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم کی شہادت	۳۰۴	ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے مرتد ہونے
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام		پر ہوا ہے۔
۳۳۷	نبوت کی عقلی دلیلیں	۳۰۶	نتائج
۳۵۲	مرزائیوں سے میرا سوال		دوسرے مدعیان نبوت اور سلف صالحین
۳۵۷	قانون فطرت بھی ختم نبوت کا مقتضی ہے	۳۰۹	کا ان کے ساتھ برتاؤ۔
۳۶۱	مسئلہ زریحہ کی ختم نبوت پر میرے گواہ	۳۱۶	ختم نبوت پر حضرات صحابہ و تابعین
۳۶۶	قادیانیوں کی خدمت میں ایک غلام گزارشی	۳۲۱	کی شہادتیں۔
			طبقات المحدثین
			طبقات المفسرین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تبہید طبع چہارم

ختم نبوت کامل

مسئلہ ختم نبوت پر سب سے پہلے اصرار نے ایک رسالہ ”ہدۃ المہدین فی آیۃ خاتم النبیین“ اپنے استاد محترم حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کے ارشاد پر عربی زبان میں لکھا تھا تاکہ عراق اور مصر وغیرہ عرب ممالک میں جہاں فتنہ کے آثار پھیل رہے ہیں بھیجا جاسکے، یہ ۱۳۳۲ھ میں شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

اس کے بعد ۱۳۳۳ھ میں اپنے استاد محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ناظم شعبۂ تبلیغ دارالعلوم حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب کے ارشاد پر اردو زبان میں اس مسئلہ پر مزید تفصیل و توضیح کے ساتھ تین حصوں میں ایک کتاب بنام ”ختم نبوت“ لکھی۔ پہلا حصہ ختم النبوة فی القرآن ہے، جس میں تقریباً ایک سو آیات قرآنی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو جانے کا ثبوت اور تشریحی اور غیر تشریحی، ظنی، بردہ و غیرہ کے شبہات کے کافی جوابات علمی اور تحقیقی طریق سے پیش کئے گئے ہیں۔ دوسرا حصہ ختم النبوة فی الحدیث ہے، جس میں اسی مضمون کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو دس احادیث سے ثابت کیا گیا ہے، تیسرا حصہ ختم النبوة فی الآثار ہے، جس میں اجماع امت اور سیکڑوں آثار و اقوال صحابہ کرامین و ائمہ مجتہدین و علماء اسلام سے اس مضمون کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

یہ تینوں حصے پہلی مرتبہ ۱۳۳۳ھ و ۱۹۲۵ء میں مکتبہ دارالاشاعت دیوبند سے شائع ہوئے، پھر دوسری مرتبہ بھی اسی مکتبہ سے ۱۳۵۵ھ و ۱۹۳۴ء میں شائع ہوئے، اور

عمرہ دراز سے نایاب تھے ، اس کے بعد ۱۳۵۵ھ ۱۹۵۵ء میں برخوردار عزیز محمد رضی سلمہ ناظم دارالاشاعت کراچی نے اس کی مکرر طبع کا ارادہ کیا ، تو اس پر نظر ثانی کی فرمائش کی ، نظر ثانی میں بہت سے مواقع میں حذف و ازدیاد اور ترمیم کی نوبت آئی ، خصوصاً اس مرتبہ اس کا اہتمام کیا کہ مناظرہ عنوان چھوڑ کر ناصحانہ عنوان اختیار کیا گیا ، تاکہ وہ لوگ جو کسی شبہ میں مبتلا ہو کر اس مسئلہ میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں لچسپی کے ساتھ پڑھ سکیں ، اور ان کے احساسات مجروح نہ ہوں ، شاید اللہ تعالیٰ اس کو ان کے لئے بھی ذریعہ ہدایت بنادیں ۔

اب چوتھی مرتبہ برخوردار مولوی محمد رفیع سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے اپنے مکتبہ "ادارۃ المعارف" سے اس کا ، اشاعت کا ارادہ کیا تو پچھلی طباعت میں یہ ہوئے افلاطون کتابت کی تصحیح کے ساتھ مشائخ کیا جارہا ہے ، اور دو قادیانیت کے سلسلہ میں احقر کے دو اور رسالے بھی اس کے ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں ، ایک "دعاوی میرزا" دوسرا "مسیح موعود کی پہچان" : واللہ المستعان و علیہ التکلیف ، اِنْ اُرِیدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

بند محمد شفیع عفا اللہ عنہ
دارالعلوم کراچی
۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ
یکم ستمبر ۱۹۶۵ء

رَبِّكَ أَتَقْبَلُ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ الْغَنِيُّ الْعَلِيمُ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید اول

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى سَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى خُصُوصًا
عَلَى سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ
سَيِّدِنَا وَشَفِيعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَكَأَلِيهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝
مسئلہ ختم نبوت، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا
اختتام اور آپ کا آخری نبی و رسول ہونا اسلام کے اُن بدیہی مسائل اور عقائد میں
ہے جن کو تمام عام و خاص، عالم و جاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں بلکہ سب سے
غیر مسلم بھی جانتے ہیں۔ تقریباً چودہ سو برس سے کروڑ ہا مسلمان اسی عقیدہ پر رہے، لاکھوں
علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا،
کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کے کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے، یا نبوت کہ تشریعی غیر تشریعی یا ظلی و
بروزی یا مجازی اور لغوی وغیرہ اقسام ہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک
نہیں۔ پوری امت اور علماء امت نے نبوت کی یہ قسمیں نہ دیکھی نہ سنی، بلکہ صحابہ و
تابعین سے لیکر آج تک پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم
رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت و رسالت ختم ہے، آپ بلا استثناء
آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام
جو آپ سے پہلے پیدا ہو کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، اُن کا آخر زمانہ میں آنا اس کے
قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کو نظری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مرادف معلوم ہوتا ہے، بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے، لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت و جہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے نئے قتنوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کر کے ظاہر کیا ہے، وہیں یہ مسئلہ بھی تفسیر مشق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ اور جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب و بہار کی عجمت فرقہ بابیہ نے اختلاف کیا، مگر وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلافت و اختلاف کا دروازہ کھولا، اور ان کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کا کیا دعویٰ ہے کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا استرار اور آپ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی و برزخی بتلا کر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کر کے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا، اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا، اور وحی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہونے اور وحی تشریعی کا دعویٰ کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین سترقوں میں تقسیم ہو گئے، ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت اور تشریعی نبی و رسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اردپی کا فرقہ ہے۔ دوسرا فرقہ ان کو باصطلاح خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارٹی ہے، جو مرزا محمود صاحب کی پیرو ہے۔ تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتا ہے، یہ سر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے متبعین نے اس قطعی اور احصائی مسئلہ میں خلافت و شقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی نادانیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا، کہ اس مسئلہ میں طرح طرح کے ادھام و خشوک اُن کے دلوں میں پیدا کر دیئے، اور اُن کی نظریں اس بدیہی مسئلہ کو نظری بنادیا، اسی لئے اہل علم و اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا، کہ اُن کے شبہات و خشوک دور کئے جائیں، اور قرآن و حدیث کی صحیح روشنی اُن کے سامنے لائی جائے۔

میں اس سے پہلے ایک رسالہ ختم نبوت پر عربی زبان میں بحکم سیدی و استاذی حضرت العلامة مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم صدر مدرس دارالعلوم دیوبند بنام ”ہدیۃ المہدیین“ لکھ چکا تھا، تاکہ مصر و عراق میں شائع کیا جائے جہاں قادیانی جماعت نے اپنا پروپیگنڈا کیا ہوا ہے۔ اس وقت میرے استاذ محترم حضرت العلامة مولانا شبیر احمد عثمانی دامت برکاتہم محدث دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند نے احقر کو فرمایا کہ اس مسئلہ پر اردو زبان میں ایک تحقیقی کتاب لکھی جائے۔ حسب الارشاد یہ زیر نظر کتاب مسمیٰ بہ ”ختم نبوت“ لکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس کو سب مسلمانوں کے لئے اور ہمارے ان بھائیوں کے لئے جو کسی شبہ میں مبتلا ہو کر اپنی ملت سے بچھڑ گئے ہیں، نافع و مفید اور قبولی حق کا ذریعہ بنائیں، وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌّ، ہم کیا اور ہماری تحقیق و تصنیف کیا، یہ بھی اُسی کے لطفِ کرم کا نتیجہ ہے، اور اس سے کوئی فائدہ پہنچانا بھی اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے، وہی لول کو پھیرنے والا مُصَرِّفُ الْقُلُوبِ ہے۔

نہ بجز ساختہ سرخوشم نہ بہ نقش لبثہ مشوشم

نفسے زیاد تو می زخم چہ عبارت و چہ معانیم

میں نے اس کتاب کی جمع و تصنیف میں محنت صرف اس لئے **مخلصانہ گزارش** اٹھائی کہ قرآن و حدیث کا صحیح فیصلہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا صحیح عقیدہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر دوں تاکہ ان لوگوں کے شبہات و ادھام دور ہو سکیں، جو فرقہ مرزائیہ کے پردہ پیچندے سے پیدا ہوئے ہیں یا ہو سکتے ہیں،

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 میرا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں کہ اپنی مقدور ہر اصلاح کی کوشش کروں اور اس کام
 میں میرا ہر وسعہ صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے)

میری درخواست ہے کہ یہ معاملہ عقیدہ کا ہے جس کا تعلق براہ راست خدا تعالیٰ سے
 ہے جس کے سامنے ہر شخص کو ایک روز پیش ہونا اور اپنے اعمال و افعال کا حساب دینا
 ہے، اس معاملہ میں ضد اور ہیٹ یا جماعتی تعصب سے متاثر ہونا خسارہ دین و دنیا ہے۔
 خدا کے لئے ان اوراق کو بات کی طرح یا جماعتی تعصب سے خالی الذہن ہو کر قرآن و
 حدیث کا صحیح منشاء معلوم کرنے کی طلب دل میں لے کر ملاحظہ فرمائیں، اور دعا کریں کہ
 اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم کی ہدایت، اپنے کلام کا صحیح منشاء معلوم کرنے اور اس پر
 چلنے کی توفیق عطا فرمائیں، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانِ۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

————— بخیر بخیر بخیر بخیر بخیر بخیر —————

مقدمہ

چونکہ مسئلہ ختم نبوت پر بحث اور تصنیف رسالہ کا سبب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ اور ان کے اقوال ہیں، اور وہ اتنے متصادم متہافت ہیں کہ خود ان کے متبعین بھی تعین دعویٰ میں حیران ہیں، اور بعض مرتبہ مسلمانوں پر تبلیغ کے لئے مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کر دیئے جاتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اعتراف اسی تفسیر کے ساتھ ہے جو تمام امت مرحومہ کا عقیدہ ہے، اور ایسے اقوال پیش کر کے نادان مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنا یا بوقت ضرورت اپنی جماعت کا ملت اسلامیہ کے ساتھ اشتراک مقصود ہوتا ہے، جو قطعاً واقعہ کے خلاف ہے۔ اس لئے فہرری معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ ختم نبوت پر شواہد دلائل اور خاتم النبیین کی تفسیر پر کلام کرنے سے پہلے خود مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے مستند بیانات سے یہ واضح کر دیا جائے کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق ان کے خیالات کیا ہیں، اور پوری امت محمدیہ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہے، یہاں ان کی سینکڑوں عبارات و اقوال میں سے چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ختم نبوت کے اقرار و انکار اور ختم نبوت کے معنی اور نبوت و وحی کے دعووں سے

لہ جیسا کہ حال میں جب پاکستان اور خصوصاً پنجاب میں تحریک ختم نبوت پر ہنگامے ہوئے تو مرزا محمود خلیفہ قادیان کی طرف سے ایک ایسا ہی بیان اخبارات میں نکلا جس میں ظاہر کیا گیا کہ ہم سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور یہی مرزا صاحب کا دعویٰ تھا، حالانکہ ان کی مستقل تصانیف اور بیانات اس کے خلاف موجود ہیں، اور ان کے آج رجوع کرنے یا ان کے غلط استرار دینے کا اعلان بھی کوئی نہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ بیان بجز تبلیغ کے کچھ نہیں۔

متعلق مرزا صاحب کے تضاد میں اگر کوئی معقولیت اور تطبیق پیدا کی جاسکتی ہے تو صرف اس طرح کہ ان کو مختلف ادوار و عمارتوں مختلف زمانوں سے متعلق قرار دیا جائے، جس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب پر تین دو گزرے ہیں :-

پہلا دور وہ تھا جب مرزا صاحب سب مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے، اور امت کے اجماعی عقائد و نظریات کو بلا کسی جدید تاویل و تحریف کے تسلیم کرتے تھے، اور ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے کچھ چیزیں لکھتے تھے ۔

دوسرا دور وہ تھا جس میں انھوں نے کچھ دعوے شروع کئے، اور ان میں تبلیغ سے کام لیا، مجدد ہوئے، تہدی بنے، یہاں تک کہ مسیح موعود بنے۔ یہاں پہونچ کر یہ خیال آنا ناگزیر تھا کہ مسیح موعود تو اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم رسول و نبی اور صاحب وحی تھے، عقیدہ ختم نبوت کے ہوتے ہوئے کسی نے شخص کا مسیح موعود بننا تو ختم نبوت کے خلاف ہے، اُس وقت انھوں نے ختم نبوت کے معنی میں تحریفیں شروع کیں، نبوت کی خود ساختہ چند قسمیں تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بردی، لغوی، اور مجازی بتلا کر ختم نبوت کے یقینی عموم و اطلاق کو مشکوک کرنا چاہا، اور اپنی مزعومہ اقسام نبوت سے بعض قسموں کا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاری رہنا بتلایا اور اپنے حق میں اسی جاری رہنے والی نبوت کے مدعی بن گئے۔

تیسرا دور وہ تھا جس میں تاویل و تحریف سے بے نیاز ہو کر کھلے طور پر ہر قسم کی نبوت کے بلا تفریق تشریعی و غیر تشریعی سلسلے جاری و سرار دیئے اور خود کو صاحب شریعت نبی بتلایا ۔

دوسرا دور انیسویں صدی عیسوی کے آخر یا بیسویں صدی کے شروع میں تھا، پہلا اس سے پہلے اور تیسرا اس کے بعد ۔ بیان مذکور کی تصدیق میں مرزا صاحب کی اپنی تصانیف سے نیز ان کے خلیفہ و دم کی چند تحریروں سے نقل کیا جاتا ہے ۔

پہلا دور

۱ - اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں، یا جن نبی اور رسول کی تعریف ۱۸۹۱ء میں

احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں، یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں؟ (خطیب موعود، ۱، اگست ۱۸۸۱ء، مطبوعہ مباحثہ راولپنڈی ۱۳۵۵ء)

۲۔ ”جیسا کہ حضرت اقدس نے حضرت عیسیٰ کی اس امت میں بحیثیت نبی آسکنے کے دلائل میں فرمایا ۱۔ (۱) یہ دونوں حقیقتیں (نبوت اور امتیت، ناقلاً) متناقض ہیں (ریویو، ۱۷) رسول اور امتی کا مفہوم متباین ہے۔ (ازالہ اوہام ۵۴۵ء)

۳۔ ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا تَعْلَمُ أَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيمَ الْمُتَفَضِّلَ لِيَهِيَ نَبِينَا صَلَاحُ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ امْتِنَانٍ وَفَسْرَةٍ نَّبِينَا فِي قَوْلِهِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ (حدیث النبی مصنفہ مرزا غلام احمد)

۴۔ قرآن شریف میں ختم نبوت کا بحال تصریح ذکر ہے، اور پرنے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ خرافات ہے، حدیث ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ میں نفی عام ہے۔ (ایام اہل بیت، ۱۳۷ء) ۵۔ ”کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا، اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ میں واضح طور پر فرمادی، اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باپ وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا گھلنا جائز قرار دیں گے، اور یہ صحیح نہیں ہے، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے، اور ہمارے رسول کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے، ورنہ آں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔ (حماۃ البشری ۲۴۵ء، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۶۔ ”آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور حدیث ”لَا نَبِيَّ بَعْدِي“ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا ہر لفظ قطعی ہے اپنی آیت ”لَكِنَّ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ سے اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کنز الباری ۲۴۵ء)

۱۔ ریویو مباحثہ ثلوی و چکڑاوی، جلد ۱۹ ص ۲۱۶۔ ۲۔ روحانی خزائن، ج ۳ ص ۴۱۰۔

۳۔ ایضاً ج ۷ ص ۲۰۰۔ ۴۔ ایضاً ج ۱۳ ص ۳۹۳۔ ۵۔ ایضاً ج ۱۳ ص ۲۱۷-۲۱۸۔

حاشیہ از مرزا غلام احمد قادیانی

۷۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے، اور جو حدیثوں میں تبصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لائے نہ سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں صحیح اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ (ازالہ ادلام ص ۵۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۸۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا، کیونکہ رسول کو علم دین توسط جبریل ملتا ہے، اور اب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے، اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ ادلام ص ۵۶، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۹۔ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ نبی دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے، اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔ (ازالہ ادلام ص ۵۷)

۱۰۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبریل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے، اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہے پیدا ہو جائے، اور جو مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے، فتدبر۔ (ازالہ ادلام حصہ دوم ص ۵۸)

۱۱۔ اور اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے، اور نہ یہ شایان شان ہے کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔ (آئینہ کمالات انسان ص ۴۷، از مرزا غلام احمد)

۱۲۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا ہے، اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں، کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں، اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو

لہذا حاتی خزائن ج ۳ ص ۴۱۲، ایضاً ج ۳ ص ۵۱۱، ایضاً ج ۳ ص ۴۳۲، ایضاً ص ۴۱۳، ایضاً ص ۳۴۴

بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں یہ درمزا غلام احمد کا تحریری بیان ہے
بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۸۹ء جامع مسجد ملی کے جلسہ میں دیگیا، مندرجہ تبلیغ رسالت ختم نبوت ص ۲۴
۱۳۔ ”ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کے قائل ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں“
داعیہ دارمزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۰ شعبان از تبلیغ رسالت ص ۲۴

۱۴۔ دماکان لی ان ادعی النبوة واخرجه عن الاسلام والحق
بقوم کافرین (مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام
سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں؟ (حکمت البشر ص ۹۶)

دوسرا دور ۱۸۹۹ء کے بعد

۱۵۔ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں،
نبی کی تعریف میں تبدیلی | شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا، اور بغیر شریعت کے
آسکتا ہے، گروہی جو پہلے امتی ہو پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی؟
(تجلیات الہیہ ص ۲۵)

ختم نبوت کے معنی کی تحریف اور | ۱۶۔ ”نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ
دے دیے لفظوں میں دعویٰ نبوت | مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ
الہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری
شریعت لادے، کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حتم ہے؟
(تجلیات الہیہ ص ۲۵)

۱۷۔ ”تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ وہ نعمتیں کیونکر پاسکتے ہو، لہذا
ضرور ہو کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء
وقتاً فوقتاً آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ، اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ
کرو گے، اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے؟ ایک پھر سیکوٹ ص ۲۴

۱۸۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاک جو غیب پر مشتمل ہو، زبردست

۱۔ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵ ۲۔ ایضاً ج ۲ ص ۲۹۷ ۳۔ روحانی خزائن ج ۴ ص ۲۹۷ ۴۔ ایضاً ج ۲ ص ۲۹۷
۵۔ ایضاً ج ۲ ص ۳۰۱ ۶۔ ایضاً ج ۴ ص ۲۲۷

پیشینگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رد سے
نبی کہلاتا ہے۔“ (تقریر حجۃ اللہ ص ۲، نیز اخبار الحکم ۲ مئی ۱۹۰۸ء) (مباحثہ
راولپنڈی ص ۱۲۱)۔

۱۹۔ ”یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے، کہ نبی کے حقیقی معنوں پر
غور نہیں کی گئی، نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو
اور شرف مکالمہ و مخاطبۃ الہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لئے
ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری کہ صاحب تشریح رسول کا متبع نہ ہو۔“
(ضمیمہ برائین پنجم ص ۱۳۵)۔

۲۰۔ ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی
بمشرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا،
مگر بغیر شریعت کے“ (تجلیات الہیہ ص ۲۱)۔

۲۱۔ ”میں کوئی نیا نبی نہیں، مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں“ (راجم
۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء)۔

۲۲۔ ”اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردی کی برکت سے
ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں، اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی“
(حقیقۃ الوحی ص ۲۵ حاشیہ)۔

۲۳۔ خدا کی جہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردی کرنے والا
اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے۔“
(حقیقۃ الوحی ص ۹۶ حاشیہ)۔

۲۴۔ ”اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے
اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی، وہی
مسیح موعود کہلائے گا۔“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ حاشیہ)۔

۲۵۔ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء، ابدال، اقطاب اس امت میں سے
گزر چکے ہیں، ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے

لے روحانی خزائن ج ۳۱ ص ۳۱۰۔ لے ایضاً ج ۳۲ ص ۳۲۰۔ لے ایضاً ج ۳۳ ص ۳۳۰۔ لے ایضاً ج ۳۴ ص ۳۴۰۔

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں :- (حقیقۃ الوحی ص ۳۹)

۲۶۔ "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمدؐ اور احمدؐ میں مستثنیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں :- (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۷)

۲۷۔ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں، دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کیفیت کیفیت و سرور سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشینگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں، اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے، پس ہم نبی ہیں :- (بدلہ رابطہ ص ۱۳۷)

۲۸۔ "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاءؑ نے نبی اللہ رکھا ہے :- (نزول مسیح ص ۴۷)

۲۹۔ "میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے :- (نزول مسیح ص ۴۷ حاشیہ)

۳۰۔ "اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریمؑ کہلایا، چونکہ مرکب ایک امتی فرد ہے، اور عیسیٰ ایک نبی ہے، پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی :- (ضمیمہ بلین پنجم ص ۱۸۹)

۳۱۔ اس مرکب نام (امتی نبی) کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تاکہ عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے، کہ تم تو عیسیٰ بن مریمؑ کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے، حالانکہ وہ امتی ہے :- (ضمیمہ براؤن پنجم ص ۱۸۹)

۳۲۔ "پس باوجود اس شخص (مسیح موعود، ناقل) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد و احمدؐ کہا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا :- (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۷)

لہ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶۔ لہ ایضاً ج ۱۸ ص ۲۱۱۔ لہ ایضاً ج ۱۸ ص ۴۲۷۔ لہ ایضاً ج ۱۸ ص ۳۸۱۔
لہ ایضاً ج ۲۱ ص ۳۶۱۔ لہ ایضاً ج ۲۱ ص ۳۵۵۔ لہ ایضاً ج ۱۸ ص ۲۰۹۔

۳۳۔ "اللہ جل شانہ" نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشی ہوئی اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی ہے (حقیقۃ الوحی ص ۹ حاشیہ)

۳۴۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں، اور میں مستقل طور پر نبی ہوں، مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسی کا نام پا کر اس کے واسطے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں، مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کے پکارا ہے، سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا" (ازمباحثہ راولپنڈی ص ۱۳)

۳۵۔ "وَنُومِنُ بَاثِقَهُ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ إِلَّا الَّذِي رَجَى مِنْ نِيْضِهِ وَآظْهُرِهِ وَعَدَاةٍ" (ازمباحثہ راولپنڈی ص ۱۳)

تیسرا دور

۳۶۔ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں درِ رسالت و وحی نبوت میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے" (تمہ حقیقۃ الوحی ص ۶، ازمباحثہ راولپنڈی ص ۱۳)

۳۷۔ "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى تَبْعَثَ رَسُولًا" پس اس سے آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے، اور وہی مسیح موعود ہے (تمہ حقیقۃ الوحی ص ۶، ازمباحثہ راولپنڈی ص ۱۳)

لے روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰ لے ایضاً ج ۱۸ ص ۲۱۰-۲۱۱۔ لے ایضاً ج ۲۲ ص ۵۰۳ لے ایضاً ج ۲۲ ص ۵۰۰

بلا دلیل ہے خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امور نہی بیان کئے، اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی رُو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً قُلْ لِّلَّذِیْنَ آمَنُوا مِنِّیْیُنْ یَعْفُوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا اَنْفُسَهُمْ ذٰلِکَ اُذْکٰی لَہُمْ، یہ برائین احمدیہ میں بیج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور اس پر برس کی عمر گز گئی، اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ الصَّحِیْفَ الْاُولٰی صَحِیْفَ اِبْرٰہِیْمَ وَ مُوسٰی، یعنی و سرائی تعلیم میں بھی موجود ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے کہ جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر تورات یا قرآن میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی، غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتاہ اندیشیاں ہیں۔

اسی کتاب کے حاشیہ نمبر ۷ میں لکھتے ہیں:۔

”چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میکہ اور پرہوتی ہے ٹلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے، جیسا کہ ایک الہام الہی کی یہ عبارت ہے:۔ وَ اٰصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحِّیْنَا اِلَیْکَ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَتَوْفَ اُنْزِلْ بِہِمْ، یعنی اس تعلیم و تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی سے بنا، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، یہ خدا کا لائحہ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر ہے، اب دیکھ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا، اور تمام انسانوں کے لئے

اے دارِ نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں
سُنئے : (حاشیہ البعین ص ۱)

تمام انبیاء علیہم السلام کی ہمہری بلکہ | ۵۳۔ "میں آدم ہوں، شیث ہوں، نوح ہوں،
ان سے افضلیت کا دعویٰ ادا کی تو میں | میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں اسمعیل ہوں،

میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں
عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا منظر اتم ہوں، یوں ظلی طور
پر میں محمد اور احمد ہوں؟ حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱، نزول مسیح ص ۱، از ختم نبوت ص ۱
۵۴۔ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے :
(دافع البلاء صفحہ ۲) از ختم نبوت صفحہ ۸

۵۵۔ "خلافے اس امت میں مسیح بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی
تمام شان میں بہت بڑھ کسے، مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے، اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں
ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا :
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۵)

۵۶۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور
نانیاں آپ کی زناکار اور کبھی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود
ظہور پذیر ہوا : (حاشیہ انجام آتم صفحہ ۷) پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی
باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا : (ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۴) یہ بھی یاد رہے
کہ آپ کو کچھ جھوٹ بولنے کی عادت تھی : (حاشیہ ضمیمہ انجام آتم صفحہ ۵) انزال کلاں ص ۱
اعجاز احمدی صفحہ ۱۲ و ۱۳، انزال ادا ص ۳۲ و ۳۳، کشتی نوح صفحہ ۱۶، از ختم نبوت ص ۱

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم | ۵۷۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
سے افضلیت کا دعویٰ | کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے : (تحفہ گوہر ص ۱۳)
اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ بتلائی ہے۔

۵۸۔ لہ خفف القمر المنیر دان لی عسا القمران المشرقان

انتکبر، اس کے لئے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) چاند

لہ حاشیہ ص ۲۳۵، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۷۶، ج ۱۸ ص ۳۸۲، لہ ایضاً ص ۲۳۰، لہ ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۲
لہ ایضاً ج ۱۱ ص ۲۹۱، لہ ایضاً ج ۱۱ ص ۲۸۹، لہ ایضاً ج ۱۴ ص ۱۵۳، لہ ایضاً ج ۲۱ ص ۷۲۔

کے خوف کا نشان ظاہر ہوا، اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں، اب کیا تو انکار کرے گا؟ (اعجاز احمدی صفحہ ۱۷)

۵۹۔ ایک غلطی کا ازالہ (اشتہار) میں "حضرت مسیح موعود" نے فرمایا
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلٰى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ كَ الْهَامِ میں محمد رسول اللہ سے میں مراد ہوں اور محمد رسول اللہ خدا
نے مجھے کہا ہے؟ (اخبار الفضل قادیان جلد ۵، مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۵ء)

۶۰۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا، بلکہ آگے
بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لاکھڑا کیا؟ (مکتبہ الفضل
مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ دیوان آف ریلیجز صفحہ ۱۲ جلد ۱۲)

۶۱۔ "محمد پھر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی مثال میں
محمد دیکھنے میں جس نے اہل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(از قاضی ظہیر الدین صاحب اکتل قادیانی منقول از اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء)

۶۲۔ محمد میں اور ہمارے میں بڑا فرق ہے، کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت

خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے؟ (نزل ایضاً غلام احمد صاحب، صفحہ ۹۶)

حدیث رسول کی توہین | ۶۳۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے
ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے اوپر
نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف
کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں، اور دوسری حدیثوں کو ہم
رذی کی طرح پھینک دیتے ہیں؟ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۰) اور
تحفہ گو لہڑیہ صفحہ ۱۰)

لپے نہ مانتے والے تمام مسلمانوں کو | ۶۴۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور
مغلط گالیاں اور سب کی تکفیر | تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف
رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے؟ (الہام مرزا غلام احمد
صاحب تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۶۷)

۶۵۔ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق

لے روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳ ۱۵ ایضاً ج ۱۹ ص ۱۳۰۔ ۱۵ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵۔

کر لی ہے مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا؛ (آئینہ کلمات صفحہ ۵۳)

۶۶۔ ”جو شخص میرا مخالفت ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے“

(نزل مسیح صفحہ ۴، تذکرہ صفحہ ۲۲، تحفہ گوہر دیہ صفحہ ۳۱، تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۱۲۴)

۶۷۔ ”بلاشبہ ہمارے دشمن بیا بانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں

گتھوں سے بھی بڑھ گئیں“ (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰، دشمن صفحہ ۲۹۴)

۶۸۔ ”جو شخص ہماری فتح کا قاتل نہ ہوگا تو مصافحہ سمجھا جائے گا کہ اس کو

ولد الحرام بننے کا شوق ہے“ (انوار الاسلام صفحہ ۳۰)

۶۹۔ ”ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے مقبول

نہیں کیا وہ مسلمان نہیں“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

۷۰۔ کفر دو قسم ہے (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے

انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا،

(دوئم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام

حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جانتے کے بارے میں خدا

رسولؐ نے تائید کی اور پہلے نبیوں کے کتابوں میں تاکید پائی جاتی ہے پس

اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے سرِ مان کا منکر ہے اگر غور سے دیکھا جائے

تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

۷۱۔ ”دنیا میں ماموروں کے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں اور ان قبولوں

کے مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں، اور وہ امن و امان کے قلعہ کی چابی

اور داخل ہونے والوں کی پناہ ہیں، تو پھر کیا حال ہوگا اس کا جس نے اس

کی چابی کو کھول دیا، اور قلعہ میں داخل نہ ہوا، اور باہر نکالے ہوئے لوگوں

کے ساتھ مل کر بیٹھ رہا، اور فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بد بخت ہیں اور اس

جتن میں سے ایسا کوئی بھی بدطالع نہیں، ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا

دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا“ (الہدیٰ صفحہ ۴، غلام احمد)

۷۲۔ کافر کہنے والا بہر حال منکر ہوگا اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے

وہ بہر حال کافر ٹھہر گیا“ (برائین احمدیہ جمعہ پنجم طبع دوم صفحہ ۶۲، خاتمہ بحث صفحہ ۳۶)

۱۔ روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۴۸-۵۴۹، ایضاً ج ۱۳ ص ۵۳، ایضاً ج ۹ ص ۳۱، ایضاً ج ۲۲ ص ۱۶۷

۲۔ ایضاً ج ۲۲ ص ۱۸۵، ایضاً ج ۱۸ ص ۲۵-۲۶، ایضاً ج ۲۱ ص ۸۲

۷۳۔ ”الجواب، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتی قرار دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا پر اقرار کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے، پس جب کہ میں نے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر اقرار کیا ہے اس صورت میں نہ میں کافر بلکہ بڑا کافر ہوا، علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا و رسول کی پیشینگوئی موجود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۲، از غلام احمد)

۷۴۔ فضل حسین بیرسٹر نے کوئی چھ مرتبہ التجا کی کہ ہم لوگ کافر نہیں کہتے یا جو لوگ کافر نہیں کہتے ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے، تو حضرت (مرزا غلام احمد) نے بجائے اجازت کے فرمایا نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہم تو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہنے والوں کے ساتھ ہی سمجھتے ہیں۔ (فیملہ حکم نمبر ۳۳، منقول از مناظرہ راولپنڈی صفحہ ۲۶۵)

۷۵۔ جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں اصل میں وہ بھی ہمارا مکذّب ہے، اور جو ہمارا مصدّق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے، ایسے لوگ دراصل منافق طبع ہیں۔ (بدیع ۱۲۲، پٹنہ ۱۹۰۳ء)

۷۶۔ ”بہر حال کسی کے کفر اور اس کے اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے، ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے، اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مؤاخذہ سے بری ہے، اور کافر کو منکر ہی کہتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۱)

۷۷۔ ”پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر نہیں کہتا مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا، بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے، اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں آئے کچھ توقف ہو

کافر قرار دیا گیا ہے، پس سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت صاحب نے اس معاملہ میں کس قدر تشدد سے کام لیا ہے، اور عقل بھی یہی چاہتی ہے، کیونکہ اگر ایک ہندو رسول اللہ کو سچا مانے اور دل میں اقرار بھی کرے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے، ہاں بعض واقعات کی بنا پر ابھی کلمہ کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے تو ہم اسے کبھی بھی مسلمان نہیں سمجھتے، بلکہ اُسے کافر ہی سمجھتے ہیں، اور شریعت اسلام کبھی اس کے ساتھ ناتہ رشتہ کو جائز نہیں رکھتی، یعنی اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کے بیاہ دینے کی اجازت نہیں دیتی، پس اسی طرح غیر احمدی کا حال ہے، جو ہمارے حضرت صاحب کو دل میں سچا جانتا ہے لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردد ہے، پس جو لوگ ابھی آپ کے دعوے کے ماننے میں متردد ہیں اُن کی نسبت حضرت صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ میں حضرت صاحب کی عبارتیں اُد پر نقل کر آیا ہوں، رد تشہید الاذہان صفحہ ۳۱ و ۳۲ بابت اپریل ۱۹۱۱ء مرزا بشیر الدین محمود قادیانی (

۷۸۔ اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے؟
 (انوار خلافت مرزا بشیر الدین محمود قادیانی، صفحہ ۹۰)

۷۹۔ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد میں“ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

ختم نبوت کے معنی کی تحریف تاویل | اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحیؐ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :- میں متضاد اور بے سمجھی باتیں

(۱) ”اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ

سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے، اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی؟ گویا خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں، بلکہ انبیاء کی ٹہریں کہ نبی بنانے کی قدرت و اختیار آپ کو دے دیا گیا ہے، آپ کو نبوت کی ٹہر دے دی، آپ جتنے چاہیں نبی بنا سکتے ہیں۔

(۲) اور اپنی کتاب نزولِ مسیح کے صفحہ ۳ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:-

” میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبارِ ظلیت کا ملکہ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے، پس باوجود اس شخص (مرزا صاحب) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ (ایک غلطی کا اناںہ)

اس سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی تو وہی ہیں جو سب مسلمان سمجھتے ہیں، لیکن مرزا صاحب کا نبی ہونا اس کے منافی نہیں، کیونکہ (معاذ اللہ) میں محمد احمد ہیں۔ (ذی اللہ علیہ السلام)

(۳) تجلیاتِ الہیہ صفحہ ۹ کے حاشیہ میں ہے:-

” نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرفِ مکالمہ و مخاطبہ الہیہ حاصل کرے اور تجدیدِ دین کے لئے مامور ہو، یہ نہیں کہ کوئی دوسری شریعت لا دے، کیونکہ شریعت آنحضرت

عہ گوانسوس ہے کہ مرزا صاحب کی تحریک ایسا جھگڑا ہے کہ کچھ درد نکل جانے کے بعد انھیں خود بھی اپنا پہلا کلام یاد نہیں رہتا۔ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر یہ لکھتے ہیں: ” جس قدر مجھ سے پہلے ادلیا، ابدال، اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ یہاں ان کو یہ بھی دھیان نہیں رہا کہ خاتم النبیین علی لفظِ مثبتین جمع ہے اگر مرزا صاحب کے اسنادِ کردہ معنی خاتم النبیین کے لئے جاوید تھے وہ اس وقت تک زندہ نہیں آسکتا جب تک ایک سے زائد نبی آپ کی ٹہر سے نہ بنے ہوں، اگر آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم کا کمال اس میں ہو کہ آپ کی ذریعہ لوگ نبی بنیں تو کیا ساری امت جس سے صرف ایک شخص کو وہ بھی تیرہ سو برس کے بعد آپ نبی بنا سکے، صحابہ تابعین اور امت کے تمام اکابر میں کوئی اس قابل نہ تھا کہ آپ کی ٹہر سے نبی بن جاتا ۱۲ منہ

لہ روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۳۸۱۔ لہ ایضاً ج ۲۰ ص ۳۰۱۔ لہ ایضاً ج ۲۲ ص ۴۰۶۔

صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے :

اس میں ختم نبوت کے معنی کا یہ حاصل ہوا کہ شریعت ختم ہے نبوت ختم نہیں۔ غرض جب سے مرزا صاحب دوسرے دور میں داخل ہوئے اور نبی بننے کا شوق داغ ہوا تو خاتم النبیین اور مسئلہ ختم نبوت کو اپنی راہ میں حائل پا کر اس کی تحریف و تاویل شروع کی لیکن اس میں بھی حسب دستور کسی ایک تحریف پر قائم نہ رہے۔ کبھی خاتم النبیین ہی کے معنی بدل کر ختم نبوت قرار دیا، کبھی ختم نبوت کے معنی کو اپنے معرود و مشہور معنی میں رکھ کر ظلی و برزی نبوت کی قسمیں ایجاد کیں اور ظلی نبی کو عین محمد و احمدؑ تسلیم کر ختم نبوت کی زد سے باہر آنے کی سعی فرمائی، اور کہیں ختم نبوت میں ایک قید بڑھا کر اس سے گلو خلاصی کی فکر کی کہ ختم ہونے والی نبوت وہ ہے جس کے ساتھ شریعت بھی ہو، مطلق نبوت کا اہتمام مراد نہیں، مرزا صاحب کی نبوت اور قادیانی تعلیمات اور عقائد سے توبہ کرنے کے لئے تو میرے خیال میں قرآن و حدیث سے دلیل لانے کی ضرورت نہیں، خود مرزا صاحب کی متضاد اور بے نیکی باتیں پڑھ لینا ایک منصف مزاج سلیم الفہم انسان کے لئے کافی ہے، اور تمام لٹریچر پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں، جتنی باتیں اس مقدمہ میں نقل کر دی گئی ہیں، ان کا بھی ہر اہل عقل و دیانت پر بلاشبہ یہی اثر ہوگا، لیکن عام مسلمانوں کے سمجھنے اور نفس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے فی الجملہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کے ذریعہ اس مسئلہ کے ہر پہلو کو واضح کر دیا جائے، اسی مقصد کے لئے یہ کتاب بنام ختم نبوت لکھی گئی ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

مقصود کی تقسیم چار حصوں میں | چونکہ اس بحث میں ہمارا رویہ سخن ایک ایسی جماعت کی طرف ہے جو مدعی اسلام ہے، اور قرآن و حدیث اور اجماع امت کا اتباع کرنے کا دعویٰ رکھتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسئلہ زیر بحث کو اصول اسلام اور احکام شرعیہ کی بنیوں قطعی حجت (یعنی قرآن، حدیث، اجماع) سے علیحدہ علیحدہ تین حصوں میں واضح کر کے پیش کریں، اس لئے ابتداءً اس رسالہ کے تین حصے قرار دیئے گئے،

اول ختم النبوة فی القرآن، جس میں آیات قرآنیہ سے اس مسئلہ کا قطعی احوال واضح ثبوت پیش کیا جائے اور ان کے متعلق جو مخالف کے شبہات ہیں ان کا منصفانہ جواب دیا جائے۔

دوسرے ختم النبوة فی الحدیث، جس میں احادیث نبویہ سے اس مسئلہ کو منقطع کیا جاوے اور شبہات مخالفین کے جوابات دیئے جاویں۔

تیسرے ختم النبوة فی الآثار، جس میں اجماع امت اور اقوال سلف صحابہ تابعین اور ائمہ دین اور ہر طبقہ کے علماء راہنہ یعنی علماء عقائد و کلام، مفسرین، محدثین، فقہاء، صوفیاء وغیرہم کی تحقیقات و تصدیقات اس مسئلہ کے متعلق پیش کی جاویں، اسی کے آخر میں کتب قدیمہ توراۃ و انجیل وغیرہ سے بھی اس مسئلہ کے ہر پہلو کو کھولا جاوے اور عقلی دلائل سے بھی ختم نبوت کا ثبوت دیا جاوے۔

چوتھے اس کے بعد اس کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ جن چیزوں کو قادیانی امت اپنے مذہب یعنی بقاء نبوت کے دلائل کہہ کر لوگوں کو فریب دیتی ہے، اُن کے جوابات تحقیق و انصاف کے ساتھ دیئے جاویں۔

پانچویں، مرزا کے ذاتی حالات و مقالات اور احلاق و اعمال کو جمع کیا جاوے جس سے معلوم ہو سکے کہ اگر بالفرض نبوت ختم بھی نہ ہوا اور دنیا کا ہر مسلمان نبی بن سکے تب بھی مرزا جی کو نبوت حاصل ہونا محال ہے۔

ابتدائی تین حصے اس کتاب میں موجود ہیں، چوتھے اور پانچویں حصہ کا ارادہ اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ اس موضوع پر بہت سی مختصر و مفصل کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اس کے لئے اب کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہ رہی۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ؛

—————

ختم النبوة
في القرآن

حصّة أول

١٢٧

ختم النبوة في القرآن

ختم النبوة فی القرآن

حصہ اول

قرآن مجید وہ کتاب عزیز ہے کہ جس کی ایک ایک اذیہ پر اہل عالم کی جانیں اور اموال شربا لہ ہیں، اور اس کے ہر اشارہ پر مسلمانوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں، بہت کافی تھا کہ مسئلہ زیر بحث میں بھی ایک اشارہ پر کفایت کرتا، لیکن خدائے عظیم خبیر ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا مسئلہ زیادہ قابل اہتمام ہے، اور اس مسئلہ کے بیان کی اشد ضرورت پڑنے والی ہے، اس نے اپنے اذلی کلام میں اس مسئلہ کا ہر پہلو اس قدر واضح کر دیا کہ کسی مسلمان کو جس کے دماغ میں فہم کا کچھ مادہ اور قلب میں تھوڑا سا خدا کا خوف اور اس کی کتاب کی کچھ عظمت ہو اس کے لئے کسی قسم کے شک بلکہ تاویل و تفسیر کی بھی گنجائش نہیں چھوڑی، پھر نہ صرف ایک مرتبہ اور ایک جگہ بلکہ متعدد مرتبہ اور مختلف مقامات میں مختلف طرز بیان سے اس مسئلہ کو ذہن نشین کیا گیا، جس کو میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔

تفسیر قرآن کا معیار صیح کیا ہے؟ | ہر زبان اور ہر لغت میں کسی کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ اس لغت کے مفردات اور قواعد ترکیب وغیرہ معلوم کئے جائیں، اسی طرح ہر کلام کی مراد متعین کرنے کے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ مشکل اور مخاطب کو پیش نظر رکھا جائے۔

کیونکہ عموماً لغت اور زبان کے اعتبار سے ہر کلام کے مختلف معنی اور مختلف مرادیں ہو سکتی ہیں، جب تک کہ خصوصیات مشکل و مخاطب کو حکم نہ بنایا جائے معنی مراد اور

مقصود کو متعین نہیں کیا جاسکتا ، اور جب کہیں ان خصوصیات سے قطع نظر کر کے کلام کی مراد بتلائی جاتی ہے ، تو اکثر ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں ، اور بہت سی غلطیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے ۔

معانی اور بلاغت کے فنون میں اس مضمون کو بوضاحت بیان کیا گیا ہے ، اس جگہ صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

دیکھئے اگر ایک شخص کہتا ہے کہ ” بارش نے زمین میں گھاس اور درخت اگائے ہیں “ تو اگر اس کا کہنے والا ایک توحید پرست مسلمان ہے تو ہر عقلمند اس کلام کے یہ معنی سمجھے گا کہ بارش گھاس اُگنے کا ظاہری سبب ہے ، اور اگر کہنے والا کوئی دہریہ مادہ پرست ہے تو یہی کلمہ کفر سمجھا جائے گا ، اور اس کی مراد یہ قرار دی جائے گی کہ وہ بارش کو گھاس اور درخت وغیرہ پیدا کرنے میں موثر حقیقی کہتا ہے ، جو قطعاً کفر ہے ، دیکھئے کہ مشکل کے حوالے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک کلام کی مراد میں کس قدر شدید اختلاف ہو گیا ، ایک کلمہ جبکہ مسلمان کہتا ہے تو اس کی مراد صحیح ہے اور کفر کی کوئی وجہ نہیں ، اور کوئی دہریہ کہتا ہے تو یہی کلمہ کفر بن جاتا ہے ۔ (دیکھو مختصر معانی و مطول وغیرہ) ۔

اسی طرح بعض اوقات میں مخاطب کے بدل جانے سے کلام کی مراد بدل جاتی ہے ایک عالم فاضل کے لئے جب علامہ کہا جاتا ہے تو اس کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے اور یہی لفظ جب کسی اُن پڑھ جابل کے حق میں بولا جاتا ہے تو اس کا استہزار اور ٹھٹھا کرنا منظور ہوتا ہے ۔

اسی طرح بیوی کو محترمہ کہہ کر طلاق مراد لی جاسکتی ہے جو ابغض المباحات اور نہایت مکروہ چیز ہے ، اور دوسری عورتوں کو یہی لفظ کہنا ان کی تعظیم و تعریف میں داخل ہے ، اسی طرح زمانہ اور مکان اور دیگر خصوصیات مشکل و مخاطب کے اختلاف سے کلام کی مراد میں شدید اختلاف پیدا ہو جاتا ہے ، تھوڑے سے غور کرنے سے ہر ایک زبان میں ہر انسان اس قسم کی ہزاروں مثالیں بیان کر سکتا ہے جن کی تفصیل اس جگہ بے موقع ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر زبان میں جس طرح کلام کی مراد معلوم کرنے کے لئے اس زبان کی لغت اور قواعد صرفیہ و نحویہ کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح یہ بھی ہم ضرورت میں سے ہے کہ خصوصیات مشکل و مخاطب کو زیر نظر رکھ کر مراد متعین کی جائے ، اور جو کلام

کی مراد اُس کے بغیر بیان کی جانے والی بالکل ناقابل اعتساب ہے، کیونکہ اکثر کلام میں نفس لغت کے اعتبار سے چند احتمال ہو سکتے ہیں ان میں سے معنی مراد کی تعیین صرف خصوصیات مذکورہ پر موقوف ہوتی ہے۔

اسی اسلوب پر خدائے قدوس کا کلام بھی باعتبار لغت و قواعد ترکیب اکثر مواضع میں مختلف معانی کا تحمل ہو سکتا ہے اور ان کی متعدد مرادیں بن سکتی ہیں، اور حسب دستور ان میں بھی فیصلہ صرف خصوصیات مذکورہ سے کرنا ہوتا ہے۔

ابن سعد نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ۔

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خوارج سے مناظرہ کرنے کے لئے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آیات قرآنیہ کو مناظرہ کا معیار

مست بناؤ بلکہ احادیث پیش کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

امیر المؤمنین قرآن مجید ہی سے مناظرہ کرنے میں کیا اندیشہ ہے، ہم بفضلہ

تعالیٰ قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، ہمارے ہی گھروں میں قرآن نازل

ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے سچ کہا، لیکن قرآن مجید ایک مختصر

اور معجز کلام ہے جو مختلف احتمالات کا تحمل کرنے والا اور ذودوجہ ہے، اگر

اس کے سمجھنے اور اس کی تفسیر کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور

آپ کی احادیث کو نہ بنایا گیا تو ایک آیت کی تفسیر میں تم بھی کچھ کہتے رہو گے

اور وہ بھی کچھ بولتے رہیں گے، کوئی بات فیصلہ کن نہ ہوگی، چنانچہ حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو تسلیم کر کے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ خوارج کے

ہاتھ میں سوائے رسوائی کے کچھ نہ رہا۔“

(کذا فی الاتقان، صفحہ ۱۳۲، جلد ۱)

اس روایت میں اور تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ

قرآن مجید ذودوجہ ہے، اس کے ایک کلام میں بحیثیت زبان مختلف معانی کا احتمال

ممکن ہے، اور جب تک اس کی مراد متعین کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

تعلیم اور خصوصیات مذکورہ کا لحاظ نہ رکھا جائے اس کی حقیقی اور صحیح مراد کو پہنچنا مشکل

ہے، اور دوسری طرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ قرآن ہمارے گھروں

میں نازل ہوا اس لئے ہم قرآن مجید کو ان سے زیادہ سمجھتے ہیں، اس سے یہ ثابت ہوا کہ خصوصیات مشکل و مخاطب کو کلام کے سمجھنے میں بڑا دخل ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کے اکثر جملوں میں لغت عرب اور قواعد نحو و صرف کے اعتبار سے مختلف معانی کا احتمال ہو سکتا ہے، ان احتمالات میں سے کیا صحیح ہے کیا غلط، اس کے پہچاننے کے لئے کوئی معیار ہونا ضروری ہے، ورنہ ہر شخص جو معنی چاہے گا وہ اختیار کر لے گا اور فیصلہ کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

اس سے پہلے کہ ہم ختم نبوت کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات پیش کریں اس امر کا طے کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ تفسیر قرآن کا صحیح معیار کیا ہے، جس سے ہم معلوم کر سکیں کہ فلاں تفسیر صحیح ہے اور فلاں غلط۔

تفسیر قرآن کا معیار ارد | جن حضرات نے علوم قرآنیہ کے اصول پر کتابیں لکھی ہیں انہوں
اس کا صحیح طریقہ! نے اس مسئلہ کو اہم قرار دے کر مفصل تقریر فرمائی ہے۔ ہم
اس جگہ شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" کی عبارت کا خلا
ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس کو انہوں نے جمہور علماء سے نقل فرمایا ہے:-

قرآن مجید کی تفسیر مذکورہ ذیل طریقوں پر علی الترتیب قابل اعتماد ہوگی، اور جو تفسیر ان طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی نہ ہو وہ قرآن کی تحریف سمجھی جائے گی۔

(۱) مقدم اور سب سے زیادہ قابل اعتماد اس باب میں وہ تفسیر ہے جو خود قرآن مجید ہی کی دوسری آیات سے مستفاد ہو، کیونکہ اس کلام پاک میں اگر ایک مسئلہ کو کسی جگہ مبہم ارشاد فرمایا ہے، تو اکثر دوسری جگہ اس کی تفصیل کر دی گئی ہے، علامہ ابن جوزی نے تفسیر القرآن بالقرآن پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے، جس میں قرآن کی مبہم آیات کی

لہ کما فی تفسیر قولہ تعالیٰ یَا أَیُّهَا الرُّسُلُ نَبِّئْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکُمْ مِنْ رَبِّکُمْ مِنْ رُوحِ الْمَعَانِی قَالِ الْاَوَّلُ صَحَّ الْقُرْآنُ علوم الاولین والآخرین بحیث لم یحط بہا علما، حقیقۃ الاسلام بہائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلاصہ استاثیر سبحانہ، ثم ورت عنہ معظم ذلک سادات الصماۃ واعلامہم مثل الخلفاء الاربعۃ و مثل ابن مسعود و ابن عباس رضی قَالِ لَوْ ضَاعَ لِي عَقَالٌ لَعِیرَ لَوْ جِدْتَنِي كِتَابَ اللَّهِ ثُمَّ ورت عنہم التابعون باحسان ثم تقاصرت الہم و قدرت العزائم عن جمل ماجملہ الصماۃ و التابعون فتوسخا فنونہ، تقامت کل طائفۃ بغن من فنونہ (روح المعانی صفحہ ۱۷۰، پارہ ۶)

دوسری آیات سے شرح کی گئی ہے، اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا التزام کیا ہے کہ ایک آیت کی تفسیر اگر کسی دوسری آیت سے ہو سکتی ہے تو سب سے پہلے اسی کو لاتے ہیں۔

(۲) دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کے متعلق اپنے قول یا فعل سے بیان فرمائی ہو، کیونکہ یہ کتاب میں آپؐ پر نازل ہوئی، اور آپؐ کو رسول بنا کر بھیجئے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آپؐ اس کتاب کی تعلیم دیں، اور اس میں جو امور مبہم ہیں ان کو بیان فرمائیں، قرآن مجید میں بار بار اس کا ذکر آیا ہے:-

۱) يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ.

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے بھیجا گیا کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور کام کی باتیں بتلائیں؟“

۲) لَقَدْ بَيَّنَّا لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ.

”تاکہ آپ بیان کر دیں لوگوں کے لئے وہ آیات جو ان کی طرف نازل کی گئیں؟“

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قرآن کو صحیح سمجھنے کے لئے رسولؐ کی تعلیم و تبیین کی ضرورت ہے، اگر قرآن کو سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان جانتا اور کتاب اللہ کا مطالعہ کافی ہوتا تو رسولؐ کے بھیجئے کی اور ان کے فرائض منصبی میں قرآن کی تعلیم و تبیین داخل کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض میں داخل ہے کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور اس کے محل و مبہم کی شرح اور تفسیر بیان فرمائیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپؐ کے کل فرمان و وحی الہی ہیں، اس لئے دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔

(۳) تیسرے درجہ میں صحابہ کرامؓ کی تفاسیر قابل اعتماد ہیں، کیونکہ انھوں نے قرآن کے نزول کا مشاہدہ کیا، انہی کے سامنے اور اکثر انہی کے واقعات پر قرآن مجید نازل ہوا، اور پھر قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے، اور ظاہر ہے کہ کوئی انسان جب کوئی کتاب دین کی ہو یا دنیا کی کسی شخص سے پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی غرض صرف عبارت پڑھنا نہیں ہوتی، بلکہ اس کے معانی کا سمجھنا اہم مقصود ہوتا ہے، اور جب

طب یا نحو و صرف کی کتاب کوئی ادنیٰ طالب علم بے سمجھے پڑھنا حماقت اور تفسیح عمر سمجھتا ہے تو آپ خود فیصلہ کریں کہ جب استاذ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں جن کی غرض بعثت تعلیم کتاب ہے، اور شاگرد وہ صحابہ کرام کہ تمام امت کے اذکیاء ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتے، اور کتاب وہ اہم کتاب کہ جس پر ان کے اور تمام امت کے دینی و دنیوی مقاصد اور دارین کی فلاح موقوف، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے محض الفاظِ مکرر پڑھنے پر اکتفاء کرتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود فرماتے ہیں کہ جب ہم آپ سے قرآن مجید پڑھتے تھے تو مطالب و معانی کو بھی آپ سے ہی پڑھتے تھے۔ سیوطی نے بحوالہ ابو عبد الرحمن سلمیٰ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے:-

أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا تَعَلَّمُوا مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يَتَجَاوَزُوهَا حَتَّى يَتَعَلَّمُوا فِيهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ مَا لَوْ أَنْتَعَلْنَا الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِيعًا.

- صحابہ کرام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے تھے تو اس وقت تک آگے نہ بڑھتے تھے جب تک اس کے تمام علمی اور عملی مطالب پوری طرح معلوم نہ کر لیں، صحابہ فرماتے ہیں ہم نے قرآن مجید کو آپ سے سیکھا اور اس کے علم و عمل

وغیرہ سب کو معلوم کیا؟

(اتقان ملکہ ج ۱)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو ایک سورہ لہرو کے پڑھنے میں آٹھ سال صرف ہوئے۔ (رداء مالک فی الموطأ) خدا ہی جانتا ہے کہ انھوں نے آٹھ سال میں کیا کیا علوم و معارف اس سورت کے حاصل کئے ہوں گے ورنہ صرف حفظ کے لئے چند روز کافی تھے۔ اور چونکہ صحابہ کرام کے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ ہیں اس لئے امام الحدیث حاکم نے کہا ہے کہ تفاسیر صحابہ سے اس جگہ صرف وہ تفاسیر مراد ہیں جو شانِ نزول وغیرہ کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں، مطلقاً اقوال صحابہ مراد نہیں، خود حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں اس کی تصریح فرمادی ہے۔

(۴) چوتھے درجہ میں تابعین رحمہم اللہ کے اقوال دربارہ تفسیر قابل وثوق سمجھے جاتے ہیں، کیونکہ بہت سے تابعین نے پورا قرآن مجید صحابہ کرام سے پڑھا، اور اس کے وہ علوم و معارف حاصل کئے جو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے تھے۔

(۵) پانچویں درجہ میں وہ تفسیر قابل عمل ہے جو ان ائمہ تفسیر نے تحریر فرمائی ہے جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں ختم ہو گئیں، اور جنہوں نے تفسیر کے باب میں اصول سابقہ کو پیش نظر رکھ کر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ و تابعین کو اپنا امام بنالیا، اور اس باب میں جو کچھ کہا صحابہ و تابعین کے اقوال کی ترجمانی کی، اور اسی لئے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں کہ یہ پانچواں درجہ کوئی مستقل درجہ نہیں، بلکہ تفسیرے اور چوتھے درجہ میں داخل ہے، کیونکہ صحابہ و تابعین کے آثار بھی انہی تفسیر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

اس قسم کی تفسیروں میں سے سیوطیؒ نے کتب ذیل کا نام لیا ہے :-

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ، ابوالشیخ ابن جان، ابن اللندری وغیرہ، اور کتب متداولہ میں سے ابن کثیر، درمنثور وغیرہ بھی اس قسم کی تفسیریں ہیں۔ لیکن ان سب میں سیوطیؒ نے تفسیر ابن جریر کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے :-

اجتمع العلماء المعتبرون

على أنه لم يختلف في

التفسير مثله

کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب

تصنیف نہیں ہوئی ؟

یہ پانچ اصول ہیں جو قرآن عزیز کی صحیح تفسیر کا معیار ہیں، جو تفسیر ان اصول کے مطابق ہے وہ علما قابل اعتماد ہے، اور جو اس معیار پر درست ثابت نہ ہو وہ قرآن مجید کی تحریف اور زندقہ والحاد ہے، اسی کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے، جس کے متعلق حدیث میں ہے :-

مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ

فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ رَدَّاهُ النَّاسُ

وَابُودَاؤُودُ وَالتَّوْمُذِيُّ (ازرقان ص ۹۸)

- جو شخص قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے

کلام کرے اور (اتفاقاً) تفسیر صحیح بھی کہے

تب بھی اس نے خطا کی ؟

اور حدیث میں ہے :-

مَنْ كَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

فَلْيَسْتَبِرَّ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ

کے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم

میں سمجھ لے ؟

(ابوداؤد)

درجہ ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایجاد کرنا اور آیت کی مراد ان سب کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا، صحابہ کرامؓ اور پھر تابعینؓ اور تبع تابعینؓ اور پھر تمام ائمہ سلف صالحین میں سے کسی کو حق کی طرف ہدایت نہ ہوئی۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کا کوئی مسلمان جو قرآن مجید کو خدا کی کتاب جانتا ہے، قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ وہ مفسدہ عظمیٰ ہے کہ اسلام کی بیخ و بنیاد کو ہلادینے والا ہے، بلکہ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو کوئی منصف کا فر بھی اس بیہودگی کو اختیار نہیں کر سکتا، تمام اسلاف امت کا کسی آیت کی مراد کو نہ سمجھنا یا غلط سمجھنا بوجہ ذیل ظاہر ہے۔

۱۔ اول تو یہ کہ اس صورت میں قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ کسی سمجھدار انسان کا کلام بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ عالم کی ہدایت کے لئے نازل ہوا اور جب تمام عالم باوجود اپنی امکانی کوششوں کے صرف کر دینے کے تیرہ سو برس تک اس کی مراد کو نہ پاسکا تو معاذ اللہ گمراہی پر گمراہی بڑھانے والی چیتان ہو گئی، کوئی قابل عمل کتاب نہ رہی۔

۲۔ دوم اس صورت میں قرآن مجید کوئی قابل عمل اور قابل اعتماد کتاب نہیں رہتی اور اس کتاب میں سے العیاذ باللہ امن اٹھ جاتا ہے، کیونکہ جب یہ ممکن ہے کہ تیرہ سو برس تک تمام امت کی عرق ریزی اور جانکاہی اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچا سکی اور ان سب کے ناخن تدبیر اس گتھی کو نہ سلجھا سکے، اور امت کے سب سے بڑے ارکان صحابہ و تابعین اس چیتان کے حل کرنے سے عاجز رہ کر معاذ اللہ ہمیشہ گمراہی میں پھنسے رہے تو جو صاحب آج اس کے نئے معنی کو صحیح بتلاتے ہیں کیا اس میں بھی یہ احتمال نہیں کہ وہ بھی پہلے معنی کی طرح آئندہ چل کر غلط ثابت ہوں، جس کا ظہور آئندہ تیرہ سو برس کے بعد ہو، ورنہ وہ بتلائیں کہ ان کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ جو کچھ مراد سمجھتے ہیں وہ گز غلط نہیں ہو سکتی بلکہ اس صورت میں ہر شخص کو یقین کر لینا پڑے گا کہ جب اس ذات مقدس نے اس معنی کو حل نہ کیا جس پر قرآن نازل ہوا اور ان کو اس کے بڑھانے اور بیان کرنے کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا، پھر صحابہ کرامؓ پر اس کی صحیح مراد ظاہر نہ ہو سکی، حالانکہ انہوں نے اسی کے حاصل کرنے اور پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی

اور خدمت میں عمر گزاری، اور بیچاروں نے آٹھ آٹھ اور بارہ بارہ برس صرف ایک سورت کے پڑھنے اور سمجھنے میں صرف بھی کئے پھر اسلاف امت میں سے ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس کے حل کرنے کے لئے ان حضرات نے زور لگائے جن کی ذکاوت اور تیزی طبع اور فہم خدا داد کا کفار کو بھی طوعاً و کرہاً اعتراف کرنا پڑا ہے، لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے وہ سب اس کے صحیح معنی سمجھنے سے عاجز رہے تو پھر یہ کتاب کیا اس قابل ہو سکتی ہے کہ کسی عقلمند کو اس کی طرف دعوت دی جائے، یا کوئی اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو سکے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ و تابعین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ یا ایک واسطہ سے شاگرد ہیں، اور تعلیم قرآن جو آپ کی بعثت کا اعلیٰ مقصد ہے اس کے قابل ہیں لوگ ہیں، اگر یہ لوگ بھی قرآن کو صحیح سمجھے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید ایک غیر مامون کلام ہو جائے کہ اب تک جو امت نے معنی سمجھے وہ آج غلط ثابت ہوئے، پھر جو معنی آج قرار دیئے گئے اس پر کیا اطمینان ہے کہ وہ بھی آئندہ غلط ثابت نہ ہوں گے، اور ان امور کے ہوتے ہوئے کیا کسی مسلمان کا منہ ہو سکتا ہے کہ وہ کفار کو اس کتاب عزیز پر ایمان لانے اور اس کے اتباع کی دعوت دے؟

۳۔ سو تبصریحات احادیث صحابہ کرام کی جماعت ہر حیثیت علم و عمل سے اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے، صحابہ ہی کی شان میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے:۔
 اُولَئِكَ اَبْرَهُمْ ثَلَاثًا ۝ صحابہ سب انسانوں سے زیادہ پاک دل
 اَعَمُّهُمْ عِلْمًا ۝ والے اور سب گہرے علم والے ہیں؟

اور حدیث معروف خَيْرَ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَكُونُ مِنْهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَكُونُ مِنْهُمْ بھی اس معنی کی شاہد ہے۔

پھر اس ذہن و ذکاوت کے ساتھ وہ قرآن کے ہمزبان اور اس کی آیات کے نزول کا لائق دن آنکھ سے مشاہدہ کرنے والے بھی ہیں، اور اس پر مزید یہ کہ پھر اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں بارہ بارہ برس ایک ایک سورت پر صرف بھی کرتے ہیں، اور سب سے زیادہ یہ کہ اس کے مطالب کو خاص اُس مبارک ذات سے سیکھتے ہیں جس پر قرآن نازل ہوا، اور جس کے مبارک سینہ کو علوم اولین و آخرین سے معمور کیا گیا، اور ان کو اسی کتاب عزیز کا معلم بنا کر

بھیجا گیا ، اور خود صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کے الفاظ ہی نہیں سیکھے ، بلکہ اس کے معانی و مطالب اور علم و عمل سب چیزیں آپ سے ہی حاصل کیں ، پھر کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید کے صحیح معنی ان سب حضرات سے مخفی رہ جائیں ۔ اسی طرح تابعین رحمہم اللہ نے قرآن کریم صحابہؓ سے حاصل کیا ، تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب کے سب اس کی صحیح مراد پر نہ پہنچیں ، اور اگر یہ حضرات باوجود ان اوصاف و حالات کے اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتے تو دنیا میں کوئی انسان اس کی صحیح مراد پر نہیں پہنچ سکتا ۔

۴۔ چہارم قرآن مجید خود ارشاد کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی تعلیم و تیسین کے لئے بھیجا گیا ہے ، جیسا کہ پہلے چند آیات سے ثابت ہو چکا ہے ، پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور معاذ اللہ قرآن اسی ابہام اور اخفاء کی تاریکی میں باقی رہا تو (خاکم بدین) خدا کا یہ ارادہ پورا نہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کارِ منصبی کو پورا نہ کیا ۔

اسی لئے امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آج کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہے ، وہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) اپنے فریضہ رسالت میں خیانت کی اور پورا دین امت کو نہیں پہنچایا ۔

الحاصل آج جو شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہے اس کے لئے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین صحابہ و تابعین کی تفاسیر کو اپنا قندہ بنا کر ان کی اختیار کردہ تفسیر کو قرآن کی مراد سمجھے ۔

اور جو کوئی معنی جمہور صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے خلاف سمجھ میں آئیں انکو اپنی غلط فہمی اور قصورِ علم کا نتیجہ سمجھے ، اگرچہ اس کے گمان میں وہ معنی قرآن کامل و لول معلوم ہوتے ہوں ۔ غرض صحابہ و تابعینؓ جو کہ اس کتاب کے علوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ کے بلا واسطہ یا صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں ، ان کے اقوال سے تجاوز کرنا ، اور ان سب اقوال کے علاوہ کوئی نئے معنی ایجاد کرنا قرآن کو ناقابلِ اعتماد اور ناقابلِ عمل چیز قرار دینا ہے ۔

اس بابہ میں امام الحدیث و التفسیر حافظ ابن تیمیہؒ کی ایک عبارت علامہ سیوطیؒ نے

اتقان میں مستند علیہ ہونے کی حیثیت سے نقل کی ہے، دیکھو اتقان، ص ۱۷۸، ج ۱ (۲۷) :-

فَإِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ
الْأَثَمَةَ إِنْ كَانَ لَهُمْ فِي الْآيَةِ
تَفْسِيرٌ وَجَاءَ قَوْمٌ فَسَّرُوا الْآيَةَ
بِقَوْلٍ آخَرَ لِأَجْلِ مَذْهَبٍ أَعْتَقَهُ
وَذَلِكَ الْمَذْهَبُ لَيْسَ مِنْ
مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ
صَارَ مُشَارِكًا لِلْمَعْزِلَةِ وَغَيْرِهِمْ
مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ فِي مِثْلِ هَذَا
وَفِي الْجُمْلَةِ مَنْ عَدَلَ عَنْ
مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ
وَتَفْسِيرِهِمْ إِلَى مَا يَخَالِفُ
ذَلِكَ كَانَ مُخْطِئًا فِي ذَلِكَ بَلْ
مُبْتَدِئًا عَالِيًا نَهْمُ أَعْلَمُ بِتَفْسِيرِهِ
مَعَانِيهِ كَمَا أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِالْحَقِّ
الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ بِهِ رَسُولَهُ .

”اس لئے کہ اگر آیت میں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کی کوئی تفسیر منقول ہو اور پھر کوئی شخص آئے جو اپنے معتقد علیہ مذہب کے لئے آیت کی تفسیر کسی نئے قول سے کرے، اور یہ مذہب مذہب صحابہ و تابعین میں سے نہ ہو تو یہ شخص فرقہ منقرضہ اور دوسرے اہل بدعت کے منسرقول میں داخل ہو گیا۔ اور حامل کلام یہ ہے کہ جو شخص مذاہب صحابہ و تابعین اور ان کی تفسیر سے عدول کر کے کوئی مخالف قول اختیار کرے تو وہ اس تفسیر میں خطا کا ربلکہ مقبرع ہو“ اس لئے کہ صحابہ و تابعین قرآن مجید کے معانی اور اس کی تفسیر کے زیادہ عالم ہیں جیسا کہ وہ اس دین حق کے زیادہ عالم ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے

رسولؐ کو بھیجا :

(از اتقان ص ۱۷۸ ج ۲)

خلاصہ یہ کہ آج قرآن مجید کی تفسیر اور تعین مراد کے لئے سب سے زیادہ اسہل اور

اسلم طریق یہ ہے کہ :-

۱) اول سلف صالحین صحابہ و تابعین و تبع و تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال اور تفاسیر پر نظر ڈالے، اور جب کسی آیت کی تفسیر ان حضرات سے مل جائے تو اسی کو قرآن کی مراد سمجھ کر مطمئن ہو جائے، البتہ مزید اطمینان اور شرح صدر کے لئے اگر احادیث اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے اس تفسیر کے ماخذ کو بھی دریافت کرے اور معلوم کرے کہ صحابہ و تابعین نے آیت کی یہ تفسیر کہاں سے لی ہے، تو یہ بھی ایک مفید علم اور خداوند عالم کی بڑی نعمت ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ محض اپنی نارسافہم کے اعتماد پر صحابہ

تابعین کے خلاف کسی مضمون کو قرآن کی مراد اور مدلول بنانا جائز نہیں،

(۲) اور اگر کسی آیت کی تفسیر صحابہ و تابعین اور ائمہ مفسرین کی نقل سے نہ ملے تو خود احادیث میں غور کرے، اور اگر وہاں کچھ صراحت یا اشارہ سے آیت کی مراد متعین ہو جائے تو اسی کو مراد سمجھی جائے۔

(۳) ورنہ پھر خود اس آیت کے اگلے پچھلے مضمون اور دوسری آیات میں غور کر کے جو کچھ مراد سمجھ میں آئے اس پر اعتماد کیا جائے۔

(۴) اور اگر بالفرض ان میں بھی کسی صورت سے آیت کی تفسیر واضح نہ ہو، حالانکہ یہ تقریباً ناممکن ہے، تو پھر نفس لغت عرب اور قواعد خود صرف اور معانی و بلاغت کے اعتبار اور سیاق و سباق کے دیکھنے سے جو معنی سمجھے جاتے ہوں انہی کو اس کی تفسیر قرار دیا جائے، کیونکہ صحابہ کرام کا بھی اس قسم کی آیات میں یہی طریق تھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:-

الشَّعْرُ دِيَّوَانُ الْعَرَبِ فَإِذَا
أَخْفَى عَلَيْنَا حَرْفٌ مِّنَ الْقُرْآنِ
الَّذِي أُتْرِلَ يَلُغُهُ الْعَرَبُ
نَجْعُنَا إِلَى دِيْوَانِهِمَا۔

”شعر عرب کا دیوان ہے (جس میں مہبت
اور مشکلات کے فیصلے ہوتے ہیں) تو جب
کوئی لفظ قرآن کا ہم پر مخفی ہو جاتا ہے تو
ہم اس دیوان کی طرف رجوع کرتے

ہیں۔“

اتقان، ص ۱۲۱، ۱۱۵

لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ اخیر کی تین صورتیں اور بالخصوص چوتھی صورت بالکل نادر اور قلیل ہیں بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ بالکل موجود نہیں تو شاید بے جا نہ ہو کیونکہ تقریباً تمام قرآن مجید کی تفسیر صحابہ و تابعین اور ائمہ متقدمین سے منقول اور کتابوں میں مدون ہے، محض احتمال کے طور پر اخیر کے تین درجات کو عرض کیا گیا ہے۔

غرض آج ہمارے لئے تفسیر قرآن کے بارے میں سیدھا راستہ اور سہل طریق اور سب سے زیادہ قابل اطمینان ذریعہ جس میں غلطی کا احتمال نہیں وہ صرف یہی ہے کہ ہم صحابہ و تابعین اور ائمہ متقدمین کی تفسیروں پر اعتماد کریں اور ان کے خلاف اگر کوئی معنی سمجھ میں آئے تو اس کو اپنا تصور فہم خیال کریں، کیونکہ ہم اوپر تفصیلاً عرض کر آئے ہیں کہ تمام دنیا جمع ہو کر بھی اس بارہ میں صحابہ کے برابر نہیں ہو سکتی، علاوہ نقل صحیح

کے عقل سلیم اور تجربہ اور عادت جاریہ کا بھی یہی مقتضی ہے کہ کلام کی مراد جس قدر کہ اس کا مخاطب یا مخاطب کا شاگرد سمجھ سکتا ہے کتابوں میں لکھی لکھائی دیکھنے والا ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ ایک مشبہ اور اس کا ازالہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ صحابہ و تابعین کے اقوال و روایات تفسیر اکثر مختلف ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ کیسے فیصلہ کن ہو سکتے ہیں، لیکن اقل تو ان اختلافات میں غور کرنے والا بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ وہ اختلافات درحقیقت اختلاف نہیں ہوتے، بلکہ محض تعبیر و تمثیل ادا ان الفاظ و عنوان کا فرق ہوتا ہے، سرسری نظر سے دیکھنے والا اس کو اختلاف سمجھتا ہے۔

مثلاً صراط مستقیم کی تفسیر میں بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ اس سے اتباع قرآن مراد ہے، اور بعض نے اسلام سے تفسیر کی، اور بعض نے سنت و جماعت سے، اور بعض صحابہ نے طریق عبودیت اور بعض حضرات نے اطاعت خدا و رسول سے۔ یہ اقوال اگرچہ بصورت مختلف نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ اتباع قرآن ہی درحقیقت اسلام ہے، اور اسی کا نام سنت و جماعت ہے، اور وہی طریق عبودیت اور اطاعت خدا و رسول ہے، بیشتر صحابہ کرام کے اختلافات اسی قسم کے ہیں، بہت سے شاذ و نادر ایسے خلاف ہیں جن کا مراد پر اثر پڑتا ہو، شیخ حلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:-

وَلِهَذَا كَانَ التَّزَاوُعُ بَيْنَ
الصَّحَابَةِ فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ
قَلِيلًا جَدًّا۔

• چونکہ صحابہ نے علوم قرآنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ حاصل کئے ہیں، اس لئے اس بار میں اختلاف بہت کم ہو۔

پھر جن آیات میں حقیقہ صحابہ کے اقوال میں کچھ اختلاف ہے (اس میں تابعین اور ائمہ مجتہدین نے اسناد کی تحقیق اور روایات کے ضبط و اتقان اور ثقاہت کے اعتبار سے ترجیح کی صورتیں قائم کر دی ہیں) پس بحمد اللہ اس طریق پر کوئی غبار نہیں اور تفسیر قرآن کے بارے میں اس راستہ پر چلنے والے کے لئے گمراہی کا کوئی خطرہ نہیں اَللّٰهُمَّ اِزِدْنَا سُلُوْكَ۔

یہ وہ معیار ہیں کہ جن سے تفسیر کے معاملہ میں صحیح اور غلط اور حق و باطل کا فیصلہ ہو سکتا ہے، اور یہی وہ طریق ہے جس پر تیرہ سو برس سے جمہور اہل سنت و الجماعت کا

عمل ہے اور انشاء اللہ تاقیامت بے گنا۔

اس کے بعد ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے قرآن مجید کی تفسیر کے لئے کیا معیار قرار دیا ہے اور کیا وہ قابل اعتماد اور فیصلہ کن معیار ہے یا نہیں۔

مرزا صاحب کے نزدیک | چونکہ جمہور اہل سنت والجماعت اور صحابہ و تابعین کے طریق پر تفسیر قرآن کا معیار | مرزا صاحب کی تحریفات اور ادھام کے لئے قرآن مجید کی آیات بیانات میں کوئی راستہ نہ رہتا تھا، اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ تفسیر قرآن کے اصول معیار ہی کو بدلنا چاہئے، اپنے رسالہ ”برکات الدعاء“ ص ۱۳ لغایہ صفحہ ۱۵ میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے تفسیر قرآن کے لئے سات معیار تجویز کئے اور اس میں اپنی قدیم عادت کے موافق عوام کو بھانے کے لئے چند متفق علیہ معیاروں کو بھی ذکر کر دیا، ورنہ حقیقت ان کے نزدیک صرف ساتواں معیار قابل عمل ہے، چنانچہ خود ان کی تصریح ہے کہ یہ معیار سب معیاروں پر حاوی ہے۔

ان سات معیاروں میں چار تو وہی ہیں جو ہم نے جمہور سے نقل کئے، یعنی خود قرآن کی دوسری آیات اور احادیث اور اقوال صحابہ اور اقوال تابعین، اور تین معیار اپنی طرف سے ایسے ایجاد کئے جو مرزا صاحب کی ہر ضرورت کو قرآن مجید سے پورا کر سکیں، اور ان کی سب تحریفات کو تفسیر قرآن میں داخل کر سکیں، چنانچہ فرماتے ہیں:-

⑤ ”پانچواں معیار خود اپنا نفس مطہر لیکر قرآن میں غور کرنا ہے“

⑥ ”چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے جسمانی سلسلہ ہے، کیونکہ خداوند کریم کے دونوں سلسلوں میں بالکل تطابق ہے“

④ ”ساتواں معیار وہی ولایت اور مکاشفاتِ محمدین ہیں، اور یہ معیار گویا سب معیاروں پر حاوی ہے“

ہم اس معاملہ کو منصف ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ کیا وہ تین معیار جو مرزا صاحب نے گھڑے ہیں قرآن کی مراد متعین کرنے کے لئے معیار ہو سکتے ہیں اور ان سے ہم تفسیر کے باب میں کھرے کھوٹے کی تمیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جس شخص میں فہم و ادراک کا کچھ مادہ موجود ہے وہ بلا تاثر سمجھ سکتا ہے کہ یہ معیار کسی طرح فیصلہ کن نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ ان میں سے اقل معیار کی بناء پر ہر شخص وسترآن کی مراد پر حاکم بن جاتا ہے ہر ایک جاہل کہہ سکتا ہے کہ میرا نفس مٹا اس آیت کے معنی تجویز کرتا ہے اور بمقتضائے آیت مَلِكٌ حَزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَنَرِ حَكْمُونَ ہر شخص اپنے ہی تجویز کردہ معنی کو حق اور درست خیال کرتا ہے، اور اس بناء پر قرآن کریم کی تفسیر جتنے منہ اتنی باتیں بن جائیں گی، بجائے اس کے کہ معیار سے کھرے کھوٹے کی تمیز ہوتی، حق و ناحق کا فیصلہ ہوتا، اس نرالے معیار کی بناء پر کسی باطل سے باطل اور یہود سے یہود خیال کو بھی لغو اور باطل کہنے کا کسی کو استحقاق نہیں رہتا۔

اسی طرح دوسرا معیار بھی ایک عجیب چستان ہے جس سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ غالباً مرزا صاحب کی مراد اس سے یہ ہے کہ قرآن کی آیات کی تفسیر اسی طریق کے موافق کرنی چاہئے جو نظام جہانیاں میں محسوس اور مشاہد اور عادت جاریہ کے موافق ہو، کسی آیت کی تفسیر ایسی نہ کرنی چاہئے جو خرقی عادت اور خلاف مشاہدات عامہ کے ہو۔

لیکن ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کا حامل محض معجزات کا انکار ہے جو خود قطعاً اسلام میں داخل ہیں، اور جن پر قرآن و حدیث کی متواتر اور قطعی نعوس شاہد ہیں، تو یہ معیار علاوہ اس بات کے کہ دربارہ تفسیر کوئی فیصلہ کن نہیں خود بھی بالکل قطعاً اسلام کے خلاف اور محض باطل ہے۔

اور تیسرا معیار بھی جس کو مرزا صاحب تمام معیاروں پر عادی و سترادیتے ہیں، درحقیقت قرآن عزیز کی آیات بینات کی تحریف اور مسخ کرنے کی ایک ابلہ فریب اور خوش نام تدبیر ہے، کیونکہ اولیاء و محدثین کے مکاشفہ داخل نفس و شیطان سے معصوم نہیں، بخلات و جی رسول اور قرآن مجید کے کہ وہ اس سے بالکل پاک اور معصوم ہیں، جی کے ساتھ خدا کی پولیس (فرشتے) آگے پیچھے حفاظت کے لئے آتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَنْ خَلَفَهُ رَمْدًا (ایک رمہ (پہو) بھیجتا ہے)

پس ایک معصوم کلام کی مراد غیر معصوم کشف پر موقوف نہیں ہو سکتی، لیکن اہل فہم ذرا سے غور سے بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی غرض اس معیار سے بھی قرآن مجید پر حکومت کرنا ہے، کیونکہ دوسری جانب آپ کو محدث

اور مجدد بلکہ نبی ہونے کا بھی دعویٰ ہے ۔

حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اپنے رسالہ ”شہادۃ القرآن“ میں صاف طور سے یہ اعلان کر چکے ہیں کہ جو حدیث، میری وحی کے خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے ۔

اس معیار تفسیر کی غرض بھی صاف یہی ہے کہ جو تفسیر مرزا صاحب کے مکاشفات اور من گھڑت وحی کا اتباع نہ کرے وہ ردی اور محض ناقابل اعتبار ہے ۔

تمام معیاروں کا لُب لباب اور خلاصہ یہ سا تو ال معیار ٹھہرا اور اس کا حاصل یہ ہوا کہ تفسیرِ ستران وہ معتبر ہے جو مرزا صاحب فرمائیں ، مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ اس فریب سے حدیث و قرآن دونوں کو اپنا محکوم و مطیع بنائیں ، لیکن یاد رہے کہ خدا کا پاک کلام اور اس کا سچا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ دنیا اس کا اتباع اور اطاعت کرے ، نہ اس لئے کہ وہ ہر ہوسناک انسان کی خواہشات کا پیرو ہو جائے ، اور اگر ایسا ہو تو اہل عالم مصیبت میں پڑ جائیں ۔ خداوند عالم فرماتے ہیں ۔
لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ أَغْرَبْتُمْ بَعَثْتُكُمْ ۖ
اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا اتباع کرنے لگے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ ۔

اور میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن کی تفسیر کے لئے یہ تین چیزیں جن کو مرزا صاحب پیش کرتے ہیں معیار قرار دی جائیں تو قرآن میں ہر ملحد و زندیق کی تحریفات کی کھپت ہو جائے گی ، بلکہ اس صورت میں قرآن مجید ہر ہوسناک ملحد و زندیق کا کھلونہ بن جائے گا جس طرح چاہا اُلٹ دیا ، کیونکہ ان تینوں معیاروں کا تقریباً خلاصہ یہ ہے کہ ستران کی تفسیر محض ایک شخص کی فہم اور اس کے مکاشفہ پر موقوف کر دی گئی (اور ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی انسان اپنے کو فہم اور عقل سے خالی ہونے کا اقرار نہیں کر سکتا) ۔

گراں بیطان میں ہم خرد شود معدوم

بخود گماں نبرد هیچ کس کہ نادانم

ہر شخص اپنے ادغام کو قرآن کی تفسیر بنائے گا ، اسی طرح ولایت اور مکاشفات کا دعویٰ بھی کسی کے لئے مشکل نہیں ہر شخص جو چاہے گا کہے گا ، اور اس وقت الحیا ذباۃ ستران کی تفسیر بے اصل بھو اس ہو جائے گی ، اور اسی لئے علماء امت نے اس مرحلہ

کو پہلے ہی طے کرنے کے لئے اس مسئلہ کو مسائل عقائد میں درج کیا ہے۔
علامہ نسفی اپنے رسالہ عقائد میں اور علامہ تفتازانی اس کی شرح میں اور سیوطی القرآن
میں اس کو جہود اہل سنت والجماعت کا متفقہ قاعدہ قرار دیتے ہیں۔

النَّصُوصُ عَلَى ظَوَاهِرِهِمَا
الْعُدُّ ذُلُّ عَنْهَا إِلَى مَعَانٍ
يَدَّ عَيْنُهَا أَهْلُ الْبَاطِنِ الْخَادُّ
معنی لہذا جن کا فرقہ باطنیہ دالے دعویٰ کرتے
میں الحاد اور بدعتی ہے ؟

مرزا صاحب تو موجود نہیں ان کے متبعین ذرا خدا سے خرابائیں، اور اپنی خواہش
برا کرنے کے لئے قرآن مجید کو باز سمجھ طفلان اور ٹھٹھکانہ بنائیں۔
منصف حضرات نے غالباً خود فیصلہ کر لیا ہوگا کہ قرآن مجید کی مراد متعین کرنے کے
لئے صحیح طریقہ وہی ہے جو بحوالہ علامہ سیوطیؒ، جہود علماء امت کا طریق اور اسلوب نقل کیا جا چکا
ہے، جس کے دل میں خدا کا خوف اور اس کے کلام کی کچھ عظمت ہے وہ خود کرے اور
قبول کرے ورنہ اللہ تعالیٰ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔

یہ بحث اگرچہ اس وقت ہمارے مقصد میں داخل نہ تھی، جس میں بلا اختیار کچھ طول
بھی ہو گیا، لیکن اس غرض سے یہاں درج کی گئی کہ راستہ صاف ہو جائے اور
آئندہ جو کچھ ہم عرض کریں یا جماعت مرزا یہ پیش کرے، ناظرین اس کو خود جانچ
لیں کہ کون قابل قبول ہے اور کون قابل رد۔

اس کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور قرآن مجید سے مسئلہ
ختم نبوت کو ثابت کرتے ہیں، و علی اللہ التکلان۔

پہلی آیت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ
تَجَاكُمُ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ
وَمَا تَمَّ النَّبِيُّنَ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا
”نہیں ہیں محمد رسول اللہ علیہ وسلم تمہارے
مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ
کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کر دیئے گئے
اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جانتے والا“

شان نزول، یعنی نازل | اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن تباہ کن اور مضحکہ خیز رسوماتِ قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبئی یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام و احوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے، اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے، اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتہ ناتانے اور حلت و حرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا تسلیم دیتے تھے، جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی، اختلاطِ نسب، غیر وارث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا، ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر و ضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کر دے، اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استعمال (جس سے اکھاڑنے کی فکر کرتا، چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے، ایک قولی اور دوسرا عملی، ایک طرف تو یہ اعلان سر دیا،

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ	” اور اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا تمہارے
ذَلِكَم قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ	لے پالکوں کو تمہارے بیٹے، یہ بات ہونے
وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ	منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات، اور وہ
يَهْدِي السَّبِيلَ أَدْعُوهُمْ	راستہ سمجھاتا ہے، پکارو لے پالکوں کو ان کے
لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ	باپ کے نام سے، یہی پورا انصاف ہے
(سورہ احزاب، پ ۲۱)	اللہ کے یہاں ؟

اصل دعا تو یہ تھا کہ شرکتِ نسب اور شرکتِ وراثت اور احکامِ حلت و حرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے، لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ متبئی یعنی لے پالک بننے کی رسم ہی توڑ دی جائے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہو گیا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزول وحی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو

(جو کہ آپ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبئی (لے پالک بیٹا) بنا لیا تھا، اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرام بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو "زید بن محمد" کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو "زید بن حارثہ" کہنا شروع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیر باد کہہ چکے تھے لیکن چونکہ کسی رائج مشہور رسم کے خلاف کرنے میں اعزاز و اقارب اور اپنی قوم و قبیلہ کے ہزاروں طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے، اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے، چنانچہ جب حضرت زیدؓ نے اپنی بی بی زینبؓ کو باہمی ناجاتی کی وجہ سے طلاق دیدی، تو خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کر لیں، تاکہ اس رسم و عقیدہ کا کلیۃً استیصال ہو جائے، چنانچہ ارشاد ہوا:-

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا - پس جبکہ زید زینب سے طلاق دیکر فانی
وَزَوَّجْنَاكَ مَا لَيْكَ لَا يَكُونُ عَلَى - ہو گئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا،
الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ - تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں
اَدْعِيَا نِهَيْمُ۔ کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔

آپؐ نے بامر خداوندی نکاح کیا، ادمر صیبا کہ پہلے ہی خیال تھا، تمام کفار عرب میں شور مچا کہ "لو اس نبیؐ کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے"۔

ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے وہ آیت نازل ہوئی جو اس وقت ہمیں استدلال میں پیش کرنی ہے، یعنی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ مِّنْ - نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے

مہ حضرت زید کو اس کا قلق تھا کہ ان کے نام کو آپؐ کی نسبت سے علحدہ کر دیا گیا، شاید اسی رنج کو دفع کرنے کے لئے قرآن کریم نے مراحت کے ساتھ ان کا نام لیا اور فرمایا قَضَىٰ زَيْدٌ اِلَیْہِ مَا لَیْکَ حَرَجٌ صحابہ کرامؓ اور علمائے راشدینؓ میں سے کسی کا نام بھی قرآن کریم میں مذکور نہیں ان کی تنصیص میں شاید یہی بعید ہے (دہنڈا مانا دینی شیخی و مولائی عثمانی الدیوبندی متخالف بطول بقائے، و جہتہ فی تفسیر فتح البیان ایضاً)

وَجَا لَكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۝

مردوں میں سے کسی کے باپ، میں آپ
اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں:

جس میں یہ بتلادیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے نسبى باپ نہیں تو حضرت زیدؓ کے باپ بھی نسبى نہ ہوئے، لہذا آپ کا ان کی مطلقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے، اور اس بارے میں آپ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ اُن کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ حضرت زیدؓ کے باپ نہیں، لیکن خداوندِ عالم نے ان کے مطاعین کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ زیدؓ کے باپ نہیں، بلکہ آپ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں، پس ایک ایسی ذات جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور مجبوری ہے۔ اور اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرزند ہوئے ہیں، قائم اور طیب اور طاہر حضرت خدیجہؓ سے اور ابراہیمؓ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے، پھر یہ ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں۔

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے، کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں، اور آپ کے چاروں فرزند بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے، ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی، آیت میں وَجَا لَكُمْ کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نزولِ آیت کے وقت آپ کا کوئی فرزند موجود نہ تھا، قائم اور طیب اور طاہر کی وفات ہو گئی تھی، اور ابراہیمؓ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، لہذا اس وقت کے لحاظ سے تو مطلقاً یہ کہنا بھی درست تھا کہ آپ کسی مرد یا لڑکے کے باپ نہیں۔ بالجملة اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپ کی برات اور عظمت شان بیان فرمانا ہے، اور یہی آیت کا شانِ نزول ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:-

وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ۝ مگر آپ اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں:

عہ کنزانی تفسیر روح المعانی ۳ منہ

اس آیت مذکورہ بالا میں ہمارے مقصد کا زیادہ تعلق صرف اسی جملہ سے ہے، لہذا آئندہ ہماری بحث بیان معنی اور تفسیر وغیرہ میں صرف اسی جملہ کے متعلق ہوگی۔ لیکن اس پہلے کہ میں آیت کی تفسیر اصول مذکورہ کے مطابق قرآن و حدیث وغیرہ سے پیش کر دوں، یہ بتلادینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جملہ کو پہلے جملہ سے کیا ربط ہے، کیونکہ آیت کی مراد اور غرض متعین کرنے میں اس سے بھی مدد ملے گی۔

آیت مذکورہ کے دونوں جملوں میں ربط؛ پہلے جملہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں، اس پر سرسری نظر میں چند شبہات پیدا ہو سکتے ہیں، ان کے ازالہ کے لئے یہ دوسرا جملہ لفظ "وَلَكِنْ" کے ساتھ فرمایا ہے، کیونکہ یہ لفظ لغت عرب میں اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ پہلے کلام میں جو شبہ ہوتا ہے اس کو دفع کرے۔ وہ شبہات یہ ہیں :-

① اقل یہ کہ جب آپ کے لئے اَبَوْت ثابت نہیں تو شفقت پدری جو کہ لازمہ اَبوت ہے وہ بھی آپ میں موجود نہ ہوگی، حالانکہ ایک نبی اور رسول کے لئے اُمت پر غایت درجہ شفیق ہونا ضروری ہے۔

② دوسرے یہ کہ یہ بات مشہور ہے کہ ہر نبی اپنی قوم اور امت کا باپ ہوتا ہے، امام راغب اصفہانی نے کہا ہے :-

وَكَيْفَ كُلُّ مَنْ كَانَ سَبَبًا فِي
اِبْتِغَاءِ شَيْءٍ اَوْ اِصْلَاحِهِ اَوْ
ظُهُورِهِ اَنَا، وَلِذَا لَكَ سُبْحِي
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا
الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ اللَّهُ "اَلنَّبِيُّ
اَوَّلِيْ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
وَازْدَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ" وَفِي
بَعْضِ الْقِرَاءَاتِ "وَهُوَ اَبٌ
لَّهُمْ".

(مفردات القرآن للراغب)

اور ہر وہ شخص باپ کہا جاتا ہے جس کو
اس کی ایجاد یا اصلاح یا ظہور میں دخل ہو،
اور اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
ابوالمؤمنین کہا جاتا ہے، دیکھو غلامِ عالم
فرماتا ہے "نبی مؤمنین پر ان کی جانوں سے
زیادہ حقدار ہیں، اور ان کی ازدواج
مؤمنین کی مائیں ہیں اور بعض قرأت میں
یہ بھی ہے کہ آپ مؤمنین کے باپ ہیں؛
۲ ۲ ۲ ۲ ۲

غرض نبی ہونے کے لئے باپ ہونا لازم ہے، پس جب کہ آیت مذکورہ میں آپ سے ابوت (باپ ہونے کی نفی کی گئی تو کسی سطحی نظر والے کو یہ ہم پہلے ہو سکتا ہے کہ جب ابوت نہیں جو کہ لازم نبوت ہے، تو شاید نبوت بھی نہ ہوگی۔

③ تیسرے یہ کہ جب آپ سے ابوت کی نفی کی گئی تو اس میں بظاہر آپ کی ایک قسم کی تقیص لازم آتی ہے، کہ آپ کے کوئی نرینہ اولاد نہیں، نیز ان کفار کو پہننے کا موقع ملتا ہے جو آپ پر ابتر (اولاد) ہونے کا عیب لگاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ آیت کریمہ کے پہلے جملہ سے اس قسم کے چند شبہات و اوہام ایک ظاہر میں نظر کے لئے ممکن تھے، ان کے ازالہ کے لئے ارشاد منسربا یا گیا۔

وَلَا يَكُنْ دَرَسُوْلُ اللهِ ۔ ۔ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟

جس میں لفظ لکھن سے ان اوہام مذکورہ کا دفعیہ اس طرح کیا گیا کہ اگرچہ آپ کے کوئی مصلبی و سرزند نہیں اور آپ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن آپ خدا کے برگزیدہ رسول میں، اور رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے، جیسا کہ علم و پر امام راغب سے نقل کر آئے ہیں کہ بعض قراءات میں قرآن عزیز نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی امت کے لڑکیوں کے متعلق فرمایا۔

هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي ۔ یہ میری بیٹیاں ہیں؟

اس اعتبار سے آپ کے کروڑوں فرزند ہیں، اور آپ کروڑوں مردوں کے باپ ہیں۔ حاصل اس کا یہ ہوتا ہے کہ ابوت و درقسم پہلے، ایک ابوت جہانیہ (نسب و رضاع) جس پر احکام حرمت و حلت کے دائرہ ہوتے ہیں، اور جس کی وجہ سے بیٹے کی بی بی حرام ہو جاتی ہے، وغیرہ ذلک۔

اور دوسری ابوت روحانیہ جس پر احکام حرمت و حلت دائر نہیں ہوتے البتہ اولاد کی جانب سے تعظیم اور باپ کی جانب سے شفقت مثل مصلیٰ اور نسبی باپ کے بلکہ اس سے بھی کہیں زائد ہونا ضروری ہے، جیسے استاد کی ابوت شاگرد کے لئے، یا پیر کی مرید کے لئے، یا رسول کی اپنی ساری امت کے لئے، پس آیہ کریمہ ”مَتَّكٰنَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رَّجَالِكُمْ“ میں پہلے معنوں سے ابوت کی نفی کی گئی ہے،

اور وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ فِیْ دُورٍ مِّنْهُ مَعْنٰی سے ابوت کا اثبات کیا گیا ہے۔

اس ایک جملہ نے تینوں شبہات کو اٹھا دیا، کیونکہ

① اس سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے روحانی باپ ہیں، اور روحانی باپ یعنی رسول کی شفقت اور عنایت اپنی اولاد پر بہ نسبت نبی باپ کے بہت زائد ہوتی ہے، اس لئے آپ کے نبی باپ نہ ہونے سے آپ کی شفقت اور رحمت میں کمی آنا لازم نہیں آتا۔

② یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نبی کے لئے جس قسم کا باپ ہونا لازم ہے، اس کی نفی آیت میں نہیں کی گئی، بلکہ صرف نبی اور رضائی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اس لئے دوسرا شبہ بھی زائل ہو گیا۔

③ یہ بھی بخوبی معلوم ہو گیا کہ آپ لادلد اور مقطوع النسل (ابتر) نہیں، جیسا کہ کفار کہتے ہیں، بلکہ آپ کے اتنی اولاد ہے کہ دنیا میں نہ آج تک کسی کے لئے ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی، کیونکہ آپ اُمت کے غیر محصور افراد کے باپ ہیں، اس سے تیسرا شبہ بھی اٹھ گیا، واللہ الحمد۔

یہ تینوں شبہات جملہ مذکورہ سے اُٹھ چکے ہیں، لیکن خدائے عزوجل چاہتا ہے کہ اپنے پیارے رسول کی براءت خوب آشکارا مسرما کر ان کے فضائل و کمالات اور اعلیٰ درجہ کے شفیق و مہربان ہونے پر قوموں کو مطلع فرما دے، تاکہ غافل لوگ ہوش میں آجائیں اور اس خدا کے آخری رسول کے قدم چوم لیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

وَحَٰثَمَ النَّبِیِّیْنَ | اور آپ تمام انبیاء کے ختم کر دیئے ہیں؟

خدائے علیم و حفیظ ہی خوب جانتا ہے کہ اس نے اپنے کلام پاک کے ایک ایک لفظ میں کیا کیا اسرار اور نکات رکھے ہیں اور کیا کیا اس کے فوائد ہیں ہم اپنے ذوقِ علم سے جس قدر سمجھ سکتے ہیں پیش کرتے ہیں۔ کلام پاک کے اس جملہ میں چند فوائد مد نظر ہیں:-

① اَوَّلُ اَنْ لُّوْکُوْا اَنْ تَبْرَآ وِیْطَوَّعَ النَّسْلُ ہونے کا الزام لگاتے تھے، یہ بتلا دینا کہ اے غافلو تم جس پاکباز انسان پر ابتر ہونے کا عیب لگاتے ہو وہ اتنی مخلوق کا باپ ہے کہ کسی کے دہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی، کیونکہ اول تو اکثر رسول اپنی

امت کے باپ ہونے کی وجہ سے اتنی کثیر التعداد نسل اور اولاد رکھتے ہیں، کہ کسی انسان سے متصور نہیں، اور ان کی وفات کے بعد بھی جب تک کوئی دوسرا رسول نہ بھیجا جائے اس وقت کی تمام پیدا ہونے والی امت اس کی اولاد ہے، اور اس کا سلسلہ ابوت جاری ہے، پھر بالخصوص یہ برگزیدہ نبی (نذہ ابی واقعی) جو خاتم النبیین ہے اس کے بعد تو کوئی دوسرا رسول بھی آنے والا نہیں، اس کا سلسلہ ابوت تو قیامت تک چلنے والا ہے، اور صبح قیامت تک جتنے غیر معمولی مسلمان پیدا ہونے والے ہیں وہ سب اس کی اولاد ہیں، اور اس لئے آپ تمام انبیاء و رسل میں سب سے زیادہ کثیر الاولاد ہوئے اور اسی بنا پر اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کل مخلوق اولین و آخرین سے زیادہ اولاد والے ہیں، اور یہی غرض ہے آپ کے اس فرمان کی؛

إِنِّي أَبَاهِي بِكُمْ أَلَمَّةً . میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری

امتوں پر فخر کر دل گا

خلاصہ یہ کہ آیت میں لفظ رَسُولُ اللَّهِ سے تو صرف یہی معلوم ہوا تھا کہ آپ مقطوع النسل نہیں بلکہ آپ رسول ہونے کی وجہ سے کثیر التعداد اولاد رکھتے ہیں، پھر لفظ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ بڑا کار کفار کو اچھی طرح ذلیل کرنے اور آپ کے کامل ہونے کو خوب روشن کرنے کے لئے گویا یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہی نہیں کہ آپ کثیر الاولاد ہیں، بلکہ اس نیلے سائبان اور خاکی فرش کے درمیان پیدا ہونے والی تمام ہستیاں اس کثرت میں آپ کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں، کیونکہ آپ کا سلسلہ ابوت تا قیامت چلنے والا ہے، کوئی نبی آپ کے بعد پیدا ہونے والا نہیں، اور ادھر یہ بھی وعدہ ہے کہ یہ دین متین محرف نہ ہوگا، بلکہ ہمیشہ لوگ اس میں داخل ہوتے رہیں گے، اس لئے اس کی کثرت ظاہر ہے کہ اندازہ سے بھی باہر ہوگی، حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز ملائکہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنے آدمی آئے ہیں اتنے کسی نبی کے ساتھ نہیں آئے۔ ۲) اس جگہ لفظ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ کے اضافہ کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اُمم دنیا کو اس پر متنبہ کرنا منظور ہے کہ اے ہواد ہوس کے بندو! یہ ہمارا آخری رسول

ہے جو ہمارا آخری پیغام لے کر تہاری طرف آیا ہے ، اب بھی ہوش میں آ جاؤ اور اس کے اتباع سے دین و دنیا ، معاش و معاد کو درست کر لو ، اس کے بعد سہر کوئی جدید آسمانی پیغام زمین والوں کی طرف نہ بھیجا جائے گا ، اور نہ کوئی جدید پیغمبر مبعوث ہوگا اس لئے اب دین و دنیا کی اصلاح اور وصول الی اللہ صرف اسی کی تصدیق اور اسی کے اتباع میں منحصر ہے ، اس کی ہدایت کو غنیمت سمجھو ، طعن و تشنیع سے باز آ جاؤ ۔

اور یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی شخص کو متوجہ کرنے کے لئے اردو فارسی وغیرہ زبان میں کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ ہمارا آخری کلام یا آخری وصیت ہے، اس کو پکے باندھ لو۔

③ تیسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جب مائکانِ مُحَسَّنَاتُ آبائِ أَحَدٍ میں نفیِ ابوت سے یہ دہم ہوتا تھا کہ آپ میں شفقتِ پدری بھی موجود نہ ہوگی تو اس کو رفع کرنے کے لئے لفظ وَشَکِنَ رَسُولُ اللہ بڑھا کر یہ بتلایا گیا کہ اگرچہ آپ کسی مرد کے نسبِ باپ نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول ہونے کی وجہ سے نسبِ باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ اس کے بعد اسی کمالِ شفقت کو بیان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ

یعنی اول تو ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے، اور شفقت میں باپ سے بھی زیادہ، پھر خصوصاً یہ رسول تو خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ایسی حالت میں تو ظاہر ہے کہ آپ تمام انبیاء میں بھی زیادہ شفیق ہوں گے، اور امت کی ہدایت اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں گے، کیونکہ وہ رسل جن کے بعد دوسرے رسول اور انبیاء کے آنے کی توقع ہو ان سے اگر کوئی چیز رہ جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء اس کی تکمیل کر سکتے ہیں، لیکن جو تمام انبیاء کا خاتم اور آخر ہو اس کو یہ فکر ہوگی کہ مخلوق کے لئے راستہ کو ایسا صاف کر دیا جائے کہ اُن کو کسی وقت گمراہی کا خطرہ نہ ہو۔ غرض وہ اپنی امت کے لئے انتہائی شفقت کا برتاؤ کریں گے۔

جیسے ایک نسی باپ جبکہ اپنے پیچے اولاد چھوڑنے والا ہو، اور کوئی ایسا شخص اس کے متعلقین میں نہ ہو جو اس کی اولاد کی نگرانی کر سکے، اور ان کے مصارف کی کفالت کرے تو باپ کی شفقت و محبت میں جس قدر رنج و غم ہو گا وہ ظاہر ہے، اپنے بعد کے لئے اپنی حیات ہی میں ایسے سامان مہیا کرنے کی فکر کرے گا کہ آئندہ اس کی اولاد کسی کی محتاج نہ ہو۔

چنانچہ ہمارے آقائے نامدار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے شریعت کے شرائطِ تقیم کو اس قدر ہموار چھوڑا ہے کہ جس میں رات اور دن برابر ہے، آپ کے بعد نہ ہمیں کسی شریعت سابقہ کی حاجت ہے اور نہ لاحقہ کی اور نہ کسی نبی جدید کی ضرورت ہے، اور نہ شریعت جدیدہ کی قرآن مجید اس شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان ان الفاظ سے گزر چکا ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ
دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي . آج ہم نے تمہارے لئے دین کامل
کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام
کر دی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ شرائع سابقہ کی تکمیل ابدی اور علی الاطلاق تکمیل نہ تھی، اگرچہ اپنے اوقات کے لحاظ سے وہ سب کامل و مکمل تھیں، اور یہی آیت کی مراد ہے، جیسا کہ امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس کی تصریح فرماتے ہیں۔
الغرض تبصریح نفسِ متراکب یہ شریعت ابدلاً بآدم کے لئے کامل اور مکمل کر دی گئی، اس کو اپنے نبی کے بعد نہ کسی نبی کی ضرورت نہ محدث کی حاجت، علامہ ابن قیم فرماتے ہیں۔

بِخَلَاَفِ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَاهُمْ
بِهِ فَلَمْ يَحْتَاجُوا مَعَهُ لَا إِلَى
نَبِيٍّ وَلَا إِلَى مُّحَدِّثٍ بَلْ جُمِعَ
لَهُ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا فَتَّرَهُ
فِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ .
"بخلاف امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی وجہ سے
فرما دیا ہے نہ وہ کسی نبی کے محتاج ہیں اللہ
محدث کے بلکہ وہ تمام فضائل آپ میں
جمع کر دیئے گئے ہیں جو دوسرے تمام
انبیاء میں متفرق ہیں۔"

(رسالہ الفرقان ص ۵۶)

الغرض اس لفظ خاتم النبیین سے یہ بتلانا منظور ہے کہ آپ بہ نسبت دوسرے انبیاء علیہم السلام کے بھی سب سے زیادہ شفیق مہربان ہیں۔
اس کے بعد ہم آیت کی مفصل تفسیر ناظرین کے سامنے انہی اصول کے مطابق پیش کرتے ہیں، جن کو علماء امت نے تفسیر کا معیار قرار دیا ہے، لیکن ہر شخص کی نظر

اول عبارت اور اس کے لغات پر پڑتی ہے، اودہ پہلے اسی زبان کے قواعد سے اس کی مراد معلوم کرنا چاہتی ہے، اس لئے بیان کی ترتیب میں ہم پہلے لغت عرب کو رکھتے ہیں، اور پھر باقی طریقوں کو ترتیب پیش کیا جائے گا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر لغت عرب سے

حل لغت | اس آیت میں چند کلمات ہیں:-

رُ ، لکن ، رسول ، اللہ ، خاتم ، النبیین ،

جن میں سے واؤ مطلق کے لئے ہے اور لکن استدراک یعنی ازالہ شبہ کے لئے اور لفظ اللہ محتاج بیان نہیں، البتہ باقی تین لفظ یعنی رسول اور خاتم اور النبیین زیادہ تفصیل طلب ہیں، اور بالخصوص آخر کے دو لفظ کیونکہ فرقہ مرزائیہ نے اس آیت کی تحریف کا راستہ انہی دو لفظوں کو بنایا ہے، لہذا ان الفاظ کے متعلق کچھ تفصیل ہدیہ ناظرین کہنے کی ضرورت ہے۔

رسول ؛ جس شخص کو خداوند عالم اپنی وحی کے ساتھ مشرف فرما کر مخلوق کی طرف تبلیغ و ہدایت کے لئے بھیجتا ہے، اس کو "رسول" اور "نبی" کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں لفظوں کی شرح میں علمائے عربیت و اصول کے مختلف اقوال ہیں۔ رسول اور نبی کے معنی میں فرق | بعض حضرات کا خیال ہے کہ اصطلاح شرع میں دونوں لفظ مترادف ہیں، یعنی ان کے معانی میں باہمی کوئی منسوق نہیں ہے۔ یہ حضرات ان آیات اور احادیث اور کلمات عرب سے استدلال کرتے ہیں جن میں سے ایک ہی شخص کی نسبت کبھی لفظ رسول بولا گیا ہے اور کبھی لفظ نبی۔ اور یہ مذہب چہرہ معتزلہ کا ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ رسول بہ نسبت نبی عام ہے، کیونکہ نبی کے لئے انسان ہونا ضروری ہے، فرشتہ کو نبی نہیں کہا جاتا، اور رسول جس طرح انسان ہوتے ہیں اسی طرح ملائکہ بھی ہو سکتے ہیں، قرآن عزیز کی بہت سی آیات ملائکہ کو بھی رسول کا لقب دیتی ہیں، کما فی قولہ تعالیٰ:-

لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهٖمَ " بیشک ہمارے رسول (یعنی ملائکہ)

یا بُشْرٰی ۔ | ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری پہنچ گئی تھی:

اور جمہور اہل سنت والجماعت اور علمائے سلف کی تحقیق یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ کیونکہ اصطلاح شرع میں رسول صرف اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کو خداوند عالم کی طرف سے کوئی کتاب دی گئی ہو یا وہ نبی جو مستقل شریعت لیکر آیا ہو اور نبی کے لئے ان دونوں میں سے کوئی شرط نہیں، بلکہ نبی اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جو صلا شریعت و کتاب ہو، اور اس شخص کو بھی جس کو خداوند عالم کی جانب سے وحی ہو اور وہ تبلیغ حکام کرتا ہو، لیکن اس کے لئے کتاب یا شریعت جدیدہ نہیں، اور قرآن کریم کی متعدد آیات اس تحقیق پر شاہد ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ | "نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول اور نبی
وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا" | مگر اس طرح "الہ"

جس میں لفظ رسول کے بعد لفظ نبی بغرض تہمید بعد تخصیص ذکر کیا گیا ہے،

نیز حدیث میں ہے:-

"حضرت ابوذرؓ اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ انبیاء، ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ہیں اور رسول تین سو پندرہ، جن میں سے سب پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(یہ حدیث اسحق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ نے روایت کی ہے، ادا بن حبان اور ابن جریر نے اس کو صحیح مندرایا ہے۔)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ الْأَنْبِيَاءُ مِائَةً أَلْفًا وَارْبَعَةً وَعِشْرِينَ أَلْفًا وَكَانَ الرَّسُولُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَثَلَاثُمِائَةً رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَرْكَبُكُمْ أَدَمُ إِلَى قَوْلِهِ أَخَذَهُمْ مُحَمَّدٌ (رواه اسحق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ، محمد بن ابی یوسف، ابویعلیٰ)

(از حاشیہ سامرہ مصری صفحہ ۱۹۳، لکذا لاخبر ابن حبان فی مصمومہ محمد ابن جریر فی الفتح)

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ رسول اور نبی میں فرق ہے، اور انبیاء بنسبت رسول کے زیادہ ہوتے ہیں، نیز اس حدیث میں خط کشیدہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

اس لئے جمہور اہل سنت والجماعت نے اسی تحقیق کو اختیار کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے شرح صحیح بخاری صفحہ ۳۲۱ ج ۲ کتاب التبعیر میں اس کی تصریح فرمائی، اور زرقانیؒ نے شرح مؤطا میں، ابن ہمامؒ نے مسامرو میں، قاضی عیاضؒ نے شفا میں اس کی تصدیق فرمائی ہے، ومثلہ فی حواشی شرح العقائد النسفیہ۔

ہاں اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتلادینا ضروری ہے کہ جمہور اہل سنت کو بھی اس سے انکار نہیں کہ بعض مواضع میں لفظ رسولؐ، نبیؐ کی جگہ پر، یا نبیؐ رسولؐ کی جگہ پر توسعاً و مجازاً بولا جاتا ہے، اور اسی بات کے سمجھنے سے پہلے دونوں مذہبوں کی دسیلوں کا جواب بھی ہو جاتا ہے (کما لا یفتی علی المتیقظ)

اس کے بعد ہم باقی ان دونوں لفظوں کی شرح علیحدہ علیحدہ لغت کی معتبر کتابوں سے پیش کرتے ہیں، اور پھر پورے جملہ کے معنی از روئے قواعد عربیت ذکر کئے جائیں گے۔

لفظ خاتم کی لغوی تحقیق | اس لفظ کے بارے میں آیت مذکورہ میں دو قراءتیں ہیں، یعنی حضرات نے اس لفظ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، اُن میں سے بعض نے خاتم، ت کے زبر کے ساتھ بعض نے خاتم، ت کے زیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ پھر امام المفسرین والمحدثین ابن جریر طبریؒ اور جمہور مفسرین نے اپنی ہی تفسیر میں فرمایا ہے کہ دوسری تسرأت یعنی خاتم، ت کے زبر کے ساتھ صرف دو قاریوں حسن اور عاصم کی قراءت ہے۔

ان کے علاوہ تمام قاریوں کے نزدیک پہلی قراءۃ یعنی خاتم بکسر تاء مختار ہے، ابن جریر، صفحہ ۱۱، جلد ۲۲

اور جب آیت میں زیر اور زبر دونوں تسرأتیں موجود ہیں تو ضروری ہے کہ ہم خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں لفظوں کی مفصل شرح ناظرین کے سامنے پیش کریں، دہو ہذا۔

یہ دونوں لفظ کلام عرب میں چند معانی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں جن کو ذیل میں ایک نقشہ کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے :-

لفظ	لفظ	نمبر شمار	معانی	حوالہ کتب لغت
خاتم بالفتح	خاتم بالکسر	۱	بھینہ مہر جس پر نام وغیرہ کندہ کئے جاتے ہیں۔	لسان العرب، تاج العروس، صحاح جوہری، قاموس۔
•	•	۲	انگشتری یعنی انگوٹھی، مثلاً خاتمہ جب یعنی سونے کی انگوٹھی۔	لسان العرب، تاج العروس، صحاح وغیرہ۔
•	•	۳	آخر قوم بھی اکثر مستعمل ہے	قاموس، تاج العروس، مفتی تلاب
•	•	۴	گھوٹے کے پاؤں میں جو تھوڑی سی سفیدی ہو اس کو بھی خاتم کہتے ہیں	• • •
•	•	۵	گڈی کے نیچے جو گڑھا ہے اس کو بھی خاتم کہتے ہیں۔	• • •
•	•	۶	بمعنی اسم فاعل، کسی چیز کو ختم کر دینا۔	• • •
بفتح فقط	•	•	مہر کا جو نقش کاغذ وغیرہ پر اترتا ہے	لسان العرب وغیرہ۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں لفظ ساٹ معانی میں مستعمل ہوتے ہیں جن میں اول کے پانچ دونوں میں مشترک ہیں، اور نمبر ۶ فقط خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہے اور نمبر ۷ خاتم بالفتح کے ساتھ خاص ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالکسر کے چھ معنوں میں کون سے

۱۵ اس تخصیص تفصیل میں طلباء لغت کے اقوال کچھ اور بھی ہیں، مگر عام کتب لغت سے یہ تفصیل مستفاد ہوتی ہے۔ ۱۷ محمد شفیع غفرلہ

معنی ہو سکتے ہیں، اور خاتم بالفتح کے چھ معنوں میں سے کون سے۔
 سو یہ بھی ظاہر ہے کہ پہلے اور دوسرے معنی یعنی نگینہ مہر اور انگشتری آیت میں
 کسی طرح حقیقت کے اعتبار سے مراد نہیں ہو سکتے، اور باجماع علماء لغت اور
 باتفاق عقلائے دنیا جب تک حقیقی معنی درست ہو سکیں، اس وقت تک مجازی کو
 اختیار کرنا باطل ہے لہذا پہلے اور دوسرے معنی ہرگز مراد نہیں۔
 چوتھے پانچویں معانی کا تو آیت میں کسی انسان کو وہم بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ
 اس آیت میں نہ حقیقہً درست ہیں نہ مجازاً۔
 اسی طرح ساتویں معنی یعنی مہر کا نقش، یہ بھی حقیقی معنی کے لحاظ سے آیت میں مراد
 نہیں ہو سکتے، اور مجازی معنی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں۔

لہذا اب صرف دو احتمال باقی ہیں، تیسرے معنی یعنی آخر قوم اور چھٹے معنی یعنی
 ختم کرنے والے، اور یہ دونوں معنی بلا تکلف آیت میں حقیقت کے اعتبار سے درست
 ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ ان میں سے پہلے معنی دونوں مترادفوں یعنی خاتم بالکسر
 اور خاتم بالفتح پر درست ہیں، اور دوسرے معنی صرف خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں
 الحاصل لفظ خاتم کی دونوں مترادفوں اور ان کے معانی لغویہ پر مفصل
 بحث کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کرام نے یہ نکال لیا ہوگا کہ اگر مترادف دو حدیث
 کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کی تفاسیر اور ائمہ سلف کی شہادتوں سے بھی قطع نظر
 کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب فیصلہ
 دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی مترادف پر دو معنی ہو سکتے ہیں، آخر النبتین اور انہوں
 کے ختم کرنے والے اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النبتین۔
 لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا حتم صرف ایک ہی نکلتا ہے،
 اور بہ لحاظ مراد کہا جاسکتا ہے کہ دونوں قراءتوں پر آیت کے معنی لغت سے ہیں کہ آپ
 سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، جیسا کہ
 تفسیر روح المعانی میں تصریح موجود ہے۔

وَالْخَاتَمُ اسْمُ الْاَلَةِ لَا يُخْتَمُ | اور خاتم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے
 یہ کالطایع لما یطبع بہ فمغنی | مہر لگائی جائے، پس خاتم انہیں کے

معنی یہ ہوں گے۔ وہ شخص جس پر انبیاء ختم ہو گئے۔ اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آحسبہ التبتیین ہے؟

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ النَّبِيُّونَ بِهِ وَمَا كُنْهُ اٰخِرُ النَّبِيِّينَ (روح المعانی ص ۵۹، ج ۱)

اور علامہ احمد محزون بہ ملا جیون صاحب نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے منسرایا ہے۔

* اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح و بکسر) میں وہ صرف معنی آخر ہی ہیں، اور اسی لئے صاحب مدارک نے قرأت عامہ معنی الفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے، اور بیضاوی نے دونوں مترادفوں کی یہی ایک تفسیر کی ہے؟

وَالْمَاٰلُ عَلَى كُلِّ تَوْحِيۃٍ هُوَ الْمَعْنٰی الْاٰخِرُ الَّذِیْ لَیْكَ فَتْرَ صَاحِبِ الْمَدَارِیْ قِرَآءَةً عَاصِمٍ بِالْاٰخِرِ وَصَاحِبِ الْبَيْضَادِیِّ عَلَى الْقِرَآءَةِ تَتْنِ بِالْاٰخِرِ۔

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہو گئی، کہ لفظ خاتم کے جوڑ معنی آیت میں بن سکتے ہیں اُن کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے، یعنی آخر التبتیین، اور اسی بنا پر بیضاوی نے دونوں مترادفوں کے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا، بلکہ دونوں صورتوں میں آخر التبتیین تفسیر کی ہے۔

پھر خداوند عالم ائمہ لغت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا، بلکہ تصریحا اس آیت شریفہ کے متعلق جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلادیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لفظ محتمل ہیں اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ سب انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خداے علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتا ہیں چھوٹی بڑی اور معتبر و غیر معتبر لکھی گئیں، اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں، ہمیں تو نہ اُن سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے، اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے، بلکہ صرف اُن چند کتابوں سے جو عرب و عجم میں سلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں "مثبتہ نمونہ از خروارے؟ ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ

خاتم بالفتح اور بالکسر کے معانی میں سے ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تجویز کئے ہیں۔

معنرات المترآن | یہ کتاب امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی، خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے، شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتفاق میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس کے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی، آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَحَاسَمَ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ حَسَمَ
النَّبِيُّوَّةَ أَيْ تَمَمَهَا بِمَحْجُورِهِ

(معنرات راغب ص ۱۳۲) یعنی آپ نے تشریف لاکر نبوت کو تمام فرمایا

الحکم ابن السیّدہ | لغت عرب کی وہ معتد علیہ کتاب ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبرات میں سے شمار کیا ہے کہ جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔

وَحَاسَمَ كُلِّ شَيْءٍ وَحَاسَمَتُهُ
عَاقِبَتُهُ وَأَخْرَجَهُ (از لسان العرب)

تہذیب للازمیری | اس کو بھی سیوطیؒ نے معتبرات لغت میں شمار کیا ہے، اس میں لکھا ہے۔

وَالْحَاسِمُ وَالْحَاسَمَةُ مِنْ أَسْمَاءِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
فِي التَّوْزِيلِ الْعَزِيزِ مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رَجَائِلِكُمْ
وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَحَاسَمَ
النَّبِيِّينَ أَيْ أَخْرَجَهُمْ (از لسان العرب)

• اور خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہیں، اور قرآن مجید میں ہر کہ نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری نبی ہیں؟

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلادیا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں، اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے۔

کیا ائمہ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا کوئی

اور معنی تجویز کر سکتا ہے ؟

لسان العرب | لغت کی مقبول کتاب ہے عرب و عجم میں مستند مانا جاتی ہے، اس کی عبارت یہ ہے :-

<p>خَاتِمُ الْقَوْمِ بِالْكَسْرِ اور خَاتِمُ الْقَوْمِ بِالْفَتْحِ کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معنی پر لہجائی سے نقل کیا جاتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء (یعنی آخر الانبیاء)</p>	<p>خَاتِمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ وَ اٰخِرُهُمْ عَنِ الْخَيَاتِي وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۔</p>
---	--

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرارت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے ۔

لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکتے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں ، غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا ذکر نہیں کیا ، بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے ۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری کے ہوتے ہیں ، آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے ، اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے ، اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے ، وہ ہذا ،

تاج العروس | شرح قاموس للعلامة الزبيدي میں لہجائی سے نقل کیا ہے :-

<p>اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہو اور خاتم وہ شخص ہو جس نے اپنے تشریف لانے سے پہلے</p>	<p>وَمِنْ اَسْمَائِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ بِمَجِيئِهِ</p>
---	--

مجمع البحار | جس میں لغات حدیث کو معتمد طسریق سے جمع کیا گیا ہے، اس کی عبارت درج ذیل ہے:-

<p>” خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہے، بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں، اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں۔“</p>	<p>الْخَاتِمُ وَالْخَاتِمُ مِنَ الْأَسْمَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ش، بِالْفَتْحِ اسْمُ أَيْ آخِرُهُمْ وَ وَبِالْكَسْرِ اسْمُ فَاعِلٍ - (مجمع البحار)</p>
---	--

نیز مجمع البحار، صفحہ ۳۲۹ ج ۱ میں ہے:-

<p>” خاتم النبوة بحسرتا یعنی تمام کرنے والا“ اور بالفتح تار بمعنی مہر یعنی دوشے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں؟</p>	<p>خَاتِمُ النَّبُوَّةِ بِكسر التاء أَيْ فَاعِلُ الْخَتْمِ وَهُوَ الْإِسْمَاءُ وَيَقْتَضِيهَا بِمَعْنَى الطَّابِعِ أَيْ شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ</p>
--	---

قاموس | میں ہے:-

<p>” اور خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح قوم میں سے آخر کو کہا جاتا ہو اور اسی معنی میں ہر اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین یعنی آخر النبیین؟</p>	<p>وَالْخَاتِمُ آخِرُ الْقَوْمِ كَالْخَاتِمِ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ أَيْ آخِرُهُمْ -</p>
--	--

اس میں بھی لفظ ” قوم “ بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

کلیات الالبصار | لغت عرب کی مشہور و معتمد کتاب ہے، اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے، ملاحظہ ہو:-

<p>” اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں (اور اسی معنی میں) خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ میں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے</p>	<p>وَتَسْمِيَةً نَسَبْنَا خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ لِأَنَّ الْخَاتِمَ آخِرُ الْقَوْمِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمَ</p>
--	---

النَّبِيِّينَ .

باپ لیکن اللہ کے رسول ہیں، اور آخر

(کلیات ابی البقار، ص ۳۱۹)

سب نبیوں کے ؟

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپ کے خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خاتم القوم کو کہا جاتا ہے، اور آپ آخر النبیین ہیں۔ نیز ابوالبقر نے اس کے بعد کہا ہے کہ :-

وَلَقَدْ اَلَّعَنَّا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ | اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم
الْاَخْيَاقِ . ہے ؟

جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے، تشریعی ہو یا غیر تشریعی، اور رسول خاص تشریعی کے لئے بولا جاتا ہے، اور آیت میں جبکہ عام نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے، لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے، جو لوگ آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم گھڑتے ہیں علامہ ابوالبقر نے پہلے ہی سے اُن کے لئے رد تیار کر رکھا ہے۔

صحاح العربیہ للمجیری | جس کی شہرت محتاج بیان نہیں، اس کی عبارت یہ ہے :-

وَالْخَاتِمُ وَالْخَاتِمُ بِكُسْرِ
الشَّاءِ وَفَتْحِهَا وَالْخِيتَامُ وَ
الْخَاتَامُ كُلُّهُ بِمَعْنَى وَالْجَنَمِ
الْخَوَاتِيمُ وَخَاتِمَةُ الشَّيْءِ
اٰخِرُهُ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ .

” اور خاتم اور خاتم تاء کے زیر اور زبدل
سے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے
معنی ایک ہیں، اور جمع خواتیم آتی ہر واحد
خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں، اور اسی معنی میں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء
علیہم السلام کہا جاتا ہے ؟

لہ یاد رہے کہ اس رسالہ میں جہاں کہیں ہم نے تشریعی اور غیر تشریعی کے الفاظ لکھے ہیں، ان سے ہماری مراد یہ ہے کہ تشریعی
جدیدہ لیکر آئے ہوں، یا پہلی ہی شریعت کے متبع ہوں، ورنہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب تشریعی ہیں، اور
شریعت لازمہ نبوت ہے، مرزا صاحب نے جس کا نام غیر تشریعی رکھا، وہ نبوت کی کوئی قسم نہیں، ۱۲ منہ

اس میں بھی تصریح کر دی گئی ہے کہ خاتم اور خاتم بالکسر اور بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخری قوم۔

متنبی الارباب میں لفظ خاتم کے متعلق لکھا ہے :-

”خاتم کما جب مہر و انگشتری، و آخر پر چیزے و پایاں آں و آخر قوم و خاتم بالفتح مثله و محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین“

مُراج میں ہے :-

خاتِمَةُ الشَّيْءِ اخْرَجَكَ وَمُحَمَّدٌ	خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور
خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ بِالْفَتْحِ صَلَوَاتُ	اسی معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ	خاتم الانبیاء ہیں

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال ائمہ لغت اور بطور مشتمہ نمونہ از خردارے پیش کئے گئے ہیں، جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے، اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔

یہاں تک بھلا اللہ یہ بات بالکل روشن ہو چکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہو سکتے ہیں، اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی لئے جائیں تو اگرچہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں، لیکن بالفرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہوں گے، جیسا کہ خود مرزا صاحب قادیانی ”حقیقۃ الوحی“ حاشیہ صفحہ ۹ میں تصریح کرتے ہیں، اور اس وقت آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں، جس کا خلاصہ بھی پہلے معنی کے علاوہ کچھ نہیں، کیونکہ محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں چیز پر مہر کر دی، یعنی اب اس میں کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی، قرآن عزیز میں فرمایا ہے :-

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ	”اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر کر دی
	یعنی اب اُن میں کوئی خیر کی چیز
	داخل نہیں ہوتی

(بقبرہ ۱۶۶)

لہ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰۔

أَرُوْنِي وَقَدْ خَفَمْتُ عَلَى نَوَادِي ۖ بِحَيْثُكَ أَنْ يَحُلَّ بِهِ سِوَاكَ

”میں تیرے یہاں سے اس طرح جا رہا ہوں کہ تو نے میرے قلب پر اپنی محبت سے ٹہر لگادی ہے، تاکہ اس میں تیرے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے؟“

اس وقت تک جو کچھ کلام کیا گیا وہ لفظ خاتم کے لغوی معنی کی تحقیق تھی، اس کے بعد دوسرے لفظ یعنی التَّيِّبِينَ کے لغوی معنی اور اس کی تحقیق عرض کی جاتی ہے۔
لفظ ”التَّيِّبِينَ“ کی لغوی تحقیق | یہ لفظ دراصل دو لفظوں سے مرکب ہے، ایک الف لام

تعریف، دوسرا ”تبیین“ دونوں کے متعلق مختصراً گزارش کی جاتی ہے۔
دوسرا لفظ ”تبیین“ تو نبی کی جمع ہے، جس کا استعمال انبیاء کی جماعت کے لئے کیا جاتا ہے، اور لفظ نبی کی مفصل تحقیق لغوی اور شرعی گذر چکی ہے، ناظرین چند ورق الٹ کر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ پہلا لفظ یعنی ”الف لام“ اس جگہ تفصیل طلب ہے، جس کو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے، لیکن چونکہ یہ ایک خالص علمی مسئلہ ہے اس لئے اگر باوجود امکانی سہولت پیدا کرنے کے بعد بھی عام ناظرین کے لئے پوری وضاحت نہ ہو تو معذور سمجھا جائے۔

مشہور ہے کہ ”الف لام“، تعریف لغت چار معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، جن میں استغراق، عہد خارجی، عہد ذہنی۔ لیکن جب الف لام جمع پر داخل ہوتا ہے تو جماع اہل عربیت اور باتفاق علماء اصول اس میں صرف دو احتمال ہوتے ہیں، اول عہد خارجی یا ذہنی، دوم استغراق۔ دیکھو کشف الاسرار للعلامۃ النہضی۔

فَاِنْ دَخَلْتَ عَلَى الْجَمْعِ فَلِلْعَهْدِ	”اور اگر الف لام تعریف جمع پر داخل ہو تو
اِنْ كَانَ ذَا لَا فَلِلْعُمُومِ	اگر وہاں عہد بن سکتا ہے تو وہ مراد ہوگا،
کشف، ص ۲۲۰، ۱۵	در عموم واستغراق مراد لیا جائے گا؟

لے الف لام تعریف میں لفظ پر داخل ہو اس کی چند صورتیں ہیں، یا تو اس کے افراد میں سے کچھ مراد نہیں بلکہ نفس مابقیہ مراد ہو، تو اس الف لام کو جنسی کہتے ہیں، اور اگر افراد مراد ہیں تو یا تمام افراد ہوں گے یا بعض، اگر تمام ہیں تو استغراق، اور اگر بعض ہیں تو پیر معین ہوں گے یا غیر معین، اگر معین ہیں تو عہد خارجی، ورنہ عہد ذہنی کہتے ہیں۔

اور علامہ ابوالبتار اپنی کلیات میں فرماتے ہیں :-

”عموماً اہل اصول اور اہل عریضیت نے فرمایا ہے کہ لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر وہ استغراق ہی کا فائدہ دیتا ہے، البتہ اگر مجہود ہو تو پھر عہد کے لئے لیا جاتا ہے“

وَقَالَ عَامَّةُ أَهْلِ الْأَصُولِ
وَالْعَرَبِيَّةِ لَا مَّ التَّعْرِيفِ سَوَاءٌ
دَخَلَتْ عَلَى الْفَرْدِ أَوْ عَلَى الْجَمْعِ
تُقَيِّدُ إِلَّا سِتْغْرَاقًا إِلَّا إِذَا
كَانَ مَعْهُودًا .

(کلیات ابی البقار، ص ۵۶۳)

طبع قدیم، صفحہ ۴۹ میں یہ بات اور زیادہ ہے کہ اس حکم میں مفرد اور جمع سب برابر ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الف لام دراصل صرف انہی دو معنی کے لئے ہے، باقی معانی محض ضرورت مقام کے لئے کبھی کبھی آتے ہیں۔

اور علامہ رضی نے بھی شرح کا فنیہ میں اس بحث پر مبسوط تفسیر کرتے ہوئے یہی اختیار کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

”بعضیت اور جزئیت کی علامت تنوین ہے، جب کسی اسم پر الف لام داخل ہو کر مانع تنوین ہو جائے گا تو اس کا مدلول صریح صرف استغراق کل افراد ہوگا البتہ اگر کوئی دلیل اس بات پر دلالت کرے کہ اس لفظ سے اس کے کل افراد مراد نہیں، بلکہ بعض معین یا غیر معین افراد مراد ہیں تو اس وقت انہیں افراد کو مراد سمجھا جائے گا جس کو اصطلاح میں عہد خارجی اور عہد ذہنی کہتے ہیں، جیسے کہا جائے [شَتَرَ اللَّحْمَ] (یعنی گوشت خرید لاؤ) تو ظاہر ہے کہ گوشت سے اس کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے، اور نہ کسی بشر کی قدرت میں ہے، اس لئے بقرینہ خریداری اللحم میں لحم سے فقط بعض افراد غیر معین لحم کے مراد ہوں گے، اور اسی کو عہد ذہنی کہا جاتا ہے جیسے قرآن عزیز میں ہے اَذْجِدُ عَلَى الشَّارِ هُدًى (یا میں آگ پر اطلاع پاؤں، تو انار سے ظاہر ہے کہ آگ کے تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے بلکہ صرف وہ معین آگ مراد ہے جس کا ذکر پہلے کلام میں موجود ہے اور اسی کا نام عہد خارجی ہے اور جب اس قسم کی کوئی دلیل محقق اس لفظ کو اپنے مدلول صریح یعنی استغراق سے

پھرنے والی نہ ہو تو استغراق کے سوا کوئی معنی مراد لینا قواعد عرب و لغت میں جائز نہیں، اگرچہ فی نفسہ جنس ماہیت مراد ہونے کا بھی احتمال ہو سکتا ہے، لیکن عرب و محاورات میں اس کا اعتبار نہیں ملتا، بلکہ عرب میں اعیان خارجیہ سے کلام ہوتا ہے، نہ کہ ماہیات ذہنیہ سے لہذا جنس کا احتمال سرے سے ساقط ہے؛ (رضی شرح کا فیہ مختصراً)

نتیجہ یہ ہے کہ الف لام تعریف خواہ مفرد پر داخل ہو یا جمع پر، اس میں صرف دو ہی احتمال ہوتے ہیں، استغراق یا عہد اور اسی بنا پر علامہ رضی اس کے بعد فرماتے ہیں،

فَإِذَا الْمُمْتَكِنُ لِلْبَعْضِيَّةِ لِعَدَمِ
دَلِيلِهَا وَهُوَ التَّنْوِينُ وَجَبَ
كَوْنُهُ لِكُلِّ فَعَلَى هَذَا قَوْلُهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَاءُ طَاهِرٌ أَيْ
كُلُّ الْمَاءِ وَالنُّومُ حَدَّثٌ أَيْ
كُلُّ النَّوْمِ إِذْ لَيْسَتْ فِي الْكَلَامِ
قَرِينَةٌ بَعْضِيَّةٌ لَا مُطْلَقَةٌ وَ
لَا مُعَيَّنَةٌ فَلِهَذَا جَازٍ أَنْ
كَانَ قَلِيلاً وَصَفَ الْمَفْرُودِ
بِالْجَمْعِ نَحْوَ قَوْلِهِمْ أَهْلَكَ
النَّاسَ الَّذِي نَارُ الصَّفَرِ
الَّذِي رَهْمَ الْبَيْضُ عَلَى مَا حَكَى
الْأَخْفَشُ .

”پس جب کہ بعضیت کلام میں بوجہ دلیل (یعنی تنوین) نہ ہونے کی ثابت نہ ہو سکے تو واجب ہو کہ کل افراد پر حمل کیا جائے، اور اسی پر محمول ہر فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ پانی طاہر ہے یعنی سب افراد پانی کے (اصل سے) طاہر ہیں اور نیند بے وضو ہونا ہے، یعنی ہر فرد نیند و معروف کا اور چونکہ الف لام داخل ہونے کے بعد مفرد بھی بہت افراد پر دلالت کرتا ہے، اسی لئے مفرد کی صفت میں جمع بھی لائی جاتی ہے، اگرچہ ایسا محاورات میں کم ہے، جیسا کہ اخفش نے روایت کیا ہے، الدہم البیض اور الدینار الصفر، ورم موصوف مفرد ہے اور سب صفت جمع ہے، وعلیٰ ہذا“

(رضی، صفحہ ۱۰۳، ج ۲)

یہاں تک تو مفرد اور جمع کے احکام مساوی ہیں، البتہ رضی نے اس کے بعد مفرد اور جمع میں یہ فرق کیا ہے کہ جب مفرد پر الف لام داخل ہوتا ہے تو کلمہ ہر مفرد کو شامل ہوتا ہے اور جب ثننیہ پر داخل ہوتا ہے، تو ہر فرد ثننیہ کو بخلاف جمع کے، کیونکہ وہ ہر فرد مفرد اور ہر فرد ثننیہ اور اسی طرح ہر فرد جمع سب کو محیط ہوتی ہے

چنانچہ علامہ رضی فرماتے ہیں :-

لَا تَلْجُزُ الْجَمْعُ الْمُخَلَّى بِاللَّامِ فِي
مِثْلِهِ يَسْتَعْمَلُ بِمَعْنَى مُنْتَهَى
مُضَافٍ إِلَيْهِ كُلُّ مُفْرَدٍ وَغَيْرُهُ
فَمَعْنَى لَقِيْتُ الْعُلَمَاءَ الْأَزْيَالُ
أَيْ كُلَّ عَالِمٍ وَعَالِمَيْنِ كُلِّ عُلَمَاءٍ
(رضی، ص ۱۰۴ ج ۱۲)

” اس لئے کہ جمع معترف باللام کلام موجب
میں ایک ایسے محمول کے حکم میں ہوتی ہو کہ
جس کی طرف کل مفرد وغیرہ کی اضافت
کی گئی ہو اور اسی لئے لقیْتُ العلماء
الْأَزْيَالُ کے معنی یہ ہیں کہ میں ہر ایک عالم اور
ہر دو عالم اور ہر جمع علماء سے ملنے کے ملا۔“

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع کا استغراق زیادہ اُکمل دائم ہوتا ہے۔
اس تفصیل کے بعد ہم ناظرین کو کلام زیر بحث کی طرف توجہ دلا کر توقع رکھتے ہیں
کہ وہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ ”خاتم النبیین“ میں الف لام کس معنی کے لئے ہو سکتا
ہے، کیونکہ اب احتمال صرف دو ہیں، اشتغراق اور عہد۔
لیکن جس شخص کو عقل و فہم کا کچھ حصہ ملا ہے وہ ہرگز وہم بھی نہیں کر سکتا کہ اُس میں
الف لام عہد خارجی یا ذہنی کے لئے ہے، کیونکہ اس پر نہ کوئی دلیل ہے نہ قرینہ جو ”نبیین“
کو بعض نبیین کے لئے خاص کر دے، بلکہ اس کے خلاف پر قوی اور روشن دلائل
موجود ہیں، جن میں سے ایک بدیہی الثبوت یہ بات ہے کہ اگر ”النبیین“ کے الف لام
کو عہد خارجی یا ذہنی کے لئے قرار دے کر کلام کی یہ مراد بنائی جائے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعض انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں تو کلام بالکل مہمل اور بے معنی
ہو جاتا ہے۔ اور خاتم النبیین کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی صفت
نہیں رہتی، جو آپ کے فضائل میں ذکر کی جائے، کیونکہ آدم علیہ السلام کے علاوہ
ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم اور آخر ہے، اور ہر نبی پر اس معنی میں خاتم النبیین
صادق ہے، اس لئے یہاں یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ خاتم النبیین میں الف لام
عہد خارجی یا ذہنی کے لئے ہے تو اب خود بخود اشتغراق متعین ہو جاتا ہے، اور
خاتم النبیین کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام افراد انبیاء
کے خاتم اور آخر ہیں، یعنی جن حضرات کو اصطلاح شرع میں نبی کہا جاسکتا ہو خواہ
صاحب شریعت جدیدہ ہوں یا نہ ہوں، آپ ان سب کے ختم کرنے والے اور سب کے آخر میں ہیں۔

تَشْبِيْهٌ :- یہ بات بفعلہ تعالیٰ تفصیل سے ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ آیت میں العلام سوائے استغراق کے اور کسی معنی کے لئے نہیں ہو سکتا، لیکن ابھی تک یہ بات باقی ہے، کہ استغراق کی کوئی قسم مراد ہے، کیونکہ استغراق کی دو قسمیں ہیں، حقیقی اور عرفی، حقیقی وہ ہے کہ جس میں حقیقت تمام افراد مراد ہوں، جیسے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ خداوند عالم جاننے والا ہے ہر غائب و حاضر کا، جس سے کوئی فرد خاص مراد نہیں۔ اور استغراق عرفی وہ ہے کہ جس میں تمام افراد حقیقت مراد نہ ہوں، بلکہ صرف وہ افراد مراد ہوں جو عرفاً سمجھے جاتے ہوں جیسے کہا جاتا ہے جَمَعَ الْأُمَمُ الصَّاعَةَ (بادشاہ نے تمام سناروں کو جمع کیا ظاہر ہے کہ تمام دنیا کے تمام سناروں کا جمع کرنا مقصور نہیں، اس لئے یقیناً یہ مراد ہے کہ اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سناروں کو جمع کیا، ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ استغراق افراد نہیں بلکہ مجازاً عرف میں اس کو بھی استغراق کہتے ہیں، لیکن اس تفصیل کے بعد اس کا فیصلہ بھی کچھ مشکل نہیں رہا کہ آیت مذکورہ میں استغراق عرفی ہے یا حقیقی۔

کیونکہ اول تو استغراق عرفی ایک مجازی معنی ہیں، جیسا کہ حواشی مغنی اللیب میں مصرح ہے، اور مسلم قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت تک مراد نہیں ہو سکتے جب تک کہ حقیقی معنی بن سکیں، اور یہ ظاہر ہے کہ استغراق حقیقی آیت میں بلا تکلف درست ہے، یعنی ختم کرنے والے انبیاء کے لہذا استغراق حقیقی عرفی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں، اور ثانیاً اگر استغراق عرفی مراد ہو تو جس طرح عہد خارجی یا ذہنی کی صورت میں کلام بے معنی رہ جاتا ہے، اور خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص فضیلت نہیں رہتی اسی طرح استغراق عرفی میں بھی یہی اشکال اور پیش ہے، کیونکہ اس صورت

لہ اس کے علاوہ استغراق عرفی دہاں بنتا ہے جہاں عرفاً اس کے مخصوص افراد متعین ہوں، جیسا کہ مثال مذکور میں سناروں سے صرف اپنے شہر یا اپنی سلطنت کے سنار مراد ہوئے ہیں، اور عرفاً بھی معنی میں اور ظاہر بات ہے کہ خاتم النبیین بالکل اس کے خلاف ہے عرف میں اس قسم کے کلمات انبیاء کے مخصوص افراد مراد ہوتے ہیں اور نہ اس کی کوئی وجہ بلکہ اگر اس کے نظائر پر سری نظر ڈالی جائے تو سب جگہ تمام انبیاء مراد ہیں، مثلاً حدیث میں اخلا انبیاء، آخر الامم، قائد المرسلین وغیرہ الفاظ اس کے نظائر ہیں اور باتفاق یہاں استغراق حقیقی ہے۔

میں بھی آیت کے معنی یہی ہوں گے کہ آپ بعض انبیاء مخصوص کے خاتم اور آخر میں، اور یہ معنی سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے سب انبیاء پر صادق ہیں، ادھر صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے :-

”مجھے چھ چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر تفیلت دی ہے اور ان چھ میں اپنا خاتم النبیین ہونا بھی ذکر فرمایا ہے :- (رواہ مسلم فی النفسائل)

نتیجہ یہ نکلا کہ خاتم النبیین میں الف لام سوائے استغراق حقیقی کے اور کسی معنی کے لئے نہیں بن سکتا، اور اس لفظ سے تمام افراد انبیاء کا اختتام مراد ہے، اور یہی ہمارا دعویٰ ہے، ولہ الحمد۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیارہ آیت مقصود بالذکر وَلَٰكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ کے مفردات اور جُزْأ کلمات کے متعلق تھا، اس کے بعد پورے جملہ اور تمام آیت کی تفسیر لغت اور محاورات عرب کے اعتبار سے معلوم کرنا بھی کچھ دشوار نہ رہا، اور آیت کا مطلب صاف یہ ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام افراد انبیاء کے آخر میں آنے والے یا ختم کرنے والے ہیں، اس میں نہ کسی قسم کی تخصیص ہے اور نہ کسی فرد کا استثناء اور نہ کسی تاویل کی گنجائش، نہ تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی قید۔ اتنی تصریح کے بعد بھی اگر کوئی شخص جیلے بہانے ڈھونڈھے، اور آیت کی تاویل بلکہ تحریف کے درپے ہو تو وہ اپنی عاقبت کی فکر کرے، اور روز قیامت کے لئے کوئی جواب سوچ رکھے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَمَا الشَّوْفِيُّ إِلَّا مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ

آیت مذکورہ کی تفسیر | فترآن مجید کی حقانیت کے روشن دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے خود فترآن مجید سے کہ اس کا بعض اپنے بعض کی تفسیر کرتا ہے، اس لئے آئیے ہم آپ کو یہ دکھلائیں کہ خود کتاب میں اس آیت کی کیا تفسیر کرتی ہے۔

ختم نبوت کا مسئلہ جیسا کہ اہم تھا قرآن عزیز نے اس کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تفسیراً ستوں سے زائد آیات میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے جن کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقلاً ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

یہاں صرف چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ آیت خاتم النبیین کی

تفسیر اور اس کے مطلب کی توضیح کے لئے کافی ہیں، جن میں پہلے اسی آیت کی ایک دوسری قرأت کو پیش کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے آیت کے معنی بالکل صاف حل ہو جاتے ہیں۔

عامہ مفسرین مثل ابن جریر طبری اور ابن کثیر سیوطی وغیرہم نے اپنی اپنی تفسیروں میں اس آیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت یہ نقل کی ہے :-
 وَلَٰكِنْ نَّبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ . | " لیکن آپ ایک ایسے نبی ہیں جس نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا "۔

اس قرأت نے ان تمام تحریفات کی جڑ کاٹ دی جو لفظ خاتم کے متعلق مرزا یوں کی جانب سے ابھی نقل کی جاتی ہیں، کیونکہ اس وقت آیت کے معنی صاف یہ ہوئے کہ آپ ایسے نبی ہیں جس نے تمام انبیاء کو ختم کیا۔
 اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کا اعلان کرتی ہے :-

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَيُكْمَدُ | " ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل
 اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (ملو، پ) | کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی "۔
 اس آیت نے صاف یہ بتلادیا کہ دین اسلام اور نعمت نبوت وحی وغیرہ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو چکی ہے، آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت اور گنجائش
 نہیں ہے، اس آیت کی تفسیر اور مفصل تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب عرض کی جاوے گی۔
 نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد خداوندی ہے :-

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ | " آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب
 اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ | کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جس
 مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ . | کے لئے آسمانوں اور زمین کا مالک ہے "۔
 (اعراف، پ)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً | " ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں
 لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا . | کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر "۔
 (سبا، پ ۲۲)

ان دونوں آیتوں اور ان کی امثال اور چند آیتوں میں بھی صاف اعلان فرمادیا

گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان انسانوں سے صرف وہ انسان مراد ہیں جو آپ کے زمانہ مبارک میں تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان میں شامل ہیں۔ پہلی صورت میں تو یہ لازم آتا ہے کہ صرف صحابہ ہی کے رسول ہیں، اور بس، اور آپ کی رسالت نبوت صرف صحابہ میں ختم ہوگئی، اور یہ ایک ایسا گستاخانہ کلمہ ہے کہ کوئی مسلمان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔

رہی دوسری صورت کہ تمام انسانوں سے حضرات صحابہ کے ساتھ بعد میں آنوالی نسلیں بھی مراد ہیں، اور آیت میں لفظ جَمِيعًا اور کَاثَرًا کے معنی ہیں کہ آپ تمام دنیا کے موجودہ انسانوں اور آئندہ پیدا ہونے والے سب انسانوں کے رسول ہیں (اور یہی معنی صحیح اور درست ہیں) تو اس میں صاف ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب آپ کی رسالت قیامت تک تمام انسانوں کے لئے عام اور شامل ہے تو پھر کیا معاذ اللہ آپ کی نبوت و رسالت میں کوئی نقصان تھا، کہ وہ ان کی ہدایت کے لئے کافی نہ ہوئی اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت پڑی، اس آیت کی بھی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گی۔

نیز تشرآن مجید ارشاد کرتا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝
”ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام عالم والوں کے لئے“

جس طرح کہ باتفاق دنیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں عالمین سے تمام عالم بلا کسی تخصیص کے مراد ہیں اسی طرح اس جگہ بھی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔

لہ اور دوسری آیات و احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ تمام جنات کے لئے بھی رسول ہیں چونکہ اس وقت گفتگو انسانوں کے معاملہ میں ہے اس لئے صرف انہی کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ۲۱ منہ
۲۲ حدیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہُوَ اَنَا رَسُوْلٌ مِّنْ اَدْنٰکَ حَیْثَا دَمِنَ مُوَلَّدُ بَعْدِیْ ”میں ہوں تمام لوگوں کا بھی رسول ہوں جو آب زندہ ہیں اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں۔“
دسیاتی الحدیث فی بابہ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

پس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم والوں کے لئے رحمت ہیں، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جیب آپ کی نبوت درمالت عام ہو، اور آپ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہ ہو ورنہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان لانے والا اور آپ کے احکام و سنن کا پورا اتباع کرنے والا اس پر ایمان نہ لایا تو اس کی ساری کوششیں کارت اور سارے اعمال حبط ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین ہونے کے منافی ہے، بلکہ اس صورت میں آپ کی ذات مبارک اور آپ کا اتباع صرف انہی لوگوں کے لئے رحمت ہوگا جو دوسرے نبی کے مبعوث ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے، تمام عالم کے لئے رحمت ہونا ثابت نہ ہوگا۔

ان کے علاوہ اور بھی ستر آں مجید کی بہت سی تصریحات و اشارات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے جس کو انشاء اللہ تعالیٰ مستقل طور سے بدیہ ناظرین کیا جائے گا۔ ان تمام آیات قرآن مجید سے ناظرین یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ یہ سب خاتم النبیین کے اسی معنی کی تائید کرتی ہیں جو اُد پر عرض کئے گئے ہیں۔

اور اس کل گزارش سے یہ ثابت ہو گیا کہ آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کی وہی تفسیر ہے جو اُد پر لغت عرب سے نقل کی گئی ہے، اور خود قرآن مجید کی دوسری آیات اسی تفسیر کو بیان کرتی ہیں۔

چونکہ اس بحث کو عنقریب تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے اس لئے اس موقع پر صرف دو تین آیات پر اکتفا کیا، اور ان کے بیان میں بھی اختصار سے کام لیا گیا۔

آیت مذکورہ کی تفسیر | تفسیر ستر آں مجید کی جو ترتیب ہم اُد پر ذکر کر گئے ہیں، اس میں احادیث سے | دوسرا درجہ حدیث کا ہے۔ سو اس کے متعلق یہ گزارش ہو کہ آیت کی وہ تفسیر جو ہم اُد پر لغت عرب اور خود ستر آں عزیز سے نقل کر چکے ہیں، احادیث میں بھی ایک بہت بڑا دفتر اس تفسیر کا شاہد ہے، جس کے دیکھنے کے بعد ایک مسلمان کو کسی مشبہ کی گنجائش نہیں رہتی، اور یہ بات بالکل روشن ہو جاتی ہو کہ مذکورہ بالا تفسیر کے علاوہ اور کوئی تفسیر آیت خاتم النبیین کی نہیں ہو سکتی۔

لیکن چونکہ ہمیں ان تمام احادیث کو ایک مستقل حصہ کی صورت میں مفصل

ہدیہ ناظرین کرنل ہے، اس لئے اس جگہ بغیر تفسیر چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے، اور ایک سلیم الطبع مسلمان کے لئے وہ بھی کفایت سے زائد ہیں۔ حضرت ثوبانؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

<p>لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُنْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يُرْعَمُ أَتَهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي .</p>	<p>قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہو سکتی جب تک کہ بہت دجال اور جھوٹے نہاٹھا جائیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں تو خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے</p>
---	--

(ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث میں خود اس مقدس ذات نے کہ جس پر یہ قرآن نازل ہوا، جگرے کا قطعی فیصلہ کر دیا اور بتلادیا کہ مسلمانو! خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نہ خاتم کے معنی اس جگہ مہر و انگشتری کے ہیں اور نہ النبیین میں کوئی تخصیص۔ کیونکہ لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں لائی نفی جنس کے ذریعہ سے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا گیا جس کی تفصیل اپنی بحث میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

<p>وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي</p>	<p>”حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے“</p>
--	--

(اخرجہ احمد والطبرانی)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :-

<p>إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلُ مَثَلُ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْصَمَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطْوُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وَضِعَتْ هَذِهِ اللَّبَنَةُ قَالَ نَأَا اللَّبَنَةُ</p>	<p>”کہ میری مثال اور مجھے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اس کو آراستہ پر آستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو اور لوگ اس کے پاس جگر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ تعمیر مکمل ہو جاتی)</p>
--	--

وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .

(بخاری و مسلم وغیرہ)

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پس

وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں، اور میں ہی

خاتم النبیین ہوں۔

اے مسلمان! کا دعویٰ کرنے والو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنے والو! کیا اس جیسے کھلے کھلے بیانات کے بعد بھی تمہیں اس میں کوئی شک ہو کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی صرف وہی ہیں جو ہم نے عرض کئے، اور کیا آپ ان تمام نصوص و تصریحات میں کہیں غیر تشریعی یا ظلی اور بروزی نبی کا استثناء دیکھتے ہیں؟ خود وہ نبی مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس پر یہ کلام مقدس نازل ہوا (فداء روحی والی داتی) نہایت صاف صاف مثالیں لے کر بتلاتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں یعنی تمام افراد انبیاء کے بعد میں مبعوث ہونے والا کہ جس کے بعد نبوت کا استحکام اور مزین محل بالکل متحمل ہو جاتا ہے، اور کسی نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت اور گنجائش نہیں رہتی، اس قصر نبوت کی تکمیل کے بعد نہ تشریعی نبوت کی اینٹ کی اس میں ضرورت و گنجائش ہے اور نہ غیر تشریعی یا ظلی بروزی کی، قَبَائِحُ حَدِيثٍ بَعْدَ كَيْفُومِنُونُ ۛ

نیز حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ اپنے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ
أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ
بِالرَّغَبِ وَأَحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ
وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا
وَطَهُورًا وَأُرْسِلَتْ إِلَيَّ
الْخَلْقُ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي
النَّبِيُّونَ .

(رواہ مسلم فی الفضائل)

مجھے تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دی گئی،
ایک یہ کہ مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے
دوسری کہ رعب ذبیحہ میری مدد کی گئی،
تیسری میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا،
چوتھی میرے لئے تمام زمین کو نماز پڑھنے
کی جگہ اور ذریعہ عیریم پاک کرنے والی بنایا گیا،
پانچویں مجھے تمام خلقت کی طرف مبعوث کیا گیا،
چھٹی میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کیا گیا؛

اس حدیث میں اس تحریف کی بھی جڑ کاٹ دی گئی، جو لفظ خاتم میں کی جاتی ہے، لفظ خاتم کے بجائے ختم بی النبیین رکھ دیا گیا اور کیا اس میں کہیں غیر تشریعی یا ظلی

بروزی نبی کا استثناء موجود ہے۔

اور حضرت ابو امامہ باہلیؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

إِنَّا أَخْبَرُكَ إِلَّا نُسِيَاءً وَأَنْتُمْ الْآخِرُ
الْأَوَّلُ (رماء ابن ماجہ باب قتلة النبی)

”میں سب انبیاء میں سے آخری ہوں اور تم سب امتوں میں سے آخری ہو۔“

کس قدر وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا گیا کہ خاتم النبیین کے وہی معنی اور صرت وہی معنی ہو سکتے ہیں اور میں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں، یعنی آپؐ سب انبیاء میں سے آخری اور سب کے ختم کرنے والے نبی ہیں، اور پھر صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ تم آخری امت ہو، جس نے یہ بات صاف کر دی کہ آپؐ کے بعد کوئی شخص اس امت کے لئے نبی بنا کر نہ بھیجا جائے گا جس کے لئے ایک دوسری امت ہو۔

اے عقل کے معنی! اسلام کے دم بھرنے والو! تمہیں اب بھی یقین ہو کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں جو ہم نے اوپر عرض کئے، اس میں تشریح کی تفصیل بھی غیر تشریحی اور بروزی و ظلی کی۔

نیز حضرت عرباض ابن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتِمُ
النَّبِيِّينَ وَأَنَّ أَدَمَ لَمْ يَجِدْ
فِي طِينَتِهِ
(مشکوٰۃ من شرح السنۃ و مسند احمد)

”تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت میں لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی ہی میں تھے۔“

اور حضرت حابرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا خَيْرَ
وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا خَيْرَ
أَنَا أَقْلُ شَائِعٍ وَمُشْفَعٌ وَلَا خَيْرَ
(مشکوٰۃ من الدارمی)

”میں تمام رسولوں کا سربراہ ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں۔“

وہ حضرات جو آیت خاتم النبیین میں تحریفات کے جال پھیلاتے ہیں، اور النبیین کے الف لام میں جھگڑے ڈال کر یہ چاہتے ہیں کہ نبیین سے تمام انبیاء مراد نہ لے جائیں، تاکہ قادیانی نبی کے آنے کی گنجائش نکل آئے، ذرا عنایت فرما کر یہ تو بتلائی کہ قائد المرسلین میں الف لام استغراق حقیقی کا ہے یا نہیں اور کیا اس جگہ مرسلین سے تمام مرسلین بلا استثناء اور بلا تخصیص مراد ہیں یا نہیں؟

اگر نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ آپ سب انبیاء کے سردار اور مہر نہیں بلکہ صرف بعض کے ہیں، اور یہ بات جیسا کہ تمام نصوص شرعیہ آیات و تفسیر تصریحات احادیث کے سراسر خلاف ہے، اسی طرح مرزائی جماعت کے مسلمات کے بھی خلاف ہے کیونکہ کم از کم زبانوں سے تو وہ بھی استدار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار اور مہر ہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس جگہ المرسلین میں الف لام استغراق حقیقی کے لئے ہے اور مرسلین سے تمام افراد مرسلین کے بلا کسی استثناء تخصیص کے مراد ہیں تو میرے عنایت فرماؤ مجھے یہ بتلا دیں کہ پھر لفظ النبیین نے جو اس کے بعد ہی مذکور ہے ان کا کیا تصور کیا ہے کہ وہ اس میں طرح طرح کے چیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور اس میں تمام افراد انبیاء کو داخل نہیں ہونے دیتے۔

کیا اس جگہ قائد المرسلین اور خاتم النبیین میں اس کے سوا کوئی فرق ہو کہ قائد المرسلین اگر عام بھی رہ گیا اور تمام مرسلین کو شامل ہو گیا تو مرزا صاحب اور ان کے اذنان کے پائے ہوئے خیالات میں کوئی شخص نہیں لگتی، اور مرزا صاحب کی نبوت نہیں بگڑتی اور خاتم النبیین میں اس لئے چیلے بہانے کئے جاتے ہیں کہ اگر یہ عام رہا تو مرزا صاحب کی نبوت کا کہیں پتہ نہ چلے گا۔

نیز ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ نے حضرت تیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے کہ جب فرشتے (منکر و نکیر) قبر میں مردہ سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون اور تیرا دین کیا ہے تو وہ کہے گا:-

رَبِّیَ اللّٰهُ وَالْاِسْلَامُ دِیْنِیْ	میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، اور اسلام
وَمُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَخَاتِمُ	میرا دین ہے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
النَّبِیِّیْنَ فَيَقُولُونَ لَكَ	میرے نبی ہیں اور آخری نبی ہیں، یہ سنکر

صَدَقَتْ ۔ | منہ ختم نہیں گئے کہ تو نے سچ کہا؟

(تفسیر درمثور، ص ۱۶۵)

منکر و نکیر بھی اس شخص کی تصدیق کرتے ہیں جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور تمام انبیاء کا ختم کرنے والا سمجھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات میں، مختلف محجوں میں، مختلف عنوانات اور بیانات سے اس آیت کی تفسیر احادیث میں فرمائی ہے، جن میں سے اس جگہ صرف چند حدیثیں بقدر ضرورت آیت مذکورہ کی تفسیر میں پیش کر دی گئیں جن کو پڑھ کر ایک خلا سے ڈرنے والا اور رسول پر ایمان لانے والا مسلمان اس پر یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آیت خاتم النبیین کے معنی اور اس کی تفسیر وہی ہے جو احقر نے اول لغت عرب سے اور پھر خود قرآن کریم سے نقل کی ہے، باقی احادیث کو انشاء اللہ تعالیٰ مفصل حصہ دوم ”ختم النبوة فی الحدیث“ میں ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنیوالے ہیں، نہ اس میں کسی تشریحی نبی کی تخصیص ہے اور نہ غیر تشریحی ظلی بروزی وغیرہ کا استثناء مسلمانو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کے اتباع کا دم بھرنے والا لغت عرب نے آپ کو ان معنوں کی طرف ہدایت کی، خود قرآن کریم نے پکار پکار کر ارشاد فرمایا کہ میری مراد یہ ہے، قرآن عزیز جس مقدس ذات پر نازل ہوا اس نے خود بار بار مختلف مجلسوں میں متعدد بیانات کے ساتھ اس کا اعلان کیا کہ آیت مذکورہ کے یہی معنی ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور حدیث کے عظیم الشان دفتروں میں ایک جگہ بھی تشریحی غیر تشریحی کی تفصیل نہ فرمائی اور نہ بروزی یا ظلی کا استثناء کیا، پس کیا اس کے بعد بھی آپ کو کوئی شک باقی رہا، ذیابئی حدیث پَعْدَ الْيَوْمِ مَوْنِ آیت مذکورہ کی تفسیر | تفسیر قرآن مجید کے متعلق جو ترتیب ابتداء میں ذکر کی گئی ہے اس صحابہؓ و تابعینؓ سے | کا تیسرا اور چوتھا درجہ صحابہ و تابعین کی تفسیریں اور ان کے اقوال و دوبارہ تفسیر ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس کا استیعاب بھی کسی کی قدرت میں نہیں، اس لئے اقوال صحابہ

تابعین میں سے بھی بقدر ضرورت محدودے چند ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں جن سے ان کو یہ اندازہ ہو سکے گا کہ اُمت کے ان اسلاف نے اس آیت کے کیا معنی سمجھے ہیں جنہوں نے یہ سبق اس استاد سے پڑھا ہے جس کا استاذ بلا واسطہ خدائے قدوس ہے۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:-

عَنْ قَتَادَةَ وَكَانَ رَسُولَ اللَّهِ
وَخَاتِمَ النَّبِيِّينَ أَمَىٰ آخِرُهُمْ
(ابن جریر، ص ۲۲۳)

حضرت قتادہؓ کا یہ قول شیخ حلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر و منشور میں عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے (د منشور، ص ۲۰ ج ۵) اس قول نے بھی صاف وہی بتلادیا کہ جو ہم اوپر لغت اور قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں، کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں، کیا اس میں کہیں تشریح غیر شرعی اور بروزی و ظلی وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے؟

نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے تو آپ معلوم کر چکے ہیں ان کی قرأت ہی آیت مذکورہ میں وَكَانَ نَبِيًّا خَاتِمَ النَّبِيِّينَ ہے، جو خود اُسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے۔

اور سیوطیؒ نے د منشور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسنؓ سے نقل کیا ہے:-

عَنِ الْحُسَيْنِ فِي قَوْلِهِ وَخَاتِمَ
النَّبِيِّينَ قَالَ خَتَمَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ
بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ آخِرُ مَنْ بُعِثَ .
(د منشور، ص ۲۰ ج ۵)

حضرت حسنؓ سے آیت خاتم النبیین کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمدؐ علیہ السلام پر ختم کر دیا اور آپؐ ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے

آخری ٹھہرے؟

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے؟ اور د منشور میں سیوطیؒ نے مصنف ابن ابی شیبہ سے

حضرت عائشہ صدیقہ کا قول یہ نقل کیا ہے :-

قُولُوا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا
لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (درمنثور ص ۳۰۳) | آپ کو خاتم النبیین تو کہہ سکتے ہیں نہ کہہ سکتے ہیں
حضرت صدیقہ کا یہی ارشاد ابن قتیبہ نے تادل الاحادیث میں بھی روایت کیا ہے ۔

نیز درمنثور میں بحوالہ معنی ابن ابی شیبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بھی اس قسم کا قول نقل فرمایا ہے ، دیکھو ہذا :-

• حضرت شعبی جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے سامنے یہ کہا کہ درود صحیح اللہ تعالیٰ جناب محمد پر جو کہ خاتم الانبیاء ہیں اودان کے بعد کوئی نبی نہیں ، حضرت مغیرہ نے فرمایا جب تم کہو تو تمہارے لئے خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہو ، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی جاتی ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی ہوں گے ؟

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَبُوبُكَ إِذَا أَتَيْتَ خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّكَ لَتَأْخُذَ بِشَيْءٍ أَنْ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَارِجٌ فَإِنْ هُوَ خَرَجَ فَقَدْ كَانَ نَبِيًّا وَبَعْدَهُ .
(درمنثور ص ۳۰۳/۵۴)

دونوں کا مطلب صاف اور ظاہر ہے کہ کلمہ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ سے چونکہ بظاہر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پُرانا نہیں آسکتا ، جس سے اسلام کے جماعی عقیدہ اور صحابہ کے متفقہ اعتقاد ، نزول عیسیٰ علیہ السلام پر عامیانہ نظروں میں صوفیہ پہونچنے کا اندیشہ ہے ۔

اس لئے حضرت صدیقہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کے لفظ بھی اختیار نہ کرو کہ جن سے اجماعی عقیدہ کے خلاف کا گمان یا دہم ہو سکے ، بلکہ جس مقصد سے ختم نبوت کو تم بیان کرنا چاہتے ہو وہ تو صرف لفظ خاتم النبیین سے

پورے طور پر واضح ہو سکتا ہے، اور اتنا ہی کافی ہے، اگر لفظ "یعنی" لائی جائے، تو یہ بھی اگرچہ فی نفسہ اپنے معنی کے اعتبار سے بالکل درست ہے، لیکن تاہم چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کا ایہام ہوتا ہے، اس لئے صرف خاتم النبیین پر ہی اکتفا کرنا مقصود کے ادا کرنے کے لئے کافی اور ایہام خلاف سے بچنے کے لئے اولیٰ اور بہتری کیونکہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں، اور یہ معنی نزول مسیح کے کسی طرح مخالف نہیں سمجھے جاسکتے، اس لئے کہ اس کے معنی اس کے سوا نہیں کہ عالم دنیا میں آپ کے ساتھ عہدہ نبوت سب انبیاء کے بعد میں متعلق ہوا۔

اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آسمان سے آخر زمانہ میں نازل ہوئے تو عہدہ نبوت اُن کو اُس وقت نہیں دیا جائے گا بلکہ اُن کا وصف نبوت جس وقت سے کہ خداوندی عالم نے اُن کو عطا فرمایا تھا اسی وقت سے ہمیشہ اسی طرح باقی رہا اور رہے گا۔

اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول لفظ خاتم النبیین اور آخر النبیین کے کسی طرح خلاف نہیں، کلام کے یہ معنی ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود مرفوع حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۸ جلد ۸ تخریج ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:-

”میں پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے تھا اور بعثت میں سب سے آخر میں“

أَنَا أَوَّلُ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ
وَأَخِيرُهُمْ فِي الْبَعْثِ -
(ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان)

۱۔ جس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ حدیث ”لابی بعدی“ کے تحت حصہ دوم میں آئے گی ۱۲ منہ
۲۔ اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ عالم ارواح میں سب سے پہلے منصب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہو جس کے لحاظ سے آپ جس طرح خاتم النبیین ہیں اسی طرح اول النبیین بھی ہیں، مگر اس جگہ کلام اس دنیا کی زندگی کے متعلق ہو اس کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے آخر میں منصب نبوت پر فائز ہوئے ہیں ۱۲ منہ

جس نے صاف بتلادیا کہ خاتم النبیین اور آخر التبیین کے معنی یہی ہیں کہ آپ کا وصف نبوت باعتبار بعثت کے سب انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہے، اور اس بنا پر کسی پہلے نبی کا آپ کے بعد باقی رہنا یا اس دنیا میں آنا آیت کے ہرگز خلاف نہیں ہو سکتا۔

اسی مضمون کو تفسیر روح المعانی صفحہ ۶۰ ج ۷، اور کشاف صفحہ ۲۱۵ ج ۲ میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، إِنْ شِئْتُ نَارُ جَعِ الْيَوْمِ، اس کے علاوہ اگر لغت عرب اور محاورات پر نظر ڈالی جائے تو تھوڑے سے غور کرنے سے ثابت ہو جائے گا کہ آخر النبیین اور اول النبیین اور آخر العلماء اور آخر الطلاب اور آخر القانتین، آخر المؤمنین، آخر الشاہدین، آخر القادین، آخر الاولاد وغیرہ محاورات میں صرف اسی معنی کے لئے آتے ہیں کہ اولیت اور آخریت باعتبار وصف مضاف الیہ کے لی جاتی ہے، جب تک کہ کوئی قید اس سے پھرنے کے لئے نہ لگائی جائے جیسے اول المؤمنین ہجرت مثلاً یعنی اول باعتبار ہجرت کے۔ یہی وجہ ہے کہ امام عربیت علامہ زمخشری نے خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ لَا يُتَّبَعُ أَحَدٌ أَبَعْدَهُ (تفسیر کثات صفحہ ۲۱۵ ج ۲) یعنی آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنا یا جائے گا۔

خاتم النبیین کے معنی محاورات عرب اور احادیث مرفوعہ اور تفسیر محققین پر نظر ڈالتے ہوئے کسی تھوڑی سی عقل رکھنے والے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں شک و شبہ پیدا نہیں کر سکتے، البتہ لابی بعدی کے ظاہری لفظ سے ایک سطحی نظر والے عامی آدمی کو اس میں کچھ وہم پیدا ہو سکتا ہے، اگرچہ کچھ غور کرنے سے بعد وہ بھی بلا تکلف زائل ہو سکتا ہے، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے محل میں عرض کیا جائے گا۔

اسی ظاہری اور سطحی وہم کو دفع کرنے کے لئے حضرت صدیقہ اور حضرت مغیرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے الفاظ مست اختیار کرو کہ جن سے عوام کو سطحی نظر میں کوئی شبہ پیدا ہو سکے۔ باقی راہ یہ شبہ لابی بعدی احادیث صحیحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعہ آیت کیا گیا ہے پھر اس لفظ کو کیسے چھوڑا جاسکتا ہے، سو ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہؓ اور مغیرہؓ کی غرض اس کلام سے یہ نہیں کہ معاذ اللہ یہ الفاظ غلط ہیں یا ان کا بیان کرنا ناجائز ہے بلکہ ان کی غرض محض عقیدہ عوام کی اصلاح اور غیر مقصود کے ایہام سے بچانا ہے،

اور یہ ایک ایسی غرض ہے کہ اس کے لئے بہت سی احادیث مرفوعہ کو عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی اَدْلٰی سمجھا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح میں اس پر مستقل باب منعقد کیا ہے۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْإِخْتِيَارِ مَخَافَةَ أَنْ يَقْصُرَ فَعَلَهُمْ بَعْضُ النَّاسِ عَنْهُ فَيَقْعُوا فِي أَشَدِّ مِنْهُ

” یعنی امر مختار کے اظہار میں اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ کم فہم لوگ ایسی خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے جو امر مختار کے ترک سے زیادہ مضر ہے، تو علماء کو چاہئے کہ اس مختار کو ترک نہ فرمادیں، اور غیر مختار کو قائم رکھیں۔“

پھر اس ترجمہ کے ذیل میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

” حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے

عائشہ! اگر تیری قوم نو مسلم قریب العہد بالکفر نہ ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ کر اس

کے دُور و اندے کر دیتا، ایک دروازہ سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے

سے نکلتے، (جیسا کہ اصل بنار ابراہیمی میں تھا) چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ

نے (اپنے زمانہ خلافت میں) ایسا ہی کیا۔ (رداء البخاری فی کتاب العلم ص ۲۴۱)

مطلب یہ ہے کہ قریش چونکہ ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، اگر کعبہ کو توڑا جائے گا تو

وہ بدگمان ہو جائیں گے اور یہ نہ سمجھیں گے کہ اس کی غرض درحقیقت کعبہ کو اصل بنار

ابراہیمی پر قائم کرنا ہے۔

اس حدیث کو پڑھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا کا برحق رسول بنار کعبہ کی اصلاح

کی تمنا اپنے دل میں لے کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے، اور اس کی اصلاح اس لئے

نہیں کرتا کہ مبادا کم فہم لوگ اُنہی نہ سمجھ جائیں، اور بجائے نفع کے نقصان پہنچ

جائے، پس اگر حضرت صدیقہؓ جو خود اس واقعہ کی راوی بھی ہیں، اس قسم کے امور

کی زیادہ رعایت کریں، اور ایک کلمہ حق کے عام طور پر کہنے سے اس لئے منع فرمائیں

کہ مبادا لوگ اس سے کسی غلط فہمی میں پڑ جائیں تو کیا بعید ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا النَّاسُ بِمَا يَخْتَرُونَ | • یعنی لوگوں سے وہ باتیں بیان کر جو

أَتَجِئُونَ أَنْ يَكْذِبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ - (رواہ البخاری)

وہ سمجھیں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ مخلوق

عالم اداس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟

الغرض حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کے اقوال میں لابی بعدی کے لفظ سے مخالفت مصلحت عوام اور ان کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے ہے، فی نفسہ ان الفاظ کی مخالفت نہیں، ورنہ عیاذ باللہ ان دونوں حضرات کے اقوال ایک متواتر حدیث نبوی کے مخالف اور معارض ہوں گے جس کو کوئی سمجھدار انسان گوارا نہیں کر سکتا، پھر اگر بالعسریٰ ایسا ہو تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت امت کے لئے راہ عمل اور قابل اعتماد وہی فرمان ہوگا جو خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ثابت ہوا نہ کہ دو صحابی کے اقوال جن کی سند کا بھی کچھ پتہ نہیں۔

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ آیت مذکورہ کی جو تفسیر عرض کی گئی اس کے شاہد حضرت قتادہ اور عبد اللہ بن مسعود اور حضرت حسن اور صدیقہ عائشہ اور مغیرہ بن شعبہ جیسے حضرات ہیں۔ اُن کے علاوہ حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوالطفیل اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس اور حضرت عفان بن مسلم اور حضرت ابو معاویہ، حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، حضرت ابی بن کعب اور حضرت حذیفہ اور حضرت ثوبان، حضرت عبادہ بن الصامت، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عطار بن یسار، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عباس بن ساریہ، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ام کثرہ، حضرت فاروق اعظم، حضرت ام ایمن، وغیرہم، چونسٹھ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہا اجمعین سے بھی ختم نبوت کے وہی معنی بالفاظ مختلف منقول اور ثابت ہیں، جو مکرر عرض کئے گئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اگر قلب میں کوئی احساس اور دماغ میں سمجھنے کا کچھ مادہ ہے، تو کوئی مسلمان بلکہ کوئی منصف مزاج کافر بھی ان چونسٹھ حضرات صحابہ کی شہادتوں کے بعد ہمارے

لے ان میں سے ہر صحابی کی مفصل روایت انشاء اللہ تعالیٰ مع حوالہ جہاں دوسرے اور تیسرے حصے میں آئی ہیں

دعوے کے ثبوت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کر سکتا، ورنہ پھر ہدایت و ضلالت کسی بشر کے قبضہ میں نہیں، بَلِ الْآمُرُ بِاللّٰهِ يُصَرِّفُ كَيْفَ يَشَاءُ۔
 آیت مذکورہ کی تفسیر | خداوند علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے کہ کتنے متقدمین اور متاخرین ائمہ تفسیر کے اقوال سے بڑے اور چھوٹے علماء و صلحا نے اس وقت تک تفسیر میں کتابیں لکھی ہیں اور کتنی موجود ہیں۔

لیکن اجمالاً یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اتنی کثیر ہیں کہ سب کا احاطہ کسی بشر سے نہیں ہو سکتا، مجھے تو اپنے اس مفہوم میں سب کے استیعاب کی نہ ضرورت ہے، اور نہ یہ میری قدرت میں ہے، بلکہ صرف چند مشہور و معتبر تفاسیر کے حوالے اور مفسرین کے اقوال ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اُن سے یہ اندازہ کر لیں کہ جن بزرگان دین نے اپنی تمام عمر کو اسی میدان کی سیاحت میں ختم کر دیا ہے، انہوں نے اس آیت کریمہ کی مراد کیا سمجھی ہے اور اس کی تفسیر کیا کی ہے۔

امام المفسرین حضرت ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں نقل فرماتے ہیں:-

وَلَكِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ النَّبُوَّةَ نُطِبَ عَلَيْهِمَا فَلَا تُفْتَحُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ وَبِحَوْلِ الَّذِي قُلْنَا قَالَ أَهْلُ الشَّادِيلِ -	لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی پس وہ آپ کے بعد کسی لئے نہ کھولی جائے گی قیامت کے قائم ہونے تک اور ایسا ہی ائمہ تفسیر صحابہ
--	---

تابعین نے نشر فرمایا ہے :-

(ابن جریر، صفحہ ۱۱، جلد ۲۲)

امام المفسرین ابن جریرؒ کی اس عبارت کے بعد بھی کیا کوئی انسان یہ کہہ سکتا ہو کہ خاتم النبیین سے صرف انبیاء و اصحاب شریعت کا اختتام ثابت ہوتا ہے، مطلقاً ختم النبوت ثابت نہیں ہوتا جب کہ انہوں نے تاکید در تاکید کے ساتھ یہ بھی صاف فرمایا کہ لَا تُفْتَحُ لِأَحَدٍ بَعْدَهُ یعنی منصب نبوت عطا کرنے کا دروازہ آپ کے بعد کسی کے لئے مطلقاً قیامت تک نہ کھولا جائے گا۔

اور پھر صرف یہی نہیں کہ یہ ان کی ذاتی رائے اور اجتہاد ہے بلکہ جیسا کہ انکی عادت ہے یہ بھی تصریح فرمادی کہ یہی تفسیر صحابہ و تابعین وغیرہم سے مروی ہے، اور جس کو

اس کے بعد متعدد داسانیہ کے ساتھ متعدد حضرات کی روایت کیا ہے۔

حضرت علی بن حسینؑ سے ابن جریرؒ نقل فرماتے ہیں،

بِكَسْرِ الشَّاءِ مِنْ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ
يَعْنِي أَنَّهُ خَتَمَ النَّبِيِّينَ
(القول) وَقَرَأَ ذَلِكَ فِيمَا بَيْنَ كَسْرِ
الْحَسَنِ وَالْعَاصِمِ وَخَاتِمِ
النَّبِيِّينَ يَعْنِي الشَّاءَ يَعْنِي أَنَّهُ
اخْتَمَ النَّبِيِّينَ (ابن جریر، ص ۱۱۸ ج ۲)

”خاتم النبیین بکسر التاء، اس معنی میں
آپؐ نے تمام انبیاء کو ختم کر دیا اور جیسکہ
نقل کیا جاتا ہے، قرار میں سے حسن اور
عاصم نے اس لفظ کو خاتم النبیین یعنی
التاء پڑھا ہے اس معنی میں کہ آپؐ آخر
النبیین ہیں“

حضرت حسینؑ نے یہ بھی فیصلہ منسرد کیا کہ جمہور کی قرارت بکسر التاء کو اختیار
کیا جائے، یا حسن اور عاصم کی قرارت بفتح التاء کو، بہر حال ان کا حامل ایک ہی
صوت ترجمہ لفظ اور تخریج صیغہ کا فرق ہوگا۔

رئیس المفسرین حافظ اعماد الدین ابن کثیرؒ اپنی مقبول و مستند تفسیر میں آیت مذکورہ
کی تفسیر کرتے ہوئے ہمارے دعوے کو نہایت وزن دار الفاظ میں روشن فرماتے ہیں:

فَهَذِهِ الْآيَةُ نَصٌّ فِي أَنَّهُ لَا نَبِيَّ
بَعْدَهُ وَإِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ
فَلَا رَسُولَ بِالطَّرِيقِ الْأُولَى
وَالْأُخْرَى لِأَنَّ مَقَامَ الرِّسَالَةِ
أَخَصُّ مِنْ مَقَامِ النُّبُوَّةِ فَإِنَّ
كُلَّ رَسُولٍ نَبِيٌّ وَلَا يَنْعَكِيسُ وَ
بِذَلِكَ وَرَدَتْ الْأَحَادِيثُ
الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَلِّ
جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ (ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۱)

”پس یہ آیت اس بات میں نص مرتب ہو
کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور
جب کوئی نبی نہ ہو تو رسول بدیع اُفلی نہ
ہوگا کیونکہ مرتبہ رسالت کا نسبت مرتبہ
نبوت کے خاص ہے، ہر رسول کا نبی ہونا
ضروری ہوا و ہر نبی کا رسول ہونا ضروری
نہیں (جیسا کہ ہم نے مقدمہ رسالہ میں مفصل
عرض کیا ہے) اور اسی پر رسول اللہ صلی
علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی
ہیں جس کو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت
نے آپؐ سے نقل کیا ہے“

ابن کثیرؒ بھی ساتویں صدی ہجری کے اُن علماء میں سے ہیں جن کو حجۃ الاسلام

کہا جاسکتا ہے، تفسیر میں اُن کی اس کتاب کا مرتبہ سلفاً و خلفاً مسلم ہے۔
 اس جلیل القدر مفسر کے الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کر لیجئے کہ آیت مذکورہ
 کی تفسیر میں جو کچھ ہم نے عرض کیا وہ کس طرح قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ اور اقوال
 ائمہ کا ٹھیک اُردو ترجمہ ہے، اس میں وہ حقیقت ہمارا کوئی تصرف نہیں۔
 ابن کثیرؒ نے یہ بھی صاف کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت
 و رسالت کسی کو نہیں مل سکتی، کیونکہ رسول تو صاحبِ شریعت نبی کو کہا جاتا ہے اور
 نبی عام ہے صاحبِ شریعت ہو یا غیر صاحبِ شریعت۔ چونکہ آیت میں بجائے
 ختم المرسلین کے خاتم النبیین فرمایا ہے، اس لئے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نبوت کا اختتام
 بتلانا منظور ہے، تشریحی ہو یا بقول مرزا غیر تشریحی، یا بصورت ظلیت و بروزیت
 یا اور کسی صورت سے۔

نیز اس ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں اور ان کی
 روایت کرنے والی صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت ہے۔

اس کے بعد ابن کثیرؒ نے بہت سی احادیث ختم نبوت پر پیش فرمائی ہیں جن کو
 انشاء اللہ تعالیٰ حصہ احادیث میں مستقل طور پر ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

اخیر میں اس جلیل القدر مفسر نے نتیجہ کے طور پر عقیدہ ختم نبوت پر ایک مفصل اور مؤکد
 تحریر فرمائی ہے جو خصوصیت کے ساتھ قابلِ ملاحظہ ہے، جس کو دیکھ کر یہ گمان ہونے
 لگتا ہے کہ علامہ ابن کثیر اب سے سات سو برس پہلے شاید قادیانی مرزا کے حالات
 سے بطریق کشف مطلع ہو کر ان کی تردید کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے عبارت ذیل:-

”پس بندوں پر خدا کی رحمت ہی ہے،
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجا،
 پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تعظیم و تحريم میں سے یہ بات
 بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر تمام انبیاء
 اور رسل علیہم السلام کو ختم کیا اور دین
 حنیف کو آپؐ کے لئے کامل کر دیا اور

فَإِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ تَعَالَى بِالْعِبَادِ
 إِذْ سَأَلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 وَسَلَّمَ إِلَهُيْهِمْ ثُمَّ مِنْ تَشْرِيفِهِ لَهُ خَتَمَ
 الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ بِهِ وَ
 الْكَمَالِ الدِّينِ الْخَنِيفَ لَهُ وَ
 أَخْبَرَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي
 كِتَابِهِ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي السَّنَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ أَنَّهُ
لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ لِيَعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ
مَنْ ادَّعَى هَذَا الْمَقَامَ بَعْدَهُ
فَهُوَ كَذَّابٌ أَفَّاكَ دَجَالٌ
مَنْ أُلْهِمَ مَعْنَى وَلَوْ تَحَرَّقَ وَ
تَعَبَّدَ وَ أَلَى بِأَنْوَاعِ التَّحْرِ
وَالطَّلَاسِمِ وَالتَّيْرِ نَجِيَّاتٍ
تَكَلَّمَا مَخَالٍ وَضَلَالٍ عِنْدَ
أُولِي الْأَلْبَابِ كَمَا أَخْبَرَنِي
اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَ عَلَى يَدِ الْأَنْبِيَاءِ
لَقَضَى بِالْيَمَنِ وَمَسِيئَةِ الْكُذَّابِ
بِالْيَمَامَةِ مِنَ الْأَحْوَالِ الْغَاسِقَةِ
وَالْأَقْوَالِ الْبَارِدَةِ مَا عَلِمَ كُلُّ
ذِي لُبٍّ وَفَهْمٍ وَحِجَى أَنَّهُمْ كَانُوا
مُتَالَانِ لَعَنَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَ
كَذَلِكَ كُلُّ مَدْعٍ لِيَذِلَّ إِلَيَّ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى يَخْتِمُوا بِالْمَسِيحِ
الَّذِي جَاءَ يَخْلُقُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَهُ
مِنَ الْأُمُورِ مَا يَشْهَدُ الْعُلَمَاءُ وَ
الْمُؤْمِنُونَ بِكَذِّبَ مَنْ جَاءَ
بِهَذَا (ابن كثير ص ۹۱ ج ۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے
رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی
ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا
نہیں تاکہ اُمتِ جان لے کہ ہر وہ شخص جو
آپ کے بعد اس مقام (نبوت) کا دعویٰ
کے وہ بڑا جھوٹا، افترا پر داز، دجال،
گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ آگ
بھڑکائے اور شجہہ بازی کرے اور قسم
قسم کے جادو اور طلسم اور نیرنگیادکھلائے
اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلا کے نزدیک
باطل اور گمراہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اسودطسی (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر
اور مسیلہ کذاب (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر
یہ امر میں احوالِ فاسدہ اور اقوالِ بارہ
ظاہر کئے جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تمیز
والایہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ
کھنہ دالے ہیں، خداوندان پر لعنت
کے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی
نبوت پر یہاں تک کہ وہ مسیح دجال ختم
کر دیئے جائیں گے جس کا تھ لہ تعالیٰ نے
امور پیدا فرماوے گا کہ علماء اور مسلمانان
اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے؟

خط کشیدہ الفاظ کو غور سے پڑھئے، کیا ابن کثیر جیسے امام کی اس بلند اور پرچوش
آواز نے بھی آپ کو بیدار نہیں کیا، کیا ایسے ایسے صاف بیانات کے بعد بھی یہی
کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی قسمی قسم کا نبی پیدا ہو سکتا ہے؟

اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی مفصل تفسیر درمنثور، صفحہ ۲۰۴، جلد ۵ میں بھی صحابہ تابعین اور ائمہ مفسرین کے اقوال پر اعتماد کرتے ہوئے آیت مذکورہ کی تفسیر دی قرار دی ہے جو مکرر عرض کی گئی۔

نیز اپنی مختصر تفسیر جلالین میں بھی اسی مضمون کو واضح بیان فرمایا ہے۔ اور علامہ زمخشری نے اپنی مشہور و مقبول تفسیر کشاف میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”خاتم بفتح التاء یعنی آلہ ہر اور بجز تاء

یعنی مہر کرنے والا یا ختم کرنے والا اولیٰ

معنی (یعنی ختم کرنے والا) کی تقویت کرتی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود کی مسرات

وَلَكِنْ نَسِيًا خَتَمَ الْبَشَرِ، پس اگر آپ

کہیں کہ آپ آخر الانبیاء کس طرح ہو سکتے

ہیں حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں

آسمان سے اتریں گے، تو ہم کہیں گے کہ

آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ

آپ کے بعد کوئی شخص نبی بنایا جائے گا،

تو اب نزول عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ اتر

خَاتَمٌ يَفْتَحُ النَّارَ بِغَيْرِ الطَّائِعِ

وَيَكْسِبُهَا بِغَيْرِ الطَّائِعِ وَفَاعِلُ

الْخَتْمِ وَتَقْوِيَهُ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ مَسْعُودٍ وَلَكِنْ نَسِيًا خَتَمَ

النَّبِيِّينَ فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ كَانَ

أَخِيرَ الْأَنْبِيَاءِ وَعَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قُلْتَ

مَعْنَى كَوْنِهِ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَفَئِنَّهُ

لَا نَبِيَّ أَحَدٌ بَعْدَهُ وَعَيْسَى

مِثْنُ نَبِيٍّ قَبْلَهُ ۝

(کشاف معری، صفحہ ۲۱۵-۲۱۶)

نہیں ہو سکتا کیونکہ عیسیٰ اُن لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔“

علامہ زمخشری جو علاوہ فنون تفسیر کے لغت عرب اور فنون عربیت کے مکتب

امام مسلم ہیں، انہوں نے خاتم النبیین کے معنی یہی سمجھے کہ کوئی کسی قسم کا نبی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہو سکتا، اور اسی لئے اُن کو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے

متعلق یہ جواب دینا پڑا کہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ ”آپ کے بعد کوئی شخص نبی

نہیں بنایا جائے گا“۔ لہذا نزول عیسیٰ علیہ السلام اس کے مخالف نہ ہوا، کیونکہ

وہ اُس وقت نبی نہ بنیں گے بلکہ وہ اپنی پہلی نبوت پر بدستور باقی ہیں، جیسا کہ ہم اوپر

کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہیں۔

نیز امام رازیؒ اپنی تفسیر کبیر، صفحہ ۶۱۷ جلد ۶ مطبوعہ مصر میں بھی اسی مضمون اور

تفسیر کی تائید فرمائی ہے۔

اور سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور دستند تفسیر روح المعانی میں آیت کو دو کی تفسیر نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھتے ہوئے فرمایا ہے :-

”اور نبی سے مراد وہ ہے جو رسول سے عام ہے پس آپ کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا بھی لازم ہوگا

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ أَعَمُّ مِنَ الرُّسُولِ فَيُلْزَمُ مِنْ كَوْنِهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ كَوْنَهُ خَاتَمُ الرُّسُلِينَ (ج ۷، ص ۶۰)

جیسا کہ اوپر ابن کثیر سے نقل کیا جا چکا ہے، شیخنا سید محمود آلوسی بھی وہی فرمایا ہے میں جس میں یہ بات صاف کر دی گئی ہے کہ خاتم النبیین سے مطلقاً انبیاء کا اختتام بتلانا منظور ہے، اس میں کسی قسم کی تخصیص یا استثناء نہیں ہے۔ مگر اس سے جو ایک سطحی اور سرسری نظر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا خلاف سمجھا جاسکتا تھا اس کے ازالہ کے لئے فرماتے ہیں :-

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اس عالم میں دو صف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد صف نبوت پیدا ہونا بالکل منقطع ہو گیا جن دوس میں سے کسی میں اب یہ صف پیدا نہیں ہو سکتا، اور یہ مسئلہ ختم نبوت اس عقیدہ سے ہرگز معارض نہیں، جس پر امت نے اجماع کیا ہے، اور جس پر اجماع شہرت کو پہونچی ہوئی ہے اور شاید جو تواتر معنوی کو پہونچ جائیں اور جس پر قرآن نے تصریح کی اور جس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے منکر مثلاً فلاسفہ کو کاسر سمجھا گیا ہے، یعنی نزول

وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خَاتَمُهُمُ انْقِطَاعُ حُكْمِ دُصْفِ النَّبُوَّةِ فِي أَحَدٍ مِنَ الثَّقَلَيْنِ بَعْدَ تَحْلِيلَةِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِمَا فِي هَذِهِ النَّشَاطَةِ وَلَا يَقْدَحُ فِي ذَلِكَ مَا أَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَاشْتَهَرَتْ فِيهِ الْأَخْبَارُ وَلَعَلَّهَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ الْمُعْتَوِي وَتَلَقَّى بِهِ الْكِتَابُ عَلَى قَوْلٍ وَدَحَبَ الْأَمَانُ بِهِ وَأَكْفَرَ مُنْكَرُهُ كَالْفَلَا سِفَةِ مِنْ نَزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخِرَ الزَّمَانِ لِأَنَّهُ كَانَ نَبِيًّا

قَبْلَ تَحَلِّي نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالنَّبُوءَةِ فِي هَذِهِ النَّشْأَةِ .

(روح المعانی ص ۶۰ ج ۷)

میں علیہ السلام آخر زمانہ میں، کیونکہ وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں
نبوت ملنے سے پہلے و معنی نبوت کے ساتھ
مقتضی ہو چکے تھے ؟

عبارت مذکورہ الصدر میں جس صراحت و وضاحت کے ساتھ ختم نبوت اور
اس کے صحیح مفہوم کو بیان کیا گیا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے میں کسی مسلمان پر یہ گمان
نہیں کر سکتا کہ اب بھی اس کو کوئی شک باقی ہے۔

نیز اسی آیت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ
قابل ملاحظہ ہے :-

وَكُونُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَاتِمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا لَطَقَ بِهِ
الْكِتَابُ وَصَدَّ عَنْهُ الشُّنَّةُ
وَأَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ لَيْسَ كَقَرُ
مَدَّ عِيَّ خِلَافِهِ وَكَيْفَ لَوْ أَنَّ أَصَرَ
(روح المعانی ص ۶۵ ج ۷)

• اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر
انبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر
قرآن بول اٹھا اور جن پر احادیث نے مٹا
مٹا کر پر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا،
اس لئے اس کے برخلاف کا دعویٰ کرنے
والے کو کافر سمجھا جائے گا، اور اگر قویہ
کرے تو قتل کر دیا جائے ؟

اور تفسیر کی مشہور و مستند کتاب خازن میں ہے :-

• خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ
پر نبوت ختم کر دی، پس نہ آپ کے بعد کوئی
نبوت ہو اور نہ آپ کے ساتھ ہے ؟

خَاتِمَ النَّبِيِّينَ خَتَمَ اللَّهُ بِهِ
النَّبُوءَةَ فَلَا نُبُوءَةَ بَعْدَهُ أَمْ
وَلَا مَعَهُ (خازن ص ۳۲)

اور علامہ نسفی نے اپنی مستند و معتبر تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہے :-

• خاتم النبیین عام کی قرارت میں بفتح
التاء بمعنی مہر جس سے مراد آخر ہو، یعنی آپ
کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنا یا جائے گا اور
علیٰ آپ سے پہلے نبی بنا سے گئے تھے

خَاتِمَ النَّبِيِّينَ بِفَتْحِ التَّاءِ عَامٌّ
يَمَعْنِي الطَّائِفَ أَيْ أَخْرَجَهُمْ بَعْدِي
لَا يُنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدَكَ وَعِيسَى
عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّنْ نُبِيَ تَبْلَهُ وَغَيْرُهُ

يَكْسِرُ الشَّاءَ بِمَعْنَى الطَّاعِجِ وَ
فَاعِلُ الْخُدْمِ وَتَقْوِيهِ قِيَاءُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ .

(مدارک بر حاشیہ خازن، ص ۳۲۰ ج ۳)

اس لئے اُن کے نزول سے کوئی اعتراض
نہیں ہو سکتا اور علاوہ ماحم کے سب
قرآن کے نزدیک بحسب التاریخ یعنی ہر کریم
اور ختم کریم والا اور اسی معنی کی تائید کرتی ہو
عبداللہ بن مسعود کی قرارت :-

اور علامہ زرقانیؒ نے شرح مواہب لدنیہ ص ۲۶۷ ج ۵ میں آیت مذکورہ کی
توضیح کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَمِنْهَا (يَعْنِي مِنْ خَصَائِصِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ) أَنَّهُ خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ كَمَا
قَالَ تَعَالَى وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ
وَخَاتِمَ النَّبِيِّينَ أَيْ أَحْوَجُ
الَّذِي خَتَمَهُمْ أَوْ خَتَمُوا بِهِ
عَلَى قِرَاءَةِ عَاصِمٍ بِالنَّفْعِ وَرَوَى
أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالحَاكِمُ
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ أَنَسٍ مَرْثُوعًا
أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالسُّبُوحَةَ قَدْ
انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي
وَلَا نَبِيَّ قَبْلَ مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَكَ
يَكُونُ أَشْفَقَ عَلَى أُمَّتِهِ وَهُوَ
كَوَالِدٍ لَيْسَ لَهُ غَيْرُكَ وَلَا يَنْتَهِ
نَزُولُ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدُ
لِأَنَّهُ يَكُونُ عَلَى دِينِهِ مَعَ أَنَّ
الْمُرَادَ أَنَّهُ آخِرُ مَنْ كُنِيَ .

(زرقانی شرح مواہب ص ۲۶۷ ج ۵)

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت
میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب انبیاء
رسل کے ختم کر نوالے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمَ
النَّبِيِّينَ“ یعنی آخر النبیین جن نے انبیاء
کو ختم کیا یا وہ جس پر انبیاء ختم کئے گئے،
اور یہ معنی ماحم کی قرارت یعنی بالفتح پڑھنے
کے وقت ہیں اور امام احمد اور ترمذی اور
حاکم نے باسناد صحیح حضرت انسؓ سے
روایت کیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہو کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی
نہ میرے بعد کوئی رسول ہو اور نہ نبی، کہا
جاتا ہے کہ جس نبی کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو وہ
اپنی امت کے لئے زیادہ شفیق ہوگا اور
مثل اس باپ کے ہے کہ جس کی اولاد
کے لئے اس کے بعد تربیت اور نگرانی
کرنے والا نہ ہو، اور نزول عیسیٰ علیہ
السلام سے ختم نبوت پر کوئی اعتراض

نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے، علاوہ بریں تم نبوت سے مراد یہ ہو کہ آپ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے اور ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی بن چکے ہیں۔

اور ابوحیان اپنی عظیم الشان تفسیر بحر محیط ص ۲۳۶ ج ۷ میں اسی مضمون کی حروف بحرف تائید فرماتے ہیں۔

اسی طرح علامہ ابوالسعود اپنی تفسیر میں عیسیٰ ہی مضمون بیان فرماتے ہیں، دیکھو تفسیر ابوالسعود بر حاشیہ تفسیر کبیر، ص ۷۸۸ ج ۶۔

اور علامہ احمد صاحب معروف بملاً جیون دہلوی، استاذ عالمگیری اپنی تفسیر احمدی میں بھی یہی فرماتے ہیں۔

اور قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے جس قدر وضاحت اور صفائی کے ساتھ ہمارے دعوے کو ثابت فرمایا ہے وہ بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ملاحظہ ہے، وہ یہ ہذا:-

• اور جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے
یا صفائی قلب کے ذریعہ سے نبوت کے مرتبہ
تک پہنچے اور اس کے حامل کہنے کو جائز
سمجھے مثل فلاسفا اور حدود شریعت سے
تجاوز کرنے والے مدعیین تصوف کے،
اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ
اس پر وحی آتی ہے اگرچہ نبوت کا دعویٰ
نہ کرے یا جو یہ کہے کہ وہ آسمان پر چڑھتا
اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور
دراں کے میوے کھاتا اور جودوں سے
معاف کرتا ہے پس یہ سب کے سب
کفار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکذیب کرنوالے ہیں اس لئے کہ آپؐ

وَمَنْ ادَّعى السُّبُوَّةَ لِنَفْسِهِ اَوْ
جَوَّزَ التَّيَابَعًا وَالْبُلُوغَ بِصَفَاءِ
الْقَلْبِ اِلَى مَرْتَبَةٍ كَالْفَلَّاسَةِ
وَالْعَلَاةِ الْمُتَّصِفَةِ وَكَذَلِكَ
مَنْ ادَّعى مِنْهُمْ اَنَّهُمْ يُوحى
اِلَيْهِ وَاِنْ كُنْ دِيْعُ السُّبُوَّةِ
اَوْ اَنَّهُ يَصْعَدُ اِلَى السَّمَاءِ وَ
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَاكُلُ مِنْ اَنْمَائِهَا
وَيُعَانِقُ الْخُورَ الْعَيْنَ ثُمَّ لَا يَرَى
كَلِمَةً كُفَّارٌ مُكْذِبٌ بُوْنٌ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ
اَخْبَرَانَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

وَأُخْبِرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ
خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ أُرْسِلَ
إِلَى كَانَةِ النَّاسِ وَأَجْمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ
عَلَى ظَاهِرِهِ وَأَنَّ مَفْهُومَهُ
الْمُرَادُ بِهِ دُونَ تَأْوِيلٍ وَ
لَا تَخْصِيمٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرٍ
هُوَ لَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا
اجْتِمَاعًا وَاسْتَعَا.

(شفا مطبوعہ بریل، ص ۳۶۲)

خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین میں اور
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور خدا کی طرف
سے قرآن میں یہ خبر دی ہو کہ آپ خاتم النبیین
میں اور یہ کہ آپ تمام عالم کے انسانوں کی
طرف رسول ہیں، اور امت نے اجماع
کیا ہو کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر عمل کیا
جائے، اور اس پر کہ اس آیت کا نفس
مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تاویل و تخصیص
کے، پس ان تمام فرقوں کے کفر میں کوئی
شک نہیں، بلکہ قطعی طور سے اجماعاً
اور نفلاً ثابت ہے ۵

اس ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر مکرر غور کیجئے کہ قادیانی دجل و فریب کو کس طرح
مٹا یا گیا ہے، کہ لفظوں سے جو معنی ظاہر ہیں یعنی تمام انبیاء کے ختم کرنے والے اور
آخر میں معنی مراد ہیں، اور ان میں نہ ظلی اور بروز می مستثنیٰ ہیں اور نہ کوئی غیر شرعی۔
اور تفسیر مراح لبید لکشف معنی القرآن المجید، جلد دوم میں بھی آیت مذکورہ کی
تفسیر کرتے ہوئے فرمایا :-

وَلْتُمَيِّزْهُ نَبِيِّنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ
لِأَنَّ الْخَاتِمَ آخِرُ الْقَوْمِ قَالَ
اللَّهُ تَعَالَى وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ
وَخَاتِمَ النَّبِيِّينَ ثُمَّ قَالَ
نَفِي الْأَعْمَ يَسْتَلْزِمُ نَفِي الْأَخْيَرِ
(کلمات البقارہ، ص ۳۱۹)

” اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خاتم النبیین کہنا اس لئے ہو کہ خاتم کے معنی
آخر القوم کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہو وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتِمَ النَّبِيِّينَ اور
نفی عام کی مستلزم ہو نفی خاص کے لئے
یعنی آپ کے بعد نبوت کی نفی رستا کی نفی کو
مستلزم ہے ۵

اور شرح تعرف میں ابو ابراہیم بخاریؒ نے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر کر کے تصریح فرمایا
ہو کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا (دیکھو شرح تعرف ص ۱۵۳ ج ۱)

اور حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ جو علوم ظاہرہ و باطنہ کے مسلم امام ہیں اس آیت کی تفسیر میں ایک ایسا مضمون تحریر فرماتے ہیں کہ گویا قادیانی فتنہ ان پر منکشف ہو گیا تھا، اسی کے رد کے لئے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

• خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے ہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ لاری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول، اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہو اور نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بکواس و ہڈیان ہو، اور یہ تاویل اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی، کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب

اِنَّ الْاُمَّةَ قَدْ فُيْعَتْ مِنْ هَذَا اللَّفْظِ اَنَّهُ اَنْهَمَ عَدَمَ نَبِيِّ بَعْدَهُ اَبَدًا وَعَدَمَ رَسُولٍ بَعْدِهِ اَبَدًا وَ اَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ تَاْوِيلٌ وَلَا تَخْصِيْصٌ فَكَلَامُهُ مِنْ اَلْوَالِغِ الْهَذْيَانِ لَا يَمْنَعُ الْحُكْمَ بِتَفْكِيرٍ لِاُمَّةٍ مُّكْتَوَّبٍ لِهَذَا النَّصِّ الَّذِي اَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى اَنَّهُ غَيْرُ مَا ذَلِ وَلَا مَخْصُوْصٍ .
کتاب الاعتقاد لامام الغزالی

کرتا ہے جس کے متعلق امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل تخصیص نہیں ہے

آیت خاتم النبیین میں | امام حدیث علامہ شاطبی جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور تاویل کرنیوالا قتل کیا گیا | و معروف امام ہیں اپنی کتاب اعتصام میں ان لوگوں کی ایک مختصر فہرست شمار کرتے ہیں، جنہوں نے نبوت یا وحی یا عصمت کا دعویٰ کیا اور باتفاق و باجماع امت ان کو کافر و مرتد واجب القتل سمجھا گیا (دیکھو اعتصام، ص ۲۶۳ ج ۲)۔ اسی سلسلہ میں امام موصوف نے فازازی نام کے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور بہت سے ایسے امور دکھلائے جو کرامت و خارق عادت سمجھے جاتے ہیں، عوام ہرزمانہ میں عجائب پرست ہوتے رہے ہیں، اُس وقت بھی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی، یہ بھی مرزائی قادیانی کی طرح اتباع و ترائی کا مدعی تھا، اس لئے اس نے آیت خاتم النبیین میں ایسی تاویلات شروع کیں جن کے ذریعہ کسی نبی کی گنجائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نکل آئے، مگر باتفاق

علماء وقت اس کا دعویٰ اور تاویلات سب کفر والحاد قرار دی گئی، اور اُس زمانہ کے امام مقتدر شیخ المشائخ ابو جعفر ابن زبیر رحمہ اللہ کے فتویٰ پر اس کو قتل کر دیا گیا۔

(کتاب الاعتصام للشاطبی ص ۳۶۳)

اس واقعہ نے بھی اس پر مہر کر دی کہ علماء امت آیت مذکور میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص کرنے کو بھی کفر والحاد قرار دیتے ہیں۔

چند اوہام اور ان کا انالہ | آیت خاتم النبیین کی مذکورہ بالا مفصل و مبرہن تفسیر کے بعد اگرچہ کسی مسلمان بلکہ کسی سلیم الطبع منصف انسان کو کسی وہم و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی، لیکن دنیا میں ہمیشہ وہ لوگ بھی ہوتے رہے ہیں، جن کو اپنے اوہام کے مقابلہ میں کوئی روشن دلیل کارگر نہیں، بغض و عناد کی دیوار اُن کی آنکھوں اور کانوں کے سامنے حجاب بن جاتی ہے۔

اور اس سے زیادہ قابل تعجب یہ کہ اپنی شیرو چشپی کو آفتاب کا عیب قرار دینے لگتے ہیں، اور اپنی کج فہمی کو دلیل کا تصور بتانے لگتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت اور آیت خاتم النبیین بھی ان حضرات کی دست دراز یوں سے نہ بچی، ہر صورت سے آیت کی تحریف پر زور مارے اور قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین اور قواعد لغت کے خلاف احتمالات ایجاد کئے۔

چونکہ مرزائی فرقہ کی چرب لسانی اور مکر و فریب کی ملتج سازی نے ان شبہات کو عوام کے سامنے ایک خوبصورت رنگ میں پیش کیا ہے، جس سے ناواقف لوگوں کے اشتباہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے، اس لئے مناسب یہ کہ اس کے ساتھ ہی اُن شبہات کی بھی قلعی کھول دی جائے، وَادِّ اللَّهُ الْمُسْتَعَانَ عَلَى مَا يَصِفُونَ۔

پہلا شبہ | اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، تو آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام جو متفق علیہ نبی ہیں کیسے آ سکتے ہیں حالانکہ اُن کا آخر زمانہ میں آنا مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کا صریح مدلول ہے۔ غرض یا ختم نبوت سے انکار کیجئے اور یا نزول مسیح سے ہاتھ اٹھائیے، یہ وہ شبہ ہے جو فرقہ مرزائیہ کا مایہ ناز اور کار گزار حربہ سمجھا جاتا ہے، خود مرزا صاحب اور ان کے اذنا ب نے اس کو لایخیل محمہ اور ناداقف عوام کے راستے سے ہٹانے

کے لئے ایک خوش نامہ میر سمجھ کر مختلف مواقع میں پیش بھی کیا ہے۔
جواب مشبہ ۱ اَوَّلُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ اور آخر النبیین کے معنی از روئے لُغَتِ مَحَادِثِ عرب یہ ہوتے ہیں کہ آپ وصف نبوت کے ساتھ (اس عالم میں) سب سے آخر میں متصف ہوئے، جس کا حامل صرف یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت نہ دی جائے گی، اور اس وصف نبوت کے ساتھ آئندہ کوئی شخص متصف نہ ہو سکے گا، نہ کہ آپ سے پہلے تمام انبیاء وفات پا گئے ہوں، کلام عرب کی مدد و نظر اس کی شہادت کے لئے موجود ہیں، مثلاً کہا جاتا ہے:-

اَخِرُ الْاَوْلَادِ یا خَاتِمُ الْاَوْلَادِ تو باتفاق اہل عربیت اور باجماع عقلاء دنیا اس کے ہی معنی سمجھ جاتے ہیں کہ یہ بچ سب سے آخر میں پیدا ہوا، اس کے بعد کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی، نہ یہ کہ اس سے پہلی تمام اولاد اور سب بچوں کا مافیا ہو چکا، اور سب مر چکے، چنانچہ خود مرزا صاحب تریاق القلوب میں اس کو تسلیم کرتے ہیں، جس کی عبارت مع حوالہ عنقریب آتی ہے۔

اسی طرح بولا جاتا ہے خَاتِمُ الْمُہَاجِرِینَ تو کسی عقلمند انسان کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ پہلے تمام مہاجرین مر چکے، بلکہ ہر تمیز دار سمجھے اس کے یہی معنی سمجھتا ہے کہ اس شخص نے سب سے آخر میں ہجرت کی، اور وصف ہجرت اس کے ساتھ سب سے آخر میں لگا، اب کسی پہلے مہاجر کا دنیا میں باقی رہنا یا آنا اس کے کیا مخالف ہو سکتا ہے۔

اسی طرح اَخِرُ الْجَالِسِینَ، اَخِرُ الرَّاحِلِینَ، اَخِرُ التَّوَاکِیْنِ، اَخِرُ الدَّاهِیِّینَ، اَخِرُ الْقَادِمِیْنَ، اَخِرُ الْفَاتِحِیْنَ، اَخِرُ الْمُسَاجِدِ وغیرہ کلمات میں کسی کو یہ وہم بھی نہیں گزرتا کہ جو لوگ وصف مضاف الیہ کے ساتھ پہلے متصف ہو چکے ہیں وہ اس آخر اور خاتم کے آنے سے لقمہ موت ہو گئے، بلکہ ان سب کلمات اور ان کی امثال میں ہمیشہ آئندہ کے لئے وصف مضاف الیہ کا انقطاع مراد ہوتا ہے اور بس، اور اسی لئے اگر کسی شخص کو آخر الجالسین یا خاتم الجالسین کہا جاتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ شخص سب سے آخر میں بیٹھا، نہ یہ کہ پہلے بیٹھنے والے سب مر گئے، اور آخر الراحلین کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس شخص نے آخر میں سفر کیا، نہ یہ کہ

پہلے سفر کرنے والے سب مر گئے ، اور اب اُن کا دنیا میں باقی رہنا یا اپنے وطن میں آنا محال ہے ، پھر معلوم نہیں کہ خاتم النبیین اور آخر النبیین سے یہ کیسے سمجھا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی ، اور عیسیٰ علیہ السلام کا اب دنیا میں آنا آپ کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف ہے ۔

اس لفظ کے تمام نظائر مذکورہ کی طرح اس کے بھی یہی معنی کیوں نہیں لئے جاتے کہ آپ سب انبیاء کے بعد متصف بالنبوة ہوئے ، اور آپ کے بعد کسی شخص کو یہ عہدہ نبوت نہیں دیا جائے گا ، اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے بعد عہدہ نبوت نہیں ملا ، بلکہ آپ سے پہلے مل چکا ہے ، اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ متصف ہیں ۔

پھر نہیں معلوم کہ آپ کے خاتم النبیین اور آخر النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے ۔

(۲) دوسرے یہ کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت کے لئے درخواست کی ، آپ نے فرمایا :-

يَا عَمُّ اَقِيْمْ مَكَانَكَ اَنْتَ بِهِ	اے میرے چچا اپنی جگہ ٹھہرے رہو اس
فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهِجْرَةَ	لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی ہو
كَمَا خَتَمَ بِي النَّبِيُّوْنَ رَدَّاهُ	جیسا کہ مجھ پر انبیاء کو ختم کر دیا ہے

الطبرانی والبنعیم والبیہقی وابن عساکر وابن النجار

دیکھئے خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو ختم ہجرت کی تمثیل میں پیش فرما کر بحث کا خاتمہ فرما دیا ۔

کسی ادنیٰ سمجھ بوجھ والے آدمی پر بھی یہ بدگمانی نہیں کی جاسکتی کہ وہ حضرت عباسؓ کے خاتم المہاجرین ہونے کو اُن سے پہلے مہاجرین کے دنیا میں باقی رہنے کا مخالف و معارض سمجھے ، یا حضرت عباسؓ پر ختم ہجرت کا یہ مطلب قرار دے کہ اُن سے پہلے مہاجرین سب مر چکے ۔

پھر ختم نبوت اور خاتم النبیین ہی میں نہ معلوم کس راز کی بناء پر یہ معنی لئے

جاتے اور خواہ مخواہ اس کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مخالف بتایا جاتا ہے، کیا اس کی وجہ یہی نہیں کہ خاتم النبیین کے صحیح معنی سے مرزا صاحب کی مختصر عمر نبوت کو ٹھیس لگتی اور ختم ہجرت کے کچھ معنی ہوں اُن کو اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ
وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ ذُو حِجِّينَ تَفْسِير میں فرمایا:
مَنْتُ أَذَلَّ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ | میں خلقت میں سب انبیاء سے پہلے
وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ (ذکرہ) | اور بعثت میں سب کے آخر میں ہوں؛

ابن کثیر فی تفسیرہ میں عن ابن حاتم وابن مردودیہ والی نعیم و

الدلمی وابن عساکر وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن سعد

اس حدیث نے بھی خاتم النبیین کے معنی کو بالکل صاف کر دیا کہ مراد یہ ہے کہ آپ کی بعثت دنیا میں سب سے آخر میں ہوئی، نہ یہ کہ آپ سے پہلے سارے انبیاء علیہم السلام وفات پا چکے، لہذا آپ کا خاتم النبیین ہونا کسی وجہ سے نزولِ مسیح علیہ السلام کا معارض نہیں ہو سکتا۔

(۴) ابھی عنقریب بروایت ابو ہریرہؓ گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک محل بالکل تیار ہو صرف ایک اینٹ کی کمی باقی ہو، اور پھر وہ اینٹ لگا دی جائے تو نبوت کا محل پہلے تیار ہو چکا تھا، اس میں ایک اینٹ کی کمی باقی تھی جس کو پورا کرنے کے لئے میں بھیجا گیا“ (رواہ البخاری و مسلم وغیرہ من اصحاب السنن)

اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آپ کے خاتم النبیین ہونے کا صرف یہی مطلب ہے کہ آپ کی بعثت سب انبیاء کے بعد ہوئی، نہ یہ کہ آپ سے پہلے تمام انبیاء کی وفات ہو چکی، جیسا کہ خاتم کی اینٹ کے لئے دوسری اینٹوں کا معدوم ہو جانا ضروری نہیں، بلکہ متصور بھی نہیں، اسی طرح خاتم النبیین کے لئے پہلے سب انبیاء کی موت ضروری نہیں۔

(۵) اور ترمذی نے بروایت حضرت انسؓ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالشُّبُوهَ قَدْ | بیک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی
انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي | پر میرے بعد کوئی رسول اور نہ کوئی نبی؟

وَلَا نَبِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ ۔

اس حدیث میں نبی و رسول کے بجائے وصف نبوت و رسالت کا انقطاع ذکر
کے اس بات کو پوری طرح واضح کر دیا گیا کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ وصف
نبوت کے ساتھ متصف ہونا منقطع ہو گیا پہلے انبیاء کا باقی رہنا یا کہیں دنیا میں آنا
کسی طرح ختم نبوت کے منافی نہیں ہے ۔

⑥ اُمّ کرڑ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ذَهَبَتِ الشُّبُوهُ وَبَقِيَّتِ | نبوت چلی گئی اور اچھے خواب باقی رہے
الْمُبَشِّرَاتُ (رواہ ابن ماجہ) | گئے ؟

اس میں بھی وصف نبوت کا خاتمہ بیان کر کے ختم نبوت کے وہی معنی واضح کر دیئے
گئے کہ آئندہ کو وصف نبوت کا انقطاع ہو گیا مگر یہ کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا آنے کا
مخالف نہیں ۔

⑦ حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں ؟ انھوں نے فرمایا :-

أَخِيذْ ذَلِكَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ | انبیاء میں سے آپ کے آخری و داد میں :-
(رواہ ابن عساکر)

اس حدیث نے بالکل صاف کر دیا کہ خاتم النبیین کی مراد یہی ہے کہ آپ انبیاء
میں سے آخری و داد ہیں ، اور کسی انسان کے نزدیک آخری و داد کا مفہوم پہلی و داد
کے مرجائے کو مقتضی نہیں اور نہ ان میں سے کسی کے باقی رہنے کا معارف و لہذا آپ کا
آخری انبیاء و خاتم الانبیاء ہونا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے کسی طرح مخالف نہیں ہو سکتا ۔

⑧ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَنَسِجِي | میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد
خَاتِمُ الْمَسَاجِدِ (رواہ مسلم) | خاتم المساجد :-

مراد یہ ہے کہ میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے ، جیسا کہ دینی اور دنیوی

اور بزار کی روایتوں میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔

یہ حدیث مسئلہ زیر بحث میں درحقیقت ایک نااطق فیصلہ ہے، کیونکہ خاتم المساجد الانبیاء کے معنی نہیں ہو سکتے کہ آپ کے وجود کے بعد کسی پچھلے نبی کی مسجد باقی نہ رہے گی، انبیاء سابقین کی متعدد مسجدیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھیں اور آج تک موجود ہیں، پھر خاتم المساجد کے اگر یہ معنی ہوں گے کہ پہلے انبیاء کی سب مسجدیں فنا ہو چکیں تو بتلاؤ کہ آپ کا یہ فرمان کیسے درست ہوگا، اور جب خاتم المساجد مساجد سابقہ کے بقا کی مخالفت نہیں تو خاتم الانبیاء کسی پہلے نبی کے باقی رہنے یا نزول کے کیوں معارض ہوں گے، بلکہ جس طرح خاتم المساجد کے معنی اس کے سوا نہیں کہ آپ کے بعد کسی نبی جدید کی مسجد تیار نہ ہوگی اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی اس کے سوا نہیں کہ آپ کے بعد عالم میں کسی شخص کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا۔

⑨ آیت مذکورہ کی تفسیر کے ذیل میں ائمہ تفسیر کے اقوال ابھی گزر چکے ہیں جن میں خود نزول مسیح کا سوال اٹھایا گیا اور سرمدی جواب دیا گیا ہے جو ہم نے بوجہ مذکورہ الصدر پیش کیا ہے جن میں سے بالخصوص حضرات ذیل کی تفسیریں مکرر ملاحظہ فرمائیں، سید محمد آلوسی، صاحب روح المعانی، زمرشری، صاحب کشاف، علامہ نسفی، صاحب مدارک۔

⑩ اقراری ڈگری؛ جن حضرات کو قرآن و حدیث اور ائمہ صحابہ تابعین اور اقوال سلف میں شفاء نہیں ملتی اور اُن کا قلب اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک کہ مرزا صاحب کی وحی اور اُن کی تصانیف میں اُس کو نہ دیکھ لیں وہ حضرات بھی ملاحظہ فرمائیں، تریاق القلوب، مصنفہ مرزا صاحب ص ۱۵۶۔

”ضرر ہو کہ وہ شخص جس پر تمام و کمال دورہ حقیقت آدمیت ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔“

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا صاحب کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان اس کے بعد پیدا نہ ہو تو خاتم النبیین کے بھی یہی معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔

جس سے دو فائدے حاصل ہوئے ، اول یہ کہ ختم نبوت اور نزولِ مسیح علیہ السلام میں تعارض نہیں ، خاتم النبیین چاہتا ہے کہ عورت کے پیٹ سے اس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو ، اور مسیح علیہ السلام آپ کے پیٹ سے پیدا ہو چکے ہیں ۔

دوسرے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کی نبوت خاتم النبیین کے خلاف ہے ۔

تیسرے یہ بھی متعین ہو گیا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث میں دی گئی ہو وہ اُس وقت ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوں گے ، ورنہ خاتم النبیین کے خلاف ہو گا اور اس بنا پر مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے (تک عشرہ کاملہ)

دوسرا شبہ | جس کو مرزا صاحب نے اپنی متعدد تصانیف میں اور ان کے اذنا ب نے اپنی تحریروں ، تفسیریوں میں نہایت پُر زور دعوے کے ساتھ پیش کیا ہے یہ کہ خاتم النبیین میں خاتم کے معنی ”مہر“ ہے اور خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد آپ کی مہر و تصدیق سے انبیاء نہیں گے ۔

جواب شبہ | آزادی کا زمانہ ہے ، ہر بد دین کے ہاتھ میں قلم اور سامنے لاوارث قرآن ہے ، جس کا جس طرح جی چاہتا ہے اس کے مطلب پر حکومت کرتا ہے ، اگر خود خداوند عالم نے اس کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو بعید نہ تھا کہ یہ بے خوف بہادر اس کی لفظی و معنوی تحریف میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے ۔

کیا قہر نہیں ہے کہ ایک شخص قرآن کی آیت کے معنی قواعد لغت کے خلاف اور خود تصریحات قرآن کے خلاف اور پھڑپھڑ سے زائد احادیث نبویہ کے خلاف اور سیکڑوں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کے خلاف صاف صاف صاف علی الاعلان بیان کرتا ہے ، اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ کہاں سے کہتا ہے ۔

مسلمان ہیں کہ ہنس ہنس کر سنتے ہیں ، کیونکہ جانتے ہیں کہ قرآن کی یہ تفسیر ہو یا دوسری ہمارا کیا جاتا ہے ۔ لیکن یاد رہے کہ ہمیشہ یہ صورت رہنے والی نہیں بلکہ ”عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادٍ مُّبِينٌ“ عنقریب وہ نادم و شرمندہ ہوں گے ۔

مسلمانو ! اگر تم نے خدائے قدوس کے کلام متین کی تحریف کو ٹھنڈے دل سے سنا اور ستر آن کو لاوارث سمجھ کر چھوڑ دیا تو یاد رہے کہ خدائے عظیم و خبیر

اس کو اس طرح نہ چھوڑے گا، اس نے کلام پاک کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، جو شخص اس کی حفاظت پر دست درازی کرے اس کو عذاب خداوندی سے بچنے کے لئے کوئی قلعہ بنا لینا چاہئے، لیکن لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ۔

اگر مرزا صاحب انکی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں، لغت عرب کے طویل و عریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کر دیں، یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں۔

اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔

خود مرزا صاحب نے جو برکات الدعاء صفحہ ۱۴، ۱۵ میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرا اقوال صحابہؓ رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں، تو خدا را خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں، اور اگر نہیں ہو سکتا تو احادیث نبویہ کے اتنے وسیع و عریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں، پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی، بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابی، کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں لیکن مجھے معلوم ہرگز نہ خیر لکھے گا نہ تلوار اُن سے پڑے یہ باز درمے آئے ہوئے ہیں

چیلنج | اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعوے میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو، اور اگر ساری جماعت مل کر تشران کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں احادیث کے غیر مصدور دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہ و تابعین کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہرے انبیاء بنتے ہیں، تو ہم سے پہنچ سو رہے
نقد انعاماً وصول کر سکتے ہیں۔

صلائے عام ہے یا ران بکتہ داں کے لئے

اگر واقع میں اُن کی بیان کردہ تفسیر قرآن کی تحریف نہیں، اور مذکورۃ المصدر
اصول تفسیر میں اُن کا کوئی پتہ ہے تو آئیں، اور پانچ سو روپے وصول کریں۔

لیکن میں بجز اللہ و قوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اودان کی ساری
امت میل کراڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ
کر سکیں گے وَكُوْكَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیزی کی
نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ و تابعین کے صاف صاف آثار
سلف صالحین اور ائمہ تفسیر کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا
 واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں، اور اعلان کرتے ہیں
کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں بوجہ ذیل باطل ہیں۔

۱۔ اَوَّلُ اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں، ورنہ لازم
آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اُس کی مہر سے قوم بنتی ہے،
اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے کہ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں، اسی طرح
خاتم الاولاد کا بھی یہ مفہوم ہو کہ اس کی مہر سے اولاد بنتی ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ کوئی سمجھدار انسان بلکہ ادنیٰ تمیز والا بچہ بھی ان کلمات کے یہ
معنی نہیں کر سکتا، پھر یہ معلوم کہ خاتم النبیین کے یہ معنی کیسے اُد کہاں سے ہو گئے،
حالانکہ مرزا صاحب نے خاتم الاولاد کے جو معنی تریاق القلوب میں لکھے ہیں وہ خود
اس کے خلاف ہیں۔

۲۔ قرآن مجید کی تقریباً سو آیتیں اس تفسیر کو غلط قرار دیتی ہیں جن کو انشاء اللہ
عنقریب بیان کیا جائے گا، علاوہ بریں خود اس آیت کی دوسری قراءت جو حضرت
ابن مسعود سے نقل کی گئی ہے مرزا صاحب کی اس تحریف کی محذوب کے لئے کافی ہے،
کیونکہ ان کی قراءت میں بجائے لفظ خاتم النبیین کے ختم النبیین بصیغہ ماضی واقع ہے،

جس میں مرزا صاحب کی تحریف کا نام و نشان نہیں رہتا۔

- ۲۔ یہ تحریف اُن احادیث متواترہ کے بھی خلاف ہے جو اعلیٰ درجہ کی وضاحت و صراحت کے ساتھ اعلان کر رہی ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔
- ۳۔ یہ تفسیر اس کے بھی خلاف ہے جو صحابہ کرام سے منقول ہو چکی ہے۔
- ۵۔ ائمہ تابعین اور پھر تمام ائمہ مفسرین سے جو اس آیت کی تفسیر عنقریب نقل کی گئی ہے، یہ تحریف اُن سب کے بھی خلاف ہے۔

جس تفسیر کا یہ حال ہو کہ قواعد لغت اور نصوص قرآن و حدیث اور تصریحات صحابہ و تابعین سب ہی کے خلاف ہو تو اگر وہ بھی قرآن کی تحریف اور افتراء علی اللہ نہیں ہے تو پھر کوئی بُری سے بُری تحریف بھی تحریف کہلانے کے قابل نہ ہوگی، بلکہ ہر باطل کی بجواس کو تفسیر قرآن ماننا پڑے گا۔

شبہ ۱۔ مرزائی ادہام اور مذہبی حرکات بھی ایک عجیب تماشہ ہیں اور بتلا رہی ہیں کہ **بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ يَدْعُونَ إِلَى بَيِّنَةٍ بَغْيٍ** یعنی اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے بہت سے لوگوں کی گمراہی پختہ کر دیتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے؟ اپنے خیالات و ادہام کو قائم رکھنے کے لئے اگر ایک طرف آیات و سنن قانینہ کی تحریف اُن کے نزدیک ایک آسان بات ہے (ذَٰهُوَ عِنْدَ اللَّهِ الْعَظِيمِ) تو دوسری جانب اُن کو اس کی بھی پروا نہیں کہ اپنے کلام میں تناقض و تعارض ہو جاتا ہے، کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ کہیں کچھ تاویل (بلکہ تحریف) ہے، اور کہیں کچھ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

انہی متغادات و متہافت اقوال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ **النَّبِيِّينَ كَالْأَنْفِثِ** عہد خارجی یا ذہنی کے لئے ہو اور معبود و مراد انبیاء تشریفی ہیں، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء تشریفی کے خاتم اور آخر ہیں، نہ مطلق انبیاء کے لیکن، ع

آرزوؤں سے بنا کرتی ہیں تدبیریں کہیں

اگر عہد خارجی ہے تو معبود کلام سابق میں مذکور ہونا چاہئے، اور کلام سابق میں

لے اور وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گنہ ہے ۱۱۔ لے جو بہت سے مرزائی مبلغین کی تقریریں میں مستلک گیا ۱۲۔ نہ

تو کہیں خاص انبیاء تشریفی کا ذکر نہیں، اگر ہے تو کہاں ہے، اور کون ہے سترآن میں ہو؟ ہاں جو نیا قرآن قادیان کے قریب اُترا اور جس کی آیات میں سے اَنَا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا مُّبِیّنًا الْقَادِیَانِ ہے، اس میں ہو تو ہو، در نہ ہی عربی نے جو قرآن اُمت کو دیا ہے اس میں کہیں پتہ نہیں، بلکہ اگر ذکر ہے تو مطلق انبیاء کا ذکر ہے، پڑھو آیت اَلَّذِیْنَ یُتِلّٰی عَلَیْهِمْ رِسَالَاتِ اللّٰهِ اَلَمْ یَیْنٰہُ یعنی وہ انبیاء جو اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پیغام خداوندی کا پہنچانا نفسِ نبوت کے لئے ضروری ہو اور ہر نبی خدا کا پیغمبر ہے نہ کہ فقط انبیاء تشریفی۔

الحاصل عہد خارجی کی تو کوئی صورت نہیں، اسی طرح عہدِ ہنی کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ درحقیقت حکمِ نکرہ ہوتا ہے (دیکھو مطول و مختصر وغیرہ) اور اسی لئے عہدِ ہنی اس وقت مراد لیا جاسکتا ہے جبکہ استغراق مراد نہ ہو سکے، جیسے اَکَلَهُ الَّذِیْ ثُب (اس کو بھیڑیے نے کھا لیا) تو ظاہر ہے کہ تمام دُنیا سب کے بھیڑیوں نے اُس کو نہیں کھا یا اس لئے استغراق مراد نہیں ہو سکتا، اور کوئی خاص بھیڑیا بھی کلام میں ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے بالآخر عہدِ ہنی مراد ٹھیکرا، بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں بلا تکلف استغراق درست ہے جیسا کہ آپ اس نحو میں بار بار معلوم کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو جدت طرائیاں اختیار کی ہیں اُن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے، جیسا کہ اس کی دوسری نظائر، خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے، کسی کے نزدیک اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس ابلہ فریب تقدیر پر خوش ہیں، لیکن حقیقت میں یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا کرشمہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین خاتم المفسرین وغیرہ انسان کا کلام ہو جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے

۱۔ یعنی مرزا صاحب کی دجی ہوتی ہے کہ ہم نے امارتِ سترآن کو قریب قادیان کے ۳۰ منہ

اور کتنے مریں گے ، اور کتنے عالم ہوں گے اور کتنے جاہل رہیں گے ، کتنے محدث و مفسر نہیں گے اور کتنے آوارہ پھر رہیں گے ، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے ، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جادیں تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے ، ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا ۔ لیکن کیا خلاقی عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں ، اور جو اپنے علم و اختیار کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے ۔ پس جب علیم و خیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے ، تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری معنی مراد نہ لئے جائیں جو کہ بلا تکلف بنتے ہیں ، اور ان کو چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر چل کیا جائے ۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں ، مگر خدائے قدوس کے کلام میں ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسئلہ کے خلاف ہے ۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ایک سو آیات نے واضح طور پر بتلادیئے ہیں جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا ، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث میں اس کی ایسی شرح کی ہے جس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا ، اور پھر اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر جہر کر دی ، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے ، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو ، عجب ہے کہ خود مکالم محل مجذوب اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہو ، اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں ، اور پھر اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرام اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے ، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے ، اور نہ تاویل و تخصیص ، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاضؒ نقل کر آئے ہیں ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے متعلق چند جملے یہ ہیں :-

وَلَيْسَ فِيهِ تَأْوِيلٌ وَلَا تَخْصِيصٌ
وَمَنْ آذَلَهُ بِتَخْصِيصٍ فَكَلَامُهُ
مِنْ أَنْوَاعِ الْهَيْذْيَانِ لَا يَمْنَعُ
الْحُكْمَ بِتَكْفِيرِهِ لِأَنَّهُ مُكْذِبٌ
لِهَذَا النَّصِّ الَّذِي اجْتَمَعَتْ
الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مُؤَدِّلٍ
وَلَا لِحُصُوصٍ .

آیت خاتم النبیین میں نہ کوئی تاویل ہو
نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی
تخصیص کی تاویل کرے اس کا کلام ہیکل
کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر
کہنے سے نہیں روک سکتی کیونکہ وہ اس
آیت کی تکذیب کر رہا ہے جس کے متعلق
امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ وہ

(کتاب الاقتصاد لامام الغزالی)

لیکن مرزائی ہیں کہ وہ اپنی ”مرغی کی ایک ٹانگ“ ہانکے چلے جا رہے ہیں ۔

سرخدا کہ عارت زاید کسے نگفت ۶ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجاشنید

الغرض چونکہ دستبرآں عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف
نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہو،
نہ اس میں کوئی مجاز ہے، نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو وحی نہیں کہ
اس لفظ کو خاتم الحقیقتین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و مقول تفسیر کو بدلے ۔

مشبہ | خاتم النبیین میں خاتم بمعنی نگینہ انگشتی لے کر زینت مراد لیا جائے
اور کلام کے معنی یہ ہوں کہ آپ سب انبیاء کی زینت ہیں، اور اس صورت میں آیت
کو ختم نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا ۔

جواب مشبہ | لیکن جب ہم اس کو اصول تفسیر پر پرکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض
قرآن پر افترار ہے، اس کی ہرگز وہ مراد نہیں ۔

۱۔۔۔ اول تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنی زینت مراد لینا مجازی معنی میں، اور جبکہ
اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسب تصریحات علماء لغت و بلاغت
اصول، معنی مجازی کی طرف جانے کی کوئی وجہ نہیں ۔

۲۔۔۔ آیت مذکورہ کی جو تفسیر ہم نے قرآن مجید کی آیات اور خود اسی آیت
کی دوسری قرارت سے پیش کی ہو یہ اس کے خلاف ہو، جیسا کہ مفصل گزر چکا ہو۔

۳۔ احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے، یہ اس کے خلاف ہے۔

۴۔ یہ تفسیر اجماع اور آثارِ سلف کے بھی خلاف ہے جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل عرض کیا ہے۔

۵۔ ائمہ تفسیر کی شہادتیں بھی اس کے خلاف ہیں۔

پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنی تسلیم کر سکتا ہے جو قواعد عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحات قرآن مجید کے بھی، احادیث متواترہ اور آثارِ سلف بھی اس کو رد کرتے ہوں اور ائمہ تفسیر بھی۔

اور اگر اسی طرح ہر کس و ناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی معنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں اُتیوا الصلوٰۃ وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درود سمجھنا، درود عار کرنا مراد ہے جو لفظ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں۔

اسی طرح آیہ کریمہ مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وغیرہ میں روزہ کی فرضیت ثابت ہو، اس کا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہو کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم رُک جاؤ، کیونکہ لغتِ عرب میں صوم کے حقیقی معنی صرف رُک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنی اگر احادیث اور آثارِ سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت کئے جائیں تو مرزا صاحب اور اُن کے اذنا ب کی عنایت سے سارے فرائض سے چھٹی ہو جائے گی، بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مل جائے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لیکن آیات مذکورہ میں صوم و صلوٰۃ اور حج وغیرہ کے الفاظ سے اُن کے اصلی معنی لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ قرآن عزیز کی دوسری آیات اور احادیث متواترہ اور آثارِ سلف سے جو تعبیر ان کی ثابت ہے اس کے خلاف ہے، اور اگر آج کوئی اُن آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرانا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل و عالم یہی جواب دے گا کہ

اسیرت بخود رہائی زبند ؛ شکارِ تخواہد حلاص از کمند

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہو سکتا۔
ٹھیک اسی طرح اگرچہ خاتم بعثی زینت مجازاً مراد لینا محتمل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال
نصوصِ شراک و حدیث اور تفاسیرِ سلف کے خلاف ہے اس لئے اسی طرح مردود
اور ناقابلِ قبول ہوگا، جس طرح صوم و صلوة و حج و زکوٰۃ وغیرہ ارکانِ دین کے مشہور
لغوی معنی لینا باتفاق مردود ہیں۔

شعبہ | خاتم النبیین میں الف لام استغراقِ حقیقی کے لئے نہیں بلکہ عربی کے لئے
ہے، اور مراد یہ ہے کہ آپ انبیاءِ تشریعی کے خاتم ہیں نہ مطلقاً انبیاء کے جیسا کہ آیہ
کرمیہ وَ یَقْضُکُمْ وَ الْنَّبِیِّیْنَ باتفاق بطور استغراقِ عربی نبیین سے صرف وہ بعض
انبیاء مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے زمانہ میں موجود تھے اور قتل کئے گئے۔

جواب شعبہ | ہماری گذشتہ عرضداشت کو تھوڑے سے غور کے ساتھ پڑھنے والا بالکل
سمجھ سکتا ہے کہ یہ بھی انہی تحریفات میں سے ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

۱۔ اول اس وجہ سے کہ باتفاق علماء عربیت و اصول استغراقِ عربی اس
وقت مراد ہوتا ہے جب کہ استغراقِ حقیقی درست نہ ہو جیسا کہ ہم النبیین کی لغوی
تحقیق کے ذیل میں مفصل بیان کر چکے ہیں، اور مسئلہ زیر بحث میں بالکل مختلف استغراقِ
حقیقی بن سکتا ہے، یعنی ختم کرنے والے تمام انبیاء کے۔

۲۔ دوم اس وجہ سے کہ استغراقِ عربی اس وقت مراد ہو سکتا ہے جبکہ عرف
و عادت اس کی تخصیص کا سرینہ ہوں، اور عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ ہو سکتے ہوں،
جیسے جَمْعُ الْأُمَرَاءِ الْمَعَاذَہ کیونکہ عرفاً و عادتاً تمام دنیا کے سناروں کا جمع کرنا

لہ الف لام استغراقِ حقیقی اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد
بے کم و کاست مراد ہوں مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے، اس سے اس کے
تمام افراد مراد ہیں یعنی عالم تمام غائبات کا، اور استغراقِ عربی میں تمام افراد مراد نہیں ہوتے
جیسے جَمْعُ الْأُمَرَاءِ الْمَعَاذَہ یعنی بادشاہ نے سناہوں کو جمع کیا، پس صاف جس پر الف لام داخل ہے
اس کے تمام افراد مراد نہیں بلکہ مراد اپنے خیر کے معنی اپنے شہر یا قلعہ کے سناہوں کو جمع کیا، اس
کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے ۷ منہ

دشوار ہے۔ نیز عرب میں جب کبھی اس قسم کے کلمات بولے جاتے ہیں، تو اپنے شہر یا زائد سے زائد اپنی سلطنت کے سنار مراد ہوتے ہیں، نہ ساری دنیا کے، بخلاف آیت مذکورہ وغائم النبیین کے کہ اس میں نبیین کی تفصیص کا عرفاً و عادتاً کوئی قرینہ نہیں، غائم النبیین کے بلا تکلف استغراق حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کر نیوالے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی چھوڑ کر بلا دلیل و قرینہ اور بلا وجہ استغراق عربی کی طرف جائیں اور مطلق نبیین کو صرف انبیاء تشریعی کے ساتھ مقید کر دیں۔

باقی رہا کہ آیت کریمہ وَتَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ کو اپنے دعوے کی شہادت میں پیش کرنا اگر اس جگہ لام کو استغراق عربی کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی ہم عرض کر چکے ہیں کہ جب استغراق حقیقی نہیں بن سکتا تو پھر استغراق عربی کی طرف جاتے ہیں، اور اس آیت میں بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ تَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ کا الف لام استغراق حقیقی کے لئے کسی طرح نہیں ہو سکتا، ورنہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے، حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہو سکتی، بلکہ بالکل کذب محض ہوگی، کیونکہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان سے پہلے گزر چکے تھے، اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے، پھر ان کا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

دوم یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء موجودین کو بلا استثنا قتل ہی کر ڈالا ہو، بلکہ مستراکین عزیر ناطق ہے فَخَسِبَ يَقَآكَذِّبُتُمْ ذُنُوبًا تَقْتُلُونَ، جس نے صاف طور سے اعلان کر دیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین

عہ اس جگہ یہ بات بھی قابل یادداشت ہے کہ یہ تحریر اگر خدا نخواستہ چل ہی جائے، اور آیت کی مراد بفرض محال یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انبیاء تشریعی کے ختم کرنے والے ہیں تب بھی مرزا صاحب اس آیت کی مخالفت سے باہر نہیں ہو سکتے، کیونکہ انہوں نے اپنی بہت سی تصانیف میں نبوت تشریعی اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یقین کے لئے دیکھو اور بعین مفسر ۶ و ۳ جس میں کھلے لفظوں میں صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز حقیقۃ الوحی مفسر ۱۷ کی عبارت اور تریاق القلوب مفسر ۱۳ کی عبارت کا مجموعہ آپ کی تشریعی نبوت کا صاف شاہد ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

لے روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵۔ لے ایضاً ج ۲ ص ۱۸۵۔ لے ایضاً ج ۱۵ ص ۴۳۲۔

کو بھی قتل نہیں کیا، اس اعلان کے بعد بھی اگر دَقِیْلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ کے الف لام کو استغراق حقیقی کے لئے رکھا جائے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اس کی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم اس کو غلط ٹھیرائے گا۔

آیت کریمہ دَقِیْلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ میں اگر استغراق حقیقی مراد لیا جائے گا تو آیت کا مضمون (معاذ اللہ) بالکل کذب مرتجح اور غلط فاحش ہو جائے گا جس کو مشاہدہ جھٹلا چکا ہے، پس اس آیت میں جب آفتاب کی طرح یہ بات روشن ہو گئی کہ استغراق حقیقی مراد نہیں ہو سکتا اس وقت استغراق عرفی مسترار دیا گیا۔

بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس کے معنی استغراق حقیقی لیکر بلا تا مل درست ہیں، یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے، اور اگر اسی طرح بے وجہ استغراق عرفی جہاں چاہیں مراد لے سکتے ہیں تو کیا ہمارے مہربان آیہ کریمہ

وَلَكِنَّ الْإِنْسَانَ آمِنًا بِاللَّهِ وَ	لیکن نیک شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر۔
الْيَوْمِ الْآخِرِ الْمَلَائِكَةُ وَالْكَتَبُ	ایمان لایا اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور
وَالنَّبِيِّیْنَ (سورہ بقرہ پ)	تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر

میں بھی یہی فرمائیں گے کہ النبیین کا الف لام استغراق عرفی کے لئے ہے، اور تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں، اور کیا آیت ذیل میں بھی اُن کے خیال میں استغراق عرفی ہی ہوگا :

فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِیِّیْنَ مُبَشِّرِیْنَ	پس اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام
وَمُنْذِرِیْنَ۔ (البقرہ پ)	کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا

اور کیا استغراق عرفی کے ساتھ آیت کے یہ معنی صحیح ہو جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذیر بنایا اور بعض کو نہیں۔

اسی طرح آیت ذیل میں :-

وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا	اللہ تعالیٰ تم کو اس کا حکم
الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِیِّیْنَ أَرْبَابًا	نہیں کرتا کہ ملائکہ اور انبیاء کو رب
(آل عمران پ)	بنالو

کیا اس میں بھی استغراقِ عرفی کے ساتھ ہمارے مہربان آیت کا یہی مطلب بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کے رب بنانے کا حکم نہیں کرتا اور بعض انبیاء کے متعلق اس کا حکم فرماتا ہے، اور کیا یہ آیت کریمہ **مِنَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ** میں بھی اُن کے خیال میں استغراقِ عرفی کے ساتھ بعض انبیاء مراد ہیں، اور آیت کریمہ **وَوَضَعَ الْكِتَابَ وَحْيًا بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّعْرَاءَ** میں بھی کہا جائے گا کہ بعض نبیین مراد ہیں، اسی طرح آیت کریمہ **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ الْآيَةَ** | اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا، تاختم آیت !

میں بھی کیا ہمارے مجتہد صاحب استغراقِ عرفی ہی تشریح دے کر یہ معنی بتلائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نبیین سے عہد لیا؟ اور کیا ان کے نزدیک **وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ بَعْضُ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ** میں بھی استغراقِ عرفی ہو سکتا ہے؟

الحاصل اگر اسی طرح ہر جگہ جہاں چاہیں استغراقِ عرفی مراد لینا جائز ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ آیت مذکورۃ المصدر میں جائز نہ ہو، علاوہ بریں آیات ذیل کی امثال میں بھی استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا :

الحمد لله رب العالمين ، غير المغضوب عليهم ولا الضالين ، هدى للمتقين ، والله محيط بالكافرين ، اعدت للكافرين ، انها اكْبَرُ الْعَالَمِينَ
الْخَاشِعِينَ ، وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ، وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ، اِنَّهٗ لَا يَفْلَحُ الظَّالِمُونَ
وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ — والی غیر ذلک من الآیات الّتی ہی غنیۃ عن التعلیل

اور ان کی دوسری نظائر جن سے قرآن مجید کی ہر ہر سطر بھری ہوئی ہے، سب میں استغراقِ عرفی کو جائز کہنا پڑے گا، حالانکہ جس شخص کو عربی عبارت پڑھنے کا تھوڑا سا سلیقہ ہے وہ کسی طرح ان جیسی آیات میں استغراقِ عرفی کو جائز نہیں کہہ سکتا۔

اور اگر آیات مذکورۃ المصدر اور ان کے امثال میں استغراقِ عرفی مراد نہیں لیا جاسکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النبیین میں استغراقِ عرفی مراد لیا جائے۔

یا للعجب ! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النبیین کی نظائر سے بھرا ہوا ہے، ان میں کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر اُن کو قیاس نہ کیا گیا، قیاس کے لئے ملی تو آیت **وَيُفْثِنُونَ النَّبِيِّينَ** ملی، جس بڑا بہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق

حقیقی کو غیر ممکن بنا دیا ہے، اور پھر خود قرآن کریم نے اس کا اعلان صاف صاف لفظوں میں کر دیا ہے۔

۳۔ سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعد عربی سے بھی آنکھیں بند کر لیں، اور آیت میں کسی طرح استغراقِ عرفی مراد لے لیں تو پھر آیت خاتم النبیین کے معنی ہوں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔ لیکن جس شخص کو خداوند عالم نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت میں خاتم النبیین ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی، بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کے لئے دہم حبثاً (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ)

حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین ہونا آپ کی مخصوص فضیلت ہے، علاوہ بریں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کو اپنے اُن فضائل میں شمار نہ فرمایا ہے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، چنانچہ حدیث مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلے گزر چکی ہے جس میں آپ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَأَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَاتِبًا	۱۔ اور مجھے مخصوص فضائل کے یہ ہے کہ میں
خَتَمٌ فِي النَّبِيِّينَ (رواہ مسلم)	تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں
	اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے ۲

۴۔ چہارم، اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی دھن میں اس کا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراقِ عرفی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحاب شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہوں گے یا غلط، اور بعض فرض محال اس احتمال کو نافذ اور جائز قرار دیں، تب بھی مرزا صاحب اور ان کے اذنا ب کا مقصد "ہنود و آری دور است" کا مصداق ہے، کیونکہ ہم ادھر عرض کر چکے ہیں کہ تشران مجید کی تفسیر محض احتمالات عقلیہ اور لغویہ سے نہیں ہو سکتی، جب تک کہ مذکورہ سابقہ اصول تفسیر اس کی صداقت پر شہادت نہ لے لی جائے۔

لیکن کیا مرزا صاحب ادیان کی ساری اہمیت مل کر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں

یہ دکھلا سکتے ہیں (اور وہ ہرگز نہ دکھلا سکیں گے) ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا، کہ آیت خاتم النبیین میں فقط انبیاء تشریحی یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں۔

یادہ اور ان کی تمام ذریت، احادیث کے اتنے وسیع و فزنی کی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خاتم النبیین التشرعین مراد ہے، اور ہم بھول اللہ و قوتہ دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ قیامت تک ایک حدیث میں تفسیر نہ دکھلا سکیں گے۔

یا مرزا صاحب اور ان کے تمام اذئاب، آثار صحابہ و تابعین کے وسیع تر میدان میں سے کوئی ایک اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں!

اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو کم از کم ائمہ تفسیر کی مستند و معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النبیین کی یہ مراد بیان کی گئی ہو کہ ختم کرنے والے تشرعی انبیاء کے۔ مرزا صاحب اور ان کی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر (نہیں بلکہ تحریف) کی شہادت میں پیش نہ کر سکیں گے۔

اور جب یہ سب کچھ نہیں، تو باوجود انقلاب زمانہ اور کثرت جہل، میں اب بھی مسلمانوں پر یہ بدگمانی نہیں کر سکتا کہ وہ ایک ایسی بے معنی آواز کو قرآن مجید کی تفسیر بنائیں جس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، نہ اقوال صحابہ میں اس کا کوئی اثر ہے نہ اقوال تابعین میں، نہ ائمہ تفسیر اس کی موافقت کرتے ہیں، اور نہ کتب تفسیر، بلکہ یہ سب کے سب ہم آہنگ ہو کر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

۵۔ پنجم، جب ہم علاوہ تفسیر اور اصول تفسیر کے خود اسی آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تامل آیت بول اٹھتی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیین سے عامۃ تمام انبیاء مراد ہیں جو صاحب شریعت جدیدہ ہوں یا شریعت سابقہ اور کتاب سابق کے متبع۔

کیونکہ ہم لفظ نبی کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق کے ذیل میں نقل کر چکے ہیں کہ جمہور علماء عربیہ اصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص، یعنی رسول صرف اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے،

صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی، اس کا کلام صرف یہ ہے کہ امت کو شریعت سابقہ پر چلائے، اور اس کے خلاف جہاں کہیں استعمال ہے وہ بطور مجانب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، خاتم الرسل یا خاتم المرسلین نہیں فرمایا، کیونکہ اس سے پہلے آپ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے، وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ، لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بہ نسبت النبیین کے زیادہ چسپاں ہے، مگر سبحان اللہ! خدا کے علم و خیر کا کلام ہے وہ جانتا تھا کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کر دیا، چنانچہ امام المفسرین علامہ ابن کثیرؒ نے اس پر مستنبہ فرمایا ہے، دیکھو صفحہ ۸۹ ج ۸۔

• اور فرمان اللہ تعالیٰ وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَالنَّبیینَ وَكَانَ اللَّهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ پس یہ آیت اس بارہ میں صاف و صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جبکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت خاص ہے، کیونکہ ہر رسول کے لئے نبی ہونا شرط ہے اور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں، اور اسی پر وارد ہوئیں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے ۴

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَكَانَ اللَّهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ فَهَذِهِ الْآیَةُ نَعْبُذُ بِهَا أَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدَهُ فَلَا رَّسُولَ بِالطَّرِیقِ الْأُولَى وَالْآخِرَى لِأَنَّ مَقَامَ الرَّسَالَةِ أَخَفُّ مِنْ مَقَامِ النَّبِیُّوۃِ فَإِنَّ کُلَّ رَّسُولٍ نَبِیٌّ وَلَا یُعْکَسُ وَبِذَلِكَ رَدُّ دِیۡثِ الْأَحَادِیثِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْ رَّسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِیثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ۔

(تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۸)

اسی طرح سیّد محمود آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں بیان فرمایا ہے :-

• اور نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے نام ہے اور اس لئے آپ کے خاتم النبیین

وَالْمُرَادُ بِالنَّبِیِّ مَا هُوَ أَعْلَمُ مِنَ الرَّسُولِ فَيُکَلِّمُ مِنْ کَوْنِهِ

مَلَّا اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ
النَّبِيِّينَ خَاتَمَ الْمُؤْمِلِينَ .
(روح المعانی، ص ۸۵۶)

ہونے سے خاتم المرسلین (یعنی اصحاب
شریعت انبیاء کا خاتم) ہونا بھی لازم
آتا ہے ؟

اور بحوالہ کلیات ابوالبقا صفحہ ۳۱۹ پر گزر چکا ہے، کہ آیت میں نفی نبوت نفی رسالت
کو بھی شامل ہے ۔

ایک اور تلابازی

مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں ”حقیقۃ الوحی“ صفحہ ۱۲۷، اور حاشیہ حقیقۃ الوحی
صفحہ ۹۷ میں تو آیت خاتم النبیین کی تخریف کرتے ہوئے آیت کے معنی یہ بتلائے :-
”آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش
ہے ؟ اور یہ کہ ”ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے ؟“
ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی لغت اور عربی
ربان کے اعتبار سے ہو بھی سکتے ہیں یا نہیں ۔

اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نو ایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے کہ جس پر آپ چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں ،
حالانکہ ارسال رسل والعباد صرف حق تعالیٰ کا ہی کام ہے، جیسی تو وہ رسول اللہ یا نبی اللہ
ہوتے ہیں ورنہ وہ رسول الرسول یا نبی الرسول ہوتے ۔

مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رُو سے نبوت ایک
اکسابی چیز بن جاتی ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کر لے وہ نبی بن جاتا،
حالانکہ تبصریحات قرآن کریم، نبوت حامل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں، وہ حنا لیس
حق تعالیٰ کی موبہبت ہے، وہ جس کو مناسب سمجھتے ہیں نبی و رسول بنا دیتے ہیں، کسی
انسان کے اختیار میں تو کیا بلکہ انسان کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکتا، قرآن شریف کا ارشاد
اس مضمون کے لئے کھلا ہوا ہے :

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهُ .

”یعنی اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ اپنی رست
کس کو سپرد کریں ؟“

لہ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۹ - لہ ایضاً ج ۲۲ ص ۱۰۰ -

ہاں ہم اس جگہ اسی نوایجاد تفسیر کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آ سکے، اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں، تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس سستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ روحانی بقول مرزا ”نبی تراش“ ہے اس کی توجہ روحانی اپنے ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی، اور پھر ان کے بعد جن لوگوں کو آپؐ نے خیر العتسرون منبرمایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپؐ کی پیروی کر کے آپؐ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔ تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کر سکی یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا صاحب نے جنم لیا، تو اس توجہ روحانی کا ثمرہ صرف ایک شخص بنا، معاذ اللہ یہ تشرآن کی تحریف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر توہین ہے، نعوذ باللہ منہ۔

اب نبی بننے کے شوق کی ایک نئی کردٹ ملاحظہ فرمائیے :-

ایک نئی کروٹ

مرزا صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر تشرآن پر عنایت اسی انکشاف پر ختم نہیں ہوتی جو ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھا گیا ہے، بلکہ اپنے اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں اس آیت کی تحریف کا ایک اور رخ بدلا ہے، اور انھیں یہ حیا بھی مانع نہیں ہوئی کہ صحیح غلط سے قطع نظر کم از کم اپنے دوسرے بیانات کے تو خلاف نہ ہو، سنئے :-

”لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا لگ ہو کہ بیاعت نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صفات آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا، کیونکہ وہ محمدؐ کی گویا طور پر، پس باوجود اس شخص کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا ہے، پھر بھی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہا

یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے :

مرزا صاحب کی اس عجیب و غریب تحقیق کا جائزہ تو بعد میں لیا جائے گا، پہلے اس پر نظر فرمائیے کہ ”حقیقۃ الوحی“ کی تفسیر پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہزاروں نبی آسکتے ہیں جو آپ کی توجہ روحانی سے نبی بنے ہوں، اُن کے دعوائے نبوت سے خاتم النبیین کی ہر ٹوٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اشتہار ”ایک غلطی کا ازالہ“ کی نئی تحقیق پر کسی شخص کا دعوائے نبوت خاتم النبیین کی ہر ٹوٹنے کا مراد تسلیم کیا گیا ہے، یعنی خاتم النبیین کے یہی معنی لئے گئے جو تمام امت نے لئے ہیں، لیکن نبی بننے کے شوق کو تناسخ و حلول کے ہندوانہ عقیدہ کی پناہ لے کر پورا کیا جا رہا ہے، کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل یا برذر بن جائے وہ عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، اس کے آنے سے خاتم النبیین کی جہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ اس کا آنا آپ کے سوا کسی اور نبی کا آنا نہیں خود آپ ہی کا آنا ہے۔

اب پہلے تو مرزا صاحب اور ان کی امت سے یہ پوچھئے کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی صحیح اور کونسی غلط ہے، خاتم النبیین کے معنی ”حقیقۃ الوحی“ کے بیان کے مطابق یہ ہیں کہ آپ کی ہر سے انبیاء بنتے ہیں یا غلطی کے ازالہ کی تحریر کے مطابق یہ ہیں کہ آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے، مگر خود آپ کا دوبارہ دنیا میں آنا اس کے منافی نہیں۔

ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی

اس کے بعد ”غلطی کے ازالہ“ کی غلطیاں دیکھئے :-

۱۔ اس کا حامل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے کوئی شخص ظلی یا بروزی طور پر عین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے مرزا صاحب کی پیش نمک کیا کسی اور کو یہی یہ کامل اتباع نصیب ہوا یا نہیں؟ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ جو خیر المخلوق بعد الانبیاء کے مصداق ہیں، اور حدیث میں لَوْ كَانَتْ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ عَمْرُوٌ وغیرہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، کیا یہ حضرات بھی اپنی عمر کی جان نشانہ خدایات اور انتہائی پیروی کے باوجود ظلی طور پر محمد مصطفیٰ

بن گئے تھے یا نہیں ؟

ان کے علاوہ وہ صحابہ جنہوں نے اپنے جسموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بنا کر دشمن کی طرف سے آنے والے تیروں سے اپنے پورے بدن کو چھلنی بنالیا، جنہوں نے آپ کے ادنیٰ اشارہ پر ساری دنیا کو چھوڑ دیا، جنہوں نے آپ کی محبت پیروی کے لئے اپنے ماں، باپ، بھائی، برادر وں سے قتال کیا، اور حضور کی ایک ایک سنت پر جان دی، ان میں سے کوئی اس قابل نہ ہوا کہ ان میں محسوس چہرہ کا انعکاس ہو ؟ اور اگر ان بزرگوں کو بھی یہ درجہ حاصل ہوا ہے تو کیا مرزا صاحب ان میں سے کسی کی تاریخ میں دعوائے نبوت کا کوئی ادنیٰ اشارہ بھی دکھا سکتے ہیں ؟

۲۔ مرزا صاحب نے یہ ظل و بردز کی کہانی شاید ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ و ملول سے اخذ کی ہے، لیکن بڑے شرم کی بات ہے کہ انہوں نے اس کو بھی سمجھ کر نہ لیا۔

ط در کفر ہم ثابت نئی ز نادار درواکن

ظل و بردز کے جو لوگ قائل ہیں وہ کبھی اس کے قائل نہیں کہ بذریعہ تناسخ جو شخص کسی دوسرے جون میں آجائے وہ بعینہ پہلا شخص ہوتا ہے، اس کے احکام اور حقوق ہی ہوتے ہیں جو پہلے شخص کے تھے، مثلاً فخریٰ کرلو کہ زید مرگیا اور پھر وہ کسی دوسرے جون میں آیا اس کا نام ماں باپ نے عمر رکھا، تو کسی مذہب و عقیدہ میں عمر کے جون میں آنے والے زید کو یہ حق نہیں کہ تدبیم حقوق کا مطالبہ کرے۔ اپنی سابق بیوی کو بیوی سمجھے، سابق ماں باپ کو ماں باپ کہے، وارثوں میں تقسیم شدہ جائداد کو اپنی ملک قرار دے دے۔ مرزا صاحب کا فلسفہ سب سے زالا ہے، کہ اسلامی عقیدہ کو تو خراب کیا ہی تھا، ظل و بردز کے عقیدہ کا بھی ستیاناس مار دیا، کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل و بردز قرار دیا اس کو یہ حق بھی دے دیا کہ وہ اپنے کو رسولِ نبی کہے، اور ساری دنیا کو اپنی نبوت ماننے پر مجبور بھی کرے، اور جو نہ ملے اس کو کافر کہے

ط ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

۳۔ اس کے بعد کوئی مرزا صاحب سے یہ پوچھے کہ نبوت و رسالت کے معاملہ میں آپ کے ظل و بردز کے فلسفہ پر کیا کوئی فترآن و حدیث کی شہادت بھی موجود ہے ؟ کہیں قرآن کریم نے ظل و بردز کی نبی کا ذکر کیا ہے ؟ یا کسی حدیث میں اس کا کوئی اشارہ ہے ؟

اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسلام کا دعویٰ رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقیدہ رسالت میں اس ہندوانہ عقیدہ کو ٹھونسنا کونسی دینی روایات یا عقل و شریعت ہے ؟

۳۔ صرف یہی نہیں کہ بروز ادنیٰ بروزی کے پیدا ہونے سے احادیث و سرائے کی نصوص خالی اور ساکت ہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث اس کے بطلان کا اعلان صاف صاف کر رہی ہیں۔

ملاحظہ ہو وہ حدیث جو اس آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے آخری اوقات حیات میں بطور وصیت ارشاد فرمائی اور جس کے الفاظ یہ ہیں :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَخْلُقْ	اے لوگو ! بشارت نبوت میں سے سوکے
مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لِيَأْتِيَنِي	اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔
بِأَمْرٍ مِنْ رَبِّي	روایت کیا اس کو مسلم و نسائی وغیرہ
النَّاسُ وَغَيْرِهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ	نے ابن عباس سے ؟

اور اسی مضمون کی ایک حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :-

لَمْ يَخْلُقْ أَحَدٌ إِلَّا لِيَأْتِيَنِي	نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہا
بِأَمْرٍ مِنْ رَبِّي	سوائے اچھے خوابوں کے ؟

اور اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن اُسیدؓ سے طبرانی نے روایت کی ہے، اور نیز امام احمد اور ابوسعید اور ابن مردودہؓ نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوالطفیلؓ سے بھی روایت کی ہے، اور امام احمد اور خطیبؓ نے بھی یہی مضمون بروایت عائشہ صدیقہؓ نقل کیا ہے، جن میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں :-

ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ	نبوت تو جاتی رہی اور اچھے خواب باقی ہو گئے ؟
--	--

الغرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی، البتہ اچھے خواب باقی ہیں، جو کہ نبوت کا چھیا لیسواں جزو ہیں (جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے)

لیکن ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو موجود ہونے سے اس چیز کا موجود ہونا لازم نہیں آتا، اور نہ جزو کا وہ نام ہوتا ہے جو اُس کے کل کا ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ صرف

نمک کو پلاؤ کہا جائے، کیونکہ وہ پلاؤ کا جزو ہے، اور یا ناخن کو انسان کہا جائے، کیونکہ وہ انسان کا جزو ہے، اسی طرح ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کو نماز کہا جائے، کیونکہ وہ نماز کا جزو ہے، یا کھلی کرنے کو غسل کہا جائے کیونکہ وہ غسل کا جزو ہے، اور پانی کو روٹی کہا جائے کیونکہ وہ روٹی کا جزو ہے۔

غرض کوئی اہل عقل انسان جزو اور نکل کو نام میں بھی برابر نہیں کر سکتا ہے، احکام کا تو کہنا کیا، پس اگر نمک کو پلاؤ اور پانی کو روٹی اور ایک ناخن یا ایک بال کو انسان نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

خلاصہ یہ کہ حدیث میں نبوت کے بالکلہ انقطاع کی خبر ہے کہ اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا، بلکہ استثناء کیا گیا تو صرف چھالیسویں جزو کا کیا گیا ہے جس کو کوئی انسان نبوت نہیں کہہ سکتا۔

اب منصف مزاج ناظرین! رے غور سے کام لیں کہ اگر نبوت کی کوئی نوع یا کوئی جزئی مستقل یا غیر مستقل تشریحی یا غیر تشریحی ظنی یا بروزی عالم میں باقی رہنے والی تھی تو بجائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے چھالیسویں جزو کا استثناء فرمایا ضروری تھا کہ اس نوع نبوت کا استثناء فرماتے۔

اور جب کہ آپ نے استثناء میں صرف نبوت کے چھالیسویں جزو کو خاص کیا ہے تو یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ یہ بروزی نبوت جو مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے (اگر بالفرض کوئی چیز ہے اور اس کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ بھی عالم میں موجود نہ رہے گی۔

۵۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”بنو اسرائیل کی سیاست انبیاء علیہم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور زیادہ ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ خلفاء کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے“

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوقُهُمُ
الْأَنْبِيَاءَ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ
نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ
خُلَفَاءُ تُكَلِّمُونَ، قَالَوَا فَمَا
تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كُونُوا
بِعِصَّةِ الْأَدْلِ فَإِلَّا ذَلَّ اعْمَلُوهُمْ

آپؐ نے فرمایا یکے بعد دیگرے ان کی بیعت کا حق ادا کرو۔

حَقَّقْتُمُ الْحَدِيثَ (بخاری ص ۹۱) و
مسلم کتاب الايمان و مسند احمد ص ۳۶۶ ما بن
ماجر و ابن جریر و ابن ابی شیبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اول تو نبوت کے بالکلیہ انقطاع اور اختتام کی خبر دی، اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپ کے بعد باقی رہنے والی تھی اس کو بھی بیان فرما دیا، جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔ اگر آپ کے بعد کوئی بروزی نبی آنے والا تھا، اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی، مستقل یا غیر مستقل، شرعی یا غیر شرعی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا تقاضا تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر فرمایا جاتا۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلافت کو قرار دیا ہے، تو یہ صاف اس کا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی بروزی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

۶۔ حضرت ابو مالک اشعرؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

”اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتدا و نبوت اور رحمت بنایا اور داب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے“

إِنَّ اللَّهَ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرَ بِنُبُوَّةٍ وَرَحْمَةٍ وَكَانَتْ خِلَافَةً وَرَحْمَةً (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

اس حدیث میں بھی اختتام نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ یہی ارشاد فرما دیا کہ نبوت رحمت ختم ہو کر خلافت رحمت باقی رہے گی، جس میں صاف اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ باقی نہیں رہے گی، ورنہ ضروری تھا کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

۷۔ آخر میں ہم ناظرین کی توجہ ایک ایسے امر کی طرف منعطف کرتے ہیں کہ جس میں تمہارا غور کرنے سے ہر شخص اس پر بلا تامل یقین کرے گا کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی بروزی یا ظلی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنیٰ مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں، آپ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہو جائے، اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنج و دہ اور باعث تکلیف نہیں کہ لوگ آپ کی ہدایت کو قبول نہ کریں۔ خداوند سبحان اپنے رسول کی رحمت و شفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے:-

عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ يَا مُؤْمِنِينَ رَعُوفٌ
رَحِيمٌ ط

• سخت گراں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تمہاری تکلیف، وہ تمہاری ہدایت پر حرص میں اور مسلمانوں پر شفیق و مہربان ہے

اور دوسری جگہ آپ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے:-

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسًا عَلَىٰ آثَارِهِمْ
إِن لَّمْ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ط

• شاید آپ اپنی جان اُن کے پیچھے ہٹا کر رہ گئے اگر وہ ایمان نہ لائیں

پھر اس نبی اُمّی (نذہ ابی رومی) کے ارشاد و تبلیغ پر جانکاہ کوشش، مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفاکشی، ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر و تحمل، کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ط

• اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر، کیونکہ وہ جانتے نہیں

فرمانا ایک ناقابل انکار مشاہدہ ہے جو آپ کی اُس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔

اور اسی درجہ سے آپ نے امت کو ایسی سیدھی اور صاف و روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ لَيْسَ لَهَا وَ نَهَارُهَا سَوَاءٌ کا مصداق ہے، یعنی اس کا رات دن برابر ہے۔

آپ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے اگر ایک طرف ان کی ایک ایک خبر دے کر اُن سے محفوظ رہنے کی تدبیریں امت کے لئے بیان فرمائیں، تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابل اتباع و اتباع و تقلید انسان پیدا ہونے والے تھے، ان میں ایک ایک سے امت کو مطلع فرما کر ان کی اقتدار کا حکم دیا۔

غرض کوئی خیر باقی نہیں کہ جس کی تحصیل کے لئے اُمت کو ترغیب نہ کی ہو، اور کوئی شر باقی نہیں کہ جس سے اُمت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔ چنانچہ آپ نے اپنے بعد اُمت کو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ کی اقتدار کا حکم کیا اور فرمایا :-

اِقْتَدُوا بِأَيِّ الدِّينِ مِنْ بَعْدِي
إِنِّي بَكِّي وَعُمَرُ (بخاری و مسلم)

”ان دو شخصوں کا اقتدار کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے یعنی ابو بکر و عمرؓ؟“

نیز آپ نے ارشاد فرمایا :-

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ
الرَّاشِدِينَ۔

میری سنت کو لازم پکڑو اور خلفائے راشدین کی سنت کو :-

اور فرمایا :-

إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَائِذَا أَخَذْتُمْ
بِهِ لَنْ تَفْضِلُوا، كِتَابَ اللَّهِ وَ
عَثْرَتِي۔

”میں تمہارے لئے ایسی دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم نے ان کے اتباع کو لازم پکڑا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، ایک خدا کی کتاب دوسری میری عزت و اہل بیت :-“

(نسائی، ترمذی ص ۱۵۴۴)

پھر اطلاع دی کہ ہر تین سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو اُمت کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرما کر ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک سنت پر قائم کرے گا، اور آپ کی مروجہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔ (رداء ابو داؤد و الحاکم و السیہتی فی المعرفة)

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور اس اُمت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے، یہاں تک کہ اپنے بعد ہونے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ارشاد ہوتا ہے :-

أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّمَعِ
وَاطَاعَةِ رُكُوتِ أَمْرِ عَلَى كُمْ عَيْدٌ
حَسْبِي مَجْدٌ عِ الْاَطْلَاقِ۔

”میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کی اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام لشکرا، ٹولا حاکم بنادیا جائے :-“

(مسند احمد ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

اب منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا نبی بروز یا ظلی وغیرہ پیدا ہونے والا تھا تو ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے، تاکہ یہ امت مرحومہ اُن کے انکار و تکذیب کے کافرنہ ہو جائے، ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز معاملہ ہو گا کہ آپ اپنی امت کو اپنا جہشی غلام کی اتباع کا تو حکم فرمائیں، اور اس کی نافرمانی سے ڈرائیں، لیکن ایک خدا کا نبی جو دنیا میں آپ کے بعد (برنگ بروز) پیدا ہونے والا ہے، اس کا کوئی تذکرہ ہی نہ فرمائیں، حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونا زیادہ سے زیادہ فسق ہو سکتا ہے، بخلاف نبی کے کہ اس کا انکار قطعی کفر ہے۔ ایک شخص اگر تمام سترآن پر عمل کرے اور تمام انبیاء پر ایمان لائے مگر صرف ایک نبی کا انکار کرے تو وہ نہیں قرآن اور باجماع امت کا منکر ہے۔

خدا کے لئے سوچو اور غور کرو کہ وہ نبی جس کو خداوند عالم، رؤف رحیم اور رحمۃ للعالمین کا خطاب دیتا ہے مخلوق کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی خبر دیتا ہے اور خلفاء و اُمراء بلکہ ایک جہشی غلام کے اتباع کی طرف بلاتا ہے، مگر آئندہ پیدا ہونے والے نبی کا کوئی ذکر نہیں کرتا اور کسی ایک حدیث میں اشارہ بھی نہیں کرتا کہ چودھویں صدی میں ہم خود دوبارہ برنگ بروز دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا۔ امت کو معمولی گناہوں سے بچنے کی تو ہدایت کرتا ہے مگر ان کو کفر صریح میں مبتلا ہونے سے نہیں روکتا۔

اگر معاذ اللہ واقعہ یہی ہے تو وہی مثل صادق آئے گی کہ قَسَمَ مِنَ الْمَعْطَرِ وَوَقَعَ تَحْتَ الْمِيزَابِ "یعنی بارش سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے آ پڑے؛ جس کی دھار بارش سے کہیں زائد ہے۔ اور خاتم بدہن یہ کہنا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت اور امت کی خیر خواہی میں کوتاہی کی کہ اُن کو چھوٹی چھوٹی باتوں میں لگا کر اہم کلاموں سے غافل کر دیا۔ والعیاذ باللہ العظیم۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی بروز، ظلی، تشریعی، غیر تشریعی پیدا نہیں ہو سکتا۔

یہاں تک جو کلام کیا گیا وہ صرف آیت خاتم النبیین کے متعلق تھا، اور ہمارے گذشتہ کلام میں آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث میں بہت سی آیات ہدیہ ناظرین

کرنا ہے، لیکن جس تحقیق و تفصیل کے ساتھ آیت مذکورہ کو بیان کیا گیا ہے اگر ہر آیت پر ایسی ہی تفصیلی بحث کی جائے تو یہ مختصر رسالہ ایک طویل دفتر بن جائے گا، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ باقی آیات کی تفسیر میں زیادہ اختصار سے کام لیا جائے۔

ختم نبوت کے ثبوت میں دوسری آیت

<p>”آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔“</p>	<p>الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (سورہ مائدہ، پارہ ۶)</p>
--	--

مشان نزول | یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں عرفہ کے دن یوم جمعہ میں نازل ہوئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نازل ہونے کے بعد اکیاشی روز سے زیادہ دنیا میں زندہ نہیں رہے۔ (ابن کثیر، درمشور)

اور اس عرصہ میں بھی اکثر احادیث و آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حکم حلت و حرمت وغیرہ کا نازل نہیں ہوا (کمابینہ ابن کثیر و ابن حبریر بالروایات)

صرف دو تین آیات ہیں جن کا نزول اس آیت کے بعد بیان کیا جاتا ہے، اور بعض حضرات نے اسی آیت کو آخری آیت قرار دیا ہے (دیکھو اتقان للسیوطی وغیرہ) حاصل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ کی ایک بہت بڑی مخصوص فضیلت اور شرافت کا اعلان کر رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک یہودی حضرت فاروق اعظمؓ سے ایک مرتبہ کہا کہ اے امیر المومنین! تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے، جس دن یہ نازل ہوئی، آپؐ نے فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی نے کہا:-

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
فاروق اعظمؓ نے جواب دیا:-

قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ
الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَهُوًا
ثَابِتٌ بَعْرَةً يَوْمَ الْجُمُعَةِ
(بخاری و مسلم)

- ہم اُس دن اور اُس جگہ کو خوب جانتے
ہیں جس میں یہ آیت نازل ہوئی، یہ آیت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن
اُس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ
عرش میں کھڑے ہوئے تھے یہ

مطلب یہ تھا کہ اس دن ہمارے لئے دو عیدیں تھیں، یوم عرفہ اور یوم جمعہ،
چنانچہ درمنثور میں بحوالہ مسند سہتی بن راہویہ اور مسند عبد بن حمید کے اس واقعہ
میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَهُ لَنَا
عِيدًا

- اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمارے
لئے اس دن کو عید بنایا

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس دن پانچ عیدیں جمع تھیں، جمعہ، عرفہ،
عید یهود، عید نصاریٰ، عید مجوس۔ اور دنیا کی تاریخ میں (نہ اس سے پہلے اور نہ اس
کے بعد) تمام مل دنیا کی عیدیں کبھی آج تک جمع نہیں ہوئیں۔ (غازن ۱۵۴۵)
غرض کہ یہ آیت شریفہ اس امت کی اس عظیم الشان خصوصی فضیلت کو بیان
کر رہی ہے جو باقر اہل کتاب اس امت سے پہلے کسی کو نہیں ملی، یعنی خداوند عالم
نے اپنا دین مقبول اس امت کے لئے ایسا کامل فرما دیا کہ قیامت تک اس میں ترمیم
کی ضرورت نہیں۔ عقائد، اعمال، اخلاق، حکومت، سیاست، شخصی آداب،
حرام و حلال، مکروہات و مستحبات کے قوانین اور قیامت تک کے لئے تمام ضروریات
معاش و معاد کے اصول اُن کے لئے اس طرح کھول دیئے کہ وہ تاقیام قیامت کسی
نئے دین یا نئے نبی کی رہبری کے محتاج نہیں، یہاں تک کہ اس خیر الامم کے پیشوا
سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس عالم ظاہری سے رخصت ہوئے
ہیں جبکہ وہ اپنی امت کے لئے ایک ایسی صاف و سیدھی اور روشن شاہراہ تیار
فرما چکے ہیں جس پر چلنے والے کو دن اور رات میں کوئی خطرہ مانع نہ ہو، چنانچہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے :-

تَرَكْتُكُمْ عَلَى شَرِّ دَعَا بَيْضَاءَ

- میں نے تمہیں ایک کلمات روشن راہ مستقیم

لَيَكْفُرَنَّ عَنْهَا وَهِيَ سَوَاءٌ . | پر چھوڑا ہو کہ جس کا رات دن برابر ہے :
یہاں تک کہ قیامت کسی دوسرے دین اور دوسری نبوت کی محتاج نہیں رہی ۔
بہر حال یہ آیت حکم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دین کو بہم و جوہ کامل
فرمادیا ہے ، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کی ضرورت
ہے اور نہ کسی نئے دین کی ۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آیت مذکورہ میں اکمال دین سے مراد یہ ہے کہ
فرائض اور سنن اور حدود و احکام اور حلال و حرام کو مکمل بیان فرمادیا گیا ، اور اس
کے بعد کوئی حلال و حرام نازل نہیں ہوا ، اور نہ اس کی قیامت تک ضرورت رہی ۔
اور بعض حضرات مفسرینؒ نے فرمایا ہے کہ اکمال دین سے یہ مراد ہے کہ یہ دین قیامت
تک رہنے والا ہے ، کبھی منسوخ یا مندرس اور بے نام و نشان نہ ہوگا ۔ اور بعض مفسرینؒ
نے اس امت کے لئے اکمال دین کی یہ مراد قرار دی ہے کہ یہ امت ہر ایک نبی اور ہر
آسمانی کتاب پر ایمان لائی ، کیونکہ تمام انبیاء اور تمام کتابیں اس امت سے پہلے صفحہ
وجود میں آچکے ، بخلاف تمام پہلی امتوں کے کہ ان کو یہ فضیلت نصیب نہیں ہوئی ، کیونکہ
ان کے زمانہ میں تمام انبیاء اور تمام آسمانی کتابیں وجود ہی میں نہیں آئی تھیں ۔

بہر حال مذکورہ القدرتوں کی تیوں تفسیریں میں سے اکمال دین کی جو تفسیر بھی رکھی جائے یہ
آیت ہمارے زیر بحث مسئلہ ” ختم نبوت “ کے لئے ایک روشن دلیل ہے ، کیونکہ تیوں
تفسیروں کا حاصل یہ ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی
تا قیامت پیدا نہ ہوگا ، انہی مذکورہ بالا تفاسیر پر ذیل کی احادیث اور آثار اور اقوال مفسرینؒ شہید ہیں :
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ | ” حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

لہ کذا فی التفسیر المشی بہ باب التاویل ج ۱ ص ۱۲۵ | ۲ خازن ج ۳ ص ۱۲۵
یہ ممکن ہے کہ کسی کو اس جگہ شبہ پیدا ہو کہ خود حضرت ابن عباسؓ ہی راوی ہیں کہ آیت ربو اس کے بعد نازل
ہوئی ہے لیکن اگر ہم بحیثیت سند اس کو صحیح بھی مان لیں تب بھی آپ کی مراد آیت ربو سے آخر سورہ بقرہ کی
آیت الذین یا کون الربو لا تقومون الایہ مراد ہے ، اور ظاہر ہے کہ حرمت ربو اس سے پہلے نازل ہو چکی تھی
اور یہ آیت مثل اور دوسری آیت کے محض زیادہ تو بیخ اور تہدید کے لئے ہے ، واللہ اعلم ص ۱۲

ہے کہ اس آیت کے بعد نہ کوئی حلال کر نیو لا
حکم نازل ہوا اور نہ حرام کرنے والا، اور نہ
کوئی چیز سرائف و شہن میں اور نہ حدود
اور نہ سکر احکام میں ہے؛

لَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَلَالٌ
وَلَا حَرَامٌ وَلَا شَيْءٌ مِنَ الْفَرَائِضِ
وَالشَّعْنِ وَالْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ
(تفسیر منہجی، صفحہ ۸، سورہ مائدہ)

اور امام الخضر بن جریر نے سدئی سے نقل کیا ہے:-

"یہ دن جو آیت میں مذکور ہے یوم عرفہ ہے
پس اس کے بعد نہ کوئی حلال نازل ہوا
نہ حرام، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہاں سے واپس ہوتے ہی وفات پا گئے؛

قَالَ هَذَا نَزَلَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَمْ
يَنْزِلْ بَعْدَهَا حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ
وَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَاتَ (مؤثر ۲۵۹)

الغرض کم از کم یہ آیت آیا احکام میں سے آخری آیت ہے، اور آئندہ کیلئے انقطاع وحی نبوت کی خبر دے رہی ہے
اور حدیث میں ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو فاروق اعظمؓ رونے لگے، آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیوں روتے ہو؟ فاروق اعظمؓ نے عرض کیا:-

"تحقیق ہم اپنے دین میں زیادتی اور ترقی
میں تھے، لیکن جب وہ کامل ہو گیا، اور
عمادت اللہ اسی طرح جاری ہے، کہ جب
کوئی شے کامل ہو جاتی ہے تو پھر وہ ناقص
ہو جاتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، تم نے سچ کہا، اور یہی آیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات
سمجھی گئی، اور آپ اس کے بعد صرت
اکیا سی روز اس عالم میں زندہ رہے؛

إِنَّا كُنَّا فِي زِيَادَةٍ مِنْ دِينِنَا فَأَمَّا
إِذَا اكْتَمَلَتْ نَائِلُهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ
إِلَّا نَقَصَ قَالَ صَدَقْتَ وَكَانَ
هَذِهِ الْآيَةُ نَفَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَاشَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَحَدًا أَوْ ثَمَانِينَ يَوْمًا -
(رواہ ابن ابی شیبہ وابن جریر والبخاری من رواية
بارد بن عسرة، از مؤثر و تفسیر منہجی)

فاروق اعظمؓ کا یہ واقعہ مذکور سابق تفسیر کی روشنی دلیل اور کھلی شہادت ہے، کیونکہ اگر
اکمال دین اور اتمام نعمت سے نزول احکام دین کا اختتام اور وحی نبوت کا انقطاع
اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد نہ تھی تو فاروق اعظمؓ کا اس موقع
پر رونے کا بے محل اور بے معنی ہو جائے گا۔

اور امام المفسرین علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

هَذِهِ أَكْثَرُ نِعَمِ اللَّهِ تَعَالَى
عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ حَيْثُ اكْتَمَلَ
تَعَالَى لَهُمْ دِينُهُمْ فَلَا يَحْتَاجُونَ
إِلَى دِينٍ غَيْرِهِ وَلَا إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِ
نَبِيِّهِمْ مَلَكَاتُ اللَّهِ وَسَلَامَةٌ
عَلَيْهِ وَلِهَذَا جَعَلَهُ اللَّهُ خَاتِمَ
الْأَنْبِيَاءِ وَبَعَثَهُ إِلَى الْإِنْسِ وَ
الْجِنِّ (ابن کثیر ص ۳۵۲۷)

”یہ امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی
نعمت ہے کہ اس نے اُن کے لئے دین کو
کامل فرمایا، ولہذا امت محمدیہ نہ تو
کسی دین کی محتاج ہے نہ اور کسی نبی کی،
اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا،
اور تمام جن و بشر کی طرف
مبعوث فرمایا۔“

ابن کثیر کی اس تفسیر سے جیسا کہ اجمال دین کے معنی حسب تحریر سابق معلوم ہوئے،
اسی طرح اس کا بھی فیصلہ ہو گیا کہ آپ کے بعد نہ کسی شریعت اور صاحب شریعت نبی
کی ضرورت ہے اور نہ مطلق نبی کی، صاحب شریعت ہو یا نہ ہو۔
اور علامہ فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فقال مروی
سے نقل کرتے ہیں، اور خود بھی اسی کو اختیار فرماتے ہیں:-

إِنَّ الدِّينَ مَا كَانَ تَأْقِصًا لِلْبَيِّنَةِ
بَلْ كَانَ أَبَدًا كَمَا بَدَأَ كَانَتْ الشَّرَائِعُ
الَّتِي نَزَلَتْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَعَالَى
كَافِيَةً فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ إِلَّا أَنَّهُ
تَعَالَى كَانَ عَالِمًا فِي أَوَّلِ وَقْتِ
الْبُعْثَةِ بِأَنَّ مَا هُوَ كَامِلٌ فِي
هَذَا الْيَوْمِ لَيْسَ بِكَامِلٍ فِي
الْغَدِ وَلَا بِصَالِحٍ فِيهِ لِأَجْزَمِ
كَانَ يُسْحَرُ بَعْدَ الشُّبُوتِ وَكَانَ
يَنْزِلُ بَعْدَ الْحُكْمِ وَأَمَّا فِي
أَخِيرِ زَمَانِ الْبُعْثَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى

”دین الہی کبھی ناقص نہیں تھا، بلکہ ہمیشہ
سے کامل تھا، اور تمام شرائع الہیہ اپنے اپنے
وقت کے لحاظ بالکل مکمل اور کافی تھیں
مگر اللہ تعالیٰ پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ شریعت
جو آج کامل ہے کل کافی نہ ہے گی، اور اس لئے
وقت مقرر پر پہنچ کر اس کو منسوخ کر دیا
جاتا تھا۔ لیکن آخر زمانِ بعثت میں
اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت کاملہ بھیجی جو
ہر زمانہ کے اعتبار سے کامل ہے، اور اس
کے تا قیامت باقی رہنے کا حکم فرمایا۔
خلاصہ یہ کہ پہلی شریعتیں بھی کامل

تھیں، مگر ایک وقت مخصوص تک کے لئے۔ اور یہ شریعت قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہے، اور اسی معنی کی بنا پر اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ منسرایا گیا؟

شَرِيعَةً كَامِلَةً وَحَكَمَةً يَبْقَا بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَالْشَّرْعُ أَبَدًا كَانَ كَامِلًا إِلَّا أَنَّ الْأَوَّلَ كَمَالَ إِلَى يَوْمِ مَحْضُوهِهِ وَالثَّانِي كَمَالَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ نِلَا جُلِ هَذَا الْمَعْنَى قَالَ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ.

امام بلذی کی اس تحریر سے بھی یہاں واضح ہو گیا کہ اکمالِ دین کی مراد وہی ہے جو اُدّٰی عرض کی گئی، اور اس امت کے لئے اکمالِ دین کی غرض یہ ہے کہ یہ امت آخرالام ہو، اور اس کا زمانہ آخرِ زمانِ بعثت ہے، کہ اس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔

نیز امام موصوف نے اپنے اس بیان سے مخالفین کا یہ شبہ بھی اٹھا دیا کہ اس آیت سے پہلے تمام ادیان سادہ اور شرائع سابقہ کا ناقص ہونا لازم آتا ہے جس میں چند خرابیاں ہیں، ایک یہ کہ معاذ اللہ خداوندِ عالم کی طرفِ نخل کی نسبت لازم آتی ہے کہ پہلی امتوں کے لئے کامل دین نہ بھیجا۔ دوم جب ان کے لئے دین ہی ناقص بھیجا گیا تو ان پر دارِ گوشت کیسی۔ سوم اس میں ان انبیاء علیہم السلام کی بھی گوشت تنقیص ہے جن کو دین ناقص دے کر بھیجا گیا۔

امام موصوف نے اس تحریر میں ان تمام شبہات و ادوام کی جڑ قطع کر دی، اور فرما دیا کہ آیت کی ہرگز یہ مراد نہیں کہ اب سے پہلی تمام شریعتیں اور ادیان سادہ ناقص تھے، صرف یہ دین کامل نازل ہوا۔

بلکہ ہر دین الہی اور شریعت الہیہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل تھے اور اس زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بالکل کافی و شافی تھے، البتہ خداوندِ عالم کو معلوم تھا کہ آئندہ کسی زمانہ میں بوجہ انقلابِ حالات یہ شریعت اور قانون آئندہ نسلوں کے لئے ناکافی ہوگا، اور اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین اور شریعت بھیجی جائے گی، لہذا پہلی تمام شرائع و ادیان سادہ کا کمال صرف اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے تھا، اور یہ دین متین جس کو لیکر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے قیامت تک کے لئے ہدایت و رہبری کا وثیقہ ہے، اس کا کمال غیر موقت اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

خلاصہ یہ کہ دین الہی کوئی ناقص نہیں سب کامل ہیں ، فرق صرف اتنا ہے کہ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام خاص خاص مدت اور خاص خاص لوگوں کے لئے مبعوث ہوتے تھے ان کی بعثت نہ باعتبار زمانہ کے عام اور باعتبار انسانوں کے طبقات کے عام اور سب پر محیط ہوتی تھی ، اسی طرح اُن کی شریعتیں بھی ہمیشہ کے لئے تھیں ، لیکن اس سے نہ اُن انبیاء علیہم السلام کی توہین ہوتی ہے اور نہ پہلے ادیان و شرائع کا ناقص ہونا لازم آتا ہے ، اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے تمام جن و انس کی طرف قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے ، اسی طرح آپ کا دین بھی قیامت تک کے لئے کافی اور کامل ہوا ، اور یہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شرافت اور آخرالام کی مخصوص فضیلت ہے ۔ وذلک الفضل من اللہ یؤتیہ من یشاء ۔

نیز تفسیر لباب التاویل معروف بن خازن صفحہ ۴۲۵ میں بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر منقول ہے ۔

۲۔ آیت اکلت لکم دینکم الذی فی تفسیر ہے کہ فرائض اور سنن اور حدود اور احکام اور حلال و حرام کے بیان سے تمہارا دین مکمل کر دیا گیا ، چنانچہ اس کے بعد حلال و حرام یا سنن و فرائض میں سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا ۔

یہی قول ہے حضرت ابن عباسؓ کا ۔

وَأَمَّا تَفْسِيرُ الْآيَةِ فَقَوْلُهُ تَعَالَى
الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
يَعْنِي بِالْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَ
الْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ وَالْحَلَالِ
وَالْحَرَامِ وَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ
هَذِهِ الْآيَةِ حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ وَلَا
شَيْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ هَذَا مَعْنَى
قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ ۔

اور امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے :-

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا اور پہلی بار شرائع کو آپ کی شریعت کے ذریعہ ایک اعتبار سے مکمل فرمایا ، جیسا کہ اللہ پاک فرماتا

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَمَا جَعَلَ النَّبُوَّةَ
بَنِيَّتَنَا مُخْتِمَةً وَجَعَلَ
شَرَاءَ أَعْمَهُمْ بِشَرِيعَتِهِ مِنْ وَجْهِ
مُنْتَبِخَةٍ كَرَمٍ وَجْهِ مُكَلِّمَةٍ
مُثَبِّتَةٍ كَمَا قَالَ تَعَالَى

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ | ہے ایوم املت کم اللہ :
وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي ۝

اور تفسیر دارک صفحہ ۴۲۵ جلد اول میں بھی یہی تفسیر مذکور ہے ، اور کتاب الاعتصام صفحہ ۴۷ جلد اول میں اور اسی طرح تفسیر درخشور صفحہ ۲۵۹ جلد دوم میں بھی اکمال دین کی یہی تفسیر کی گئی ہے ۔

تمام تفاسیر معتبرہ و مستندہ اور جملہ صحابہ کا اس آیت کو آپ کی خبروفات سمجھنا صاف اُسی تفسیر کی روشن دلیل ہے جو ہم نے عرض کی ہے ائمہ مفسرین اکمال دین کی اس تفسیر پر متفق ہیں ، وہو المراد ۔

ایک مشابہہ اس کا ازالہ | اگرچہ ہم آیت مذکورہ میں اکمال دین کی مذکورۃ الصدر تفسیر کو احادیث اور آثار صحابہ اور ائمہ تفسیر کے مستند اقوال سے ثابت کر چکے ہیں جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ۔

لیکن اگر کوئی معاند اب بھی یہ تاویل کرے کہ اکمال دین کے لغوی معنی صرف دین کو کامل کرنے کے ہیں اور دین کو کامل کرنے سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمام ادیان دنیا پر غلبہ عنایت فرمایا اور اس امت کو تمام دشمنوں سے محفوظ فرمایا ۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اکمال دین کی غرض یہ ہو کہ جس سال میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اس سال فتح مکہ کی وجہ سے موسم حج تمام مشرکین کے تسلط سے پاک ہو گیا تھا ، تو ممکن ہے کہ امن و امان کے ساتھ حج کرنے کو اکمال دین سے تعبیر کیا گیا ہو ۔

سو اس کے متعلق ہم صرف فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسنے کا واقعہ اور آپ کا اُن کے خیال پر تصدیق فرمانا وغیرہ کی یاد دہانی کر دینا کافی سمجھتے ہیں ، کیونکہ ادیان پلاس دین کا غالب ہونا یا موسم حج کا کفار سے خالی ہونا کسی عقلمند انسان کے لئے دوسنے کا باعث نہیں ہو سکتا ، نیز اگر اکمال دین کے یہی معنی تھے تو پھر سلف کے اس کلام کے کیا معنی ہوں گے :

وَكَانَ هَذَا نَفْثِ سَسُؤْلِ اللّٰهِ | اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . | خبروفات سمجھی گئی :

علاوہ بریں اس وقت تک یہ بھی صحیح نہیں کہ اسلام تمام ادیانِ باقیہ پر غالب ہو گیا تھا، کیونکہ تمام عہم اُس وقت تک کفر و شرک کی ظلمات سے بھرا ہوا تھا، جیسا کہ سیرت کی معتبر کتابیں اور آثار صحابہ اس پر شاہد ہیں۔

نیز وہ آثار و اقوال ائمہ تفسیر جو اکمالِ دین کی اسی تفسیر پر متفق ہیں جو ہم نے عرض کی اس تفسیر کے خلاف ہیں، لہذا ان تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے صرف ایک احتمال دہی کو بے وجہ تفسیر قرآن بنا کر کسی طرح مناسب نہیں۔ **وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَّشَاءُ اِلٰى سَوَاءٍ السَّبِيلِ**۔

<p>ختم نبوت کے ثبوت میں تیسری آیت</p> <p>وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ</p> <p>آل عمران، پ ۱</p>	<p>”اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر ایسا رسول تمہارے پاس آیا جو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو“</p>
---	--

اس آیت میں خداوند عزوجل نے اس عہد و ميثاق کا ذکر فرمایا ہے جو ازل میں تمام انبیاء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا ہے، آیت کی تفسیر اداس کا پورا واقعہ بڑی تفصیل کا مقتضی ہے، علامہ سبکیؒ نے صرف اس آیت کی تفسیر میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام **التعظیم والمنة في التوهمين به** و لتصرفہ ہے، یہ رسالہ مواہب لدنیہ کے مقصد سادس میں باستیعاب نقل کیا ہے۔

خلاصہ تفسیر آیت کا یہ ہے کہ ازل میں جس وقت حق تعالیٰ نے تمام مخلوق کی ارواح پیدا فرما کر ان سے اپنے رب ہونے کا عہد و قرار لیا، تمام انبیاء علیہم السلام سے اس عہد عام کے علاوہ ایک عہد خاص بھی لیا گیا، جو ایک جملہ شرطیہ کی صورت میں تھا کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو کر تشریف لے آئیں تو آپ اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد کریں۔

جیسا کہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر اور تاریخ ابن عساکر میں، نیز فتح الباری میں کتاب الانبیاء میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بالفاظ ذیل منقول ہے :-

اور پھر کچھ مہلت کے بعد سب سے آخر میں عمر آیا ۔

اس لئے النَّبِيِّينَ کے بعد تُمْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ کے یہ معنی ہوں گے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور جب کہ اخذِ ميثاق میں سے کوئی نبی در رسول مستثنیٰ نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء علیہم السلام سے آخری ہونا متعین ہو گیا ، اور یہ واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا ، شرعی و غیر شرعی یا ظلی و بروزی کی خود ساختہ قسموں میں سے کوئی بھی اب باقی نہیں ہے ۔

آیت نمبر ۴ | قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ .

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں ، وہ اللہ کہ جس کے لئے ملک پر آسمانوں اور زمینوں کا ہے“

آیت نمبر ۵ | تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (سورہ فرقان ، پ ۱۰)

”یعنی مبارک ہے وہ ذات جس نے قرآن مجید کو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کے لئے تذکر بنے ، یعنی تمام عالم والوں کو خدا کے عذاب سے ڈرائے“

آیت نمبر ۶ | إِذَا دُسِّلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا .

”یعنی ہم نے آپ کو دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے“

(سورہ النساء ، پ ۱۰)

آیت نمبر ۷ | وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ .

”یعنی یہ قرآن تمام جہان والوں کے لئے تذکر ہے“

آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جس میں عرب و عجم اور شرق و غرب کے انسان داخل ہیں خواہ آپ کے زمانہ میں موجود ہوں یا آپ کے بعد قیامت تک پیدا ہوں ، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریحاً ارشاد فرمایا ہے :-

اَنَا رَسُولُ مَنْ اُذِرْتُ حَيَاةً
مَنْ يُؤْذِرُ بَعْدِي (رواہ ابن سعد
عن ابی الحسن مرفوعاً، صفحہ ۱۰۱ جلد ۶)

”میں اُن لوگوں کے لئے بھی رسول ہوں جن
کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے
بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے“

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اقوام عالم کی طرف عام ہے، خواہ اب
موجود ہوں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہونے والی ہوں، بخلاف انبیاء سابقین کے
کہ اُن کی بعثت خاص خاص قوموں کی طرف مخصوص شہروں کے اندر ہوتی تھی، اور ان
کی وفات کے بعد دنیاوی نظام کے اعتبار سے ختم ہو جاتی تھی، اس لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند عالم کے اُن انعامات کو جو صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہیں بیان
کرتے ہوئے منجملہ چھ مقولہ اس کو بھی شمار فرمایا ہے کہ آپ کی رسالت تمام دنیا اور
اس کی آئندہ آنے والی نسلوں پر سب پر حاوی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم
کی روایتوں سے ظاہر ہے۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کوئی قوم، کوئی انسان، کسی
زمانہ اور کسی قرن میں پیدا ہونے والا استثنیٰ اور خارج نہیں، بلکہ قیامت تک دنیا
میں پیدا ہونے والے انسان سارے آپ ہی کی امت ہیں، تو ان حالات میں اگر آپ
کے بعد دوسرا نبی یا رسول آتا ہے تو آپ کی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی، آپ
کی امت پھر اُس نبی کی امت کہلائے گی، جو بعد میں مبعوث ہوا، اور علی علیہ السلام
چونکہ ان کو نبوت پہلے مل چکی ہے، اس لئے ان کا آخر زمانہ میں بحیثیت امام کے آنا
اس کے منافی نہیں۔

یہ آیات کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کی روشن دلائل
ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۵۳ جلد ۴، جس میں آیت
نمبر ۴ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ موصوف نے تحریر فرمایا :-

وَهَذَا مِنْ شَرِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَاتِمَةُ النَّبِيِّينَ وَ
أَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى الْخَلْقِ كَأَنَّهُ
(القول)، وَالْآيَاتُ فِي هَذَا الْكَيْفَرَةِ

”اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نفیلت اور شرافت میں سے جو کہ آپ
خاتم النبیین ہیں، اور آپ تمام مخلوق کی
طرف مبعوث ہیں، اور اس بارہ میں بہت سی

كَمَا إِنَّ الْأَحَادِيثَ فِي هَذَا الْكَثْرِ
مِنْ أَنْ تُخَصَّرَ وَهُوَ مَعْلُومٌ فِي
دِينِ الْإِسْلَامِ ضَرْفٌ أَنَّهُ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَسُولٌ
إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ -

آیات نازل ہوئی ہیں جیسا کہ احادیث
اس باب میں احاطہ سے باہر ہیں، اللہ
بات دین اسلام میں ہدایت و ضرورت معلوم
ہے کہ آپ تمام انسانوں کی طرف مرسَل
ہیں، جس میں سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہو۔

غرض اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عموم بعثت صراحتہ بیان کیا، اور
اس کے لئے یہ لازم ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو، جو آپ کی امت کو اپنی طرف
دعوت دے۔

آیت نمبر ۱ | وَأُذِجِي إِلَى هَذَا الْقُرْآنِ
لِأَنْذِرْكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ -
(سورة الانعام، پٹ)

• میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی
تاکہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو ڈراؤں
اور تمام ان لوگوں کو جن کو یہ قرآن پہنچے

اس آیت میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ قرآن عزیز کی شریعت صرف ان لوگوں
کے لئے مخصوص نہیں جو اس وقت موجود ہیں، بلکہ قیامت تک جن لوگوں کو یہ قرآن پہنچے
ان سب کے لئے ہی حجت ہے، آئندہ کسی کتاب و شریعت اور نبوت کی ضرورت نہیں،
جیسا کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

آیت نمبر ۲ | وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأُمَمِ
قَالَتْ أُمَمٌ مَوْعِدُهُ (سورة الاحزاب، پٹ)

• تمام انسانوں کی جماعتوں میں سے جو شخص
اس کا کفر کرے پس جہنم اس کا مکان ہو۔

ابن کثیر وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ احزاب سے تمام اقوام عالم مراد
ہیں، اس لئے یہ آیت بھی عموم بعثت اور آپ کے آخر الانبیاء ہونے کی شاہد ہے۔
علاوہ بریں اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کے بعد نجات صرف آپ کے ہی
اتباع میں منحصر ہے اور کسی نبی کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

آیت نمبر ۳ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ
فَأَمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ (سورة نساء، پٹ)

• اے لوگو! بیشک لایا ہے تمہارے پاس
پیغمبر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) دین حق
پس ایمان لاؤ اس پر بہتر ہے تمہارے لئے

اس آیت میں بھی الناس سے تمام انسان مراد ہیں، اور عموم بعثت کے ذریعہ

ختم نبوت کا ثبوت ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

آیت نمبر ۱۱ | وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (سورۃ الانبیاء، پک) | اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہاں

یہ آیت دودھ سے ختم نبوت کا قوی ثبوت ہے۔ اول یہ کہ آیات سابقہ کی طرح یہ بھی عموم بعثت کو ثابت کر رہی ہے، اور عموم بعثت کے لئے ختم نبوت لازم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل گذرا۔

دوم یہ کہ آیت حکم کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل عالم کے لئے رحمت ہیں، اور آپ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے، پس اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہو تو آپ کی امت کے لئے آپ پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کے لئے کافی نہ ہوگا جب تک اس نبی پر ایمان نہ لائے، اور اس کے فرمان پر چلنے کا عہد نہ کرے، کیونکہ خود قرآن کریم کا ارشاد ہے:-

”آپ فرمائیے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس وحی پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ پر نازل کی گئی اور اُن کتابوں پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور تمام انبیاء کو اُن کے رب کی طرف سے دی گئیں ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، بلکہ سب پر ایمان لاتے ہیں اور ہم اس کی فرمانبرداری کر لیتے ہیں“

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا
وَمَا اُنْزِلَ عَلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ
وَاسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
مَا اُوْذِیْ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ
مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُمَیِّزُ بَیْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ہ
(سورۃ آل عمران، پک)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:-

”جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر اور کفر کرتے ہیں بعض کا اور ارادہ کرتے ہیں کہ جو ان ڈالیں اللہ اور اس کے رسولوں میں“ اور چاہتے ہیں کہ پکڑیں

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
رُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُوْمِنُ بِبَعْضِ
وَنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ
یَّتَّخِذُوْا مِنْ ذٰلِکَ مَسْبِیْلًا
اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ

حَقًّا اَلَاٰیَہ (سورۃ نسا، پٹ) | اس کے بیچ میں کوئی راستہ، وہ کافر ہی بلاشبہ، جس کا کھلا ہوا منشاء یہ ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک خدائے تعالیٰ کے تمام انبیاء پر بلا فرق کے ایمان نہ لائے، اور اسی وجہ سے امتِ محمدیہ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انبیاء پر ایمان لائے اور اپنے نبی کی کامل پیروی کرے مگر کسی ایک نبی پر (خواہ کسی درجہ کا ہو) ایمان نہ لائے تو اس کی ساری نیکیاں ضبط اور ایمان مردود ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق ہے، اور اسی وجہ سے انبیاء سابقین اپنی امتوں کو اپنے بعد آنے والے نبی کی اطاعت کا سبق دیتے رہے ہیں پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہو، خواہ تشریفی ہو یا غیر تشریفی یا بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی، بہر حال جب کہ وہ نبی ہے تو تمام امتِ محمدیہ کی نجات اس وقت اس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے میں منحصر ہوگی، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنے صدق دل سے ایمان لائیں، اور آپ کی کتنی ہی پیروی کریں اس وقت تک ہرگز جنت کی صورت نہیں دیکھ سکتے جب تک کہ اس جدید نبی کی چوکت پر سر نہ رکھ دیں، اور اُس وقت اگر آپ کا کوئی امتی یہ چاہے کہ قرآن مجید کے تیس پاروں پر حرفاً حرفاً عمل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث کا کامل اتباع اور آپ کی سنت کی انتہائی پیروی کر کے اپنے آپ کو دوزخ سے بچائے تو یہ اُس کے لئے غیر ممکن ہوگا، جب تک کہ اس نبی کے سایہ میں پناہ نہ لے، جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس نبی کے پیدا ہونے کے بعد اہل عالم کی رشد و ہدایت اور ان کی فلاح و بہبود (خاکم بدین) آپ کے دامنِ شفقت میں نہیں اور آج اُن کی نجات اُخروی آپ کے سایہ عاطفت میں نہیں ملتی، اور آج گنہگاروں اور گمراہوں کی داری سے شفا سے رحمتہ للعالمین کا دربار خالی ہے، (نعوذ باللہ)

کیا ایسی حالت میں بھی رحمتہ للعالمین کو رحمتہ للعالمین کہا جاسکتا ہے جب کہ وہ اور ان کی شریعت کا اتباع کسی ایک انسان کی نجات کا کفیل نہ بن سکے۔
 و لہذا ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا میں تجویز کرتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن مجید کی صریح آیتوں کی تکذیب کر رہا ہے اور وہ آپ کو رحمتہ للعالمین نہیں مانتا۔

فائدہ :- مرزائیوں کا مشہور سوال ہے کہ دجال اکبر کے قتل کے لئے جب کہ ایک نبی کی ضرورت تھی تو بہت ممکن تھا کہ خداوندِ عالم اسی امت میں کوئی نبی پیدا فرمادیتا کیا ضرورت تھی کہ ایک اسرائیلی نبی کو اس کام کے لئے آسمان پر اٹھا کر کھا جائے اور ضرورت کے وقت اس کو دوبارہ دنیا میں نازل فرمایا جائے ۔

لیکن اگر کوئی شخص ہماری گزشتہ تقریر کو ذرا انصاف سے ملاحظہ کرے، تو یقین ہے کہ فوراً کہہ اٹھے گا کہ حکومت کا اقتضاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست کا کامل اظہار اس میں تھا کہ بجائے اس امت میں نبی کی پیدائش کے کسی ایسے نبی کو دوبارہ اس کام کے لئے بھیجا جائے، جس پر امتِ محمدیہ پہلے سے ایمان لاجکی ہو، کیونکہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ اگر کوئی نبی جدید آپ کے بعد دنیا میں مبعوث ہو تو لازم ہوگا کہ اب صرف آپ کا اتباع اور آپ پر ایمان لانا امتِ محمدیہ کے لئے کافی نہ رہے گا، بلکہ اس نبی کی اطاعت پر منحصر ہو جائے گا جو قطعاً سید الانبیاء کی شان کے خلاف ہے، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ آپ کی امت اُن پر پہلے ہی ایمان لاجکی ہے، اور قرآن کریم اُن کی نبوت و رسالت کا اعلان کر چکا ہے تو اب ان کے نزول کے بعد امتِ محمدیہ کی نجات کے لئے کسی جدید بشرط کا اضافہ نہ ہوگا ۔

”جو کوئی برخلاف کرے رسول کے ساتھ“
بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اس کے لئے ہدایت
اور پیروی کرے سوائے راہِ مسلمانوں کے
متوجہ کریں گے ہم اس کو بعدِ مرتوجہ ہوا
داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں، اور
بُرائی کا نام ہے (دوزخ)“

آیت نمبر ۱۱ | وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا
(آخر سورۃ النساء، ۵)

منصف ناظرین غور فرمائیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو وہ بمقتضائے آیت مذکورہ طریقِ مؤمنین کا اتباع کرے گا، اور یا بمقتضائے نبوت لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دے گا ۔

پہلی صورت میں تو قلبِ موضوع لازم آتا ہے، اور معاملہ برعکس ہو جاتا ہے، کیونکہ خدا کے نبی دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے اتباع کی طرف بلائیں، نہ یہ کہ

لوگوں کا اتباع کرنے لگیں، دیکھو قرآن مجید کا ارشاد ہے:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ، الْآيَةُ (نساء) | ”اے آدم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر صرف
اسی لئے کہ اس کا اتباع کیا جائے“

نیز ارشاد ہوتا ہے:-

لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِمَّنْ
الْأُمَرَاءُ لَعَنِتُمْ
”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت
سے کاموں میں تمہارا اتباع کرتے تو تم
تخلیف میں پڑ جاتے“ (سورہ حجرات، پتہ)

علاوہ بریں اگر خدا کا پیغمبر بھی دنیا میں آکر طریقِ مؤمنین کا اتباع کرنے لگے تو پھر دردِ صورتیں ہیں، یا تو یہ سبیلِ مؤمنین معاذ اللہ گمراہی اور طریقِ معصیت ہے، اور یا خدا کا سیدھا راستہ اور اس کا مقبول طریق ہے۔ پہلی صورت تو ایک ایسی بدیہی البطلانِ صورت ہے کہ کوئی ادنیٰ مسلمان بلکہ ادنیٰ عقلمند بھی اس کا قائل نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس صورت میں اول تو یہ لازم آتا ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن کریم لوگوں کو اس طریقِ مؤمنین کی طرف بلاتا ہے جو گمراہی کا راستہ ہے۔ دوسرے یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ خدا کے نبی ہدایت کرنے کے لئے بھیجے جائیں اور دنیا میں اگر خود بھی ایک گمراہی کے راستہ پر چلنے لگیں۔

اور دوسری صورت میں نبی کا وجود محض بے فائدہ اور اس کی بعثت محض بیکار رہ جاتی ہے، کیونکہ بعثتِ نبی کی ضرورت جب ہوتی ہے کہ خدا کے بندے اس کی صراطِ مستقیم کو چھوڑ دیں تاکہ یہ نبی اُن کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرے۔

اور جب سبیلِ مؤمنین ایک ایسی مستقیم سبیل ہے کہ خداوندِ عالم تمام اہل عالم کو قیامت تک اس پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں، اور اس سے ہٹنے پر سخت ترین وعید کرتے ہیں، تو پھر فرمائیے کہ اب کسی نبی جدید کے پیدا ہونے کی اور مرزا صاحب کے طرز پر اس کی نئی نئی قسمیں بنانے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا سو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اگرچہ وہ بعدِ نزول بھی ویسے ہی خدا کے ادوا العزم نبی ہوں گے جیسے قبلِ رفع اور قبلِ نزول تھے، لیکن چونکہ اُن کی بعثت اپنے زمانہ میں بھی صرف بنی اسرائیل کی طرف

تھی نہ کہ تمام عالم کی طرف جیسا کہ آیہ کریمہ رَسُوْلًا اِلٰی نَبِیِّیْنَ اِیْنِیْلَی سَے معلوم ہوتا ہو اس لئے وہ بعد نزول بھی اس امت کی طرف بحیثیت نبوت مبعوث ہو کر نہ آئیں گے، بلکہ بحیثیت امامت تشریف لائیں گے، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے، اور جب آپ کی تشریف آوری اس امت میں صرف بحیثیت امامت ہوگی، تو اب اس آیت سے آپ کے نزول پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر ۱۲ | ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَکَلِیْلٌ | خدا کے مقرب بڑی جماعت ہی پہلوں میں
مِنَ الْاٰخِرِیْنَ، (سورہ واقعہ، پٹ) | سے اور تھوڑی بچلوں میں سے؟

اس میں اس امت مرحومہ کو آخرین کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امت آخری امت ہے، آئندہ نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی جدید امت۔

امام المفسرین ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

یَقُوْلُ تَعَالٰی ذٰکَرَةٌ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْاَمَمِ الْمَاضِیَةِ وَکَلِیْلٌ مِّنَ اُمَّةٍ مَّحَمَّدٍ مَّوْلِیِّ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ الْاٰخِرُوْنَ وَقَبِیْلٌ لَّهُمْ الْاٰخِرُوْنَ لِاَنَّهُمْ اٰخِرُ الْاَمَمِ	” اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک جماعت ہوگی پہلی امتوں میں سے اور تھوڑے سے ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو آخرین اس لئے کہا گیا کہ وہ آخر الامم ہیں۔“
--	--

اس سے معلوم ہوا کہ آخرین سے امت محمدیہ مراد ہے۔

آیت نمبر ۱۳ | ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَکَلِیْلٌ | ” اصحاب الہین (یعنی جنتی) جماعت کثیر ہیں پہلوں
مِنَ الْاٰخِرِیْنَ (سورہ الواقعہ، پٹ) | میں سے اور جماعت کثیر ہیں بچلوں میں سے؟

اس آیت میں آخرین سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم مراد ہے، جو

لے لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ العیاذ باللہ آپ اس وقت نبوت معزول ہو جائیں گے، بلکہ آپ کا اُس وقت اس امت میں تشریف لانا بالکل ایسا ہوگا جیسے صوبہ پنجاب کا گورنر صوبہ بہار میں کسی ذاتی ضرورت سے چلا جائے تو اگرچہ وہ اُس وقت بحیثیت گورنر نہیں ہوتا، لیکن یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ گورنری سے معزول ہو گیا ۱۲ منہ

صریح ختم نبوت کا اعلان ہے۔ ہم اس کی شہادت میں وہ حدیث پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں، جو اس کے شان نزول میں روایت کی گئی ہے، جس کا مضمون یہ ہے :-

کہ جس وقت پہلی آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ جنت میں اہم سابقہ کی بڑی جماعت ہوگی، اور اس امت کی تھوڑی، تو صحابہ کرام پر یہ بات شاق ہوئی، چنانچہ ان کی تسلی کے لئے دوسری آیت نازل ہوئی، اور ارشاد ہوا کہ ایک جماعت پہلی امتوں کی اور ایک جماعت اس امت کی جس میں اہم سابقہ اور اس امت کو مساوات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، (ابن کثیر کو دیکھا جائے) اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے :-

<p>” حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے امید ہے کہ تمام اہل جنت میں سے آدھے تم (یعنی آپؐ کی امت) ہوں گے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کو بہت زیادہ سمجھا، پھر آپؐ نے یہی آیت پڑھی: ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ“</p>	<p>قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَرَجُو أَنْ تَكُونُوا الشَّطْرَ (يَقْنِي مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ) فَكَبُرْنَا ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ ۖ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ، وَالْحَدِيثُ مِنْهُ (ابن جریر ص ۹۸ ج ۲۷)</p>
---	---

اور اسی قسم کی ایک روایت حضرت قتادہؓ سے بھی منقول ہے۔

اور حضرت حسنؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے :-

<p>” ایک جماعت اولین میں سے یعنی تمام پہلی امتوں میں سے اور ایک جماعت آخرین یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے“</p>	<p>ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (مِنَ الْأُمَمِ) وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ (أُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (ابن جریر ص ۱۲۷ ج ۲۷)</p>
--	---

اور امام المفسرین ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

<p>” ایک جماعت اولین سے یعنی ان لوگوں کی جو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں، اور ایک جماعت آخرین سے</p>	<p>ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ جَمَاعَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَقُوتُوا قَبْلَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَلَاثَةٌ</p>
---	---

یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک جماعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، ایسا ہی اہل تفسیر صحابہ و تابعین نے فرمایا ہے :

مِنَ الْآخِرِينَ يَقُولُ جَمَاعَةٌ مِّنْ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِهِ أَهْلُ الثَّانِيَةِ
(تفسیر ابن جریر ج ۹ ص ۲۷)

خلاصہ یہ کہ ان دونوں آیتوں میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب کے ساتھ ذکر فرما کر اس کا اعلان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے۔

آیت نمبر ۱۷ | أَلَمْ نَقُلْكَ الْآدِلِينَ | کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا، پھر
ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ (مرسلہ، پ) | کے پیچھے چلاتے ہیں پھلوں کو :

اس آیت میں اولین سے پہلی امتوں کے کفار مراد ہیں، اور آخرین سے اس امت کے، پس ثابت ہوا کہ یہ امت آخری امت ہے۔ (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۹۲ ج ۸)

إِنَّ الْمَرَادِ مِنَ الْآدِلِينَ جَمِيعُ الْكُفَّارِ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهُ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ عَلَى الْإِسْتِثْنَاءِ عَلَى مَعْنَى سَنَفْعَلُ ذَلِكَ وَنَتَّبِعُ الْآدِلَ الْآخِرَ .
” اولین سے تمام وہ کفار مراد ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں، اور ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ بطور استثناء اس معنی میں ہے کہ ہم ایسا کریں گے اور پہلے کے پیچھے پیچھے چلا دیں گے“

تفسیر جامع البیان میں بھی یہی مضمون بصراحت موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں آخرین سے امت محمدیہ کے کفار مراد ہیں جس سے اس امت کا آخری امت ہونا ظاہر ہے۔

آیت نمبر ۱۸ | وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ تُبْدَلْ كَمَا (سورہ مائدہ، پ)
” اور اگر تم ان اشیاء کا سوال کرو گے جبکہ سوال سے منع کیا گیا ہو، نزول قرآن کے زمانہ میں ان اشیاء کا ذکر کر دیا جائے گا“

اس آیت میں بیان اشیاء کے لئے حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ کی قید بڑھا کر بتلا دیا گیا کہ نزول قرآن کے بعد کوئی ذریعہ وحی کی صورت سے بیان احکام کا باقی نہ رہے گا

چنانچہ علامہ محمود آلوسی مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں :-

تَبَدَّلَكُمْ أَيْ بِالْوَحْيِ كَمَا
يُقَيِّدُهُ تَقْيِيدُ بَقَوْلِهِ تَعَالَى
حِينَ يُنَزِّلُ الْقُرْآنَ .
(روح مر ج ۷)

(طبع جدید)

ہو جائے گی بذریعہ وحی بیان کا)

معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ نزولِ قرآن کے زمانہ کے بعد انقطاعِ وحی کا اعلان کرتی ہے ،

اور وہ انقطاعِ نبوت کو مستلزم ہے ۔

آیت نمبر ۱۰ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (سورہ توبہ ، پ ۱)
آیت نمبر ۱۱ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ
شَهِيدًا ط
(سورہ فتح ، پ ۱)

”وہ ہے جس نے بھیجا اپنے پیغمبر کو ہدایت اور
دینِ حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو
تمام دینوں پر“

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے رسول
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین
حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان
و ملل پر غالب کر دے ، اور اللہ تعالیٰ
شہادت کے لئے کافی ہے“

”وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ
تاکہ اس کو تمام ادیان و ملل پر غالب کر دے
اگرچہ شرکین برا مانیں“

آیت نمبر ۱۲ | هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْحَقِّ وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ
الْمُشْرِكُونَ ط (سورہ صف ، پ ۱)

یہ تین آیات قرآن مجید کی تین سورتوں میں تقریباً متحد الفاظ کے ساتھ وارد
ہوئی ہیں ، جن میں حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت عامہ
و دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام ادیان و ملل اور تمام مذاہب پر اس کو
غالب کر دیا جائے ۔

ظاہر ہے کہ تمام مذاہب پر کسی کا غلبہ جب ہی ثابت ہوتا ہے جب کہ یہ شخص

تمام ادیان کے عالم میں آجانے کے بعد پیدا ہوا ہو، تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام ادیان اور تمام طُلُ انبیاء کے بعد دنیا میں تشریف لائے ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا آسمانی دین اس دنیا میں نہ آئے گا۔

آیت نمبر ۲ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (نساء، پ)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسول (محمد) کی اور اُن لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے اول الامر ہیں۔

عامہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اول الامر سے مراد سلاطین اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ ہیں، اور بہت سے مفسرین نے ائمہ مجتہدین اور علمائے امت کو بھی اول الامر میں داخل کیا ہے۔

بہر حال یہ آیت کریمہ حکم کرتی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور اس کے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور پھر خلفائے اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ اور علماء کی اطاعت کریں، جس میں دو درجے ختم نبوت کا کھلا ہوا ثبوت ملتا ہے۔

اَوَّل اس وجہ سے کہ خداوندِ عالم نے آپ کی اُمت کی نجات کے لئے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو کافی قرار دیا ہے، اور اسی پر جنتِ مغفرت کا وعدہ ہے، حالانکہ اگر کوئی نبی اس اُمت میں پیدا ہونے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ اس پر ایمان لانے، اور اس کی اطاعت کو بھی نجات کی شرط بنائی جاتی، کیونکہ ہم اوپر تفصیلاً بیان کر چکے ہیں کہ کسی شخص کی نجات اس وقت تک ہرگز نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ خدا کے انبیاء میں سے کسی کم سے کم درجہ کے نبی کا بھی انکار کرے یا اس کی اطاعت سے علیحدہ رہے۔

الغرض انبیاء میں سے صرف آپ کی اطاعت کو مدارِ نجات قرار دینا اور مغفرت

لے، یہ یاد رہے کہ تمام انبیاء سابقین پر ایمان لانا بھی آپ کی اطاعت میں داخل ہے، کیونکہ آپ نے ان پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے، اور آئندہ کسی نبی کے پیدا ہونے کی خبر تک نہیں دی، لہذا اس کی اطاعت آپ کی اطاعت میں درج نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ

کے لئے کافی بتلانا اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپ کے بعد اور کوئی قسم کا نبی پیدا نہ ہوگا۔
 ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ خدا کا کوئی نبی دنیا میں بھیجا جائے اور لوگ اس کی اطاعت
 کے لئے مکلف نہ کئے جائیں، حالانکہ خود قرآن کریم اعلان کر چکا ہے :-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ دُونِ إِلَّا
 لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ، | اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی

پس جب امت کی اطاعت کو انبیاء میں سے صرف آپ پر منحصر اور مختتم کر دیا گیا
 تو ضروری ہوا کہ نبوت بھی آپ پر مختتم ہو۔

دوم اس وجہ سے کہ اس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی امت آپ کے بعد اولوالامر یعنی خلفائے اسلام اور ائمہ امت کی اطاعت کئے
 جن لوگوں کو خدا نے عقل و فہم کا کوئی حصہ دیا ہے وہ ذرا غور کریں، اگر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی تشریعی یا بقول مرزا جی غیر تشریعی، ظلی یا بروزی نبی پیدا
 ہونے والا تھا تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ آپ کے بعد بجائے اولوالامر کی اطاعت کے
 اس نبی کی اطاعت کا سبق دیا جاتا، کیونکہ غالباً اس بات میں مسلمان تو مسلمان کسی
 مرزائی صاحب کو بھی غلات نہ ہوگا، کہ اولی الامر کی اطاعت سے نکلنا کفر نہیں، مگر
 نبی کی اطاعت سے خارج ہونا قطعی کفر اور بدلا بادل کے لئے جہنم کا سستی بنادینے والا
 ہے، اگرچہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ اور بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی ہی نبی ہو، اگر
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا ہونے والا تھا تو عجب
 تماشہ ہوگا کہ قرآن عزیز لوگوں کو اولی الامر کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے، اور بعد
 میں آنے والے نبی کا ذکر تک بھی نہیں کرتا۔

اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ ایک اندھا کنویں کی طرف بڑھا چلا جا رہا ہے اور
 قریب ہے کہ اس کا اگلا قدم اس کی حیات کا آخری قدم ہو، اور ساتھ ہی اس کے

لے یاد رکھو خدا کا کوئی نبی فی نفسہ ادنیٰ نہیں بلکہ سب کے سب اعلیٰ دار فہ ہیں، مگر انبیاء کے درجات
 آپس میں کم و بیش اور ادنیٰ داعی ہونا خود نفع قرآن میں مذکور ہے - "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ" پس اس جگہ اس اعتبار سے ادنیٰ کا لفظ بولا گیا ہے ۱۲ منہ

بدن پر ایک چوٹی بھی لگی ہوئی ہو، جس کے کاٹنے کا خیال ہے، ایک مہربان اٹھے اور اس چند گھڑی کے مہان کو چوٹی سے بچنے کی تاکید پر تاکید کرے، مگر سامنے گھڑی ہوئی موت کا ذکر تک نہیں کرتا، کیا اس دوست نادمین کو دنیا کا کوئی انسان عقلمند یا اندھے کا مہربان دوست تسلیم کر سکتا ہے ؟

جو لوگ ان جیسے کھلے ہوئے ارشادات کے بعد بھی کسی نبی کا اس امت میں پیدا ہونا جائز سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ اس کو ظلی یا بروزی نبی کہا کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی بدترین تحریف کر رہے ہیں، اور مسلمانوں کے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

مسلمانو! کیا تم پسند کرتے ہو کہ آج دنیا کی غیر قومیں تمہارے قرآن کا یہ مضحکہ اڑائیں کہ وہ کتاب جو تمام عالم کی ہدایت کی دعوتے دار اور نجات کی کفیل ہونے کی مدعی ہے، وہ (عیاذ باللہ) ایسی مہمل کتاب ہے کہ اہم ترین مسائل کو چھوڑ کر لوگوں کے خیالات کو معمول باتوں میں لگا دینا چاہتی ہے، اُن کو چھوٹے چھوٹے عذاب سے بچاتی ہے مگر کفر و ضلالت اور ابدی جہنم سے بچنے کی تدبیر بتلانا تو درکنار ان کو اس سامنے رکھی ہوئی جہنم کی اطلاع بھی نہیں دیتی، بلکہ معمولی چیزوں میں الجھا کر اس سے غافل کرنا چاہتی ہے۔ یہ آیت جس طرح تشریعی نبوت کے انقطاع کی تین دلیل ہے اسی طرح اس امر کا بھی قطعی اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ظلی یا بروزی یا کسی اور قسم کا نبی ہرگز ہرگز اس امت میں پیدا نہیں ہوگا، جن کے آنکھیں ہیں دیکھیں، اور جن کے کان ہیں سنیں۔

آیت نمبر ۱۲ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَسْؤُلْ

بِعَذَابِنَا عَذَابًا أَلِيمًا ط

(سورہ فتح، ۲۲)

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اللہ

تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائیں گے

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جو

شخص اعراض کرے گا اس کو سخت عذاب

عذاب دیں گے۔“

یہ آیت کریمہ ایک ایسی آیت ہے کہ اگر پورے قرآن مجید کا نتیجہ کیا جائے تو اس مضمون کی مدد آیتیں نکلیں گی جن کا حاصل یہ ہے کہ اس امت میں قیامت تک پیدا ہونیوالی

نسلوں کی نجات آخرت اور دخولِ جنت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کے فرمان کی اطاعت کرنا کافی ہے، سوائے انبیاء سابقین کے کہ جن پر ایمان لانے کی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں، اور یہ ختم نبوت کا نہایت واضح اعلان اور اعلیٰ درجہ کا قوی ثبوت ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات میں خداوند عالم کا وعدہ ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی پیروی کرنے والے کو بلا کسی دوسری شرط کے درجاتِ جنت عطا کئے جائیں گے۔

قرآن عزیز اگر کبھی منسوخ ہونے والا نہیں، اور شریعتِ قرآنیہ اگر قیامت تک رہنے والی ہے (جیسا کہ تمام امتِ محمدیہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے نزدیک بھی مسلم ہے) تو لازمی بات ہے کہ یہ وعدہ بھی تمام عالم میں قیامت تک پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے عام اور شامل ہوگا۔

تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا اور فرض کر لو کہ بقول مرزا صاحب برہنہ ہی رنگ میں پیدا ہوا، تو اب دو حال سے خالی نہیں، یا قرآن کریم اپنا وعدہ پورا کرے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور آپ کی اطاعت کرنے والوں کو بلا کسی مشروطہ جدید کے جنت میں داخل کرے، اور ان کی نجات کا ذمہ اٹھائے، اور یا ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو منہ دقوں کے بجائے اپنے سینوں اور جنہوں نے اُس کے ایک ایک حرف پر اپنی جانیں قربان کیں، آج یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ میں اب اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکتا، آج تمہاری نجات میرے بس میں نہیں، جاؤ اس جدید نبی کے پاؤں پکڑو، اس میں اور صرف اسی میں تمہاری نجات ہے۔

لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ پہلی صورت بڑا ہتّہ باطل ہے، کیونکہ اگر نبی جدید کے پیدا ہونے کے بعد تسلّانِ کریم اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے اس جدید نبی کی اطاعت

لے مرزا صاحب اور ان کی امت کا طرز عمل اور بہت سے اقوال بھی اگرچہ منافی کے ساتھ قرآن کے بہت سے احکام کو منسوخ قرار دیتے ہیں، لیکن کم از کم زبان سے وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ قرآن مجید کا کوئی نقطہ یا کوئی حرف بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۰

امتِ محمدیہ کے ذمہ نہ لگائے اور ان کو اس پر ایمان لانے اور اس کی پیروی کیلئے مجبور نہ کرے، تو اول تو یہ بتلاؤ کہ اس نبی کے دنیا میں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ قوم اُس پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے پر مجبور نہیں، بلکہ معاذ اللہ یہ تو اس نبی کے لئے اچھی خاصی سزا اور اعلیٰ درجہ کی توہین ہوگی کہ اس کو دنیا میں اس لئے بھیجا جائے کہ لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلائے اور ان لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ تمہیں اس کی اطاعت کی ضرورت نہیں، اس کے بغیر بھی جنت تمہاری میراث ہے۔

اس کے بعد یہ معاملہ خود نفوسِ شرانیہ اور اجماعِ امت کے سراسر خلاف ہو، جیسا کہ ہم اوپر مفصل لکھ چکے ہیں کہ شرآن کریم ان لوگوں کے بارے میں جو کسی ایک نبی پر بھی ایمان نہ رکھیں، اگرچہ باقی سب انبیاء پر کامل ایمان رکھتے ہیں،

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا | وہ لوگ یقیناً کافر ہی ہیں۔

فرا چکا ہے۔ بہر حال شریعتِ قرآنیہ میں یہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں کوئی کسی قسم کا نبی بھیجا جائے اور لوگوں کے ذمہ اس پر ایمان لانا، اس کی اطاعت کرنا اہم ترین فرض اور مدارِ نجات نہ قرار دیا جائے۔

اور جب پہلی صورت یوں باطل ہوئی تو لامحالہ دوسری صورت متعین ہو گئی یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، اگرچہ بقول مرزا صاحب ہوزی رنگ میں ہو تو قرآن مجید اس کے پیدا ہونے کے بعد اپنا یہ دعویٰ ہرگز پورا نہ کر سکے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کو مطلقاً (بغیر کسی شرط کے) جنت میں داخل کیا جائے گا، بلکہ ضروری ہے کہ اس نبی پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کو شرطِ نجات بنایا جائے گا، جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ اس وقت قرآن کی ان سب آیتوں کو منسوخ کہنا پڑے گا جو تمام امتِ محمدیہ کے اجماعی عقیدہ بلکہ امتِ مرزائیہ کے مسلمات کے بھی خلاف ہونے کے علاوہ اہل علم کے نزدیک ایک نرالا عجوبہ ہوگا، کیونکہ باتفاقِ علماء وعدہ میں نسخ جاری نہیں ہوتا، ورنہ پھر وعدہ خلافی اور نسخ وعدہ میں کیا فرق ہوگا، اور یہی وجہ ہے کہ جو آسمانی کتابیں آج منسوخ ہو چکی ہیں ان میں بھی کوئی وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہوا۔

ایک لطیفہ یاد آیا کہ جب مرزا صاحب نے ایک مرتبہ بعض معاملات کے

متعلق پیشگوئی کی اور دعویٰ کیا کہ خداوند عالم نے بذریعہ وحی مجھ سے نجات دے کر لیا ہے کہ یہ کام ضرور پورا ہوگا، پھر جب خداوند عالم نے مرزا صاحب کا جھوٹ اور افتراء علی اللہ عالم پر آشکارا کرنے کے لئے یہ کام نہ ہونے دیا، باوجودیکہ مرزا صاحب نے اس کو سچ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا، تو اُس وقت لوگوں نے ان سے کہا کہ میاں وہ تمہاری وحی اور وعدہ الہی کیا ہوا تو فرمایا کہ نادانو! تمہیں معلوم نہیں کہ وعدہ میں کبھی کچھ مخفی شرطیں بھی ہوتی ہیں جن کے نہ ہونے کی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کیا جاتا عام لوگ سمجھتے ہیں کہ خلاف وعدہ ہوا۔

یہ بات جس قدر مضحکہ خیز اور بدیہی البطلان ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں، مگر جب مرزا صاحب کی اساس نبوت اس جیسی لہجہ باتوں پر قائم ہو سکتی ہے تو عجب نہیں کہ اس قسم کی آیات میں بھی وہ یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے جنت میں ضرور داخل کیا جائے گا، بشرطیکہ مرزا غلام احمد کی بھی اطاعت کرے اس وعدہ میں یہ شرط مخفی ہے، لیکن باوجود ہر قسم کے انحطاط اور تنزل کے دنیا ایسی اندھی نہیں ہوئی، اور لوگ اتنے عقل سے خالی نہیں ہوئے جو اس قسم کی رکیک اور باطل تحریفات پر کان لگا سکیں۔

کون نہیں جانتا کہ اگر اس طرح وعدوں کے اندر مخفی شرائط کو جائز قرار دیا جائے گا تو یہ صریح وعدہ خلافی اور خالص جھوٹ بولنے کی تعلیم ہوگی کیونکہ ہر وعدہ خلاف اور جھوٹے سے جھوٹا آدمی یہی عذر پیش کرے گا کہ میرے وعدہ میں یا میرے کلام میں مخفی شرطیں تھیں جن کا ذکر نہیں ہوا، اس لئے میں ایفاء وعدہ کے لئے مجبور نہیں۔

ایک شخص آج کسی سے وعدہ کرتا ہے کہ کل تمہیں دو ہزار روپے دیں گے، لیکن کل جب وہ ایفاء وعدہ کا سوال کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ ایفاء وعدہ میں بشرط تھی کہ اگر تم اپنا گھر مجھے دو گے تو ہم دو ہزار روپے دیں گے۔ کیا کوئی انسان اس شخص کی یہ لہجہ بات سن کر اس کو سچا کہہ سکتا ہے؟

یا ایک شخص دن کے بارہ بجے یہ کہتا ہے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا، اور جب لوگ اس کے سفید جھوٹ پر نفرون کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے کلام میں ایک شرط مخفی ہے یعنی آفتاب طلوع ہوا دس بجے شب کے وقت۔ تو کیا یہ شخص ان خرافات

کی وجہ سے سچا کہلایا جاسکتا ہے ؟

اور میں کہتا ہوں کہ اگر اس قسم کی مخفی مشروطوں کی بنیاد پر وعدے اور کلام سچے ہوا کریں تو دنیا میں کسی وعدے اور کسی کلام کو جھوٹ نہیں کہا جاسکتا بلکہ لفظ کذب ایک بے مصداق اور بے معنی آواز رہ جائے گی ، ہر وعدہ خلاف اور اعلیٰ درجہ کا کذاب مرزا جی کی بددلت سچائی کی سرخروئی حاصل کر سکتا ہے ۔

مگر یہ کوئی عجب نہیں ، کیونکہ جس طرح سچے لوگوں کا فیض سچے لوگوں کو پہنچتا ہے اسی طرح اگر مرزا صاحب کے فیض سے جھوٹے لوگ آباد ہو جائیں تو کیا بعید ہے ، آخر ان غریبوں کا بھی تو کوئی ٹھکانا ہونا چاہئے ۔

سلسلہ کلام طویل ہو گیا ، اس کے بعد ہم پھر اصل کلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جس آیت کے متعلق اس قدر تفصیلی گزارش کی گئی ہے اسی کی اور چند نظائر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ، ناظرین کرام اس آیت کو پڑھتے وقت بھی مذکورۃ الصدر گزارش کو یاد رکھیں تاکہ ہمیں ہر آیت کے ساتھ کلام کو دہرانا نہ پڑے ۔

آیت نمبر ۱۲ | مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ

أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَافِظًا ۖ

(سورہ نسا ، ۵)

” اور جس نے رسول یعنی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت

کی اور جس نے پشت پھیری (بدلتے ہوئے)

آپ کو ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا ۔

اس آیت میں بھی اُمت محمدیہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مطلقاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے ، اور اگر کوئی نبی آپ کے بعد آنے والا ہوتا تو اس کے آنے کے بعد کوئی شخص اس وقت تک خلا کا مطیع کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ وہ اس نبی کی بھی اطاعت نہ کرے جیسا کہ اوپر مفصل گذرا ۔

آیت نمبر ۱۳ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ

عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِيَامِينَ

وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ

أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (سورہ نسا ، ۶)

” اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول (یعنی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت

کرے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ

ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے

یعنی نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین

کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

اس آیت میں بھی درجاتِ جنت اور مستترینِ خداوندی کے ساتھ ہونے کا وعدہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر کیا گیا ہے، جو اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، ورنہ مستترینِ خداوندی کے ساتھ ہونے کے لئے اس کی اطاعت بھی لازمی ہوتی۔

ایک نرالی منطق | آیت مذکورہ جو صفائی کے ساتھ ختم نبوت کا اعلان ہے عجائب میں سے ہے کہ مرزا صاحب نے اس کو اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کیا ہے۔

صورت استدلال بھی ایک عجب مفہم کہ خیر صورت ہے کہ مسلمان پنجگانہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ جس کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا، جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ اُن کا بیان آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ نبیین اور صدیقین اور شہداء ہیں، پس دونوں آیتوں کے ملانے سے اس دعا کا حاصل یہ ہوا کہ ہمیں نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلا، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی یہ دعا غالباً قبول فرماتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو نبیین اور صدیقین اور شہداء کے راستہ پر چلاتا ہے، اور اس سے یہ لازم آیا کہ مسلمان نبیین اور صدیقین اور شہداء بن جاتے ہیں، لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی ہونا ممنوع نہیں۔

کیا خوب استدلال ہے۔ اس کا حاصل تو ہوا کہ جو شخص جس کے راستہ پر چلتا ہو وہ وہی بن جاتا ہے۔ نبیین کے راستہ پر چلنے والا نبی، اور صدیقین کے راستہ پر چلنے والا صدیق اور شہداء کے راستہ پر چلنے والا شہید بن جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ پھر تو یہ ترقی کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ کلکٹر کے راستہ پر چلنے والا کلکٹر اور وائسرائے کے راستہ پر چلنے والا وائسرائے اور بادشاہ کے راستہ پر چلنے والا بادشاہ ہو جائے گا، بلکہ اس زمین ترقی سے تو شاید خدائی کامرتہ بھی حاصل ہو سکے، کیونکہ خداوند عالم سرماتا ہے: صِرَاطَ اللَّهِ الْعَنِينِ الْآيَةِ تو مرزا صاحب کے تجویز کردہ قانون کے مطابق جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ پر

چلے گا وہ معاذ اللہ خدا میں جاوے گا ، نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔

آیت نمبر ۲۴ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اتَّقُوا اللَّهَ ذَٰلِكُمْ كَيْفَ تَعْلَمُونَ
يُؤْتِكُمْ كَيْفَ تَلْبِسُونَ
وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ
بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ۝

(آخر سورہ صریح، پتہ)

”اے پیلے (انبیاء پر) ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے رحمت فرمائے گا اور تمہارے لئے ایک روشنی کر دے گا جس کے ذریعہ سے تم چلو گے اور تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔“

اس آیت شریفہ میں بھی انبیاء سابقین کے بعد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو مدار نجات قرار دیا گیا ہے اور قیامت تک اسی پر مغفرت کا وعدہ ہے، اگر آپ کے بعد کوئی نبی تشریفی یا غیر تشریفی اویا بقول مرزا صاحب ظلی یا بردی پیدا ہونے والا ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر ایمان لانے کو بھی شرط نجات کی بنائی جاتی۔ اس طرح بلا شرط کے وعدہ مغفرت اس کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

آیت نمبر ۲۵ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
بِاللَّهِ ذَٰلِكُمْ عَلَىٰ رَسُولٍ
نَّزَّلَ عَلَىٰ رَسُولٍ
الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۝

(آخر سورہ نساء، پتہ)

”اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جس کو نازل کیا اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے۔“

یہ آیت بھی اسی مدعا کو زیادہ وضاحت سے ثابت کر رہی ہے جو اوپر کر عرض کیا گیا، کیونکہ اس میں بھی اول تو صرف آنے والے انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم ہے، اور کسی نبی پر ایمان لانے کی تلقین نہیں اور اگر کوئی اور نبی آتا تو ضرور تھا کہ وہ قرآن کریم جو خدا کی غیر منسوخ کتاب اور نجات عالم کا دائمی متکفل ہے اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا، پھر آسمانی کتابوں اور وحی الہی میں جس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہ صرف سابق کتب سماویہ اور وہ وحی ہے جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اور کسی نبی ظلی وغیرہ کی وحی کو واجب العمل نہیں بتلایا گیا۔

آیت نمبر ۲۶ | اَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنْزِلَ
اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ
كُلٌّ اَمَّنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
وَلَا تَفَرَّقُ بَيْنَ
اَحَدٍ مِّنْ رُّسُوْلِهِ الْاٰیة
آخر سورہ بقرہ، پ

ایمان لائے رسول اس پر جو کچھ اتر اس کی
طرف اُس کے رب کی طرف سے اللہ سے
سب ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے
لاکھ پرا داس کی کتابوں پر اور اس کے
رسولوں پر کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو
اس کے رسولوں میں سے یہ

اس آیت میں دو وجہ سے ختم نبوت کا ثبوت کا ملتا ہے۔

اول اس وجہ سے کہ یہ آیت مسلمانوں کو صرف اُس وحی پر ایمان لانے کو کافی بتلاتی ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی اور آپ کے بعد بھی سلسلہ وحی جاری ہوتا تو لازمی تھا کہ اس پر بھی ایمان لانا واجب ہوتا۔

دوم اس آیت نے یہ بھی ثابت کیا کہ خدا کے رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی ایمان سے جدا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ سب پر ایمان واجب ہے، پس اگر کوئی نبی آپ کے بعد (اگرچہ بقول مرزا بردی رنگ میں پیدا ہونے والا تھا تو یقیناً قرآن کریم اس کی اطلاع دے کر اپنے پیروؤں کو اس پر ایمان لانے کی تاکید کرتا

آیت نمبر ۲۷ | وَ اَمِنُوْا بِمَا اُنْزِلَتْ
مِّنْكُمْ فَالِیْمًا مَّعَكُمْ۔
ایمان لاؤ اس وحی پر جو ہم نے نازل کی
ہے تصدیق کرنے والی اس وحی کی جو

(سورہ بقرہ، پ)

تمہارے پاس ہے؟

اس آیت میں اہل کتاب کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ یہ وحی یعنی قرآن کریم جو تمہاری پہلی کتابوں تورات و انجیل کی تصدیق کرتی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس میں بھی قرآن کریم کے بعد کسی اور وحی پر ایمان لانے کا حکم نہیں۔

آیت نمبر ۲۸ | كُلٌّ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا
اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی
اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ
وَاٰیہم

ہم سب ایمان لائے اللہ
پر اور اس وحی پر جو اتری ہم پر اور جو وحی تری
ابراہیم پر اور اسمعیل پر اور اسحاق پر اور یسوع پر

يَقْتُوبَ وَالْأَسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ
مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ
رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ
وَنُحْشِلُ لَهُمُ الْمُسْلِمُونَ (سورۃ آل عمران پ)

اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موئی کو اور
عیسیٰ کو، اور سب نبیوں کو اپنے رب کی
طرف سے، ہم جدا نہیں کرتے ان میں
سے کسی کو؟

اس آیت کریمہ نے ایک طرف تو یہ اعلان کیا کہ تمام انبیاء کی وحی پر ایمان لانا
فرض اور ضروری ہے جس پر لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ فرما کر آخر میں مکرر توجہ دلائی گئی ہے،
اور دوسری جانب یہ بھی صاف طور سے بیان کر دیا کہ ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری
اور فرض ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سے سابقین علیہم السلام پر نازل
ہو چکی ہے، کسی جدید وحی کو ایمان میں درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، جو قطعاً
اس کا اعلان ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نازل نہ کی جائے گی ورنہ ضرورت تھا کہ لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ أَحَدِهِمْ کے قاعدہ سے اس پر بھی ایمان لانا فرض ہوتا۔

اس آیت میں دو لفظ خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں، اَوَّلَ وَمَا أُوتِيَ، جو بیضیہ
ماضی ادا کیا گیا ہے اور دوم النَّبِيُّونَ، جو لام استعراق کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ جن
دونوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ آسمانی کتابیں اور
وحی دینی تھیں وہ دی جا چکی ہیں، اور آپ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو گا اور نہ کسی
کو وحی نبوت دی جائے گی۔

آیت نمبر ۲۹ | اَلَمْ نَزِّلِ الْكِتَابَ
بِزُجُرٍّ اَنْتُمْ اَمْتُوا بِمَا اَنْزَلِ
اِلَيْكَ وَمَا اَنْزَلِ مِنْ قَبْلِكَ
(سورۃ نساء، پ ۵، ۶)

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو
دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر عمل کرتے ہیں
رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور
اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی؟“

اس آیت میں بھی دعویٰ ایمان میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین
کی وحی کو درج کیا گیا ہے، اس کے بعد کسی وحی کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ مِنْ قَبْلِكَ
کی تخصیص سے اشارہ ہے کہ بعد میں وحی نازل ہونے والی نہیں۔

آیت نمبر ۳ | وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ وَاٰمَنُوا بِمَا نَزَّلَ

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے
اچھے کام کئے اور وہ اس سب وحی پر“

ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل
کی گئی، اور وہ اُن کے رب کے پاس سے
اور واقعی ہے اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ اُن پر سے
اتار دے گا، اور ان کی حالت اچھی رکھے گا؟

عَلَىٰ مُحْتَدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ
رَبِّهِمْ كَفَرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَظُمَ
بِالْعَمَلِ
(ابن ماجہ، ترمذی، بیہقی)

اس آیت کریمہ میں بھی صاف طور پر وعدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کی وحی پر ایمان لائے گا اس کی مغفرت کی جائے گی، اور اس وعدہ میں کسی دوسرے
نبی پر ایمان لانا شرط نہیں، جس سے واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ
لازم ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہو، اور محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کا
اتباع کرنا انسان کو نجات نہ دلا سکے، اور جو وعدہ آیت میں مسلمانوں کے لئے کیا گیا ہے
اس کا تحقق نہ بنا سکے، جس کی تحقیق مکرر گند چکی ہے۔

• اے لوگو! تمہارے پاس رسول آچکا
حق بات لے کر تم ایمان لاؤ، تمہارے
لئے بہتر ہوگا؟

آیت نمبر ۲۱ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا
خَيْرًا لَّكُمْ (سورہ نساء، پ: ۱۲۴)

اس آیت کریمہ میں بھی اول تو يَا أَيُّهَا النَّاسُ کے عام خطاب سے عموم بشت کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے ختم نبوت کا ثبوت پیش کیا گیا، اور پھر صرف آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لانے کو مدار نجات قرار دے کر بتلادیا گیا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی
نہیں جس پر ایمان لانا واجب ہو۔

• اے لوگو! تم کو پہنچ چکی تمہارے رب کی
طرف سے سند (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)
اور اتاری ہوئی تم پر روشنی واضح (یعنی
قرآن مجید)، جو ایمان لائے اللہ پر اور اس
کو مضبوط پکڑاؤ ان کو داخل کرے گا اپنی
پہر اور فضل میں؟

آیت نمبر ۲۲ | يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ
بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا
الْكِتَابَ نُورًا مُبِينًا هَ فَآمِنُوا
الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصِمُوا
بِهِ فَسَيُخْلِصَ اللَّهُ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ
وَقَوْلٍ، (آخر سورہ نساء، پ: ۱۲۴)

یہ آیت بھی دو وجہ سے ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔
اول اس لئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم بشت کو ثابت کرتی ہے اور

قیامت تک تمام دنیا میں پیدا ہونے والی نسلوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کو فرض کرتی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آفتاب قیامت تک اسی طرح چمکتا ہے گا، جس کے سامنے کسی کو کب نبوت کے چمکنے کی ضرورت ہے، نہ یہ مادہ ممکن ہے۔

دوم یہ آیت بھی آیت مذکورہ بالا کی طرح صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے والے کے لئے جنت اور اس کے نعم مقیم کا وعدہ کرتی ہے، جس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی (جس پر پہلے سے ایمان نہ رکھتے ہوں) پیدا نہ ہوگا بلکہ مرفقاً

آیت نمبر ۳۲ | قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ

وَكِتَابٌ مُبِينٌ هُ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ

مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ مَبْغُوبَ السَّالِمِينَ

(المائدہ، پ، ۴۷)

”تمہارے پاس آنی اللہ کی طرف سے روشنی

(یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور کتاب مبین

(یعنی قرآن مجید) جن سے اللہ تعالیٰ ہدایت

کرتا ہے سلاستی کے راستہ کی ان کو جو تکمیل

ہوئے اس کی رضا مندی کے یہ

یہ آیت بھی آیات مذکورہ سابقہ کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے سوا کسی اور نئے نبی یا نئی وحی پر ایمان لانے کے بغیر ہدایت اور دخول جنت کا وعدہ کرتی ہے جو ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کا کھلا ہوا اعلان ہے۔

آیت نمبر ۳۳ | فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَأَنْصِرْ رِجَالَكُمُ الَّذِينَ يُبَايِعُونَ

كَأَيْدِيكَ وَأَنْصِرْ رِجَالَكُمُ الَّذِينَ يُبَايِعُونَ

كَأَيْدِيكَ وَأَنْصِرْ رِجَالَكُمُ الَّذِينَ يُبَايِعُونَ

كَأَيْدِيكَ وَأَنْصِرْ رِجَالَكُمُ الَّذِينَ يُبَايِعُونَ

كَأَيْدِيكَ وَأَنْصِرْ رِجَالَكُمُ الَّذِينَ يُبَايِعُونَ

(اعلان، پ، ۱۱۷)

”سو میں کہہ دوں گا (اپنی رحمت) اُن لوگوں

کے لئے جو ڈرتے ہیں، اور دیتے ہیں ذللاً

جو ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں، اور

جو تابع ہیں اس رسول کے جو نبی ہستی

جس کو پاتے ہیں (اہل کتاب) کہہ دیا

اپنے پاس تو رات اور انجیل میں

یہ آیت بھی پہلی آیتوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے بغیر جنت و مغفرت کا وعدہ کرتی ہے، اور اگر کوئی اور نبی (اگرچہ بقول مرزا صاحب) بروزی رنگ میں ہی دنیا میں پیدا ہوتا تو یہ ستر آن کا وعدہ ہرگز پورا نہیں

ہو سکتا، جیسا کہ مکرر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے۔

آیت نمبر ۲۵ | **قَالِ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَ**
عَزَّوْهُ وَتَسَبَّوْهُ وَاتَّبِعُوا نَوْزَ
الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ۝ (اعراف، پ ۱۸۳، آیت ۱۸۳)

” پس جو لوگ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ کی رفاقت اور مدد کی اور تابع ہوئے اس نور (قرآن) کے جو اس کے ساتھ اترا ہے، وہی مراد کو پہنچے۔“

یہ آیت بھی مطلق نبوت کے انقطاع پر آیات مذکورہ کی طرح روشن دلیل ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لانے کے بغیر ہر فلاح و بہبود کا وعدہ کرتی ہے۔

آیت نمبر ۲۶ | **ثَامِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ**
الْحَقِّ الْأَمِينِ الَّذِي يُثَبِّتُ بِاللَّهِ
وَكَلِمَتِهِمْ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ۝ (اعراف، پ ۱۸۳، آیت ۱۸۳)

” ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے پیچھے چلے جاؤ، جو اُمی پر، جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلام پر، اور اس کے تابع ہو جاؤ تو شاید تم ہدایت پاؤ۔“

یہ آیت کریمہ بھی آیات مذکورہ کے ہم معنی اور مطلقاً ختم نبوت کی دلیل ہے، قدر کر۔

آیت نمبر ۲۷ | **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا**
اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۝ (انفال، پ ۱۸۳، آیت ۱۸۳)

” اے ایمان والو! حکم پر چلو اللہ کے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔“

اس آیت کریمہ سے بھی ختم نبوت کا ثبوت اسی طرح سمجھئے جس طرح آیات سابقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۲۸ | **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۝ (انفال، پ ۱۸۳، آیت ۱۸۳)

” اے ایمان والو! مانو حکم اللہ کا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جبکہ بلے تم کو ایک کام پر جس میں تمہاری زندگی ہے۔“

یہ کلام الہی بھی پہلی آیات کی طرح مطلقاً ختم نبوت کو ثابت کرتا ہے۔

آیت نمبر ۲۹ | **وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ**
وَلَا تَنَازَعُوا فَعَلًا فَنَدَّ هَبْ
رِيحُكُمْ ۝ (انفال، پ ۱۸۳، آیت ۱۸۳)

” اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا، اور آپس میں جھگڑو کہ نامرد ہو جاؤ اور تمہاری جوا اکٹری جائے۔“

اس آیت کا مطلق نبوت کے انقطاع کی واضح دلیل ہونا ہمارے گزشتہ کلام

اور بوضاحت ثابت ہو چکا ہے ۔

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کافی ہے اللہ
آپ کو اور اُن مسلمانوں کو جو آپ کا
اتباع کریں“

آیت نمبر ۴۱ | يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَبِّبْ اللَّهَ
وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
(انفال، پٹ)

اس آیت کریمہ میں بھی صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو نجات کے لئے
کافی قرار دے کر ختم نبوت کا روشن ثبوت دیا گیا ہے ۔

”مسلمان حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس
کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے، اُن پر
اللہ رحم کرے گا، بیشک اللہ زبردست
ہے حکمت والا“

آیت نمبر ۴۲ | وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَكِيمٌ
(توبہ، پٹ)

یہ بھی گذشتہ آیات کی نظیر ہے اور مضمون مذکور کو ادا کرتی ہے ۔

”ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد)
پر اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا
اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے“

آیت نمبر ۴۳ | تَاْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالنَّوْزِ
الَّذِيْ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ يَمَّا تَعْمَلُوْنَ
خَيْرٌ
(تغابن، پٹ)

اس آیت شریفہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی پر ایمان لانے کو
شرط نجات نہیں بنایا گیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کو
کافی بتلایا گیا ہے ۔

”اے ایمان والو! میں بتاؤں تم کو ایک
سوداگری کہ بچائے تم کو دکھ کی مارتے ایمان
لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ
میں اپنے مال اور جان سے، یہ تمہارے
لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے
ہو“

آیت نمبر ۴۴ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ
أَدْرَأَكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ
مِّنْ عَذَابِ أَلِيمٍ تَوَّابُونَ
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَ
أَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
(صف، پٹ)

(صف، پٹ)

اس آیت کریمہ نے جو نافع تجارت مسلمانوں کو سکھلائی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اسی ایمان کو عذابِ آخرت سے بچانے کا کفیل بتلایا ہے، اس میں کہیں مشروط نہیں کہ ایک بروزِ ظلی یا لغوی نبی آئے گا اور اس پر ایمان لانا بھی مشروطِ نجات ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر سلسلہ نبوت جاری مانا جائے تو اس آیت کا وعدہ بغیر نئے نبی پر ایمان لانے پورا نہیں ہو سکتا۔

”تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تم سے کاقائم مقام بنایا ہو، پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اللہ کے راستہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے“

آیت نمبر ۳۴ | اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
وَانْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَحْفِیْنٍ
فِیْهِ ۚ فَاَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
اَنْفَقُوْا لَكُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا
(حدید، ۳۴)

یہ آیت اپنے مضمون اور ختم نبوت کے ثبوت میں پہلی آیات کی نظیر ہے، کیونکہ اس میں اجرِ کبیر کے وعدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ کسی بعد میں آنے والے نبی پر ایمان لانے کو شرط نہیں کیا گیا، خواہ وہ تشریفی ہو، یا بقول مرزا غیر تشریفی اور ظلی یا بروزِ یالغوی۔

”وہی ہے جس نے صحابہؓ پر ان پر رسول میں ایک رسول انہی میں کا، پڑھا ہے ان کے پاس اس کی آیتیں اور ان کو سنوارا اور کھاتا عقلمندی، اور اس سے پہلے پڑے تھے یہ صریح گمراہی میں، اور ایک اوروں کے واسطے انہی میں سے جو ابھی ان میں نہیں تھے، اور وہی ہے زبردست حکمت والا“

آیت نمبر ۲۵ | هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی
الْاٰمِیْنِیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ
اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہُمْ وَیُعَلِّمُہُمْ
الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ ۚ وَ اِنْ
کَانَ مِنْ قَبْلِ نَفِیْ مَلٰٓئِکَۃٍ مُّبِیْنٰتٍ
وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ
ذٰلِکَ الْعَمَلُ ۚ وَ الْحٰکِمِیْمُ (جمہ، ۲۵)

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کرو، جن میں صفائی کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے نبی اور رسول نہیں تھے، بلکہ آپ کی نبوت تمام ان نسلوں کے لئے بھی محیط اور شامل ہے جو

آپ کے عہد مبارک میں پیدا نہ ہوئے تھے، اور قیامت تک پیدا ہوتے نہیں گئے۔
امام التفسیر ابن کثیر آیت مذکورہ کی تفسیر میں صحیح بخاری کی حدیث بروایت ابو ہریرہؓ
نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:-

فَقَدْ هَذَا الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى
أَنَّ هَذِهِ السُّورَةَ مَدَنِيَّةٌ وَعَلَى
عُمُومِ بَعْثِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ لِأَنَّهُ
قُتِبَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَآخِرِينَ مِنْهُمْ
بِنَارِيسَ وَلِهَذَا كُتِبَ كُتْبَهُ
إِلَى نَارِيسَ وَالتَّرْدِيمِ وَغَيْرِهِمْ
مِنَ الْأُمَمِ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى اتِّبَاعِ مَا جَاءَ بِهِ
وَلِهَذَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَغَيْرُ
وَاحِدٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَآخِرِينَ
مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) قَالَ
هُوَ الْأَعَاجِمُ كُلُّ مَنْ مَدَّتْ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ غَيْرِ الْعَرَبِ -

اس حدیث میں دلیل ہے کہ یہ سورت
(حجہ) مدنیہ ہے، اور اس پر بھی اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت
(تمام عالم)، اور تمام لوگوں کے لئے
عام ہے، کیونکہ آیت مذکورہ میں و آخرین
منہم کی تفسیر حدیث بخاری میں ناریس
سے کی گئی ہے، اور اسی وجہ سے آپ نے
ناریس و روم وغیرہ کی طرف دعوت نامے
ارسال فرمائے، اور اسی لئے امام تفسیر
حضرت مجاہد اور دوسرے بہت سے
علماء تفسیر نے آخرین منہم کے متعلق
فرمایا ہے کہ اس سے مراد عجیب لوگ ہیں غیر
عرب میں سے جن لوگوں نے آپ کی
تصدیق کی ہے؛

(ابن کثیر)

نیز امام ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم اسی آیت کی تفسیر میں سہل بن سعد الساعدي
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَنَّ فِي أَصْلَابِ أَصْلَابِ أَصْلَابِ
رِجَالٍ زِنَاءٌ مِّنْ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ قَرَأَ
وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ
يَعْنِي بَقِيَّةَ مَنْ بَقِيَ مِنْ أُمَّةٍ

تیشک میری امت کے مردوں اور عورتوں
کی پشت در پشت ایسے لوگ ہوں گے
جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے،
اور آپ نے اس کی شہادت میں یہ آیت
پڑھی و آخرین منہم لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ مراد

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | یہ تھی کہ آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں
(ابن کثیر، ص ۳۴۹ ج ۱) | جو اُمتِ محمدیہ میں (قیامت تک) آئیں گے؟

آیت مذکورہ سے واضح طور پر حسب تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ نبوت و بعثت قیامت تک آنے والی تمام نسلوں پر محیط اور شامل ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جب تمام آنے والی نسلیں آپ کی نبوت کے احاطہ میں داخل ہیں تو آپ کے بعد نہ کسی اور نبی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش۔

آیت نمبر ۴۶ | قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوهُ | "آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے۔ میں خدا
إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بَصِيرَةٌ أَنَا وَرَبِّي | کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل
أَتَّبِعُنِي (آخر سورہ یوسف، ۳۱) | پ قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی؟

اس آیت کریمہ میں أَنَا وَرَبِّي اَتَّبِعُنِي کے الفاظ قابلِ غور ہیں، جن میں ارشاد کیا گیا ہے کہ عَلَيَّ بَصِيرَةٌ دُعوتِ حق دینے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور وہ صحابہ کرام اور علمائے اُمت جو آپ کے اسوۂ حسنہ کے متبع اور پیرو ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے مَنِ اَتَّبَعَنِي کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

يَتَّبِعُنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ كَانُوا عَلَيَّ | "یعنی صحابہ کرام جو بہترین طریقت
أَحْسَنَ طَرِيقَةٍ وَأَقْصَدَ هِدَايَةٍ | اور ہدایت پر تھے؟

(معالم التنزيل)

اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی دنیا میں پیدا ہونے والا تھا تو لازمی نتیجہ تھا کہ وہ بھی بصیرت کے ساتھ دعوتِ حق دینے والے افراد میں شمار کیا جاتا، بلکہ مناسب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے ان انبیاء کا ذکر ہوتا جو آپ کے بعد دعوتِ حق کے لئے آنے والے تھے، پھر ان کے بعد صحابہ کرام اور علماء کا تذکرہ درجہ بدرجہ ہوتا، لیکن جب کہ تنزیلِ عزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انبیاء کے نام لینے کے صحابہ کرامؓ اور علمائے اُمت کا ذکر فرمایا تو ثابت ہوا کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی مبعوث ہونے والا نہیں۔

آیت نمبر ۴۷ | لَكِنَّ الرَّاٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ | "لیکن اُن میں جو لوگ علم پر ثابت ہیں

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ
بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ (نور، پ ۱۰)

آیت نمبر ۴۸ | إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ
إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(نور، پ ۱۸)

آیت نمبر ۴۹ | وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ نَأْوِلِكُ
هُمُ الْفَائِزُونَ
(نور، پ ۱۸)

آیت نمبر ۵۰ | قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ ۚ الْآيَةُ (نور، پ ۱۸)
آیت نمبر ۵۱ | وَإِنْ تُطِيعُوا تَمَعْدُوا
(نور، پ ۱۸)

آیت نمبر ۵۲ | وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ
تُرحَمُونَ (نور، پ ۱۸)

آیت نمبر ۵۳ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ
آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (نور، پ ۱۸)
آیت نمبر ۵۴ | إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ
الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْغَيْبَ
فَبَشِيرَةٌ بِغُفْرَةٍ وَآجْرٍ كَرِيمٍ (نور، پ ۱۸)

اور ایمان والے ہیں، وہ ایمان لاتے ہیں
اس وحی پر جو آپ پر نازل ہوئی اور جو
آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی؟
”ایمان والوں کی بات یہ تھی کہ جب
بلائے ان کو اللہ اور رسول کی طرف
ان میں فیصلہ کرنے کے لئے تو کہیں ہم نے
سنا اور مانا اور وہی لوگ صلاح
پانے والے ہیں؟

”اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول
(محمد) کی اطاعت کریں اور اللہ سے
ڈریں اور کہیں اس کے محرمات سے وہی
لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں؟

”کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور
رسول کی؟
”اگر تم آپ کی (یعنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی) اطاعت کرو گے تو ہدایت
پاؤ گے؟

”اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ اور
اطاعت کرو رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)
کی، شاید تم پر رحم ہو؟

”ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں
اللہ پر اور اس کے رسول (محمد) پر؟
”بس آپ تو صرف ایسے ہی شخص کو ڈرا
سکتے ہیں جو نصیحت پر پلے، اور خدا سے
بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت

اور عہد عوض کی خوشخبری سنا دیجئے :

”ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائیں اللہ

پر اور اس کے رسول (محمد) پر :

”اور جو کوئی پیر دی کرے اللہ کا اور اس

کے رسول (محمد) کی اُس نے پائی بڑی ملو :

آیت نمبر ۵۵ | إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (نور، ۵۵)

آیت نمبر ۵۶ | وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

فَقَدْ حَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (احزاب، ۵۶)

ان تمام آیات کریمہ میں بھی صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کو کافی بتلا کر قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے صرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے اتباع کو مدارِ نجات مقرر فرمایا ہے، اور اسی پر جنت و مغفرت وغیرہ کے وعدے ہیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا یہ وعدہ کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا، بلکہ قیامت جاری ہے، اگر دنیا میں وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہو تو کیا اس وحی پر ایمان لانے بغیر کوئی انسان جنت اور اس کے درجات کا مستحق بن سکتا ہے؟ اور اگر نہیں بن سکتا تو پھر قرآن کے یہ وعدے کیسے پورے ہو سکتے ہیں؟

آیت نمبر ۵۷ | وَأَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ

وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى

ابْنِ مَرْيَمَ (احزاب، ۵۷)

”اور یاد کر جب ہم نے انبیاء سے عہد

لیا، اور آپ سے (اے محمد) اور نوح سے

اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن

مریم سے :

اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی تمام انبیاء سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے، اس کی وجہ خود زبانِ رسالت نے بیان فرمائی ہے :-

”حضرت ابو ہریرہؓ آیت کریمہ ”وَإِذَا أَخَذْنَا

مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ“ بارہ میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے

منسرایا کہ میں پیدائش میں تمام انبیاء

سے پہلے تھا، اور اس عالمِ بعثت

میں سب کے آئندہ میں اسی لئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى

وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ

وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى

ابْنِ مَرْيَمَ (احزاب، ۵۷)

أَخْرَجَهُمْ فِي الْبُعْثِ تَبْدِئًا

قَبْلَهُمْ (ابن کثیر، ص ۸۶) سب سے پہلے سیرا نام لیا گیا :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے اور سب سے آخر نبی ہونے کی دلیل ہے ۔

آیت نمبر ۵ | اَتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

تَبِيعُوا رَّبَّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ
اُولِيَاكُمْ (عزرا، ۱۷)

اور نہ چلو اس کے سوا اور دنیویوں کے پیچھے

یہ آیت کریمہ اگر ایک طرف اس وحی کا اتباع اہل عالم کے لئے فرض کرتی ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو دوسری جانب صاف طور سے اس کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اس وحی کے علاوہ اور کسی وحی کا اتباع جائز نہیں ۔

اب انصاف کیجئے کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی آسمانی وحی خدا کی طرف سے آنے والی تھی، تو اس کے اتباع سے کیوں روکا جاتا ہے، اور پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ جب دنیا اس کے اتباع سے ممنوع ہے تو پھر اس وحی کے نازل کرنے اور نبی کے دنیا میں بھیجے سے کیا فائدہ ہے ۔

آیت نمبر ۵ | وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُونِ

مِنْ قَبْلِكَ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَهُمْ

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا

يُؤْمِنُوْنَ اَمْ كُنْزِ لَكَ تَنْجِيٰ الْقَوْمِ

الْمُجْرِمِيْنَ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَةً

فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ

كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (پوس، ۲۱)

”اور ہم ہلاک کر چکے سب امتوں کو تم سے

پہلے، جبکہ انہوں نے ظلم کیا اور لائے تھے

ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں

اور ہرگز نہ تھے وہ ایمان لانے والے، پوچھی

مزا دیتے ہیں ہم گنہگار قوم کو، پھر ہم تم

کو نائب کیا زمین میں ان (سب) امتوں

کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو ؟

اس آیت کریمہ میں اول تو یہ بتلایا گیا کہ پہلی امتیں سب شرک کی وجہ سے ہلاک ہو چکیں، اور پھر بیان کیا گیا کہ امت محمدیہ علی ما جہا الصلوٰۃ والسلام تمام امتوں کی خلیفہ اور زمین میں سب کی قائم مقام ہے، جس کا حاصل صاف یہ ہے کہ یہ امت آخر الامم ہے، اس کے بعد نہ کوئی جدید نبی آئے گا اور نہ اس کی نئی امت پیدا ہوگی ۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ خداوندِ عالم نے بنی اسرائیل پر اپنے انعامات کا تذکرہ کرتے

ہوئے ارشاد فرمایا :-

وَاذْكُرُوا اِذْ جَعَلْنَا نَبِيَّكُمْ
اَنْبِيَاءَ | " یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے
اندر انبیاء پیدا کئے :"

لیکن خیرالام کے متعلق کہیں ایسے الفاظ مذکور نہیں، بلکہ اس موقع پر جَعَلْنَاكُمْ
خَلِيفَةً کئی آیتوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے تدوین
کی حکمت غامضہ اور خیرالام کی شان امتیاز کا اقتضار یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے بعد کسی جدید ستارے کی روشنی کی ضرورت نہ سمجھی جائے۔
لیکن یاد ہے کہ اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ یہ امت ایم سابقہ سے کسی درجہ
میں کم ہے، کیونکہ منصب نبوت کے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالات نبوت بھی
مفقود ہوں۔ چنانچہ ارشادات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس کا اعلان کرتی ہیں کہ یہ
امت کمالات نبوت کے ساتھ متصف ہے، مگر منصب نبوت آپ کے بعد کسی کو اس لئے
نہیں دیا جاتا کہ اس میں آپ کی شان عظمت کی تنقیص ہے۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے
جو انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دوم ختم النبوة فی الحدیث میں مفصل نقل کی
جائے گی، اس کے چند جملے یہ ہیں :-

وَتَقُولُ الْاُمَمُ كَاذِبٌ هٰذَا
الْاُمَّةُ اَنْ تَكُوْنَ اَنْبِيَاءُ مُكَلَّمًا۔ | " قیامت کے روز تمام امتیں کہیں گی
کہ قریب ہے کہ یہ امت سب کی سب
انبیاء ہوں :"

(مسند ابوداؤد طیالسی، ص ۳۵۳)

نیز خداوندِ عالم نے پہلی امتوں کے متعلق جب یہ ذکر فرمایا کہ وہ اپنے سے پہلی امتوں
کے قائم مقام اور خلیفہ ہیں تو ساتھ ہی اس قوم کا بھی ذکر فرمایا جس کا خلیفہ اس
امت کو کیا گیا تھا، چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَاذْكُرُوا اِذْ جَعَلْنَاكُمْ خُلَفَاءَ
مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ | " یاد کرو جب ہم نے قوم نوح کے بعد
تمہیں خلیفہ بنایا :"

لہ ہم نے تمہیں خلیفہ بنایا ۱۲ منہ

اور دوسری جگہ ارشاد ہے ۱۔

وَإِذْ كُنَّا إِذْ جَعَلْنَا خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ - "یا کر و جب ہم نے تمہیں عاد کے بعد قائم مقام بنادیا"۔

جس میں کسی امت کو قوم نوح کا اور کسی کو قوم عاد کا خلیفہ اور قائم مقام بتلایا گیا ہے ، بخلاف خیر الامم کے کہ اس کی خلافت و نیابت کو کسی خاص قوم کے ساتھ مقید نہیں فرمایا بلکہ خلافت کے ساتھ فی الارض کی قید کا اضافہ کر کے اس کا صاف اعلان کر دیا کہ یہ امت محمدیہ علی الاطلاق تمام امم دنیا کی خلیفہ ہے ، اس کے بعد کوئی اور امت عالم دنیا میں آنے والی نہیں ۔

"وہ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے درجات و دسروں پر بلند کئے"۔

آیت نمبر ۶۱ | هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ فِي الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ .

(آخرا انعام ، پ ۱)

"وہ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا"۔

آیت نمبر ۶۲ | هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ فِي الْأَرْضِ الْآيَةِ (فاطر ، پ ۱)

یہ آیات بھی آیت مذکورہ کی طرح اس امت کو تمام امم کا خلیفہ اور آخر الامم ثابت کرتی ہے جس کی تفصیل ابھی گزر چکی ہے ، مزید اطمینان کے لئے دیکھو تفسیر خازن صفحہ ۷۱ جلد ۲۔

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں لئے امت محمدیہ تمام زمین کا خلیفہ بنایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی تمام امم سابقہ کو ہلاک کر دیا اور تمہیں اُن کا خلیفہ بنادیا کہ تم زمین پر اُن کی نیابت کرو اور ان کے بعد زمین کو آباد کرو"۔
یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء اور

يَعْنِي وَاللَّهُ الَّذِي جَعَلَكُمْ بِنَا أُمَّةً مُّحَمَّدٍ خَلِيفَتِ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَهْلَكَ مَنْ كَانَ نَبَلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ الْخَالِيَةِ وَاسْتَخْلَفَكُمْ فَجَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْهُمْ تَخْلِفُونَهُمْ فِيهَا وَتُعْمِرُونَهَا بَعْدَهُمْ وَذَلِكَ لِأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَآخِرُهُمْ وَ
أَمَّتُهُ آخِرُ الْأُمَمِ | آپ کی امت کو آخر الام بنایا ہے :

تفسیر خازن کی مذکورہ بالا عبارت میں خط کشیدہ عبارت کو غور سے دیکھئے جس میں ہماری گزارش کی پوری تصدیق ہے ۔

نیز علامہ نسفی تفسیر مدارک میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النسب میں اور اسی لئے آپ کی امت
ساری امتوں کی خلیفہ بنی :-

” قریب آہنچی قیامت اور شق ہو گیا
چاند ر جو کہ قرب قیامت کی علامت
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ قَامَتْهُ

قَدْ خَلَفَتْ مَائِدَةُ الْأُمَمِ (مدارک)

آیت نمبر ۶۲ | اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ
انْشَقَّ الْقَمَرُ

(پارہ اقرئت)

آیت میں قیامت کے قریب ہونے سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہ پیدا ہوگا ، چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تصریح فرمائی ہے ، دیکھو ابو حازم سلمہ بن دینار رضی اللہ عنہ کی حدیث ذیل :-

”ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمایا ہے
تھے کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح
سیجے گئے ہیں اور آپ نے اپنی شہادت کی
اٹھل اور بیچ کی اٹھل کو ملا کر اشارہ فرمایا :-

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَعِثْتُ أَنَا

وَالسَّاعَةُ هَكَذَا إِذَا شَاءَ

بِمُصْبَعَيْهِ الشِّبَابَةِ وَالْوُسْطَى

(بخاری و سلم)

اور اسی مضمون کی عین حدیثیں امام احمد نے اپنے مسند میں حضرت سہل بن سعد اور حضرت انسؓ اور حضرت دہب سلواتیؓ سے بھی روایت فرمائی ہیں جن کو ابن کثیر نے آیت مذکورۃ الصدہ کی تفسیر میں پیش کیا ہے ، دیکھو ابن کثیر صفحہ ۲۴۰ ، جلد ۹ ۔

اور حضرت ابن زلّٰح کی ایک طویل حدیث میں بھی مضمون اور بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس میں یہ بھی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت دونوں کے قریب ہونے سے یہی مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی

اور نبی پیدا نہ ہوگا۔

اسی حدیث میں ابو زمرہؓ نے اپنا ایک طویل خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا اور آپؐ کا اس کی تعبیر بیان فرمانا ذکر کیا ہے۔ تمام خواب اور اس کی تعبیر اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، صرف وہ جملے نقل کر دینا کافی ہیں جن سے اس وقت ہمارا مقصد متعلق ہے، یعنی ابو زمرہؓ نے اس خواب میں منجملہ بہت سے واقعات کے یہ بھی دیکھا تھا کہ ایک ناقہ ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں، آپؐ نے اس کی تعبیر میں ارشاد فرمایا :-

وَأَمَّا السَّاقَةُ الَّتِي رَأَيْتَهَا وَرَأَيْتَنِي أَبْعَثُهَا فِي السَّاعَةِ عَلَيْنَا نَقُومُ لَا نَشِيءُ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي الْحَدِيثُ،

(اخرجه البيهقي في دلائل النبوة ذكره ابن كثير، ص ۳۶۹، ج ۱)

آیت نمبر ۶۲ | اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُعْرِضُونَ ﴿۶۲﴾ (انبیاء، ۶۲)

آیت نمبر ۶۳ | أَلَمْ يَأْمُرُ اللَّهُ فَلَا تَسْتَعِجِلُوا (سورۃ نمل، ۲۷)

آیت نمبر ۶۵ | كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۵﴾ (ابنہ شوریٰ، ۶۵)

قرآن کریم نے اس مضمون کو بہت سی آیات میں بیان فرما کر مسئلہ زیر بحث کا واضح فیصلہ فرما دیا ہے، جس کا بیان آیات نمبر ۳ لغایت نمبر ۷ میں گزر چکا ہے، اسی لئے

”اسی طرح اللہ تعالیٰ وحی بھیجتا ہوا آپؐ کی طرف اور انبیاء کی طرف جو آپؐ پہلے ہیں، وہ اللہ جو زبردست حکمت والا ہے۔“

”وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوا نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔“

”لوگوں کے لئے اُن کا حساب (قیامت کا دن) قریب آگیا اور وہ غفلت میں اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔“

”آپؐ کو خدا تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت) سونم اس میں جلد امت مچاؤ۔“

ہم ناظرین کرام کی توجہ اس طرف منعطف کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ پہلے اس پر غور فرمائیں کہ اس میں تو کسی کو شک نہیں ہو سکتا کہ خدائے قدوس کے تمام انبیاء و رسل واجب الاحترام ہیں، اُن کا ذکر باعثِ برکات اور اُن کے ہر قدم پر آنے والی نسلوں کے لئے عبرتیں اور حکمت کے سبق ہیں، اور اسی لئے اُن کے حالات و واقعات اور گراں قدر کارناموں کو جس قدر روشن کر کے بیان کیا جائے اسی قدر مفید اور نہایت مفید ہے جیسا کہ خود قرآن کریم کا طرزِ عمل بتلا رہا ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت و رسالت باقی اور وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہے تو پہلی امتوں کی طرح اس امت کے لئے بھی انبیاء علیہم السلام کی دو جماعتیں ہو جائیں گی، ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزر چکی ہے، اور دوسری وہ جو آپ کے بعد آنے والی ہیں، اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ قرآن عزیز دونوں قسم کی جماعتوں کا تذکرہ کرتا، دونوں کے حالات کو بیان کرتا، جیسا کہ کتب سابقہ تورات و انجیل وغیرہ اسی طرزِ عمل سے معمول ہیں، اُن میں اگر ایک طرف انبیاء سابقین کے کارنامے دکھلا کر اس امت کے لئے درسِ عبرت پیش کیا گیا ہے، تو دوسری جانب بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے حالات و علامات، اخلاق، عادات، تمدن، معاشرت، وطن، ہجرت گاہ وغیرہ اور ان کی شریعت کا طغریٰ امتیاز اس طرح بتلایا گیا ہے کہ جس کے معلوم کرنے کے بعد کسی شخص کو ان کے پہچاننے میں غلط فہمی نہیں ہو سکتی، بلکہ بغیر قرآن و آنے والے نبی کو اس طرح پہچانتے تھے جیسے کوئی شخص اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔ پھر آنے والے انبیاء کی صرف خبر ہی نہیں دی بلکہ ان پر ایمان لانے اور ان کے اتباع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بعثتِ انبیاء اور سلسلہ وحی جاری تھا تو مناسب بلکہ ضروری تھا کہ قرآن عزیز انبیاء سابقین کی طرح آنے والے انبیاء کا بھی مسلسل و مکمل تذکرہ کرتا اُن کے نام، اُن کا مولد، محلہ، اخلاق و عادات اور ایسے

لہ قال تعالیٰ یَغْرِثُؤَنَّهُ کَمَا یَغْرِثُؤُنْ اَبْنَاءَ هُمْ ۱۲ منہ

حالات بیان کر دیتا کہ جن کے معلوم کرنے کے بعد امتِ مرحومہ کو آنے والے انبیاء کے پیچھے میں کوئی مشبہ باقی نہ رہتا۔

بلکہ اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء کا تذکرہ بہ نسبت انبیاء سابقین کے زیادہ اہم اور ضروری تھا، کیونکہ انبیاء سابقین پر اجمالی ایمان کافی ہے، یہ ضروری نہیں کہ اس میں سے ہر شخص کا نام اور شخص معلوم ہو، اس کی ہدایتیں یاد ہوں، اس کے تمام احکام کی اطاعت کی جائے، اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے

مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ،

جس نے بتلادیا کہ بہت سے انبیاء سابقین کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بتلائے گئے، امت کا تو ذکر ہی کیا۔

الغرض انبیاء سابقین کے متعلق صرف اس قدر اجمالی ایمان کافی ہے کہ خداوند عالم نے جتنے انبیاء بھیجے ہیں وہ سب حق و صداقت پر ہیں اُن کے شخصی حالات ایمان کا مجز و نہیں۔ بخلاف بعد میں آنے والے انبیاء کے کہ اُن کے دعوے کی تصدیق ان پر ایمان لانا، اُن کے تمام احکام کا اتباع امتِ مرحومہ کا اولین فرض ہے اور ان کی نجات کا مدار ہوگا۔ وہ جب تک آنے والے انبیاء کو نہ پہچانیں اور ان پر ایمان نہ لائیں، اگرچہ پہلے سب انبیاء پر کامل ایمان رکھیں ہرگز نجات نہیں پاسکتے۔

ایسی حالت میں انصاف سمجھئے کہ انبیاء سابقین کے حالات کا دہرانا، اُن کے شخصی حالات کا تذکرہ زیادہ اہم اور ضروری ہے، یا بعد میں آنے والے انبیاء کا؟ اس کے بعد قرآن کریم کی آیات بنیات پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ اس مجسم ہدایت نے بعد میں آنے والے انبیاء کے ذکر اور اُن کے حالات کا کہاں تک اہتمام کیا ہے اور انبیاء سابقین کا کہاں تک؟

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کے تیس پاروں میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں دکھائی جاسکتی جس میں کسی بعد میں پیدا ہونے والے نبی کا نام یا اس کا حلیہ یا اس کا وطن یا اور کوئی تشخص بتلایا گیا ہو، بلکہ بلا تعین اجمالی طور پر کہیں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوگا۔

بخلاف اس کے کہ انبیاء سابقین کے نام نامی، ان کے وطن اور جائے قیام

کا اکثر بلکہ مکرر ذکر فرمایا گیا ہے، ان کے تبلیغی کارناموں اور قصصِ عبرت کو ایک مرتبہ اور ایک جگہ نہیں، بلکہ قرآن کے مختلف مواضع میں مکرر سرگروٹایا گیا، ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو دیکھئے کہ شاید کوئی پارہ ایسا نکلے جس میں اس قصہ کا تفصیلاً یا اجالا ذکر نہ ہو۔

تذیلِ عزیز کے اس طرزِ عمل اور طریقِ ہدایت میں کیا چشمِ بصیرت کے لئے یہ سبق نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، ورنہ کس قدر حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ جس آنے والے نبی کا شخصی طور پر پہچانا، اس کے حالات معلوم کرنا، اس کے احکام کی پیروی کرنا امت کے لئے جزوِ ایمان اور مدارِ نجات ہے، اس کا تو کہیں نام ہی نہ لیا جائے، کوئی ذکر بھی نہ کیا جائے، اس کے بعد میں آنے کی طرف اشارہ بھی نہ فرمایا جائے، اور جن انبیاء سے سابقین پر اجالی ایمان لانا کافی تھا اُن کے ناموں کا معلوم ہونا، ان کے حالات و تشخصات کا جاننا، ان کے قصص کا پڑھنا جزوِ ایمان نہیں تھا، اس کو بار بار مختلف عنوانات سے سلسلے قرآن میں دہرایا جا رہا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ قرآن مجید میں اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ رسالت اور وحی کے تذکرے کے ساتھ مِنْ قَبْلُ، مِنْ قَبْلِكَ وغیرہ کی قید لگا کر اس کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلے صرف زمانہ قبل ہی تک محدود ہیں، بعد میں نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ سلسلہ وحی جاری رہے گا۔

اسی کی ایک نظیر وہ آیت کریمہ ہے جو اوپر تلاوت کی گئی ہے یعنی كَذَٰلِكَ يُوحِي الْيَقِيْنُ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ جس میں بتلایا گیا ہے کہ وحی الہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی، اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف۔

غور کا مقام ہے کہ اگر بعد میں بھی یہ سلسلہ وحی جاری تھا تو اَدَل تو لازمی تھا کہ اس کو نہایت روشن کر کے ذکر کیا جاتا اور امت کو اس کے اتباع کی تاکید اور ہدایت کی جاتی، اور اگر یہ نہیں تھا تو کم از کم مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص کا تو کوئی موقع ہی نہیں تھا۔ اس لئے یہ یقین کہا جاسکتا ہے کہ قرآن عزیز میں وحی الہی کے ساتھ مِنْ قَبْلِكَ اور مِنْ قَبْلُ وغیرہ کی تخصیصات اس بات کا کھلا ہوا اعلان ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا جدید نبی پیدا نہ ہوگا۔

نیز یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ قرآن مجید ایک غیر منسوخ وابدی قانون ہے، قیامت تک پیدا ہونے والی تمام نسلیں اسی کے زیر حکومت ہیں، یہاں تک کہ منقرضہ مرزانیہ کی دونوں پارٹیوں کی بھی ظاہراً اس میں خلافت نہیں، اس کے باوجود اس میں آئندہ پیدا ہونے والے انبیاء کا تذکرہ نہ ہونا، اُن کے حالات کی تفصیل بلکہ اجمال کا بھی مذکور نہ ہونا قطعاً یہ حکم کر رہا ہے کہ آئندہ کسی طرح سے سلسلہ نبوت باقی نہیں۔

اگر کتب قدیمہ تورات و انجیل وغیرہ اس طرزِ عمل کو اختیار کرتی ہوئی صورت اپنے سے پہلے انبیاء کے تذکرہ پر اکتفا کرتیں، اور انبیاء کے ذکر کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگاتیں، تو ایک درجہ میں غیر مناسب نہ تھا، کیونکہ وہ کتابیں ایک محدود زمانہ اور محدود اقوام کے لئے نازل کی گئی تھیں وہ اس کی کفیل نہ تھیں کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہدایت کا مکمل سامان پیش کریں، اور ان انبیاء کا مفصل ذکر کریں جو اُن کے بعد میں آنے والے ہیں۔

لیکن قرآن عزیز جو تا قیامت تمام انسانوں کے لئے نجات و ہدایت کا کفیل ہو کر دنیا میں آیا ہے، اگر سلسلہ نبوت و وحی جاری رکھنے کے باوجود وہ بعد میں آنے والے انبیاء کے مفصل حالات بیان نہیں کرتا تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ (معاذ اللہ) اس کی تعلیم اور ہدایت میں سخت نقصان ہے۔

جب ہم کتب سابقہ کو انبیاء مابعد کے مفصل اور مکمل حالات اور ان کے تذکرے سے بہرہ برداشت کرتے ہیں، اور اس کے خلاف قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید نبی کا نام تک نہیں پاتے۔ مفصل حالات کو چھوڑ کر اجمال اور اشارہ بھی اس کی طرف نہیں دیکھتے، بلکہ مراحۃً اور قطعاً انقطاعِ نبوت کے مکرر اعلان اس کی آیات میں تلاوت کرتے ہیں تو ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی تشریفی یا غیر تشریفی اور بقول مرزا جی ظلی یا بروزی نبی کو تجویز کرنا یقیناً

۱۔ اگرچہ حقیقت میں وہ صرف مرزا صاحب کی پوجا کرتے ہیں اور انہی کے اتباع میں بہت سے احکام منقرضہ کو صفائی سے روکتے ہیں ۱۲ منہ

اسلام اور شریعتِ اسلامیہ سے روگردانی اس کی نصوص کو ٹھکرانا اور کھلا ہوا التراد ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اس کے بعد ناظرین کرام وہ آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں خداوندِ عالم نے انبیاء کے تذکرہ کے ساتھ من قبل وغیرہ کی قیدیں لگائی ہیں۔

تَنْبِيْهُ ۱۔ ان آیات سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر بقول مرزا صاحب نبی کی کوئی قسم غیر تشرعی یا ظلی یا بردزی وغیرہ بھی شریعت میں معتبر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ بھی منقطع ہے، کیونکہ نبی خواہ کسی نوع کا ہو اس کے ایمان لانا فرض اور اداس سے اعراض کفر ہے۔

ایسی حالت میں قرآن کریم کا آنے والے غیر تشرعی یا ظلی یا بردزی نبی کا کوئی تذکرہ نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف انقطاعِ نبوت کا اعلان کرنا اس کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان اقسام میں سے بھی کسی قسم کا کوئی نبی بھیجتا حق تعالیٰ کو منظور نہیں۔

اس جگہ ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر جو انتہائی شفقت تھی اس کے پیش نظر آپ نے قیامت تک امت کے سامنے پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو ایک ایک کر کے نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جس کا بیان احادیثِ نبویہ میں اہتمام کے ساتھ آتا ہے ایک طرف آئندہ آنے والے فتنوں اور اُن کے بڑے قائدوں کے پورے نشانات اور پتے بتلا کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیریں تلقین فرمائیں، تو دوسری طرف ایسے بزرگوں کے پورے نام و نشان بتلائے جو ملت کی رہنمائی کریں گے۔ مثلاً و جالوں کے آنے کی خبر اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی تدبیریں، آنے والے فتنوں کی نشانیاں، اُن کے وجوہ و اسباب، اُن کے شر سے بچنے کی صورتیں، احادیثِ صحیحہ میں نہایت تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، اسی طرح امت کی رہنمائی کرنے والے بزرگوں کے نام لے لے کر کہیں فرمایا **اِشْتَدُّ ذَا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اِلٰى نَبِيٍّ دَعَمَهُ** (تروی، ابن ماجہ)

کہیں ارشاد فرمایا **يَا أَيُّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ أُمَّةٍ عِطَاشًا إِلَّا مَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ رَّعِمَهُ رَعِمَانٌ دَعَلِيًّا** (داصنی از کبیر)

کہیں خلفائے راشدین کی سنت و طریق کو مضبوط پکڑنے کی ہدایت فرمائی تو کہیں تَشْكُوْا بِعَقْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (ترمذی) ارشاد ہوا۔

اور حَوَارِی الرَّبِّیِّ (بخاری) اور اَمِیْنُ هَذِهِ الْاُمَّةِ ابُو عَیْنٍ (بخاری) اور مِیْنَامُ هَذِهِ الْاُمَّةِ عَمْرِو الْعَبَّاسِ وَیَبْطُ هَذِهِ الْاُمَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ (کنز، ۳، ۶۵) اور خَیْرُ هَذِهِ الْاُمَّةِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ (خطابی، کنز) اور اَعْلَمُهَا بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ (کنز) فرما کر امت کے رہنماؤں اور مقتداؤں کے نام دے چکے ہیں۔

یمن سے اویس سترنی کے آنے کا پتہ دیا (مسلم) ملک شام میں ابدال پیدا ہونے کا ذکر کیا (مسند احمد) ہرمی کے شروع میں مجدد پیدا ہونے کا اظہار فرمایا (ابوداؤد) آخر زمانہ میں امام مہدی کے پیدا ہونے کا تفصیلی تذکرہ اور ان کی علامات اور پوری نشانیاں بتلائیں (العرف الوردی فی اخبار المہدی)

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آخر زمانہ میں آسمان سے اترنا بیان فرمایا اور ان کی اتنی علامات و نشانات واضح طور پر بتلائے کہ اس سے زیادہ کسی شخص کے نشانات متعین کرنا عا دۃً ممکن نہیں (التصریح بما تواتر فی نزول مسیح)

رحمۃ للعالمین نے امت کی حفاظت و ہدایت کے لئے یہ سب کچھ کیا لیکن کسی ایک حدیث میں اس کا اشارہ تک نہ فرمایا کہ ہمارے بعد فلاں نبی تشریف یا غیر تشریفی ظلی یا بروزی فلاں ملک، فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا، یہ اس کی علامات ہوں گی، اس کی اطاعت امت پر فرض ہوگی، اطاعت نہ کی گئی تو امت کا فر، گمراہ اور ابدی عذاب میں مبتلا ہو جائے گی۔

ہاں ذکر فرمایا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے کا ذکر فرمایا، جن کو نبوت اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے، اور مسترآن اُن کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔

پھر یہ بھی واضح فرمادیا کہ آخر زمانہ میں اس امت میں ان تشریف لانا باوجود منصب نبوت پر قائم ہونے کے بحیثیت نبی نہیں، بلکہ ایک امام اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں ہوگا، جیسے ایک صوبہ کا گورنر یا وزیر اعظم کسی دوسرے صوبہ میں چلا

جائے تو وہ اپنے عہد گورنری یا وزارت سے معزول نہیں کرتا، مگر اس دورے میں اس کا وجود اس حیثیت سے نہیں ہوتا
پھر آخر زمانہ میں آنے میں مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر ایک سو سے زیادہ
احادیث نبویہ میں اتنی تفصیل و توضیح کے ساتھ کیا گیا اور ان کے نشانات اور پتے
دیئے گئے کہ کسی شخص کے اس سے زیادہ پتے دینا عادتاً ناممکن ہے تاکہ آنے والے مسیح
کے بارہ میں امت کو کوئی التباس و اشتباہ نہ رہے (آنے والے مسیح کی علامات اور
نشانیوں جو نصوصِ قرآن اور احادیث نبویہ میں مذکور ہیں ان کو ہم نے ایک مستقل رسالہ
”مسیح موعود کی پہچان“ میں دلچ کیا جو یہ رسالہ شائع شدہ ہے ملاحظہ فرمایا جائے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سوا اس امت میں کسی نبی یا
رسول کے پیدا ہونے کا قطعاً کوئی تذکرہ بلکہ اشارہ تک کسی حدیث میں نہیں، بلکہ
اس کے خلاف اس کی بے شمار تصریحات موجود ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا منصبِ
نبوت کسی کو عطا نہیں ہوگا۔

قرآن کریم نے بھی جہاں ایمان کے بنیادی اصول بتلائے (جیسے آیت مذکورۃ العہد
میں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے ساتھ صرف انبیائے سابقین کی وحی کو
شامل فرمایا، کسی بعد میں پیدا ہونے والے تشریفی یا غیر تشریفی یا ظلی یا بروزی
نبی اور اس کی وحی کا مطلقاً کوئی ذکر نہ کیا۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتامِ نبوت اور انقطاعِ وحی نبوت پورے
قرآن اور ذخیرۂ احادیث میں اور کوئی بھی ثبوت نہ ہوتا تو ایک سمجھ دار آدمی کے لئے
انتہائی کافی تھا جس سے وہ یقین کر لیتا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی یا رسول پیدا
ہونے والا نہیں، اور نہ آپ کے بعد وحی و نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

بقول قادیانیہ اگر نبوت کی کچھ اقسام تشریفی یا غیر تشریفی یا ظلی بروزی ہوتیں،
اور ان میں سے کوئی قسم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی رہنے والی ہوتی،
تو کیا اس موقع پر لازم نہ تھا کہ اس کا تذکرہ کیا جاتا، کہ فلاں قسم کا نبی فلاں فلاں علامات
کے ساتھ آئے گا اس پر بھی ایمان لانا فرض ہوگا، اور جو کچھ اس پر نازل ہوگا اس کو

لے یہ رسالہ اس زیر نظر کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہے ۱۲ نمبر

بھی تسلیم کرنا، اور اس کی اطاعت کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہوگا۔

”اور ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے تھے،

بہت اُمتوں کی طرف؟

”اے محمد! آپ کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے

کس قدر پیغمبر آئے معجزے لیکر؟

”آپ سے پہلے بہت سے رسول

جھٹلائے گئے؟

”اور مذاق اڑایا گیا ہے ان رسولوں کا

جو آپ سے پہلے گزرے؟

”اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے

رسول تم سے پہلے؟

”اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی

دالوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب

آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا)؟

”اور ٹھٹھا کیا گیا ہے بہت سے رسولوں

کے ساتھ آپ سے پہلے؟

”اور ہم نے بھیجے ہیں بہت سے رسول

آپ سے پہلے؟

”اے محمد! آپ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد

بھیجے تھے کہ ہم حکم بھیجتے تھے ان کی طرف؟

”اللہ کی قسم ہم نے بہت سے رسول بھیجے

بہت سے فرقوں میں آپ سے پہلے؟

”اور جو کتاب ہم نے آپ کی طرف بطور وحی

بھیجی وہی حق ہے، تصدیق کرنے والی اپنے

سے پہلی وحی کی؟

آیت نمبر ۶۶ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ

مِّن قَبْلِكَ (انعام، پ)

آیت نمبر ۶۷ | كُلِّ جَاءَ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن

قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ الْآيَةِ (آل عمران، پ)

آیت نمبر ۶۸ | فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ

مِّن قَبْلِكَ (آل عمران، پ)

آیت نمبر ۶۹ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحِيًّا بِرُسُلٍ

مِّن قَبْلِكَ (انعام، پ)

آیت نمبر ۷۰ | وَلَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ

مِّن قَبْلِكَ (انعام، پ)

آیت نمبر ۷۱ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيًّا (الأنعام، پ)

أَهْلِي الْقُرَىٰ (يوسف، پ)

آیت نمبر ۷۲ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحِيًّا بِرُسُلٍ

مِّن قَبْلِكَ (رعد، پ)

آیت نمبر ۷۳ | وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

مِّن قَبْلِكَ (رعد، پ)

آیت نمبر ۷۴ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ

إِلَّا رِجَالًا نُّوحِيًّا (الأنعام، پ)

آیت نمبر ۷۵ | تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ

أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ (نمل، پ)

آیت نمبر ۷۶ | وَالَّذِي نَحْنُ آدِحِينَ إِلَيْكَ

مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (فاطر، پ)

”دستور پڑا ہوا ان رسولوں کا جو آپ سے پہلے بھیجے ہم نے؟“
”ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول بھیجا اس کو بھی وحی کی کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں میرے سوا سو میری ہی بندگی کر دو؟“

آیت نمبر ۷۷ | سُنَّةٌ مِّن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلِكَ
مِّن رُّسُلِنَا (بنی اسرائیل، ۱۷۱، ۱۷۲)
آیت نمبر ۷۸ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِّن رُّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْ ذُن ۚ
(انبیاء، ۲۲)

ظاہر ہے کہ یہ توحید کی تعلیم لازمہ نبوت ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی رسول بھیجا جاتا تو اس کے لئے بھی یقیناً ہی وحی ہوتی، اس کے لئے انبیاء ماقبل کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، اس وحی میں مِّن قَبْلِكَ کی تفسیر یقیناً اس امر کا ثبوت ہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بھیجا جائے گا۔

”ہم نے آپ سے پہلے جو کوئی رسول اور نبی بھیجا ہے تو؟“
”اد جتنے بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول سب کھانا کھاتے تھے؟“

آیت نمبر ۷۹ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِّن رُّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ (الزمر، ۲۵)
آیت نمبر ۸۰ | وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِّن الْمُرْسَلِينَ إِلَّا أَنَّهُمْ
لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ (فرقان، ۲۰)

یہ الفاظ بھی قابل لحاظ ہیں، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث ہوتا تو یقیناً وہ بھی کھانے پینے سے بری نہ ہوتا، پھر اس میں انبیاء ماقبل کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ آپ کے بعد نبوت کے انقطاع کا اعلان کرنا منظور ہے۔

”آپ سے پہلے بہت سے رسول جھٹلائے گئے؟“

آیت نمبر ۸۱ | فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ
مِّن قَبْلِكَ (فاطر، ۲۳)

”آپ کی طرف اد آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ اگر (بالغرض) تم بھی شرک کر دو تمہارے بھی سارے عمل جبط (بیکار) ہو جائیں، اد تم خسارہ والوں میں داخل ہو جاؤ؟“

آیت نمبر ۸۲ | وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى
الَّذِينَ مِّن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ
لَيَحْبِطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ
الْخَاسِرِينَ ۚ
(زمر، ۲۴)

اس میں بھی یہ بات غور طلب ہے کہ شرک اگر جبط عمل اور خصال کا باعث ہے تو وہ صرف انبیاء سابقین ہی کے لئے نہیں بلکہ اگر بعد میں بھی کوئی نبی ہوتا تو وہ بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔

اس کے باوجود مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص سے کیا اس کی طرف صاف اشارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ یہ احکام اس پر جاری ہوں گے، ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ شریعت خداوندی کسی بعد میں آنے والے نبی کے لئے شرک کو جائز نہیں رکھے گی۔

آیت نمبر ۸۴ | مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّنَا لَذُوْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (م السجدہ، ۲۴)

”آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو سب رسولوں سے آپ سے پہلے کہا گیا کہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دانا“

اس میں بھی ظاہر ہے کہ انبیاء ماقبل کی تخصیص نہیں، اگر آپ کے بعد بھی انبیاء ہوتے تو یقیناً اُن سے بھی یہی کہا جاتا، پھر مِنْ قَبْلِكَ کی تخصیص کا اس کے سوا کیا فائدہ ہے کہ انقطاع نبوت بتلانا منظور ہو کہ نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ یہ وحی اُس کی طرف بھیجی جائے گی۔

آیت نمبر ۸۴ | كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (شوری، ۲۵)

”ایسے ہی وحی بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف جو زبردست اور حکمت والا ہے“

آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء کی تخصیص کیا یہ نہیں بتلاتی کہ انبیاء ماقبل کے علاوہ اور کسی پر وحی نہ بھیجی جائے گی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اگر بعد نزول وحی ہوگی تو وہ اس کے مخالف نہیں، کیونکہ وہ انبیاء سابقین میں داخل ہیں۔

آیت نمبر ۸۵ | وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا ... الْآيَةُ (زخرف، ۲۵)

”اور اسی طرح جو رسول بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں الخ“

آیت نمبر ۸۶ | **وَأَمْثَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا** | "ادان رسولوں سے دریافت کر لیجئے
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا | جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے تھے ؟

(زخرف، ۳۵)

ان کثیر التعداد آیات کریمہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبوت و رسالت اور وحی وغیرہ کے سلسلہ کا جہاں کہیں ذکر آیا ہے اس کو اکثر ماقبل کے ساتھ مخصوص بتلایا گیا ہے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی انبیاء علیہم السلام پیدا ہونے والے تھے تو قرآن کریم کا یہ اسلوب قطعاً حکمت کے خلاف ہو جائے گا (والعیاذ باللہ) کیونکہ اس صورت میں اول تو یہ مناسب تھا کہ بعد میں آنے والے انبیاء کا فقہل تذکرہ اُن کے اسماء گرامی، اُن کے موطن و مہاجر و غیرہ بیان کئے جاتے، اور نسبت انبیاء سابقین کے اُن کا زیادہ تذکرہ کیا جاتا۔

اور اگر یہ بھی نہیں تھا تو کم از کم نبوت و رسالت اور وحی کے سلسلہ کے ساتھ مِنْ قَبْلُ وغیرہ کی تخصیصات اور قیود بڑھا کر اُمت کو اس مشبہ میں تو نہ ڈالا جاتا کہ بعد میں کوئی نبی اور وحی آنے والی نہیں۔

قرآن عزیز کے اس اسلوب حکیم پر ایک نظر ڈالنے والا اس یقین کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس کتاب مجید کو اس طرز تحریر کے ذریعہ سے یہی بتلانا منظور ہے کہ کسی قسم کی نبوت اور کسی قسم سے وحی نبوت کا سلسلہ آپ کے بعد جاری نہ رہے گا۔ ان صاف و صریح شواہد کو بھی اگر کوئی نظر انداز کرے تو اس کی قسمت۔

غیر تشریحی یا ظلی بردزی | اس سلسلہ آیات سے قادیانی دجل و تحریف کا بھی بالکلہ ازالہ
 نبوت کا انقطاع بلکہ ابطال ہو جاتا ہے جو قسم نبی غیر تشریحی یا ظلی یا بردزی وغیرہ کے عنوانات سے بیان کی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ آیات ختم نبوت صرف نبی تشریحی کے آنے سے مانع ہیں، غیر تشریحی یا ظلی و بردزی آ سکتے ہیں۔

کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اگر غیر تشریحی یا ظلی و بردزی کوئی قسم نبی کی عند اللہ مقبر ہوتی اور وہ بعد میں جاری ہونے والی ہوتی تو ضروری تھا کہ قرآن حکیم جو باتفاق قیامت تک آنے والی نسلوں کی ہدایت کا کفیل ہو کر آیا ہے وہ بہ نسبت انبیاء سابقین کے ان آنے والے انبیاء کے حالات و مقامات کو نہایت اہتمام سے روشن کر کے بیان کرتا۔

مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بجائے آنے والے انبیاء کی خبر دینے اور ان کے حالات بیان کرنے کے قرآن حکیم اپنی غیر محصور آیات میں انقطاع سلسلہ نبوت کی خبر دیتا ہو اور جہاں کہیں انبیاء اور نبوت و رسالت کا تذکرہ آتا ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ماقبل کے ساتھ مقید کرتا ہے تو ہمارے نزدیک کسی شب پرہ چشم کو بھی اس حقیقت سے آنکھ پڑانے کی مجال نہیں رہتی، کہ اگر بالفرض غیر تشریفی یا ظلی بروز کوئی قسم نبوت کی عند اللہ معتبر بھی ہوتی تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔ کیا مرزا غلام احمد کادام بھرنے والوں میں کوئی اللہ کا بندہ ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈبے، اور اس بدامت کا اعتراف کرے کہ اپنے آپ کو ہمیشہ کے عذاب سے بچائے۔

اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي [لَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ]

آیت نمبر ۸۷ | وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ
فِي الْأَوَّلِينَ (سورہ زمر، ۲۵) | اور بہت رسول بھی ہم نے پہلے
امتوں میں و

یہ آیت کریمہ اور اسی طرح تمام مذکورۃ الصدرا آیات جن میں بعثت انبیاء اور نزول وحی کا ذکر ہے سب کی سب اُممِ اولین اور زمان ماقبل میں نبوت اور وحی نبوت کو ثابت کرتی ہیں، مگر مابعد کے زمانہ کے لئے کوئی اشارہ بھی نہیں پایا جاتا حالانکہ اس کا بیان اس سے زیادہ اہم تھا جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے۔

لہذا آیات قرآنیہ کے اس عظیم الشان ذخیرہ کو دیکھنے والا اس پر ایمان لانے کیلئے یقیناً مجبور ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا سلسلہ نبوت درجی باقی نہیں۔

آیت نمبر ۸۸ | ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ

الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا
فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ
مُقْسِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ
يَأْذِنُ اللَّهُ ۚ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيرُ

(فاطر، پ ۲۲، ۳۷)

”پھر ہم نے قرآن مجید کا وارث ان لوگوں
کو بنادیا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں
انتخاب کیا، پھر ان میں (تین قسم کے
لوگ ہیں، بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے
رگبھاس اور بعض نیچ کی چال پر چلنے والے
اور بعض نیکیوں میں بڑھنے والے، اللہ کے
حکم سے، یہی ہے بڑی بزرگی“

اس آیت کریمہ نے دارینِ سترآن یعنی امتِ مرحومہ کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا ہے، جن کی تعیین میں صحابہ کرامؓ سے چند قول مروی ہیں۔

حضرت عقبہ ابن صہبانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو فرمایا:-

<p>”پیارے! یہ تینوں جماعتیں تھیں ان میں سے سابق بالخیرات تو وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گزر گئے، آپؐ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی۔ اور مقتصد وہ لوگ ہیں جو آپؐ کے اصحاب میں سے اُن کے نشانِ قدم پر چلے اور ظالمِ نفس ہم جیسے لوگ ہیں۔“</p>	<p>يَا بَنِي هَؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ أَمَّا السَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ فَمَنْ عَمِلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَأَمَّا الْمُقْتَصِدُ فَمَنْ اتَّبَعَ أَتْبَعًا مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى الْخَلْقَ بِهِمْ وَأَمَّا الظَّالِمُ لِنَفْسِهِ فَمِثْلِي وَمِثْلَكُمْ</p> <p>(تفسیر ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم، ج ۸، ص ۱۹۶)</p>
---	--

راوی کہتے ہیں کہ یہ صدیقہ عائشہؓ کی تواضع اور کسرِ نفسی ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو ظالمِ نفس میں شمار کیا ورنہ وہ تو سابقین بالخیرات میں اعلیٰ درجہ پر ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ سے ان تینوں جماعتوں کی تعیین میں یہ روایت کیا جاتا ہے کہ:-

”ظالمِ نفس گاؤں والے ہیں (جو اہل علم سے دور رہتے ہیں) اور مقتصد شہر والے ہیں،

اور سابق بالخیرات اہل جہاد ہیں و (ابن کثیر بحوالہ ابن ابی حاتم، صفحہ ۱۹۶، جلد ۸)

ان تینوں جماعتوں کی تعیین خواہ صدیقہ عائشہؓ کے قول کے مطابق کی جائے یا حضرت عثمان غنیؓ کے، لیکن اتنی بات بالا جمال دونوں میں متفق علیہ ہے کہ ان میں سے کوئی جماعت انبیاء کی جماعت نہیں، بلکہ وہ سب صحابہ کرامؓ ہیں، یا بعد میں آنے والے عام امتی۔

بالخصوص صدیقہ عائشہؓ کا قول تو اس میں بالکل صاف ہے، کیونکہ ان کی تفسیر پر سابق بالخیرات سے وہ صحابہ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں وفات پا چکے، اور آپؐ نے اُن کے لئے جنت کی بشارت دی، اور ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی نبی نہیں تھا، خود مرزا جی اور اُن کی امت بھی صحابہ کرامؓ میں سے

کسی کو نبی نہیں مانتے ۔

اور جب امت کے افضل ترین طبقہ یعنی سابقین بالخیرات میں انبیاء نہیں تو مقتصد اور ظالم لنفسہ میں اظہر ہے کہ انبیاء نہیں ہو سکتے ، اور نہ مقتصد اور ظالم لنفسہ کے القاب شانِ نبوت کے کسی طرح مناسب ہیں ۔

الحاصل جو لوگ کتابِ مبین یعنی قرآن مجید کی وراثت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں ، اُن کی تین جماعتیں ہیں اور ان تینوں جماعتوں میں کسی نبی کا ذکر نہیں بلکہ ایک طرح سے نفی موجود ہے ، تو کیا یہ اس امر کا واضح ثبوت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی فرد نبوت کا باقی نہیں ہے ، حتیٰ کہ قرآن عزیز کا وارث اور اس کی شریعت کا پابند ہو کر بھی کوئی نبی اس امت میں پیدا نہیں ہو سکتا ، اس سے اس غیر شرعی اور ظلی نبوت کی بھی نفی ہو گئی جو مرزا جی نے مسلمانوں کو پہلانے کے لئے ایجاد کی ہے ۔

آیت نمبر ۸۹ | یَوْمَ تَقَلَّبُ دُجُوهُهُمْ فِي
النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا اطَعْنَا
اللَّهَ وَاطَعْنَا الرَّسُولَ .

” جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے لئے
منہ آگ میں کہیں گے کاش ہم نے اطاعت
کی ہوتی اللہ کی اطاعت کی ہوتی دھما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی “

(احزاب ، پ ۲۲)

آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہے کہ الرسل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ، اس لئے پہلے یثقل اور مایدہ دیکھو وغیرہ کے الفاظ دیکھو۔
دلہذا آیت کا حاصل یہ ہے کہ اس امت کے کفار کو جہنم میں اسی پر عذاب ہوگا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیوں نہ کی ، اور اسی پر ان کو حسرت ہوگی ۔

اور اگر آپ کے بعد اور انبیا بھی پیدا ہونے والے تھے ، اور ان کی اطاعت بھی امت کے لئے ضروری تھی تو اس اطاعت کے ترک پر بھی عذاب ہونا چاہیے تھا ، اور اظہار حسرت کے وقت کفار کا یہ قول ہونا چاہیے تھا اَطَعْنَا الرَّسُلَ یعنی کاش ہم اُن سب رسولوں کی اطاعت کرتے جو ہماری طرف بھیجے گئے ۔

اور اسی طرح آیت ذیل بھی اسی معنی کی شاہد ہے :-

آیت نمبر ۹۰ | وَتَقُولُ يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ
بِيدِهِ يَقُولُ يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ

” اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا ، اور
کہے گا کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا (پناہ)

آیت نمبر ۹ | وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً

لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سورہ مبارکہ)

کے ساتھ راستہ اختیار کرنا یہ

” اور ہم نے آپ کو تمام ہی انسانوں کی

طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے “

اس مضمون کی چند آیات پہلے گزر چکی ہیں اور ان کے ذیل میں صورت استدلال بھی بیان کر دی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عموم بعثت ثابت کرتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قیامت تک تمام پیدا ہونے والی نسلوں کی ہدایت کے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفیل بنادیئے گئے ہیں آپ کی نبوت کے بعد کسی اور نبوت کی (خواہ وہ کسی صورت سے ہو) ہرگز ضرورت نہیں۔

آیت نمبر ۱۲ | إِنَّ هُوَ الَّذِي يُزَيِّرُكُمْ

يَمِينٌ يَدَىٰ عَذَابٍ مُّثَبِّطٍ

سورہ مبارکہ (پناہ)

” محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ڈرانے

والے ہیں ایک آنے والے عذاب شدید

سے پہلے “

اس آیت کریمہ میں عذاب شدید سے قیامت مراد ہے، جیسا کہ ابن کثیر وغیرہ مفسرین نے تصریح فرمائی ہے (دیکھو تفسیر ابن کثیر، ص ۱۷۶، ج ۸)۔

اور اس لئے اس آیت کا حامل بھی وہی ہے جو اوپر چند آیتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی پیدا ہونیوالا نہیں، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کی تفسیر حدیث ذیل سے کی ہے:-

عَنْ بَرْزِيذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِثْتُ

أَنَا وَالسَّاعَةَ جَمِيعًا إِنَّ كَادَتْ

لَتَشَقَّقَنِي . رواه أحمد في

مسندہ (ابن کثیر)

” حضرت بربزیدؓ راوی ہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور

قیامت دونوں ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں

(گویا) وہ تو مجھ سے بھی آگے ہوئی جاتی

تھی “

اس حدیث شریف کا مضمون آیت مذکورہ کی تفسیر اور اس کا واضح ثبوت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں، اور قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ہونے سے یہی اور صرف یہی مراد ہو سکتا ہے ورنہ معاذ اللہ یہ کلام نبوی واقع کے خلاف ہوگا، بالخصوص آج جب کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بھی تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور قیامت آج تک بھی نہیں آئی۔ پس اتنی طویل اور عریض مدت کے ہوتے ہوئے اگر قیامت کو قریب کہا جاسکتا ہے تو صرف اس اعتبار سے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

آیت نمبر ۱۳ | يٰثَبِّتِ اللَّهُ التَّيْمِيْنَ
اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ

سورہ ابراہیم، ۳۱

” مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو
مضبوط بات سے، دنیا کی زندگی میں
اور آخرت میں “

یہ آیت کریمہ عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس کی تفسیرِ احادیث میں اس طرح فرمائی گئی ہے، صحیح بخاری میں بروایت برابر ابن عاذب مذکور ہے کہ:-

اِذَا اُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهٖ
اُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يَثْبُتُ اللّٰهُ الَّذِيْ
اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰیةِ

(بخاری، ۳، ص ۱۸۳)

” جب مومن اپنی قبر میں بٹھایا جائے گا
تو اس کے پاس مندرشتے آئیں گے پھر
وہ شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی
معبود نہیں، اور محمد، رسول اللہ
ہیں، پس یہی قول ثابت ہے جو آیت
ثبیت اللہ میں مذکور ہے “

اور صحیح مسلم اور نسائی اور ابوداؤد، ابن ماجہ، اسمعیلی، ابوعوانہ وغیرہ میں بھی یہ روایت کسی قدر تفصیل کے ساتھ موجود ہے، جس کے بعض الفاظ میں ہے کہ مومن قبر میں شہادت دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانے گا، پس یہی قول ثابت ہے۔

اور صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ پس وہ کہے گا، رَبِّیَ اللّٰهُ رَبِّیَّتَنِیْ مُحَمَّدٌ (میرا پروردگار اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہیں)۔ (دیکھو فتح الباری، ص ۴۰۳ ج ۱)

الغرض ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ آیت میں قول ثابت سے وہ کلام مراد ہے جو مسلمان سوالِ قبر کے جواب میں کہے گا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں جب نبوت پر کلام آئے گا تو وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بتلا کر امتحان میں کامیاب ہوگا۔
بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ جواب میں یوں کہے گا:-
”میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کہ خاتم النبیین ہیں“ دیکھو درمنثور ص ۱۶۵

ج ۶ کی روایت مذکور

اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی خواہ کسی قسم کے ہوں دنیا میں مبعوث ہوتے اور مسلمان ان پر ایمان لاتے تو ضرور تھا کہ جب قبر میں نبوت کا سوال ہوتا تو وہ اس نبی کا نام لیتے۔

لیکن ہم معاملہ برعکس دیکھتے ہیں تمام مسلمان کرکھی ہی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد ہیں اور اس کے ساتھ ہی مرزائی ادلام کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ آپ آخر النبیین ہیں، اور جب آیت مذکورہ میں قول ثابت سے بھی مراد ہے یہ آیت کریمہ مطلقاً ختم نبوت کے لئے ایک قوی دلیل ہے۔

آیت نمبر ۱۹ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ	”لے محمد فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اگر تم میرا اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا“
---	---

(سورۃ آل عمران، پ ۲۴۷)

اس آیت کریمہ میں اس امت کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر محبت خداوندی کا وعدہ ہے اور کسی نبی کے اتباع یا اس پر ایمان لانے پر موقوف نہیں، جس سے ثابت ہوا کہ آپ ہی آخری نبی ہیں، آپ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی پیدا ہوگا اور نہ بقول مرزاجی غیر تشریفی یا ظلی بر دزی، کیونکہ اگر کوئی نبی پیدا ہو تو لازمی ہو کہ اس پر ایمان لانے اور اس کا اتباع کرنے کے بغیر کوئی شخص محبوب خدا نہ بن سکے، جیسا کہ اس سے پہلے بہت تفصیل مکرر گزر چکا ہے۔

آیت نمبر ۱۹ مَا يَنْفَكُ مِنْ إِلَّا النَّاسُ	”وہ لوگ اب کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں“
أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَعْثَةٌ فَيَقْدِرُوا	اس کے کہ اُن پر قیامت اچانک پہنچ جائے
أَشْرَاطُهَا (سورۃ محمد، پ ۲۶)	اس لئے اب قیامت کی علامات آ رہی ہیں؟

تفسیر جامع السببان صفحہ ۲۳۵ اور تفسیر کبیر صفحہ ۵۲۱ ج ۷، وغیرہ میں اس آیت

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :-

وَمِنْ أَشْرَاطِهَا مَبْعَثُ رَسُولٍ لِّلّٰهِ
مَلٰٓئِكَةٌ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
خود علامات قیامت میں سے ہے ؟“

بعثت نبویؐ کو اس آیت نے علامات قیامت قرار دیا جس کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالفضلؓ کی حدیث میں مفصل بیان فرمایا ہے، جس کی شرح آیت نمبر ۶۲ کے تحت میں گذر چکی ہے، فلیراجع

آیت نمبر ۹۶ | اِنَّ هُوَ الَّذِي ذِكُرْنَا لِّلْعَالَمِيْنَ
وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاًۭا۟ۤ بَعْدَ حَيْثُۦنَ ؕ
(سورہ ص، پ ۲۳)

”یہ تو ایک نصیحت ہے جہاں والوں کو
اور تم معلوم کر لو گے اس کا حال
تھوڑی دیر پہلے ؟“

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عموم بعثت بتلا کر ختم نبوت کا اعلان کیا گیا ہے، جس کا مفصل بیان پہلے گذر چکا ہے ۔

آیت نمبر ۹۷ | فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ
بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًاۢ لِّمَا بَيَّنَّ
يَدٰٓيْهِ . (بقرہ، پ)

”سو جبریلؑ نے یہ قرآن آپ کے قلب
تک پہنچا دیا ہے خداوندی حکم سے اس کی یہ
حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اس وحی کی
جو آپ سے پہلے نازل ہو چکی ہے“

آیت نمبر ۹۸ | وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ
مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُصَدِّقًاۢ لِّمَا
مَعَهُمْ . (بقرہ، پ)

”اور جب آیا ان کے پاس رسولؐ (محمدؐ)
اللہ کی طرف سے جو اس وحی کی تصدیق
کرتا ہے جو اہل کتاب کے ساتھ تھی ۔
(یعنی تورات و انجیل وغیرہ)“

آیت نمبر ۹۹ | وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَهُمْ . (بقرہ، پ)

”قرآن مجید حق ہے اُس وحی کی تصدیق
کرنے والا جو اہل کتاب کے ساتھ تھی (یعنی
تورات و انجیل وغیرہ)“

ان تینوں آیات قرآنیہ کا حاصل یہ ہے کہ جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ اس وحی کی تصدیق کرنے والی ہے جو آپؐ سے پہلے انبیاء پر نازل ہو چکی ہے ۔ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں کثرت سے موجود ہیں، اور اوپر لکھی جا چکی ہیں

اگر ذرا تدبر سے کام لیا جائے تو ان سب آیات میں انقطاع وحی و نبوت کا واضح اعلان ہے، کیونکہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء اور آپ سے پہلی کتب سادہ کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اگر ایک طرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی طرف نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتے ہیں تو دوسری طرف آئندہ آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی خوشخبری بھی امت کو سناتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی امت کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں تو فرماتے ہیں:-

” میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں،
تصدیق کرنے والا اس وحی کی جو مجھ سے
پہلے نازل ہوئی یعنی تورات اور خوشخبری
دینے والا ایک اور رسول کی جو آئیں گے
میرے بعد جن کا نام نامی احمد ہے“

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا
لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ
مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
اسْمُهُ أَحْمَدُ.

(سورہ صف، ۲۷)

جس میں ایک طرف وحی ماضی کی تصدیق ہے، تو دوسری طرف بعد میں آنے والے رسول کی بشارت بھی موجود ہے۔ لیکن تشرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بعینہ اس مضمون کو بیان فرماتے ہیں تو اس اسلوب کو چھوڑ کر صرف اپنے سے پہلی وحی کی تصدیق پر اکتفا کرتے ہیں، زائد مابعد کے متعلق کسی نبی یا کسی وحی کا کوئی تذکرہ نہیں فرماتے، حالانکہ اگر بعد میں بھی سلسلہ وحی جاری مانا جائے تو اس کی بشارت اور تصدیق بہ نسبت ماقبل کے زیادہ اہم ہے، جیسا کہ اوپر مفصل بیان کر دیا گیا ہے۔

کیونکہ کتب سابقہ کی تصدیق اگر اہل کتاب کی توجہ دین محمدی کی طرف کھینچنے والی ہے تو بعد میں آنے والے نبی اور نازل ہونے والی وحی کی بشارت اور اس کی تصدیق تمام امت محمدیہ کی آئندہ نسلوں کے لئے ملازمت ہے۔

با ایں ہمہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تشرآن عزیز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے سے پہلے انبیاء اور ان کی وحی کی تصدیق پر اکتفا فرماتے ہیں، اور مابعد کے متعلق باوجود اشد ضرورت کوئی اشارہ بھی نہیں فرماتے، بلکہ صاف طور سے انقطاع نبوت کا اعلان فرماتے ہیں تو بلاشبہ اس پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی نبی پیدا ہونا قضاے خداوندی میں معتدور نہیں۔

یہ ننانوے آیات و ستر آئینہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا اختتام و وضاحت ثابت کرتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریعی یا ظلی بروزی۔

مسئلہ ختم نبوت کا ہر پہلو و سرکان مجید کی روشنی میں واضح ہو چکا اس کی ننانوے آیتوں نے ہر سوتے ہوئے کو بیدار اور بیدار کو ہوشیار کر کے خدا کی حجت اہل عالم پر تمام کر دی، اس کے بعد بھی اگر کوئی ختم نبوت پر ایمان نہ لائے تو اس کی قسمت، **فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ يُوسُفَ يَمُوتُونَ** اس کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائیں گے؟

ایک ضروری تنبیہ

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورۃ العذر ننانوے آیتیں جو ختم نبوت کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں، ان میں سے بعض اس مقصد میں بالکل صریح اور عبارت النص ہیں، اور بعض اشارۃ النص یا دلالت النص اور اقتضاء النص کے طور پر ہیں، اور یہ چاروں طریق باتفاق علماء اصول استدلال کے قطعی اور یقینی طریق ہیں۔ (دیکھو حسامی، نور الانوار وغیرہ) اور بعض وہ آیات بھی ہیں جن سے بطریق استنباط یا نکات کے طور پر ختم نبوت کا ثبوت نکلتا ہے، جو اصل مسئلہ کی تائید کے لئے پیش کی گئی ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

لہ قرآن کریم سے کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے چار طریق ہیں، عبارت النص، اشارۃ النص، دلالت النص، اقتضاء النص۔ جن کی تعریفیں اصول کی کتابوں میں مفصل ہیں، اور یہ چاروں طریق باجماع اہل اصول قطعی اور یقینی ہیں ۱۲ منہ

ضمیمہ ختم نبوت حصہ اول؛

ایک اور شبہ | خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے جو جدت طرازیں اختیار کی ہیں اور اس کا ازالہ | ان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ محض مجاز پر محمول ہے جیسا کہ اس کی دوسری نظر خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ میں باتفاق یہی معنی مجازی مراد ہیں، کیونکہ عرف میں جس شخص کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے کسی کے نزدیک اس امر سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کے بعد کوئی محدث پیدا نہ ہوگا۔

مرزائی اپنی اس ابلہ فریب تقریر پر خوش ہیں، لیکن درحقیقت یہ بھی اسی مرزائی خوش فہمی کا کرشمہ ہے جو خاص مرزائیت کا حصہ ہے، کیونکہ خاتم المحدثین، خاتم المحققین وغیرہ انسان کا کلام ہے، جس کو کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے، کتنے آدمی پیدا ہوں گے اور کتنے مریں گے، اور کتنے عالم ہوں گے، اور کتنے جاہل رہیں گے، کتنے محدث و مفسر بنیں گے اور کتنے آوارہ بھریں گے، اس لئے اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے لئے خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین وغیرہ الفاظ استعمال کرے، اور اگر کہیں اس کے کلام میں ایسے الفاظ پائے گئے تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ان کو مجازیاً مبالغہ پر محمول کیا جائے ورنہ یہ کلام بالکل لغو اور بے معنی بلکہ جھوٹ ہو جائے گا۔

لیکن کیا خلاقی عالم کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں، اور جو اپنے علم و اختیارات کے ساتھ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے؟ پس جب علیم و خیر اور قدوس و حکیم کے کلام پاک میں کسی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ظاہری اور حقیقی معنی کو جو بلا تکلف بنتے ہیں چھوڑ کر مبالغہ یا مجاز پر حمل کیا جائے۔

الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلام کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں، مگر خدائے قدوس کے کلام میں یہی اس کی کوئی ضرورت نہیں، اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسئلہ کے خلاف ہے۔

اس کے علاوہ جب خاتم النبیین کے معنی خود قرآن مجید کی ننانوے آیات نے واضح طور پر بتلایئے جس میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کو دخل نہیں دیا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسو احادیث میں اس کی ایسی شرح فرمائی ہے کہ جس میں کوئی خفا باقی نہ رہا، اور پھر اجماع صحابہؓ اور اقوال سلف نے اس کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لینے پر جہر کر دی، تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی مجازی معنی مراد لے، اگرچہ الفاظ میں اس کا احتمال بھی ہو۔

عجب ہے کہ خود متکلم جل مجدہ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہے، اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرامؓ اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے اور نہ تاویل و تخصیص، جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بحوالہ اقتصاد امام غزالیؒ اور بحوالہ شفاء قاضی عیاضؒ نقل کر آئے ہیں۔

لیکن مرزا صاحب اور ان کی اندھا دھند اتباع کرنے والے یہ نیا انکشاف کر رہے ہیں کہ یہ لفظ مجازی معنی پر محمول ہے۔

میرزا کہ غایت و زاہد کے نہ گفت ۛ در حیرتم کہ بادہ فروش از کجاشنید
الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہؐ اور اجماع صحابہؓ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص، تو اب کسی کو حق نہیں کہ اس لفظ کو خاتم المحققین وغیرہ الفاظ پر قیاس کر کے اس کی منصوص و منقول تفسیر کو بدلے ۛ

ختم نبوت حصہ اول تمام شد

ختم النبوة

في الحديث

حصة دوم

ختم النبوة فی الحدیث

حصہ دوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

گفتہ ادگفتہ اللہ بود ؛ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
احادیث نبویہ کا غیر محصور دفتر جو مسئلہ ختم نبوت میں منقول ہے، اس کا استیعاب
تو نہایت دشوار بلکہ اس وقت تو عادتہ غیر ممکن ہے۔ لیکن اس میں سے جس قدر حصہ
اس مقولہ سے دقت میں اور محدود ذخیرہ حدیث میں ناقص متبع کے ساتھ سامنے
آیا ہے، اس کو حوالہ قلم کیا جاتا ہے۔ ہاں احادیث کے موجودہ ذخیرہ کو دیکھ کر
بھی بلا تامل یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ :-

ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں

جس کی تفصیل سے پہلے ہم مختصر طور پر متواتر کے معنی اور اس کا حکم بتلاتے ہیں :-
خبر متواتر وہ خبر ہے جس کے نقل کرنے والوں کی تعداد اس کثرت سے
پائی جائے کہ ان کی کثرت وحیثیت کو دیکھ کر عقل کو یہ گنجائش نہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ
پر متفق ہو جانا تسلیم کر لے۔

مثلاً بغداد کو ہم نے دیکھا نہیں مگر اس کے شاندار شہر ہونے کا آفتاب
کی طرح یقین رکھتے ہیں، کیونکہ اس کے وجود کی خبر دینے والے اس کثرت سے ہیں کہ
عقل ان سب کو کسی جھوٹ بات پر متفق ہو جانے والے قرار نہیں دے سکتی۔
خبر متواتر کا حکم یہ ہے کہ اس سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ قطعی اور یقینی اور ایسا ہی
بدیہی ہوتا ہے جیسا مشاہدات کا علم جس طرح دہلی کو دیکھ کر ہمیں اس کے عظیم الشان شہر

ہونے کا یقین ہے ٹھیک اسی طرح بغداد کے شاندار شہر ہونے کا یقین اس کی خبر متواتر کی بنا پر ہے، یا جس طرح اپنے والدین کو دیکھ کر ہمیں اُن کے وجود کا یقین ہے اسی طرح سکندر اور آنا کے وجود کا یقین ہے، حالانکہ نہ ہم نے ان کا زمانہ پایا نہ ان کو دیکھا، بلکہ یہ فیض صرف خبر متواتر کا ہے۔

اسی طرح حدیث متواتر کو سمجھنا چاہئے کہ جس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے آپ کے عہد مبارک سے لیکر آج تک اس کثرت سے ہوں کہ ان کا کسی خلاف واقعہ بات پر اتفاق کر کے جھوٹ بولنا محال ہو وہ حدیث متواتر ہے، اس کے کلام نبوی ہونے کا یقین بالکل ایسا بدیہی ہوتا ہے جیسا دوپہر کے وقت آفتاب کے وجود کا۔

اور اسی لئے تمام امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اس پر ایمان لانا مسترآن کی طرح فرض اور اس کا انکار کفر صریح ہے، کیونکہ وہ درحقیقت ایک حدیث کا انکار نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار اور عیاذ باللہ آپ کے صدق و دیانت پر حملہ ہے۔

اس کے بعد معلوم کر لینا دشوار نہ رہا کہ احادیث ختم نبوت متواتر المعنیٰ ہیں کیونکہ متواتر کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ روشن مثال محدثین نے حدیث ذیل کو قرار دیا ہے:

مَنْ كَذَّبَ عَلَى مُتَعَدٍّ فَلْيَتَّبِعْهُ | ”جو شخص جان بوجھ کر کھڑا کرے ہمارے
مُتَعَدٍّ فِي النَّارِ۔ | کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھ لینا چاہئے“

اور حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کے تواتر کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تو اسنادوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے جن میں سے تیس اسنادیں حسب قواعد محدثین صحیح ہیں۔

اور جب تواتر کی اعلیٰ حد یہ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے

لے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ آپ کے علیہ شریف ادا آپ کی جسمانی کیفیات پر ایمان لائے، بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ ان کے ہر قول پر بغیر کسی شک کے یقین کرے ۱۲ منہ

میں کوئی مشبہ نہیں، کیونکہ ختم نبوت کی احادیث صریحہ تنوع بھی زائد ہیں، جن میں سے تقریباً چالیس حدیثیں تبصریجات محدثین صحیح ہیں، صرف اتنا فرق ہے کہ حدیث متن کَذَّبَ عَلَى مُتَعَبِّدًا کے الفاظ بھی متواتر ہیں، اور احادیث ختم نبوت متواتر المعنی ہیں، یعنی بالفاظ مختلف تنوع زائد احادیث میں مضمون ختم نبوت بیان فرمایا گیا ہے۔ بلکہ اگر کتب حدیث کے قبیح میں پوری کوشش کی جائے تو عجب نہیں کہ لَانَبِيَّ بَعْدِي کے الفاظ بھی درجہ تواتر کو پہنچ جائیں، کیونکہ انہی الفاظ کے ساتھ جتیل احادیث آپ انشاء اللہ اسی رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حالانکہ ہم عرض کیے ہیں کہ کتب حدیث کا جو ذخیرہ اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ بہت مختصر ہے، اور اس پر مزید یہ کہ هجوم مشاغل کے وقت نہایت بے اطمینانی کی حالت میں اس رسالہ کی ترتیب ہو رہی ہے۔ اور امام الحدیث حافظ ابن حزمؒ کی کا بیان ہمارے اس گمان کی تصدیق کے لئے بھی کافی ہے۔

ملاحظہ ہو بطل ونخل ابن حزم صفحہ ۷۷، جلد اول :-

<p>”جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے، اُن میں کثیر التعداد حضرات کی نقل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“</p>	<p>وقد صرح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بنقل الكواثر التي نقلت نبوته وعلامه وكتابه انه اخبر انه لا نبي بعده.</p>
--	---

بطل کی اس عبارت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیث لَانَبِيَّ بَعْدِي متواتر ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تواتر بھی اُسی درجہ کا تواتر ہے جس درجہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے معجزات اور قرآن مجید کا تواتر ہے اور امام التفسیر الحدیث حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

وَبِذَلِكَ وَرَدَتْ الْاَحَادِيثُ الْمَتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

(تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹، ج ۱)

”احادیث متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم نبوت پر وارد ہوئی ہیں، جن کا

صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے :-
اور سید محمود آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں :-

وكونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب
وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه
ويقتل ان اصر - (روح المعانی، ۶۵، ج ۷)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر قرآن
مہمید نے تصریح فرمائی اور احادیث نبویہ نے صاف طور سے اُن کو بیان فرمایا اور اس
پر تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے، اس لئے اس کا منکر کافر سمجھا جائے اور اگر
اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے“

اس کے بعد احادیث ختم نبوت مع ترجمہ اردو ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں ترتیب
میں اس کی رعایت کی گئی ہے کہ بخاری و مسلم کی روایات کو پہلے اور دوسری حدیث کی
روایات کو بعد میں لکھا گیا ہے۔

صحیحین بخاری و مسلم کی احادیث

”حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے
فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء
کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر
بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و
پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ
میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے
چھوڑ دی، پس لوگ اُس کے دیکھنے
کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش
ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک
اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (اگر مکان

حدیث نمبر ۱ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيُعْجِبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبَنَةُ وَأَنَّا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي كِتَابِ الْأَنْبِيَاءِ وَمُسْلِمٌ ۲۴۸ ج ۲ فِي

کی تعمیر مکمل ہو جائی، چنانچہ میں نے اس
جگہ کو پڑ کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا
اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، (ایا، مجھ
پر تمام رسول ختم کر دیئے گئے؟

الفضائل واحمد فی مسنده
مشۃ ۳۱ ج ۲، والنسائی والترمذی
وفی بعض الفاظہ فکنت انا
سد ذل مؤذیع اللینۃ وختم
فی البنیان وختم فی الرسل
هكذا فی الکتر عن ابی عساکر

جو لوگ کیمادی تحلیلالات کے ذریعہ ختم نبوت کے عموم میں سے مختصر نبوت
بروزیت و ظلیت کی آٹے کرتاویلات باطلہ سے مسئلہ ختم نبوت کو صرف نبوت تشریعیہ
کے ساتھ مخصوص کر دینا چاہتے ہیں وہ ذرا اس صحیح حدیث کے مضمون پر غور فرمائیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بلوغ تمثیل کے ساتھ ان کے ادبام کا استیصال فرما دیا
ہے۔ کیونکہ اس تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالی شان محل کی طرح پہلے جس
کے ارکان انبیاء علیہم السلام میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف
لانے سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا، اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم
کی گنجائش تعمیر میں باقی نہیں تھی، جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا فرما کر
قصر نبوت کی تکمیل فرمادی، اب اس میں نہ نبوت تشریعیہ کی گنجائش ہے، اور
نہ غیر تشریعی وغیرہ کی۔

علاوہ بریں حدیث میں مثل الانبیاء من قبلی کے الفاظ خصوصیت پہلے
قابل غور ہیں جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
جنے انبیاء گزر چکے ہیں جن میں اصحاب شریعت جدیدہ بھی تھے، اور پہلی مشرائع کے قیام
میں۔ الغرض ان سب کے مجمع سے قصر نبوت کی تکمیل میں صرف ایک ہی اینٹ
کی کمی واقع تھی جس کو آپ نے پورا فرمایا، آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کی گنجائش
نہیں رہی۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ | مرزائی امت نے اس حدیث کی تحریف کے لئے کہا ہے کہ
جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ کا تشریف
لانا کس طرح ہو سکتا ہے، نیز ان کا اپنی جگہ سے نکل کر دوسری جگہ میں جانا قصر نبوت

کے زلزل کا باعث ہو گا۔

لیکن جس شخص کو عقل و انصاف کا کوئی حصہ ملا ہے وہ بلا تکلف سمجھ سکتا ہے کہ مکان کی کسی اینٹ کے تعمیر میں آخری ہونے سے یہ کسی طرح لازم نہیں آتا کہ پہلی تمام اینٹیں فنا ہو چکی ہوں۔

ٹھیک اسی طرح سمجھو کہ کسی نبی کا آخری ہونا بھی اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے پہلے سارے انبیاء وفات پا چکے ہوں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تشیل بلیغ سے جو آپ کا قصر نبوت کے لئے آخری رکن ہونا سمجھ میں آتا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا منافی نہیں۔

اسی طرح یہ کہنا بھی انتہائی جہالت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں آنے سے قصر نبوت میں حرکت اور زلزل لازم آتا ہے، کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مشبہ بہ کے تمام احکام مشبہ پر جاری کئے جائیں، یعنی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص شیر ہے یا شیر کے مانند ہے تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ وہ درندہ جانور ہے، جنگلوں میں رہتا ہے، اُس کے دم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا بھی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یا اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں آدمی چاند کے مانند ہے تو اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ ایک گول کرہ ہے نہ اس کے ہاتھ پاؤں ہیں اور نہ آنکھ ناک، وہ آسمان میں جڑا ہوا ہے یا جدید تحقیقات کے اصول پر وہ زمین کے گرد اگر دچکر کھارہا ہے طر
بریں عقل و دانش بباہر گریست

حدیث نبوی میں اگر انبیاء علیہم السلام کو ایک مکان کی اینٹوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی تو ان عقلمندوں نے انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک ٹھیک گارے کی اینٹیں سمجھ لیا اور انعیاذ باللہ ان کو تہ برتہ خیال کر کے ایک خیالی مکان بنا لیا، اور عیسیٰ کے آخر زمانہ میں دوبارہ اس عالم میں آنے سے اس مکان میں زلزلہ ڈالنے لگے، کیا خوب یہ مبلغ علم و فہم اور اس پر مجددیت کے نہیں نبوت کے دعوے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر اسی طرح مشبہ بہ کے تمام احکام کو مشبہ پر جاری کرنا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو ٹھیک اینٹوں کی طرح سمجھنا ہے تو پھر قصر نبوت کا زلزل عیسیٰ علیہ السلام

کے آخری نزول پر ہی موقوف نہیں ہوگا، بلکہ اپنے زمانہ میں بھی وہ جب کوئی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ کریں گے تب بھی مرزائی منطق کے مطابق نبوت کے محل میں زلزلہ آئے گا، بلکہ اس صورت میں ایک حضرت عیسیٰ ہی کی کیا تخصیص ہے جب کہ ہر نبی قمر نبوت کے لئے ایک اینٹ کے مرتبہ پہ ہے، تو ہر نبی کی ہر حرکت سے یہی زلزلہ آتا ہے گا، لہٰذا اللہ اعلم

حدیث نمبر ۱ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا إِلَّا لَبْنَةً وَاحِدَةً فَجِئْتُ أَنَا فَأَتَمَمْتُ تِلْكَ اللَّبْنَةَ (رواه مسلم واحد)

اس حدیث کا ترجمہ اور حاصل مضمون بھی وہی ہے جو پہلی حدیث میں گزر چکا اس لئے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں (روایت کیا اس کو امام مسلم اور امام احمد نے)۔

حدیث نمبر ۲ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ فَكَانَ مَنْ دَخَلَهَا فَتَنَظَّرَ إِلَيْهَا قَالَ مَا أَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ اللَّبْنَةِ فَخُتِمَ لِي الْأَنْبِيَاءُ (رواه الشيخان والترمذی وابن ابی حاتم)

اس کا ترجمہ اور حاصل مطلب بھی تقریباً وہی ہے جو پہلی اور دوسری کا ہے (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن ابی حاتم نے)۔

حدیث نمبر ۳ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ تَأَعَّدْتُ أَبَاهُ مَرْثَةً خَمْسَ سِنِينَ فَتَبِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَأَنَّهُ بَنَى سَرَابِيلَ تَسُومُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَرَأَيْتُهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْتُرُونَ قَالُوا إِنَّمَا تَأْمُرُنَا، قَالَ فَوَاصِلَةُ الْأَوَّلِ فَأَلْزَلِ، أَعْلَوْهُمْ حَقُّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَأَلَهُمْ عَمَّا امْتَرَعَاهُمْ (رواه البخاری فی کتاب احادیث الانبیاء ج ۱ ص ۳۹۱ و مسلم فی کتاب الامارۃ واحد فی مسند لا ج ۲ ص ۲۹۹ و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن ابی شیبہ)

ترجمہ:- حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ رہا، میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء عظیم السلام کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا، لیکن جیسے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے، اور بہت ہوں گے۔ (یہ سنکر ہمارے ہمارے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اُن خلفاء کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔

(روایت کیا اس کو بخاری نے صفحہ ۴۹۱ جلد اول میں، اور مسلم نے کتاب الامارت میں، اور امام احمد نے اپنے مسند صفحہ ۲۹۷ جلد میں، اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن ابی شیبہ نے)

یہ حدیث جس طرح نبوت تشریعیہ کے انقطاع کے لئے روشن دلیل ہے اسی طرح ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان ہے، اس سے نہ مرزا صاحب کی ایجاب کردہ نبوت غیر تشریعیہ بچ سکتی ہے اور نہ بروزیہ اور ظلیہ۔

حدیث مذکور سے غیر تشریعی یا ظلی اور | اول اس لئے کہ نص حدیث مطلق اور عام ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جس سے مطلقاً ہر مصداق نبوت کی نفی ثابت ہوتی ہے، پس اگر بقول مرزا صاحب غیر تشریعی اور ظلی یا بروزی بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے تو وہ یقیناً لانبی کی نفی کے تحت میں داخل ہے بلکہ اگر لاہوری مرزائیوں کے خیال کے مطابق کوئی لغوی نبی بھی ہو سکتا ہے تو وہ بھی لانبی کی نفی سے نہیں بچ سکتا، کیونکہ لانبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر لفظ نبی بولا جائے، آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا۔

دوم؛ اصول اور معانی کا مشہور علمی قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی کے تحت میں آتا ہے، تو وہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ نبی نکرہ ہے اور حرف نفی لا کے تحت میں واقع ہے، اس لئے حسب قاعدہ نبی سے باستغراق ہر نبی مراد ہونا چاہئے، یعنی صاحب شریعت جدیدہ ہو یا پہلی شریعت کا متبع اور بقول قادیانی مرزائیوں کے ظلی اور بروزی ہو یا بقول لاہوری مرزائیوں کے لغوی نبی ہو۔

لے مطلب یہ کہ اگر وہ ظلم کریں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان کو جزائے گا، مگر تم اپنی اطاعت میں کمی نہ کرو۔ ۴ منہ

الغرض حدیث مذکور اس امر کا صاف اعلان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہو سکتا جس پر کسی طرح لفظ نبی بولا جائے۔
سوم؛ حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل کے مقابلہ میں فرمایا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، جس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں ایسے انبیاء بھی نہیں ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کی سیاست کے لئے آئے تھے۔ اب دیکھ لیا جائے کہ وہ کس قسم کے انبیاء تھے اور سیاست بنی اسرائیل سے کیا مراد ہے۔

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں :-	قوله تسوسهم الانبياء اي انهم كانوا اذا ظهر فيهم فساد بعث الله لهم نبيا يقيم لهم امرهم ويزيل ما عتروا من احكام التوراة .
• یعنی بنی اسرائیل میں جب فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نبی بھیجتا جو ان کے امور کو درست کرے اور ان تحریفات کو دور کرے جو انہوں نے تورات میں کی ہیں ۔	(منہج ۳۲ ، جلد ۶)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل شریعت مستقلہ لیکر نہ آتے تھے، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع میں تبلیغ احکام کرتے، اور لوگوں کو صحیح احکام تورات کا پابند بناتے تھے، اسی قسم کے انبیاء کو مرزا صاحب نے غیر شرعی نبی کہا ہے، اس لئے حدیث مذکور کا حاصل صاف یہ ہو گیا کہ اس امت میں غیر شرعی (یعنی شریعت سابقہ کے متبع) انبیاء بھی پیدا نہیں ہوں گے۔

چہارم؛ سب سے زیادہ قابل لحاظ اور سب سے زیادہ واضح یہ بات ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انقطاع نبوت کے بیان کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ہی اس چیز کو بھی بیان فرما دیا ہے جو نبوت کے قائم مقام ہو کر اصلاح عالم کے لئے باقی رہے گی، یعنی خلافت نبوت، چنانچہ ارشاد فرمایا وسیكون خلفاء یعنی میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا، مگر خلفاء بہت ہوں گے۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان میں ہر انسان کے لئے یہ سبقت نہیں کہ نبوت کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونے والی نہیں ہے ورنہ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ بجائے خلفاء کے اس قسم کے انبیاء کا ذکر فرمایا جاتا جو آپ کے بعد آنیوالے

تھے۔ اور جب حدیث کے اسلوب حکیم نے آپ کے بعد صرف خلفاء کو رکھ لیا ہے تو یہ اس کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی تشریفی نبی ہو سکتا ہے، اور نہ بقول مرزا جی غیر تشریفی یا ظلی اور بروزی۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی شخص کو لغتہ بھی نبی نہیں کہا جاسکتا۔

ایک اور شبہ | کہا جاتا ہے کہ حدیث مذکور صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں قَوْلُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا لِنَبِيِّ بَعْدَهُ یعنی خاتم النبیین کہو، مگر لانی بعد امت کہو۔ (درمنثور)

اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ رحمت کرے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ خاتم النبیین ہیں، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، حضرت مغیرہؓ نے یہ شکر ارشاد فرمایا :-

حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء	”تمہارے لئے صرف خاتم الانبیاء کہہ دینا
فانا لکنا نحدث ان عیسیٰ علیہ	کافی ہے (لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ کہنے کی ضرورت نہیں)
السلام خارج فان هو خرج فقد	کیونکہ ہم سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ عیسیٰؑ نکلنے
کان قبله وبعدہ	والے ہیں پس جب وہ نکلے گے تو وہ آپ
(درمنثور، ص ۲۰۴ ج ۵)	سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی :-

ہم اس نزلے مرزائی اصول کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ اگر مطلب کے موافق نہ ہو تب تو احادیث متواترہ و مشہورہ اور روایات صحیح بخاری و مسلم کو بھی ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، اور اگر اپنی ہوائے نفس کے مطابق ہو تو ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بلکہ ایک ایسے قول پر جس کی نسبت کسی صحابی کی طرف ہوا اگرچہ اس کی سند کا بھی کچھ پتہ نہ ملتا ہو اس درجہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں صحیح بخاری کی مرفوع حدیثوں کا رد کر دینا ان کے نزدیک سہل ہو جاتا ہے۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک طرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث مرفوعہ ہے اور دوسری طرف اس کے مقابلہ میں ایسے دو قول ہیں جن کی نسبت حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ کی طرف ہے جن کی اسناد کا حال بھی معلوم نہیں۔ اصول حدیث اور عقل و دانش کے فیصلہ سے اس وقت واجب تھا کہ صحیح اور مرفوع حدیث کو

مجهول الاسناد آثار پر ترجیح دے کر بمقابلہ احادیث صحیحہ کے ان آثار کو نظر انداز نہ کرنا قابل تاویل مسترار دیا جاتا، مگر مرزائی دنیا کے نرالے اصول نے فیصلہ کیا کہ ایک مجهول الاسناد قول صحابی کی بناء پر صحیحین کی قوی الاسناد مرفوع حدیث کو مردود کر دیا، کیا خوب سے بار خاطر ہو تو مفسرآن کا بھی ارشاد بڑا پُر دل کو بھاجائے تو مرزا کی خرافات اچھی پر شبہ اور اس کا مفصل جواب اس رسالہ کے پہلے حصہ میں آیت خاتم النبیین کے تحت گذر چکا ہے، جس میں ان آثار صحابہ کی اسنادی اور معنوی تحقیق مکمل بیان کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اُس کے لئے صفحہ سے صفحہ تک مکرر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہؓ خود ختم نبوت | علاوہ بریں جب ہم ختم نبوت کی احادیث پر نظر ڈالتے ہیں اور اُن کی قائل ہیں اور اس کی | کے رِوَاۃ کی فہرست لگاتے ہیں تو اُن میں صدیقہ عائشہؓ کا نام بھی احادیث روایت کرتی ہیں | علی حرفوں میں سامنے آتا ہے، اور دفعہ حدیث میں سے احادیث ذیل خود حضرت عائشہؓ کی روایت سے ہم تک پہنچتی ہیں:-

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَبْقَى بَعْدَهُ مِنَ النَّبِيِّ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الْمَالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهُ وَكَذَانِي كَثَرَتِ الْعَمَالُ بِرِوَايَةِ	” حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا جو اُنے مبشرات کے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا ہی کے لئے کوئی اور دیکھے۔ (اس روایت کے کثر العمل میں بحوالہ سند احمد اور خلیفہ نقل کیا ہی
---	---

احمد والخطیب۔

نیز عائشہ صدیقہؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں:-

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ وَكَذَانِي الْكَتَرُ بِحِوَالَةِ الدِّبْلِيِّ وَابْنِ النَّجَّارِ وَالْبَزَّازِ	” میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے (نقل کیا اس کو کثر العمل نے بحوالہ دہلی و ابن نجار و بزاز۔
---	---

والبزاز۔

کیا اس کے بعد بھی کسی مسلمان بلکہ منصف انسان کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ

صدیقہ عائشہؓ پر یہ افتراء باندھے کہ وہ ختم نبوت کا انکار کرتی ہیں۔
کیا ظلم نہیں کہ ہوائے نفس کے موافق ہو تو ایک مجہول الاسناد قول پر بلا تحقیق ایمان لے آئیں، ابد ہوائے نفس کے خلاف ہو تو ہر صحیح سے صحیح اور قوی سے قوی حدیث کو رد کر دیا جائے، اَفْکَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ رَبِّنَا لَا تَهْوَى اَنْفُسُكُمْ اَسْتَغْبِرُكُمْ

ایک اور مشابہہ | کہا جاتا ہے کہ حدیث لانی بعدی حیات عیسیٰؑ کے مخالف ہے جیسا اور اس کا جواب کہ ابھی حضرت عائشہؓ اور غیرہ کی طرف منسوب اقوال سے معلوم ہوا کیونکہ اگر لانی کی نفی عام ہے تو عیسیٰؑ بھی اس نفی میں داخل ہیں، اور اگر عام نہیں ہے تو آپ کے بعد بھی انبیاء ہونے کی گنجائش نکلتی ہے اور مسئلہ ختم نبوت ہاتھ سے جاتا ہے۔

یہ وہ مشابہہ ہے کہ مرزائی امت اس کو لانیل سمجھ کر بڑے دعوے کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہی اُن کی انتہائی سادہ لوحی کی دلیل اور مبلغِ علم کا امتحان ہے، کیونکہ یہ شبہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کو عربی عبارت سمجھنے کی بھی تمیز نہ ہو، اور جو محاورات عرب سے بالکل ناواقف ہو۔ عربی محاورہ میں جب اس قسم کی عبارت بولی جاتی ہے تو اس کی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ آئندہ یہ وصف کسی شخص میں پیدا نہ ہوگا، جس شخص میں پہلے سے موجود ہے اس کا معدوم ہو جانا ہرگز مراد نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر چند محاورات ملاحظہ ہوں:-

حدیث میں ہے لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ یعنی فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہوگی جس کا مطلب ہر فہیم انسان یہی سمجھتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی شخص مہاجر نہ بنے گا، نہ یہ کہ فتح مکہ سے پہلے جو شخص مہاجر ہو چکا ہے فتح مکہ کے بعد اس کا زندہ رہنا محال ہو جائیگا یا اس کی ہجرت باطل ہو جائے گی۔

اور جب لاہجرت بعد الفتح کی ترکیب بعینہ لانی بعدی کی ترکیب ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ لانی بعدی کا مطلب تمام نصوصِ شرعیہ کے خلاف یہ لیا جائے کہ انبیاء سابقین میں سے بھی کوئی نبی آپ کے بعد دنیا میں نہیں آسکتا، یا زندہ نہیں رہ سکتا۔

یا اگر کوئی شخص کہتا ہے لا عمل بعد الموت تو بلاشبہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں ہوگا، نہ یہ کہ مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے

اور آئندہ کوئی جدید عمل نہیں ہو سکتا، کوئی انسان اس جملہ کے معنی نہیں لے سکتا کہ مرنے کے بعد اس کے پہلے کئے ہوئے بھی عمل بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں جس قدر محاوراتِ عرب کا نتیجہ کیا جاتا ہے وہ سب اس کے ہمنوا نظر آتے ہیں۔ محاوراتِ عرب سے آگے بڑھ کر اگر احادیث کے طرق اور ان کے الفاظ کو دیکھئے تو خود نصوصِ حدیث اور الفاظِ روایت ہمارے بتائے ہوئے معنی کے لئے شاہد نظر آتے ہیں، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو،

صحیح مسلم غزوہ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وہ حدیث جس میں لانی بعدی کے بجائے لانیۃ بعدی کے الفاظ موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لانی بعدی کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ لانی بعدی میں نفی بالکل عام ہے، اس سے کوئی نبوت مستثنیٰ نہیں، مگر محاورہ عرب اور فن حدیث کے موافق اس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا، نہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ علیہما السلام کو اور نہ آئندہ پیدا ہونے والے مرزا کو۔

ہاں جن حضرات کو آپ سے پہلے یہ عہدہ مل چکا ہے اس کا سلب ہونا اور ان کا عہدہ نبوت سے معزول ہو جانا اس سے کسی طرح لازم نہیں آتا، پس اگر حضرت عیسیٰؑ کو اس عالم میں آپ سے پہلے عہدہ نبوت مل چکا ہے تو ان کا آپ کے بعد میں تشریف لانا ہرگز لانی بعدی کے خلاف نہیں، ہاں جو مسیحیت کا مدعی آج اپنے لئے عہدہ نبوت ثابت کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے بیشک یہ حدیث ایک مایوس کن پیغام ہے وہ اس پر جتنا ماتم کرے بچا ہے۔

الغرض محاوراتِ عرب کا نتیجہ حکم کرتا ہے کہ لانی بعدی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا، اور جن لوگوں کو آپ سے پہلے اس عالم میں نبوت مل چکی ہے ان سب کا فنا ہو جانا یا ان کا نبوت سے معزول ہو جانا یا آپ کے بعد دوبارہ دنیا میں نہ آسکنا کسی طرح اس حدیث کے مفہوم میں داخل نہیں، بلکہ یہ محض مرزائی خوش فہمی کی برکات ہیں اور شاید حضرت عائشہؓ اور حضرت

مفسر کو کشف کے آئینہ میں یہی خوش فہم منرقہ نظر آگیا ہو جس کی اصلاح اور ان کے خیالاتِ باطلہ کے قلع قمع کے لئے انہوں نے کلمہ لانا نبی بعدی کے اطلاق کو عوام کے لئے پہلے ہی سے روک دیا ورنہ عربیت سے واقف حضرات سے یہ اندیشہ نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ

قادیا نی نبوت کے دلدادہ لوگوں نے حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي کی تحریف کے لئے جو کچھ تدبیریں اختیار کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لاذبی کی نفی کو نفی کمال مسترار دیا جائے، یعنی میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہو سکتا، غیر مستقل اور غیر شرعی نبی ہونے کی نفی نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ (جس شخص میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، یعنی کامل ایمان)۔

اور حدیث میں ہے لَا صَلَوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد ہی میں یعنی کامل نماز، پس جس طرح ان احادیث میں باتفاق نفی کمال مراد ہے۔ اسی طرح اگر لابی بعدی میں بھی نفی کمال مسترار دی جائے تو کیا ترحج ہے ؟

جواب ؛ کیا خوب ، اگر یہی اجتہاد اور یہی قیاس ہے تو اگر کوئی بت پرست ہندو یہ کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں بھی نفی کمال ہے یعنی کامل معبود سوا اللہ کے کوئی نہیں ، اگرچہ غیر مستقل اور غیر شارع معبود ہو سکتے ہیں ، اور حقیقتہً یہی تمام بت پرست قوموں کا عقیدہ بھی ہے ، تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے ؟ یا کوئی کہتا ہے کہ آیت قرآنیہ لَا رِبَّیْنِیْہِ میں بھی نفی کمال مراد ہے ، یعنی کامل رب قرآن میں نہیں اگرچہ بعض اقسام رب کے موجود ہیں تو کیا امر زانی امت اس کو بھی تسلیم کر لے گی ؟

کوئی ان نبوت کے دعویداروں سے پوچھے کہ اگر حدیث لا ایمان لمن لا امانۃ
لہ وغیرہ میں نفعی کمال بھی تسلیم کر لی جائے تو اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ لاجنبی
بعدی میں بھی نفعی کمال ہی مراد ہو، کیا کسی ایک حدیث میں مجازاً نفعی کمال مراد ہو جانا
آپ کے نزدیک اس کو مستلزم ہے کہ سب جگہ یہی معنی چلائے جائیں ؟ اور اگر ایسا ہے
تو کوئی وجہ نہیں کہ لا الہ الا اللہ اور لا ریب فیہ وغیرہ میں نفعی کمال مراد نہ لی جائے ۔
اور اگر آپ کے پاس کوئی ایسی دلیل موجود ہے کہ جس کے ذریعہ سے لا الہ الا اللہ

میں نفی کمال مراد لینے سے منع کیا جاسکتا ہے تو وہی دلیل ہماری جانب سے لائبی بعدی میں نفی کمال مراد نہ ہونے پر تصور منسرا لیں۔

ایک شہادہ اس کا جواب | مرزائی امت نے جدید نبوت کے اشتیاق میں حدیث لائبی بعدی کی تحریف کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، ہر ضعیف سے ضعیف اور لہجہ سے لہجہ دہم کا سہارا ڈھونڈھا گیا، اسی ذیل میں کہا گیا کہ حدیث لائبی بعدی کو ایسا سمجھنا چاہئے جیسے حدیث إِذَا هَلَكَ كَيْسَرُ فَلَا كَيْسَرُ بَعْدَهُ إِذَا هَلَكَ قَيْسَرٌ فَلَا قَيْسَرٌ بَعْدَهُ (یعنی جب کسری بادشاہ ملک فارس ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا، اور جب قیصر بادشاہ روم ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا)۔

چونکہ کسری اور قیصر خاص شخصوں کے نام نہیں بلکہ کسری ملک فارس کے ہر بادشاہ کا لقب ہے، اور اسی طرح قیصر ملک روم کے ہر بادشاہ کو کہا جاتا ہے، اور یہی ظاہر ہے کہ ملک فارس اور روم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک برابر بادشاہ ہوتے چلے آئے ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ کسری اور قیصر برابر موجود رہے ہیں، اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ اس حدیث سے اس کے ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ اگرچہ قیصر و کسری باقی ہوں گے مگر اسلام کے زیر نگین ہو کر رہیں گے، اُن کی خود مختار سلطنتیں باقی نہ رہیں گی۔ اسی طرح لائبی بعدی کو سمجھنا چاہئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل اور شرعی نبی نہ ہوں گے بلکہ جو نبی ہوگا وہ آپ کا متبع اور آپ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔

لیکن اگر ذرا انصاف کیا جائے تو مرزائی منطق کی شکل اور اس کا نتیجہ بنا، فاسد علی الفاسد کی مجسمہ تصویر نکلتی ہے، خود ہی اپنے دماغ میں منسرخ کر لیا کہ کسری و قیصر آج تک موجود ہیں، اور خود ہی حدیث لا کسری کی ایک تحریف تیار کر لی، اور پھر اہل اسلام کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ان کی تحریف کو تمام دوسری احادیث کا ہی قبلہ تسلیم کر لیں، اور سب کو کھینچ تان کر اس کے مطابق بنائیں، تِلْكَ أَمَانَتُهُمْ۔

یہ محض دھوکہ اور بالکل غلط ہے کہ کسری اور قیصر آج تک موجود ہیں۔ نووی شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ اور تمام علمائے فرمایا ہے کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ کسری عراق میں اور قیصر ملک شام میں باقی نہ رہے گا۔

جس کا حاصل یہ تھا کہ ان دونوں اقلیم میں ان کی سلطنت نہ رہے گی، چنانچہ ٹھیک اسی طرح ہوا، کسریٰ اور کسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہو گیا، اور قیصر نے ملک شام سے بھاگ کر کسی اور جگہ پناہ لی، غرض ان دونوں اقلیموں میں کسریٰ و قیصر نہ رہے۔

اس لئے خود ہی کہنا غلط ہے کہ حدیث لا کسیٰ اپنے ظاہری معنی میں مستعمل نہیں ہو، پھر اُس پر لَا نَبِیَّ بَعْدِیٰ کو قیاس کر کے اس کی تحریف اگر بنا، ناسد علی الفاسد نہیں تو اور کیا ہے۔

ہاں اس جگہ مرزائی اجتہاد کا ایک اور کرشمہ بھی قابلِ دید ہے، وہ یہ کہ اگر تھوڑی دیر کے لئے کوئی یہ فرض بھی کر لے کہ حدیث لا کسیٰ کسی وجہ سے اپنے ظاہری حقیقی معنی میں ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ حدیث لا نبی بعدی کو بھی کھینچ تان کر اس کے مطابق بنا دیا جائے، کیا کسی ایک حدیث میں کسی وجہ سے مجازی معنی لے لینا آپ کی شریعت میں اس کو مستلزم ہو کہ کسی حدیث میں اس لفظ کے حقیقی معنی نہ لئے جائیں۔

ایک لطیف | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق اس امت میں جھوٹے مدعی نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں، اور حدیث لا نبی بعدی چونکہ ان کے مقاصد یا جو جیت کے مقابلہ میں سترِ سکندری کی طرح حائل تھی اس لئے سب کی نظر عنایت اس کی تحریف پر ٹپکی رہی ہے، اور ان میں سے ہر شخص نے اپنی اپنی فہم کے مطابق اس کی تحریف میں کوشش کی۔

ایک شخص نے اپنا نام لفظ لا رکھ لیا، اور نبوت کا دعویٰ دار بشکر خود اسی حدیث کو اپنی نبوت کا گواہ بنا لیا، اور کہنے لگا کہ اصل عبارت حدیث یوں ہو لَا نَبِیَّ بَعْدِیٰ

۱۔ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں ان دونوں اقلیم کی تخصیص کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قریش کی عادت تھی کہ سروی کے زمانہ میں یمن اور گرمی کے زمانہ میں شام کا سفر کرتے تھے، اور یہی جگہ ان کی تجارت کا ہی تھیں، جیسا کہ قرآن عزیز میں ”رحلۃ الشتاء لصیف“ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے، جب قریش مسلمان ہو گئے تو ان کو اپنی تجارتوں کا خوف ہوا کہ اب ہمارا یمن اور شام میں داخلہ بند کر دیا جائے گا، اس پر ان کی تسکین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری تجارت گاہیں ان کے وجود ہی سے پاک کر دی جائیں گی ۱۲

جس میں لامبتداء اور نبی بعدی اُس کی خبر ہے، جس کے مطابق حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ ”میرے بعد یہ شخص مسلمان نہ لائی ہوگا“ (کذا فی فتح الباری)

ایک عورت کو مغرب میں یہی جنون سوار ہوا اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھی، لوگوں نے ”لا نبی بعدی“ کا فرمان اس کے مقابلہ پر پیش کیا تو کہنے لگی کہ حدیث لائبی بعدی ہے لا نبیۃ بعدی نہیں یعنی مرد کے نبی ہونے کا انکار ہے، عورت کی نبوت کا انکار نہیں (فتح الباری شرح بخاری)

مگر زمانہ میں خیر اور صلاح کے آثار باقی تھے، دلوں میں امانت کا کوئی حصہ موجود تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احترام جزو ایمان سمجھا جاتا تھا، وہاں اس قسم کی لائبی تحریفات کب کب سکتی تھیں، اُمت نے اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے، عالم اسلام کو ان کے وجود اور ان کی تحریفات سے پاک کر دیا، حالانکہ ان کی تحریفات مرزا قادیانی کی تحریفات سے زیادہ دلچسپ تھیں۔ قسمت سے ہمارے حصہ میں اگر متنبی ایسا خوش فہم آیا ہے کہ اس کو تحریف کرنے کا بھی کوئی سلیقہ نہیں تو لوگ بھی ایسے خوش عقیدہ آئے کہ انہیں ہر مجنون کے ہڈیاں کو دین نبی سمجھ لینا بالکل سہل ہے، خدا جانے اگر یہ لوگ پہلے متنبیوں کے زمانہ میں ہوتے اور ان کی شعبہ کاریاں دیکھتے تو کیا کرتے؟

حدیث نمبر ۱ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

أَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَسِيحُ الَّذِي مَسَّحَى اللَّهُ فِي الْكُفْرَةِ

أَنَا حَاشِيَةُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِيٍّ وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ

الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (رواه البخاری ومسلم صفحہ ۲۶۱ ج ۲)

وابو نعیم فی الدلائل، مثلاً)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماسی ہوں یعنی میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشیہ ہوں، یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا (اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا)، اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو (روایت کیا

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے صفحہ ۲۶۱ ج ۱۲ اور ابونعیم نے دلائل صفحہ ۱۲ میں ۱۱ اور اسی حدیث کے بعض الفاظ میں ہے يُخْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيْهِ جِسْمِ كَيْ شَرَحَ كَرْتِے ہوئے حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ ۴۰۶ جلد ۶ میں فرمایا ہے :-

میکن اَنْ یكون المراد بالقدم	• ممکن ہے کہ قدم سے مراد زمانہ ہو، یعنی جس
الزمان ای وقت قیامی علی	وقت علامات قیامت کے ظہور کے ساتھ
قدمی لظہور علامات الحشر	میں اپنے قدم پر کھڑا ہوں گا، اور یہ اس
اشارۃ الی انه لا نبی بعدہ و	بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے بعد
لا شریعة۔	نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی شریعت ہے

حافظ کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کی خبر دے رہی ہے خواہ پہلی شریعت کے تاج ہو یا شریعت جدیدہ کے ساتھ ۔

حدیث نمبر ۶ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدِّثُونَ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدًا فَإِنَّهُ مُعَمَّرٌ ، زَادَ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَقَعُرُ رِوَاةُ الْبَخَارِيِّ فِي صَحِيحِهِ ص ۵۲۱ ج ۱ فِي مَنَاقِبِ عِيسَى وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ :- ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلے امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے ، پس اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے ۔ اور اسی حدیث کے دو سکر الفاظ میں یہ ہے کہ ”تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ مکلم ہوا کرتے تھے ، بغیر اس بات کے کہ وہ نبی ہوں ، پس اگر ان میں سے کوئی میری امت میں بھی ہو سکتا ہے تو وہ عمر ہے (روایت کیا اس کو بخاری نے اپنی صحیح صفحہ ۵۲۱ جلد اول میں ، اور روایت کیا اس کو مسلم نے) ۔“

محدث یا مکلم کون ہوتے ہیں ؟ | حافظ نے فتح الباری ص ۴۲ جلد ۲ میں لفظ محدث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ مکلم اور محدث کی تفسیر میں چند اقوال ہیں ، بعض لوگوں نے اس کے

مستحق ثلہم بتلائے ہیں، یعنی جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے، اور صحیح مسلم کی ایک روایت اس کی تائید کرتی ہے، جس میں خود حدیث میں بجائے محدثوں کے ملہمون کا لفظ منقول ہے۔

اسی طرح مسند حمیدی میں حضرت عائشہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث آئی ہے، جس کے آخر میں الملہم بالصواب مذکور ہے، اور ترمذی نے ابن عیینہ کے بعض شاگردوں سے محدثوں کی تفسیر میں مضمون کے الفاظ نقل کئے ہیں، یعنی جن کو اللہ کی طرف سے حق بات سمجھادی جاتی ہے۔

بہر حال یہ بات خود نص حدیث سے بھی ثابت ہے کہ محدث یا مکلم وہ لوگ ہیں جو انبیاء تو نہیں مگر الطافِ خداوندی اُن کی طرف خاص طور پر مبذول ہیں اور اُن کو حق بات کا اللہ کی طرف سے الہام ہو جاتا ہے یا حق بات سمجھادی جاتی ہے۔ یہ بات خود نص حدیث سے بھی ثابت ہے اور تمام اقوال محدثین بھی اس کے مطابق ہیں کہ محدث نبی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد اصل حدیث کے مضمون پر غور فرمائیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے سب سے بہتر افراد یعنی صحابہ کرامؓ اور ان میں سے بھی منتخب حضرت عمرؓ کے لئے اگر کوئی بڑے سے بڑا درجہ تجویز فرمایا ہے تو وہ صرف محدثیت کا درجہ ہی نبوت کا درجہ ان کے لئے بھی تجویز نہیں کیا، بلکہ صراحتہً اس کی نفی فرمائی، صحابہ کرامؓ جو باجماع امت خیار الخلاق بعد الانبیاء ہیں، اور ان میں بھی خلفائے راشدین جن کی سنت کا اتباع بھی مثل سنت نبویہ امت کے لئے ضروری سمجھا گیا ہے، جب رتبہ نبوت کو نہیں پاسکتے تو اُن کے بعد کوئی غوث یا قطب یا ولی یقیناً اُس درجہ کو نہیں پاسکتا، کیونکہ باتفاق امت کوئی ولی کتنا ہی ترقی کرے مگر صحابہؓ کے درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، افضل ہونا تو کجا، اود یہ بھی ظاہر ہے کہ غیر نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ اب اگر صحابہ کرامؓ کے بعد کوئی نبی بنے تو لازم آتا ہے کہ غیر نبی یعنی صحابہ کرامؓ اس نبی سے افضل ہوں۔

حدیث نمبر ۱ | عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِسُنَّةٍ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

رواہ البخاری و مسلم فی غزوة تبوک (و فی لفظ المسلم خلفہ علیہ السلام فی بعض معانیہ فقال لہ علیؑ یا رسول اللہ خلفتہ مع النساء و الصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أما ترضی أن تكون بمنزلہ ہارون من موسیٰ إلا أنہ لا نبوة بعدی و فی لفظ آخر عندہ إلا أنك لست نبیاً .

ترجمہ :- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے کہ تم ہارونؑ کی طرح نبی نہیں) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے غزوة تبوک کے باب میں (اور مسلم شریف کی روایت میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جہاد میں حضرت علیؑ کو ساتھ نہیں لیا بلکہ گھر پر چھوڑ دیا، تو حضرت علیؑ نے بطور نیاز مندانہ شکایت کے عرض کیا کہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا، آپ نے (ان کو تسلی کے لئے) ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ (یعنی جس طرح حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو ہارونؑ کو بنی اسرائیل کے پاس اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے اسی طرح سے تم اس وقت میرے نائب تھے، لیکن میرے بعد نبوت نہیں) (اس لئے تمہارا مرتبہ اگرچہ ہارونؑ کا ہے، مگر تم کو نبوت حاصل نہیں) اور مسلم شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں إلا أنك لست نبیاً (مگر تم نبی نہیں ہو) :-

جن لوگوں نے لانی بعدی کے الفاظ کو تحریفات کا میدان بنا رکھا ہے وہ اگر ان الفاظ پر بھی نظر ڈالیں تو ان کے سارے منصوبے ختم ہو جاتے ہیں ۔

حدیث نمبر ۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَفْتَتَلَ فِئَتَانِ فَيَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَوُهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دَجَالُونٌ كَدَّ ابْنِ قُرَيْبٍ مِنْ ثَلَاثَيْنِ كُلُّهُمْ يُدْعَى أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ (رواہ البخاری و مسلم و احمد) .

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ مدی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہو چکے کہ دو جاقوٹوں میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقریباً ۳۰ دجال کاذب دنیا میں نہ آچکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں (روایت کیا اس کو امام بخاریؒ اور مسلمؒ اور امام احمدؒ نے) :-

اس حدیث میں آپؐ کے بعد مدعی نبوت کو دجال و کذاب فرمایا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی اور بھی زیادہ تصریح ہے۔

ایک سوال | اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہے تو پھر تیس کا عدد صادق نہیں آتا، کیونکہ مدعی نبوت تو تیس سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور نہ معلوم اور کتنے ہوں گے۔

جواب | حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

<p>ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوة مطلقاً فانهم لا یحصون کثرة لکن غالبهم ینشأ لهم ذلک عن جنون ورسوء وانما المراد من قامت له الشوكة . (فتح مفحة ۴۵۵ جلد ۶)</p>	<p>” اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں، اس لئے کہ آپؐ کے بعد مدعی نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، کیونکہ یہ بے بنیاد دعوئے عموماً جنون یا رسوء اور عیبت پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں یا</p>
--	--

حافظ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورہ الصدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا کہ اگرچہ مدعی نبوت سبھی کذاب ہیں مگر حدیث میں ۳۰ کے عدد سے وہ مدعی نبوت مراد ہیں جن کی شوکت و حشمت قائم ہو جائے، اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے، اسی طرح دوا اور فائدے معلوم ہوئے :-

اُؤل یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آجکل عموماً جنون یا سودا دیت کا کرشمہ ہوتے ہیں۔
دوم یہ کہ کسی مدعی نبوت کی شوکت و شہمت کا قائم ہو جانا یا اُس کے مذہب کا
رواج پانا اور اُس کے متبعین کا زیادہ ہو جانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل
نہیں ہو سکتی، ہاں اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمولی متنبی نہیں ہے، بلکہ اُن ہی تیس
دجالوں کی فہرست میں کا ایک نمبری جھوٹا ہے جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

اب مرزا صاحب کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے اموال
بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ و تسرار دینا جس درجہ کی دلیل
ہے وہ بھی ظاہر ہو گیا، اور معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب اُن تیس دجالوں میں سے بڑا تر ہے
رکتے ہیں، سچ ہے ۵

دکان امراء من جند ابلیس فائق ۛ به الحال حتی صار ابلیس من جند
”وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہو گئی یہاں تک کہ ابلیس بھی

اس کا ایک لشکر بن گیا ۛ

حدیث نمبر ۹ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مِثْلَهُ عِنْدَ مُسْلِمٍ (فتح الباری مطبوعہ ہند ص ۳۳۲)

ترجمہ ۹۔ ”حضرت جابر بن سمورہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے؟

حدیث نمبر ۱۰ | عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ

مَسِيكُونٌ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ مسلم)

ترجمہ ۱۰۔ ”حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب

ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی

ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ روایت کیا

اس کو مسلم نے ۛ

کیا اس قسم کی صاف صاف احادیث اور ارشادات نبویہ کے بعد بھی مسئلہ

”ختم نبوت“ کا کوئی پہلو خفاء میں رہتا ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی مرزائی

امت کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے خیالات باطلہ سے تائب ہو جائیں؟

حدیث نمبر ۱۱ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ
بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِي الْفَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ
طَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ لِي النَّبِيُّونَ (رواہ
مسلم فی الفضائل)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام
انبیاء پرچھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے :- اَوَّلُ یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیے گئے
اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی، (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو
مفلوب کر دیتا ہے) تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف انبیاء
سابقین کے کہ مال غنیمت اُن کے لئے حلال نہ تھا، بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل
ہوتی تھی جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی، اور یہی جہاد کی مقبولیت
کی علامت سمجھی جاتی تھی) اور چوتھے میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنا دی گئی
(بخلاف اُمم سابقہ کے کہ ان کی نماز صرف مسجدوں ہی میں ہو سکتی تھی) اور زمین کی مٹی
میرے لئے پاک کرنے والی بنا دی گئی (یعنی بوقت ضرورت تیمم جائز کیا گیا جو کہ
پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا) پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا
گیا ہوں (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص
اقلیم میں ایک محدود زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے) چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم
کر دیے گئے (روایت کیا اس کو مسلم نے فضائل میں) ۲۔

حدیث نمبر ۱۱ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَنْبَقِ مِنَ النَّبِيِّ إِلَّا الْمُبَشِّرُ (رواہ
البخاری فی کتاب التَّعْبِيرِ ص ۳۳۱ ج ۲ علی هامش الفقه و المسلم)۔

ترجمہ ۱۔ ” حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اے لوگو! نبوت کا کوئی جزو سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں (اس حدیث
کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے) ۲۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی اور سلسلہ وحی منقطع ہو گیا
البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو مبشرات باقی ہے یعنی جو سچے خواب مسلمان

دیکھتے ہیں، یہ بھی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیا لیسواں جزو ہے۔
ایک شبہ اور اس کا ازالہ | عبرت کی جگہ ہے کہ ارشادات نبویہ کے ان بیانات کے بعد بھی سچا اس کے کہ مرزائی قلوب میں زلزلہ پڑ جاتا، اور وہ ایک مستبہی کا ذب کو چھوڑ کر سید الانبیاء کی نبوت کو اپنے لئے کافی سمجھ لیتے، ان کی جسارت اور تحریف میں دلیری اور بڑھتی جاتی ہے، وَكَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قَلْبِ كُلِّ مَتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔

ادھر حدیث میں سلسلہ نبوت کے انقطاع پر یہ صاف ارشاد ہوتا ہے، اور اُدھر قادیانی دنیا میں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ اس سے بقاء نبوت ثابت ہو گیا اِنَّ هَذَا الشَّيْءُ مُعْجَبَاتٌ۔

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے جس سے نفس نبوت کا بقاء ثابت ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو باقی کہا جاسکتا ہے، اسی طرح نبوت کے ایک جزو کا باقی ہونا خود نبوت کا باقی ہونا ہے۔ اہل دانش فیصلہ کریں کہ اس فلسفہ اور سائنس کے دور میں ایک مدعی نبوت کی طرف سے کہا جا رہا ہے، اُس کو حسبِ زور اور کُل کا بدیہی امتیاز معلوم نہیں، وہ کسی شے کے ایک جزو موجود ہونے کو کُل کا موجود ہونا سمجھتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے ایک جزو مثلاً اللہ اکبر کو پوری نماز اور وضو کے ایک جزو مثلاً ہاتھ دھونے کو پورا وضو کہا جائے، اسی طرح ایک لفظ اللہ کو پوری اذان اور ایک منٹ کے روزہ کو اداے روزہ کہا جائے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر قادیانی نبوت کی یہی برکات ہیں کہ کسی شے کے ایک جزو کے وجود کو کُل کا وجود قرار دیا جائے، اور جزو پر کُل کا اطلاق درست ہو جائے تو پھر ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا، اور کھانے کے بیس اجزاء میں سے ایک جزو نمک ہے تو نمک کو کھانا کہنا بھی روا ہوگا۔ نمک کو پلاؤ اور پلاؤ کو نمک کہا جائے تو کوئی غلطی نہ ہوگی۔ اور پھر تو شاید ایک تاکہ کو کپڑا کہنا بھی جائز ہوگا۔ اور ایک انگلی کے ناخن کو انسان اور ایک رسی کو چار پائی بھی کہا جائے اور ایک میچ کو کوڑا بھی۔ کیا خوب! نبوت ہو تو ایسی ہو کہ تمام ہی کو بدل ڈالے۔

پس اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک تاکہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چار پائی اور ایک میخ کو کواڑ نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے چھالیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔

رہی پانی کی مثال کہ اس کا ایک قطرہ بھی پانی ہی کہلاتا ہے اور پورا سمندر بھی پانی کہلاتا ہے۔ سو یہ ایک جدید مرزائی فلسفہ ہے کہ ان عقلمندوں نے پانی کے ایک قطرہ کو پانی کا ایک جزو سمجھ رکھا ہے، حالانکہ پانی کا ایک قطرہ بھی ایسا ہی مکمل پانی ہے جیسے ایک دریا۔ جو شخص علم کی اسجد سے بھی واقف ہے وہ جانتا ہے کہ پانی کے ہر قطرہ میں اجزائے مائیکرو پورے پورے موجود ہیں، فرق اتنا ہے کہ سمندر میں پانی کے اجزاء زیادہ ہیں، اور قطرہ میں کم مقدار میں موجود ہیں، مگر اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک قطرہ میں پانی کے دونوں اجزاء جن کو جدید فلسفہ ہیڈروجن اور آکسیجن کہتا ہے موجود ہیں اس لئے پانی کے قطرات کو پانی کے اجزاء نہیں کہا جاسکتا بلکہ پانی کے اجزاء وہی ہیڈروجن اور آکسیجن ہیں، تو جس طرح تنہا ہیڈروجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے اور تنہا آکسیجن کو بھی پانی کہنا غلط ہے، اسی طرح نبوت کے کسی جزو کو نبوت کہنا بھی غلط ہے، یہ محض لچر اور ناقابلِ ذکر بات ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہونے سے نبوت کا بقا ثابت کر ڈالا۔

نبوت بروز یہ یا نکتہ وغیرہ | اس حدیث میں یہ بات زیادہ قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انقطاع نبوت کے ذکر کے ساتھ صرف آپ کے بعد منقطع ہے | روایات صالحہ کے بقا کا ذکر فرمایا ہے اور کسی قسم کی نبوت کا نام نہیں لیا، جو اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ آپ کے نزدیک نبوت کی کوئی قسم آپ کے بعد باقی نہیں رہی ورنہ ضروری تھا کہ نبوت کی جو قسم باقی رہنے والی ہو بجائے سچے خواب کے اس قسم کا ذکر نہ فرمایا جاتا۔

اور اسی پر بس نہیں، بلکہ نبوت کے تمام اجزاء اور اقسام کے بالکل انقطاع کی خبر دے کر صرف ایک جزو یعنی روایات صالحہ کا استثناء فرمایا گیا ہے، اب انصاف کیجئے کہ اگر سوائے روایات صالحہ کے اور بھی کوئی جزو یا کوئی نوع یا کوئی قسم نبوت کی باقی رہنے والی تھی، تو اس کا استثناء کیوں نہیں فرمایا گیا؟

مرزا صاحب نے اپنی اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے کبھی فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرا ایمان ہے مگر صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے، اور میری نبوت غیر تشریعی ہے۔ اور کبھی کہا کہ کلی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت جزئی ہے۔ اور کبھی ارشاد ہوا کہ حقیقی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ظلی اور بروزی ہے۔ اور کبھی لکھا ہے کہ مستقل نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر مستقل ہے۔

غرض ان متعارض اور متہانت اقوال کو اختیار کر کے مرزا صاحب نے سمجھا ہے کہ ہماری نبوت بھی سیدھی ہو گئی، اور مسلمانوں کے سامنے یہ کہنے کی بھی جگہ باقی رہی کہ قرآن و حدیث کے صریح حکم یا امت کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے منکر نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث نے مرزا صاحب کے سامنے منصوبے خاک میں ملا دیے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیں کہ ظلی و بروزی وغیرہ جو قسم نبوت کی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے وہ واقعی نبوت کی ایک قسم ہے، اس حدیث میں اس کے بھی القطاع کی خبر بصراحت موجود ہے۔ کیونکہ اس میں اجزاء و انواع نبوت میں سے روئے ماحد کے سوا کچھ مستثنیٰ نہیں فرمایا گیا۔ پس اگر ظلی و بروزی وغیرہ بھی نبوت کی قسمیں ہیں تو وہ بھی اس حدیث کی زور سے منقطع و مختم ہو چکیں، اور مرزا صاحب کو ان متعارض اقوال اور نئی نئی قسم کی نبوتیں تراشنے کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ آیا۔

حدیث نمبر ۱۲ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ

الْبَيِّنَاتِ وَرَأْسَهُ مَغْشُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَالنَّاسُ صَنُوتٌ خَلْفَ ابْنِ بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النَّبِيِّ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهُ (رواه مسلم والنسائي وغيره)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں دروانہ کا پردہ کھولا، آپ کا سر مبارک بوجہ مرض کے بندھا ہوا تھا، اور لوگ حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبوت میں کوئی جزر باقی نہیں رہا، مگر اچھے خواب جو مسلمان دیکھتے ہیں، یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے (روایت کیا اسکی مسلم اور نسائی نے)۔

حدیث نمبر ۱۴ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِي أَخِيرَ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي أَخِيرَ الْمَسَاجِدِ (رواه مسلم صفحہ ۴۴۶ جلد ۱، ۲ والنسائی ولفظه خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتِمُ الْمَسَاجِدِ)۔

ترجمہ :- " حضرت عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ فرماتے ہیں کہ میں نے شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے، (اس حدیث کو مسلم نے جلد ۱، ۲ جلد اول میں اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ نسائی کے الفاظ میں بجائے آخر الانبیاء اور آخر المساجد کے خاتم الانبیاء اور خاتم المساجد واقع ہوا ہے) اور ہر دو صورت سنی واحد ہیں، جیسا کہ اسی رسالہ میں مفصل گزر چکا ہے۔ "

تنبیہ :- حدیث میں خاتم المساجد سے مراد خاتم مساجد الانبیاء ہے، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں خود یہی لفظ موجود ہے، جس کو ائمہ حدیث دینی، ابن نجار، بزار وغیرہ نے حضرت عائشہؓ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے :-

أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي | " میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد
خَاتِمُ الْمَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ كَذَانِي الْكَلْبُ | مساجد انبیاء کی خاتم اور آخر ہے۔ "

حاصل یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ کسی نبی کی اور مسجد بنے گی۔

ایک لطیفہ :- مرزائی دنیا میں صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ دیکھ کر خوشیاں منائی گئیں کہ اس نے ختم نبوت کے مسئلہ میں تحریف کا راستہ نکال دیا، کیونکہ خاتم المساجد کے معنی باتفاق یہ نہیں ہو سکتے کہ آپؐ کے بعد کوئی مسجد نہیں بنے گی، کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے، اسی طرح خاتم الانبیاء کے معنی بھی یہ نہیں ہوں گے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

لیکن دینی، ابن نجار اور بزار کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کی جو حدیث ابھی پیش کی گئی ہے کہ خاتم المساجد کے معنی خاتم مساجد الانبیاء ہیں، اس نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

حدیث نمبر ۱۵ | عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفَّى

(الحديث، رواه مسلم صفحة ۲۶۱ جلد ۲)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسماء شریفہم سے بیان فرمایا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد اور مقفی بھی ہوں (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت فرمایا ہے)۔
امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لفظ مقفی کے معنی شمر سے نقل کئے ہیں کہ مقفی بمعنی عاقب ہے، اور عاقب کے معنی خود نص حدیث میں آخر الانبیاء بیان فرمائے ہیں، جیسا کہ حدیث نمبر ۱۵ میں گزر چکا ہے۔ اور ابن الاعرابی نے مقفی کا ترجمہ ہوا المستبعد للانبیاء کیا ہے، جس کے معنی بھی یہی آخر الانبیاء ہوتے ہیں۔ اس لئے نوویؒ نے دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ فظہران المقفی ہوا الآخر، یعنی ثابت ہوا کہ مقفی کے معنی آخر کے ہیں، اور اس لئے حدیث کا حامل مطلب یہ ہوا کہ میں آخر الانبیاء ہوں۔

حدیث نمبر ۱۶ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى

إِذْ هَبُوا إِلَى عِيسَى إِذْ هَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ، أَنْتَ رَسُولُ

اللَّهِ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ (رواه البخاری صفحہ ۶۸۵ ج ۲ مسلم ج ۱)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰؑ سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں (ابن ماجہ الحدیث) روایت کیا اس کو بخاری نے صفحہ ۶۸۵ ج ۲ میں اور مسلم نے صفحہ ۱۱۱ جلد اول میں۔“

حدیث نمبر ۱۷ | عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (رواه البخاری

فی صحیحہ - مشکوٰۃ المصابیح باب قرب القیامۃ

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر) فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

باتفاق علماء حدیث اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی جدید نبی پیدا نہ ہوگا اور قیامت آپ کے ساتھ ملی ہوئی آنے سے یہی مراد ہو سکتی ہے۔ دہ حدیث کا خلاف واقعہ ہونا لازم آتا ہے کہ آپ کی پیدائش تقریباً چودہ سو برس ہو چکے اور اب تک قیامت کا پتہ نہیں۔

اور دوسری احادیث میں آپ کے ساتھ قیامت کے متصل ہونے کا یہی مطلب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے جیسا کہ ختم النبوة فی القرآن (آیت نمبر ۶۲ کے تحت) صفحہ ۱۷۸ میں حضرت ابو زمرہؓ کی طویل حدیث کا ایک حصہ نقل ہو چکا ہے جس کے چند جملے یہ ہیں:-

<p>وہ ناکہ جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ کہ میں اس کو چلا رہا ہوں وہ قیامت جو مجھ پر قائم ہوگی، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت؟</p>	<p>وَأَمَّا الثَّاقَتُ الَّتِي لَا يَتِيمَا أَبْعَثْنَاهَا فِي السَّاعَةِ عَلَيْنَا لَنَقُومَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي . (ابن کثیر ص ۳۶۹ ج ۹)</p>
--	--

اس میں بوضاحت معلوم ہو گیا کہ قیامت کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملے ہوئے آنے کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی دوسری امت۔

حدیث نمبر ۱۸ | عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ كَانَ فِي الْأَمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدِّثُونَ فَإِنْ تَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ
أَحَدٌ فَعَسَى بِنِ الْخَطَايَا رِوَاةُ مُسْلِمٍ وَالنَّسَائِ وَأَبُو يَعْلَى وَاحِدٍ
ترجمہ ۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے امتوں
میں محدث ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں بھی ان میں سے کوئی ہو سکتا ہے تو وہ
عمرہ ہیں (اس حدیث کو مسلم اور نسائی اور ابویعلیٰ اور امام احمد نے روایت فرمایا ہے)

حدیث نمبر کے تحت محدث کے معنی اور مضمون حدیث کا مطلب مفصل گزر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ السَّائِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ أَنْتُمْ أَوْثْنَا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتَيْنَا مِنْ بَعْدِهِمُ الْحَدِيثَ (رواه البخاری ومسلم والنسائی من الكنز ج ۲ ص ۶) ومثله عند أبي نعیم فی الدلائل صفحہ ۹۔

ترجمہ ۱۹ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم سب کے آخر میں اور قیامت میں سب سے سابق ہوں گے، صرف اتنی بات ہے کہ اہم سابقہ کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں اُن کے بعد ملی (روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے (کنز ج ۲ ص ۶) اور ابو نعیم نے دلائل نبوت ص ۹ میں بعینہ یہی حدیث نقل کی ہے ۲۔

صحیح مسلم میں ابواب الجمعہ میں اس حدیث کو چار طریق سے روایت کیا ہے۔
حدیث نمبر ۲۰ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَهُ وَلَفْظُهُ نَحْنُ الْأَخِيرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه مسلم ج ۲ ص ۲۸۷)
ترجمہ ۲۰ حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون مسلم نے روایت کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم دنیا میں سب کے آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے ۲۔

صحیحین کے علاوہ، وہ احادیث جن کو ائمہ حدیث صحیح کہا ہے؛

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ دَجَالُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ أَرْبَعٌ نِسْوَةٌ وَالْأُخْرَى خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا يَأْتِي بَعْدِي (رواه احمد والطبرانی د اسنادہ جید والطحاوی فی مشکل الآثار ج ۳ ص ۴۳)

ترجمہ ۲۱ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ستر کذاب دجال ہوں گے، جن میں سے چار عورتیں ہوں گی،

حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اس کو امام احمد اور طبرانی نے باسناد جید روایت کیا ہے اور اسی طرح روایت کیا اس کو طحاوی نے مشکل الآثار ج ۴ میں ۹۰ اس سے پہلے ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں تیش و جالوں کا ذکر ہے، اس میں سوائس مذکور ہیں، مگر ان میں کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے اول آپ کو سوائس کا علم ہوا ہو پھر تیس کا ہونا معلوم ہوا۔

حدیث نمبر ۲۲ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ دُجِعْتُ دَجْعًا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمْتُ فَأَتَانِي فِي مَقَامِهِ وَقَامَ يُصَلِّي وَاللَّيْلُ عَلَى طَرَفِ ثَوْبِهِ
ثُمَّ قَالَ بَرِئْتُ يَا بَنِي أَبِي طَالِبٍ فَلَا بَأْسَ عَلَيْكَ مَا سَأَلْتَ يَا اللَّهَ
فِي شَيْءٍ إِلَّا سَأَلْتُ لَكَ مِثْلَهُ وَلَا سَأَلْتُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَانِيهِ
غَيْرَ أَنَّهُ قِيلَ لِي أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي فَقُمْتُ كَأَنِّي مَا اشْتَكَيْتُ (رواه
ابن جرير وابن شاهين في السنة والطبرانی في الأوسط والبيهقي
في فضائل الصحابة كذا في الكتب)

ترجمہ :- ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت درد ہوا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کر دیا، اور خود نماز پڑھنے لئے کھڑے ہو گئے، اور آپ نے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا، پھر فرمایا کہ اے علی! تم شفا یا ب ہو گئے، اب تم میں کوئی مرض نہیں رہا۔ جو کچھ تم اللہ سے میرے لئے دعا کرو گے، میں تمہارے لئے وہی دعا کروں گا، اور میں جو کچھ دعا کروں گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا، اس کے سوا کہ مجھ سے کہہ دیا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، (اس لئے تمہارے لئے بھی نبوت کی دعا نہیں کر سکتا) حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں دہاں سے ایسا تندہرست ہو کر اٹھا کہ گویا بیمار تھا ہی نہیں (روایت کیا اس کو ابن جریر نے اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، نیز روایت کیا ابن شاہین نے سنت میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں (از کثر العمال)

حدیث نمبر ۲۳ | عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا أَبَا ذَرٍّ أَدُلُّكَ عَلَى نَبِيِّ أَدَمَ وَأَخِيْرُهُ مُحَمَّدٌ (رواه ابن حبان

فی صحیحہ و ابونعیم فی الحلیۃ و ابن عساکر و الحکیم الترمذی
(من الکتر من ۶ ج) و اخرجہ ابن حبان فی تاریخہ فی السنۃ
العاشرة من ۶۹ قلمی

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب
انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔
(روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح میں، نیز اپنی تاریخ میں سنہ
کے احوال کے تحت قلمی ۶۹ پر اور ابونعیم نے علیہ میں اور ابن عساکر و حکیم ترمذی
وغیرہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے (دیکھو کنز العمال صفحہ ۱۲۰ ج ۶) اور حافظ
ابن حجرؒ نے بھی نسخ الباری میں اس کی تصحیح کی ہے)۔"

حدیث نمبر ۲۲ | وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرَى أَنْ تَكُونَ يَمْنَزِلَةً هَاضِمَةً مِنْ
مُؤَسَّسِي الْآئَةِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواه الحاكم في المستدرک و
الطبرانی في الكبير کذا فی الکتر، ص ۱۵۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت مالک ابن حویرثؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ
سے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم ایسے ہو جیسے اردن موٹی کے ساتھ
تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں نقل
کر کے تصحیح کی ہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب اور
تحقیق مفصل پہلے گزر چکی ہے)۔"

حدیث نمبر ۲۵ | عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا
مُحَمَّدٌ وَ أَنَا أَحْمَدُ وَ أَنَا الْمُقْتَنِي وَ الْحَاشِي وَ الْمَاجِي وَ الْخَاتِمُ
وَ الْعَاقِبُ (رواه احمد و ابن سعد و الطبرانی و الحاكم (من الکتر)
ترجمہ ۱۔ "حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
میں محمد ہوں، اور احمد، مقتنی، حاشی، ماجی، خاتم اور عاقب (روایت کیا
اس کو امام احمد نے مسند میں اور ابن سعد و طبرانی نے اور حاکم نے اس کو مستدرک
میں درج کر کے تصحیح فرمائی) (من الکتر)

مُراد حدیث کی یہ ہے کہ یہ سب میرے نام ہیں۔ مقفی اور عاقب کے معنی پہلے گزر چکے ہیں کہ خاتم الانبیاء کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح "حاشرہ" کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد ہی حشر و قیامت قائم ہو جائے گی، کوئی نبی اور نہ پیدا ہوگا۔ اور ماحی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے سے کفر کو مٹائے گا۔

حدیث نمبر ۲۶ | عَنْ عَوْتِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا قَوْلَ اللَّهِ لَا نَأْتِي الْحَاشِرَ وَآتَا الْعَاقِبَ وَآتَا الْمُقْفَى (رداء رطب وک من الکندر)

ترجمہ:- "حضرت عوت بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں حاشر اور عاقب اور مقفی ہوں (روایت کیا اس کو طبرانی نے اور حاکم نے مستدرک میں درج کر کے تصحیح کی ہے)۔"

ابھی گزر چکا ہے کہ حاشر، عاقب، مقفی تینوں کی مراد ایک ہے، یعنی آخر الانبیاء۔

حدیث نمبر ۲۷ | عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثِهِ طَوِيلٌ فِي الْمَخْشَرِ يَقُولُ قَوْمٌ نُوحٍ وَأَنِّي عَلِمْتُ هَذَا يَا أَحْمَدُ وَأَنْتَ وَأَمْتُكَ أَخِرُ الْأُمَمِ (رداء الحاکم فی المستدرک کذا فی الکندر)

ترجمہ:- "حضرت وہب بن منبہ حضرت ابن عباس سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنرایا کہ قیامت کے دن حضرت نوح کی امت کہے گی کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ حالانکہ آپ اور آپ کی امت آخر الامم ہے (اس کو حاکم نے مستدرک میں درج کر کے صحت کا حکم کیا ہے)۔"

حدیث نمبر ۲۸ | عَنْ الْحَسَنِ عَنْ سَبْعَةِ رَهْطٍ شَهِدُوا بِدُرِّ رَأْيِهِمْ رَفَعُوا الْحَدِيثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رداء الحاکم فی المستدرک)

ترجمہ:- "حضرت حسن سات صحابہ سے جو غزوہ بدر کے شرکاء ہیں سے تھے مرفوعاً اسی مضمون کو نقل کرتے ہیں جو اس سے پہلی حدیث میں حضرت ابن عباس کی روایت سے نقل کیا گیا ہے (حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے صحت کا حکم کیا ہے)۔"

لہ ایک معاملہ کی طرف اشارہ ہے جو ابتدائے حدیث میں مذکور ہے، ۱۲ منہ

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَرْقُوعًا إِلَى خَاتِمِ الْيَنْبِیِّ أَوْ أَكْثَرَ رِوَاةِ

الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِنَ الْكُتُبِ ۱۲ ج ۶

ترجمہ :- ”حضرت ابوسعیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں ایک ہزار انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں یا کچھ زیادہ کا (حاکم نے مستدرک میں نقل کر کے تصحیح فرمائی ہے)۔“

حدیث نمبر ۲۰ | عَنْ عِزِّبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَبْدُ اللَّهِ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ رِوَاةُ السَّيْهَقِيِّ وَالْحَاكِمِ

وَصَدْرُهَا (كَذَلِكَ فِي الدَّر المنثور ص ۲ ج ۵)

ترجمہ :- ”حضرت عریاض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر (اس کو بیہقی نے روایت کیا) اور حاکم نے مستدرک میں روایت کر کے تصحیح فرمائی۔ (ازد و مشور)۔“

حدیث نمبر ۲۱ | عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ لَهُ حِينَ جَاءَتْ

عَشِيرَتُهُ يَطْلُبُونَهُ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا

أَسْلَمَ فَقَالُوا لَهُ إِمْنُيْ مَعَنَا يَا زَيْدُ فَقَالَ مَا أُرِيدُ بِرَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلًا وَلَا غَيْرِهِ أَحَدًا فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ إِنَّا

مُعْطُونَكَ بِهَذَا الْعِلَامِ دِيَارَ قَسَمٍ مَا شِئْتَ فَإِنَّا حَامِلُونَ إِلَيْكَ

فَقَالَ أَسْأَلُكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّيَ حَسَنُ

أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ وَأَرْسِلُهُ مَعَكُمْ الْحَدِيثُ (اخرجه الحاكم

مفصلاً ورسد قصته في مستدرک ص ۳۱۳ ج ۳)

ترجمہ :- ”حضرت زید بن حارثہؓ اپنے اسلام لانے کا ایک طویل اور دلچسپ قصہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپؐ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپؐ کے پاس دیکھ کر کہا اے زید! اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو، میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپؐ کے سوا کسی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے

کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سی دیتیں (اموال) دینے کے لئے تیار ہیں، جو آپ چاہیں سرمدیں، ہم ادا کر دیں گے (مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے)۔

آپ نے فرمایا کہ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں، وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں، اور یہ کہ میں رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں (جب تم یہ گواہی دو گے) میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ کر دوں گا (الحمد للہ) روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک ص ۳۱۴ ج ۳ میں، ۱۱

فائدہ :- اس حدیث میں یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمہ شہادت کی طرح ایمان کا جزو و تہہ قرار دیا ہے۔
حدیث نمبر ۳۲ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ جَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِأَخِي مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَةِ لِأَعْرِضَهَا عَلَيْكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَأْصَبَ فِيكُمْ مُوسَى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ لَصَلَّيْتُكُمْ إِنَّكُمْ حَظِي مِنَ الْأَمَمِ أَنَا حُطِّمْتُ مِنَ النَّبِيِّينَ رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ كَذَا فِي الدَّرَالْمَنْثُورِ للسيوطي، ص ۳۸ ج ۲)۔

ترجمہ :- ” حضرت عبداللہ بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں بنی قریظہ میں اپنے ایک بھائی کے پاس گذرا، اس نے تورات سے کچھ جامع کلمات لکھ کر مجھے دیئے میں تاکہ وہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا، اور فرمایا کہ اس ذاتِ قدوس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہو، اگر خود موسیٰؑ بھی تمہارے اندر آ جائیں اور تم اُس وقت اُن کی اتباع کرنے لگو تو تم گمراہ ہو جاؤ کیونکہ تم تمام امتوں سے صرف میرا حصہ ہو، اور تمام انبیاء میں سے صرف میں تمہارا حصہ ہوں۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے) (از درمنثور ص ۳۸ ج ۲)۔
 نیز اس کو حاکم نے روایت کیا ہے (کذا فی الکنز ص ۵۱ ج ۱)۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حصر کر کے بتلادیا ہے کہ نہ اس امت کے لئے اور کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ یہ امت کسی اور نبی کی امت بن سکتی ہے۔
حدیث نمبر ۳۲ | عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (رواه الترمذی وقال هذا حديث صحيح وقال ابن كثير في تفسيره ج ۸ أخرجه أحمد أيضاً)

ترجمہ ۱۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی، (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر ج ۸ میں فرمایا ہے کہ اس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے)۔
 فائدہ ۲۔ اس حدیث میں لفظ نبی اور رسول کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ نہ کوئی تشریفی نبی آپؐ کے بعد ہوگا نہ غیر تشریفی، کیونکہ ہم اس رسالہ کے پہلے حصہ کے شروع میں لکھ چکے ہیں کہ جہوہ کے نزدیک رسول صاحب شریعت نبی کو کہا جاتا ہے۔ اور نبی عام ہے، صاحب شریعت جدیدہ ہو یا پہلی شریعت کا شیعہ۔

حدیث نمبر ۳۳ | عَنْ أُمِّ كَلْبَةَ الْكَعْبِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَهَبَتِ النَّبُوَّةُ وَبَقِيَّتِ الْمُبَشِّرَاتُ (رواه ابن ماجه في سننه ج ۲۸۹ وأحمد والطبرانی وصححه ابن خزيمة كذا في الكنز)

ترجمہ ۱۔ حضرت ام کرز کعبیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ نبوت ختم ہو گئی صرف مبشرات باقی رہ گئے (اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن ج ۲۸۹ میں اور امام احمدؒ نے مسند میں اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور ابن خزمیہ نے اس کو روایت کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے (کذا فی الكنز)

اس حدیث میں بھی مبشرات سے اچھے خواب مراد ہیں جس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔
حدیث نمبر ۳۵ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَأَنَا أَخِيَرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ أَخِيَرُ الْأُمَمِ

(رواہ ابن ماجہ فی سننہ مک ۲ باب فتنۃ الدجال وابن خزيمة

والحاکم والضیاء من منتخب الکنز، ص ۴۷۰)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوامامہ باہلیؓ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری اُمت ہو (دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۲۰۷ باب فتنۃ الدجال اور منتخب الکنز صفحہ ۴۱ جلد ۶ میں اس

حدیث کو بحوالہ صحیح ابن خزمیہ اور حاکم اور ضیاء نے بھی روایت کیا ہے) ۱

حدیث نمبر ۳۶ | عَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ

التمثيل باللينة الخاتمة وفي آخره فَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ مَوْضِعَ

قِلْطِ اللَّيْنَةِ (رواہ احمد والترمذی وقال الترمذی هذا

حدیث حسن صحیح غریب)

ترجمہ ۲۔ حضرت اُبی بن کعبؓ نے مذکورہ بالا حدیث جس میں نبوت کو آپؐ نے ایک

عظیم الشان محل کے ساتھ اور انبیاء عظیم السلام کو اس کی انیسویں کے ساتھ تشبیہ

دی ہے مفصل الفاظ نقل کرنے کے بعد یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ میں خاتم النبیین

ہوں اور درجہ میرا انبیاء میں ایسا ہے جیسا اس محل میں آخری اینٹ کا (روایت کیا

اس کو ترمذی اور امام احمد نے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ شخص صحیح غریب ہے) ۲

یہ چھتیس احادیث ختم نبوت کے ثبوت میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق

صحیح احادیث ہیں جو حدیث کے اقسام میں سب سے قوی حجت سمجھی جاتی ہیں۔

سنن اربعہ یعنی صحاح ستہ کی باقی احادیث

نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ

حدیث نمبر ۳۷ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ ۱۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے

بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے) ۱

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ میں کمالات نبوت موجود تھے، مگر بائیں ہمہ ان کو عہدہ نبوت نہیں دیا گیا، کیونکہ سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔ حدیث میں لفظ لَوْ كَانَ سے اسی طرف اشارہ ہے، کیونکہ لفظ لَوْ عربی زبان میں اسی غرض کے لئے آتا ہے کہ شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں، لہذا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا اس لئے عمرؓ بھی نبی نہیں ہوئے۔

خیر الامم اور کمالات نبوت | اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے انقطاع سے یہ لازم نہیں آتا کہ کمالات نبوت بھی منقطع ہو جائیں، بلکہ اس امت میں بھی کمالات نبوت موجود ہیں، البتہ عہدہ نبوت نہیں دیا جاتا، اور یہ ایسا ہے کہ ایک خارج تحصیل عالم میں مدرس ہونے کی قوت اور درس و تدریس کا کمال موجود ہے مگر اس وقت تک مدرس نہیں کہا جاسکتا، جب تک کہ کسی مدرسہ میں یہ عہدہ اس کو نہ دیا جائے یا ایک گریجویٹ جو انگریزی فنون کا پورا ماہر ہے، اس میں ڈپٹی کلکٹر ہونے کی قوت اور کمال موجود ہے، مگر کلکٹری کا عہدہ اس کو جب تک نہ دیا جائے وہ کلکٹر نہیں کہلا سکتا۔ الحاصل اس امت کے فضلاء کمالات نبوت سے محروم نہیں، بلکہ کمالات نبوت میں سے ان کو دافرحصہ ملا ہے، البتہ آپ کی نبوت چونکہ قیامت تک باقی اور قائم ہو، اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدہ نبوت دینے کی نہ ضرورت ہے اور نہ مناسب کیونکہ آپ کی نبوت قائم ہوتے ہوئے کسی کو عہدہ نبوت دینا آپ کی کسر شان ہو، اس لئے عہدہ نبوت کسی کو نہیں دیا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام اہم سابقہ ہمارا احترام کریں گی اور کہیں گی :-

كَانَ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونُوا أَنْبِيَاءَ	”یہ امت بلحاظ کمالات سب کے سب
كَلَّمَا رَدَّاهُ الْوِدَادُ الطَّيَّاسُ فِي مَسْنَدِ	انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔“
رَضَى وَكَذَلِكَ رَدَّاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ	

اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶ میں بھی مضمون حضرت کعب احبارؓ سے بحوالہ تورات و انجیل نقل کیا ہے۔ اور کنز العمال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپؐ نے چند صحابہ کے متعلق فرمایا کہ كَادُوا أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ

یعنی یہ لوگ باعتبار کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔

اس بیان سے اُس قادیانی مکر کی بھی حقیقت کھل گئی جس کو وہ مسلمانوں کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا کرتے ہیں، کہ اگر بالکل نبوت کا انقطاع تسلیم کر لیا جائے تو اس امت مرحومہ کی سخت توہین ہوگی، کہ ساری امتیں ہمیشہ نبوت کا شرف پاتی رہیں اور یہ اس سے محسوس ہوگئی۔

کیونکہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ امت کمالات نبوت میں تمام پہلوئ امتوں سے بھی بہت آگے ہے۔ اور عہد نبوت کا نہ ملنا چونکہ آپ کی نبوت کے بقا و قیام کی وجہ سے ہے، اس لئے یہ بھی درحقیقت اس امت کے لئے افضلیت کا باعث ہے نہ کہ محرومی یا نقصان کا۔

حدیث نمبر ۳۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْلِفَ قَالَ لَهُ عَلِيُّ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِي

إِذَا خَلَفْتَنِي قَالَ فَقَالَ أَمَا أَنْ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ

مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا يَكُونُ بَعْدِي نَبِيٌّ (رواه احمد وابن ماجه والترمذی)

ترجمہ :- حضرت جابر بن عبد اللہ روایت فرماتے ہیں کہ جب (غزوہ تبوک کے موقع پر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکان پر چھوڑ دیں

اور جہاد میں نہ لے جائیں، تو حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ نے

مجھے چھوڑ دیا تو لوگ کیا کہیں گے (کہ جہاد چھوڑ کر بیٹھ گئے) آپ نے فرمایا کیا تم اس

پر راضی نہیں کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارونؑ کا موسیٰؑ کے ساتھ

ہے (یعنی جیسے موسیٰؑ کو وہ طور پر جانے کے وقت حضرت ہارونؑ کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے

اسی طرح تم میرے پیچھے رہو) مگر (اتنا فرق ہے کہ حضرت ہارونؑ نبی تھے) اور میری نبوت

کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اسی لئے تم بھی نبی نہیں ہو)۔

فاصلہ :- اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جیسی نبوت ہارونؑ کو ملی تھی

وہ بھی منقطع ہو چکی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہارونؑ کی نبوت شریعت مستقلہ کے ساتھ

نہیں تھی، بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع اور احکام تورات کی تبلیغ کے لئے تھی، اس

سے ثابت ہوا کہ جس کو مرزا صاحب غیر شرعی نبوت کہہ کر باقی رکھنا چاہتے ہیں وہ بھی

اس حدیث کے حکم سے ختم اور منقطع ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر ۳۹ | عَنْ سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي التَّوْحِيدِ

وَنَزُولِ الْمِيزَانِ مِنَ السَّمَاءِ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ خِلَافَةُ الشُّبُوحِ ثَلَاثُونَ عَامًا ثُمَّ يَكُونُ مُلْكُ

فَأَمْسَلَهُ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي نِسَاءً ذَلِكَ فَقَالَ

خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ (رواه الترمذی ابو داؤد)

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ ایک طویل حدیث میں ایک خواب

اور اس میں آسمان سے ایک ترازو کا اترنا ذکر کر کے بیان کرتے ہیں کہ یہ خواب منکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا اور پھر فرمایا کہ نبوت کی خلافت میں

برس تک رہے گی ، اور پھر ملک و سلطنت ہو جائے گی ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اس پر رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ کچھ دنوں خلافت نبوت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ جس کو

چاہے ملک دے (روایت کیا اس ک ترمذی اور ابو داؤد نے) ۳۹

نبوت بروز یہ اگر بالفرض نبوت ہو | اس حدیث میں بھی بوضاحت بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے

تو وہ بھی آپ کے بعد منقطع ہے | بعد صرف خلافت نبوت باقی رہے گی ، نبوت بالکل نہیں رہے گی

اور اگر نبوت کی بھی کوئی قسم باقی رہتی تو لازم تھا کہ خلافت کے ذکر سے اس کے ذکر کو مقدم سمجھا جاتا۔

اس سے بھی بلا تکلف ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کی تو ایجا و نبوت بروز کی غلطی یا غیر

مستقل نبوت اگر واقع میں بھی نبوت کی قسمیں فرض کر لی جائیں تو وہ بھی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتیں۔

حدیث نمبر ۴۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنِي بَعْدِي مِنَ الشُّبُوحِ

إِلَّا التَّوْحِيدُ يَا الصَّالِحَةُ (رواه النسائي و ابو داؤد من الفتح ص ۳۳)

ترجمہ :- ” حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ میرے بعد سوائے روئے صالحہ کے نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا۔

(روایت کیا اس کو نسائی اور ابو داؤد نے ، کذا فی فتح الباری صفحہ ۳۳ ج ۱۲) ۴۰

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی کوئی قسم تشرعی یا غیر تشرعی یا بقول مرزا

صاحب ظلی یا بروز کی وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہ سکتی۔

حدیث نمبر ۴۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسِبُ أَيْنَ الْأُمَّةُ أُمِّيَّةٌ وَنَسِيَّتُهَا

فَنَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ (ردۃ ابن ماجہ کذا فی الکتر ۶ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم

سب کی آخری امت ہیں اور قیامت میں سب پہلے ہمارا حساب ہوگا، پکارا جائے گا

کہ کہاں ہے امتِ امیہ اور اس کے نبی؟ اس لئے ہم ایک حیثیت سے سب سے اول

بھی ہیں اور سب کی آخر بھی (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے کذا فی الکتر، ۶ ج ۱)

حدیث نمبر ۴۲ | عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوعًا تَكْمِلُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ سَبْعُونَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا (ردۃ ابن ماجہ الترمذی ابن حاتم)

والدارمی کذا فی الکتر ۶ ج ۱ و قال هذا حديث حسن كذا

فی مشکوٰۃ ص ۵۸۴)

ترجمہ ۱۔ "حضرت بہز بن حکیمؓ اپنے باپ حکیمؓ سے اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے

ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ستر امتیں کا میل

ہوں گی۔ ہم اُن سب کی آخر اور سب سے بہتر ہوں گے (روایت کیا اس کو ترمذی ابن حاتم

اور دارمی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، ۶ ج ۱)

حدیث نمبر ۴۳ | عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَنْدَةَ قَالَ السَّيِّئُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْتُمْ تَتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً وَأَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ،

رواہ احمد فی مسندہ والترمذی وابن ماجہ والحاکم فی

المستدرک، کتر، ص ۲۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت معاویہ بن جندہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

تم ستر امتیں پوری کرتے ہو جن میں سے تم سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک زیادہ محترم

ہو (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور احمد نے مسند میں اور حاکم

نے مستدرک میں کذا فی الکتر، ص ۲۳ ج ۶)

حدیث نمبر ۴۴ | عَنْ حَذِيفَةَ كَلْبِيِّ بْنِ مُبَشَّرَاتِ السُّبُورَةِ (الْأَرْوَا

الْمُتَالِحَةُ) (رواہ النسائی، کتر، ص ۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت خذلیہ فرعون غار دایت کرتے ہیں کہ نبوت میں سے اچھے خواب کے سوائے کوئی حبسزد باقی نہیں رہا۔

حدیث نمبر ۴۵ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيَّنَّ كَيْفِيَّةَ خَاتَمِ النَّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (رواہ الترمذی فی شمسائلہ، ص ۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان ختم نبوت ہے اور آپ خاتم النبیین ہیں، (رواہ الترمذی)۔

مسند امام احمد بن حنبلؒ کی احادیث

یہ حدیث کی وہ مستند اور معتبر کتاب ہے کہ جس کی شہرت تعریف سے بے نیاز ہے سات لاکھ پچاس احادیث کے ذخیرہ میں سے صرف تیس ہزار احادیث کا انتخاب کر کے امام احمد بن حنبلؒ نے یہ کتاب تیار کی ہے اور جمہور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس میں کوئی حدیث حسن لغیرہ سے کم نہیں، اس لئے اس کی احادیث معتبر و مستند ہیں۔

حدیث نمبر ۴۶ | عَنْ عِزِّ بْنِ مَسَارِيَةَ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي وَلِيَّتِهِ (رواہ فی شرح السنۃ واحمد فی مسند کذا فی مشکوٰۃ والکنز، ص ۶۷) وفی لفظ لہذا الحدیث عند ابن سعد إني في أم الكتاب خاتم النبيين الحديث كذا في الكنز۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عیاض بن مساریہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوب کیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے مسند میں روایت کیا ہے، (کذا فی مشکوٰۃ) نیز یہ حدیث کنز العمال میں بھی بحوالہ ابن سعد روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا (کذا فی الکنز صفحہ ۱۱۲ جلد ۶)۔

حدیث نمبر ۴۷ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا كَالْمُودِغِ فَقَالَ أَنَا النَّبِيُّ الْأَوَّلُ ثَلَاثًا وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي إِلَى قَوْلِهِ فَاذْهَبُوا وَأَطِيعُوا مَا دُمْتُ فِيكُمْ فَإِذَا ذَهَبَ بِي فَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى أَحِلُّوا حَلَالَهُ وَحَرِّمُوا حَرَامَهُ (رواه احمد في مسنده كذا في تفسير ابن كثير ص ۸۷ ج ۱ طبع قدیم ۳۰ بغوی)

ترجمہ :- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، (اور اس طرح تقریر فرماتے گئے) جیسے کوئی رخصت ہونے والا کرتا ہے، پس تین مرتبہ مکرر فرمایا کہ میں نبی امی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور (اسی حدیث کے آخر میں فرمایا کہ) جب تک میں تمہارے اندر موجود ہوں اس وقت تک میرے احکام سنئے اور ان کا اتباع کرتے رہو، اور جب مجھے دنیا سے لے لیا جائے تو تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو (روایت کیا اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں) (اور ابن مردود نے، کذا فی الدر المنثور ج ۳) کذا فی ابن کثیر ص ۸۷ ج ۱) مطلب یہ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مغموم قرآنی کی تعبیر و تفسیر خود حضور فرماتے ہیں اس کا اتباع ضروری ہے، اور آپ کے بعد جو کوئی نئی بات پیش آئے اس کو خود قرآن میں تلاش کر کے حکم معلوم کرو۔ اور حضرت معاذ بن جبل کی روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر تھان میں مسئلہ نہ ملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کریں اس میں بھی نہ ملے تو مسلمانوں کے اجماع کو، پھر قیاس شرعی کو استعمال کریں۔

حدیث نمبر ۴۸ | عَنْ نَعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ الشُّبُوهُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونُوا ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبَرِيَّةً تَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونُوا ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ الشُّبُوهِ ثُمَّ تَكُونُ (رواه احمد في مسنده والبيهقي كذا في المشكوة)

ترجمہ :- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ تمہارے اندر نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے مگر اپنی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں زندہ رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھائے گا، اس کے بعد قوت کے زور پر بادشاہت ہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا پھر خلافت طریقہ نبوت پر ہوگی، اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ (امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے (المشکوٰۃ) اس حدیث میں سب سے آخر میں جس خلافت کا ذکر ہے اس سے وہ خلافت مراد ہے جو قریب قیامت حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوگی۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں رہے گی، بلکہ صرف ملک و جیروت یا خلافت باقی رہے گی جس سے مرزا صاحب کی تعریف کردہ نبوت کے اقسام ظلیہ، بردیہ وغیرہ کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۹ | عَنْ حَدِيثَةِ فِي مِثْلِ حَدِيثِ الثَّعْمَانِ الْمَذْكُورِ مَرْفُوعًا (رواہ احمد فی مسندہ والبیہقی کذا فی المشکوٰۃ)

ترجمہ ۳۹۔ حضرت حفصہؓ سے اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جو حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت سے اس سے پہلی روایت میں بیان ہوئے (روایت کیا اس کو احمد نے)۔

حدیث نمبر ۴۰ | عَنْ حَدِيثَةِ بْنِ أَبِي سَيْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَتِ النَّبُوءَةُ فَلَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشَّرَاتُ، قِيلَ مَا الْمُبَشَّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرَى لَهُ (رواہ احمد والخطیب کذا فی الکتر)

ترجمہ ۴۰۔ حضرت حفصہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبوت چلی گئی میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا عرض کیا گیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ اچھے خواب جو انسان خود دیکھتا ہے یا اس کے واسطے کوئی اور دیکھے (اس کو احمد نے مسند میں اور خطیب غازی نے روایت کیا ہے (کذا فی الکتر) اس روایت کی مفصل تحقیق گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۴۱ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ

لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رداء احمد وابوبکر المطیری فی جزئہ ۱۵۳ ج ۶ کنز الکنز)
ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون
مگر (اتفاق ہے کہ ہارون نبی ہیں تم نہیں کیونکہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔
(اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور خطیب مطیری نے جز میں روایت کیا ہے،
(ازکثر ص ۱۵۳ ج ۶) اس روایت کی توضیح بھی پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۵۲ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ مَا اخْتَرْتُكَ إِلَّا لِنَفْسِي وَ
أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
(رداء احمد وابن عساکر، من الکنز)

ترجمہ: "حضرت زید بن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے علی! قسم ہے اس ذات قدوس کی جس نے مجھے دین حق کے ساتھ بھیجا ہے
میں نے تمہیں اپنے ہی لئے پسند کیا ہے، اور تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون
مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس کو امام احمد نے مسند میں اور ابن عساکر
نے روایت کیا ہے، (ازکثر)؟

حدیث نمبر ۵۳ | عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَدِيثِ الشَّاعَةِ
فَيَا تُكُونُ عَيْشِي فَيَقُولُونَ أَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا يَقْضِي بَيْنَنَا يَقُولُ
إِنِّي لَسْتُ هُنَا كَمَا إِنِّي اتَّخِذْتُ وَأُمِّي الْهَيْمَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ
لَكِنْ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ مَتَاعًا فِي وَعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَيْهِ أَكَانَ يُؤْصَلُ
أَمَّا مَا فِي الْوِعَاءِ حَتَّى يُفْضَ الْخَاتَمُ فَيَقُولُونَ لَا يَقُولُ فَإِنَّ مُحْتَدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَصَّ الْيَوْمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذُنُوبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَا يُبْنِي
النَّاسُ فَيَقُولُونَ أَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يَقْضِيَ بَيْنَنَا قَوْلُ أَنَا
لَهَا أَنَا لَهَا إِلَى أَنْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَتَخُنُ الْآخِرُونَ
وَالْأَوَّلُونَ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسِبُ وَتَفَرَّجَ لَنَا الْأُمَمُ عَلَى طَرِيقَتِنَا

وَقَوْلُ الْأَمَّةِ كَادَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونَ أَنْبِيَاءُ كُلِّهَا الْحَدِيثُ
 رواه البوداؤد الطيالسي في مسنده ۳۵۴ ، رواه احمد والبيهقي
 وفي الفاظه فَيَقُولُ (يعني عيسى) اَنْ مُحَقَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَاتَمَ النَّبِيِّينَ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ)۔

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ سے قیامت اور شفاعت کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں جس کے آخر میں ہے کہ تمام لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے روح اللہ آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیں کہ ہمارا حساب ہو جائے وہ فرمائیں گے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا، کیونکہ دنیا میں میری اور میری والدہ کی پرستش کی گئی ہے، لیکن کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی برتن کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جائے تو کیا اس برتن کی چیز کو اس وقت تک لے سکتے ہیں جب تک کہ اس کی مہر نہ توڑی جائے؟ لوگ کہیں گے کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ پھر عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو انبیاء کے خاتمہ پر مبتزلہ مہر کے ہیں) آج موجود ہیں اور ان کی اگلی اور پچھلی نعرشیں سب معاف کر دی گئی ہیں (تم ان کے پاس جاؤ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ یہ سن کر میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ یا محمد آپ ہی ہماری شفاعت فرمائیے تاکہ ہمارا حساب ہو جائے۔ میں کہوں گا کہ ہاں یہ کام میں ہی کروں گا، اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم سب آخر میں اور سب سے پہلے، اور وہ امت جس کا حساب سب سے پہلے ہوگا اور تمام امتیں ہمارے لئے تعظیماً راستہ چھوڑ دیں گی، اور سب امتیں کہیں گی کہ یہ امت تو قریب ہے کہ سب ہی انبیاء میں شمار ہوں (الی آخر الحدیث) :-

اس طویل حدیث کو البوداؤد الطیالسی نے اپنی مسند صفحہ ۳۵۴ میں روایت کیا ہے، اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور البیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آج یہاں موجود ہیں الخ۔

حدیث نمبر ۵۴ | عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ جَبِيْعًا اِنْ كَادَتْ لَيَسْبِقَنِي (اخرجه ابن جرير)

بحوالہ مسند احمد، کنانی تفسیر ابن کثیر ص ۱۵۷ ج ۶ طبع قدیم ۳۳۵ھ
ترجمہ ۱۔ ” حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور قیامت
دونوں ساتھ بھیجے گئے ہیں وہ تو قریب تھی کہ مجھ سے بھی آگے جائے ؟

اس حدیث میں مبالغہ کے ساتھ قرب قیامت کو بیان فرمایا گیا ہے، اور حدیث
نمبر ۱ کے تحت آپ نے معلوم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے
ساتھ ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔
حدیث نمبر ۵۵ | عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ مَرْفُوعًا لَا نُبُوءَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ الرَّؤْيَا
الصَّالِحَةُ (اخرجہ سعید بن منصور و احمد فی مسندہ وابن مردويه

من الکند ۳۳ ص ۸۷ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ ” حضرت ابو الطفیلؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ میرے
بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر بشرات، یعنی اچھے خواب باقی رہیں گے (روایت کیا

اس کو سعید بن منصور و امام احمد بن حنبل اور ابن مردويه نے (کنز العمال ص ۳۲ ج ۸)۔
حدیث نمبر ۵۶ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَا يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النَّبُوءَةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ
الرَّؤْيَا الصَّالِحَةُ (اخرجہ احمد والخطیب ، من الکند ص ۳۲ ج ۸)

ترجمہ ۱۔ ” حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد
نبوت میں سے کوئی جزو سوائے بشرات یعنی اچھے خوابوں کے باقی نہیں رہے گا (روایت
کیا اس کو امام احمد بن حنبلؓ اور خطیبؒ نے (کنز العمال ص ۳۲ ج ۸)۔

باقی مستند کتب کی احادیث

اس حصہ میں وہ احادیث ہدیہ ناظرین کی جائیں گی جو معتبر ائمہ حدیث نے
اپنی مستند کتابوں میں درج فرمائی ہیں، مگر محدثین نے ان کے متعلق خاص طور پر
کوئی حکم تجویز نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵۷ | عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُؤْمِلِينَ وَلَا فَخْرَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا

فَخَرَوْنَا أَدْلُ شَافِعٍ وَمُشَفِّعٍ وَلَا فَخْرَ۔ (رواہ الدارمی وابن عساکر کذا فی مشکوٰۃ والکنز ص ۱۰۹ ج ۶)۔

ترجمہ ۱۔ ”حضرت جابر بن عبد اللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام رسولوں کا پیشوا ہوں اور کوئی فخر نہیں اور میں خاتم النبیینؑ اور کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے روز پہلا شفاعت کرنے والا اور معتبول الشفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں، روایت کیا اس کو دارمی نے اور ابن عساکر نے (کذا فی مشکوٰۃ والکنز، ص ۱۰۹ ج ۶)۔

اور خصائص کبریٰ صفحہ ۲۲۴ جلد ۲ میں اسی حدیث کو تاریخ بخاری اور معجم اوسطا طبرانی اور بیہقی اور ابونعیم کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵۸ عَنْ تَيْمِيزِ الدَّارِمِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي سَوَالِ الْقَبْرِ يَقُولُ (أَيُّ الْمَيِّتِ) أَلَا سَلَامٌ وَبُيِّنِي دَمُوحًا تَبَيَّنَ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ يَقُولُونَ لَهُ مَدَقَاتٌ (رواہ ابن ابی الدنیا وابو یعلیٰ کذا فی الدر المنثور للسيوطی ص ۱۲۵ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت تميم دارمیؒ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مکرو نکیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اور وہ خاتم النبیین میں، مکرو نکیر یہ سن کر کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ روایت کیا اس کو ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ نے (منقول از درمنثور، صفحہ ۱۶۵ جلد ۶)۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ ختم نبوت ایمان کا اس قدر اہم جزو ہے کہ قبر کے مختصر سے سوال و جواب میں بھی اس کی شہادت دی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۵۹ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ أَخْبَرَهُ بَيْنِيهِ فَبَعَلَ يَرَى فُضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ فَرَأَى نُورًا سَاطِعًا فِي أَسْفَلِهِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا ابْنُكَ أَحْمَدُ هُوَ الْأَدْلُ هُوَ الْآخِرُ وَهُوَ شَافِعٌ وَأَدْلُ مُشَفِّعٍ (رواہ ابن عساکر کذا فی الکنز)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو اپنی اولاد پر مطلع فرمایا، آدم ان میں دیکھ رہے تھے کہ بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں، پس ان سب کے نیچے کی جانب میں ایک نور دیکھا، تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ آپ کے بیٹے احمد ہیں وہی سب سے پہلے نبی ہیں اور وہی سب سے آخری ہیں، اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والے اور مقبول الشفاعت ہوں گے (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (ازکثر)

حدیث نمبر ۶۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ وَاسْتَوْحَشَ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَنَادَى بِأَذْنِ اللَّهِ ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ آدَمُ لِحَبْرِيْلَ مَنْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخِي وَوَلَدِي مِنْ الْأَنْبِيَاءِ رَمَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ كَذَانِ الْكُتُبِ
ترجمہ ۱۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم ہندوستان میں نازل ہوئے (مگر تنہائی کی وجہ سے) ان کو وحشت ہوئی تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، اور اذان پڑھی، اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ، اشہدان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ، اشہدان محمد رسول اللہ دو مرتبہ۔ آدم نے جبریل امینؑ سے دریافت کیا کہ محمد کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ انبیاء میں سے آپ کے سب سے آخری بیٹے ہیں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (کترالعمال، ص ۱۳۴ جلد ۱۶)؛

اور خصائص کبریٰ جلد ۱ میں اسی حدیث کو بحوالہ حلیہ ابو نعیم بھی نقل کیا ہے۔
حدیث نمبر ۶۱ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَيُّهَا النَّاسُ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ فَأَعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا أَخْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَادُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَأَطِيعُوا أَوْلَاءَ أُمُورِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ كَذَانِ مُنْتَخَبٍ لَكَزَعْلَى هَامِشِ مَسْنَدِ حَمْدٍ
ص ۳۹۱ ج ۲)

ترجمہ :- حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جبر الوطاع کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت خسر داد! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو، اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوش دل کے ساتھ دیتے رہو اور اپنے خلفاء اور حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (مختب کتر علی حاشیہ مسند امام احمد، ص ۳۹۱ ج ۲) ۴

فائدہ :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا بھی نہیں ہو سکتا، نہ تشریفی نہ غیر تشریفی، اور مرزا صاحب کا ایسا ذکرہ بروزی ظلی، لغوی ہرگز وغیرہ۔ کیونکہ اگر کسی قسم کا کوئی نبی بعد میں آنے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اطاعت امت کے لئے اولی الامر کی اطاعت سے زیادہ ضروری قرار دے کر اس کی تاکید کو مقدم فرماتے، حالانکہ حدیث میں صرف اولی الامر کی اطاعت کے حکم پر بس کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۶۲ | عَنْ نَعِيمِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ :- حضرت نعیم بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تین دجال نہ پیدا ہوں، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو کہ میں نبی ہوں (طبرانی) ۵

حدیث نمبر ۶۳ | عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَاللَيْثِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواہ ابن ابی شیبہ)

”حضرت عبید اللہ بن عمروؓ لیسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے تین کذاب نہ پیدا ہو چکیں، جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں نبی ہوں (روایت فرمایا اس ابن ابی شیبہ نے) ۶

حدیث نمبر ۶۴ | عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَكْثَرُ النَّاسِ فِي أَمْرِ مَسِيئَةٍ الْكَذَّابِ

قَبْلَ أَنْ يَقُولَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا تَمَّ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَتْنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فِي شَأْنِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي قَدْ أَكْثَرْتُكُمْ فِي شَأْنِهِ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ مِّنْ ثَلَاثَتَيْنِ يَخْرُجُونَ قَبْلَ الدَّجَالِ (رواه الطحاوی فی مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ مسلمان کذاب کے بارے میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا تھا اس وقت تک لوگوں میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور بعد حمد و صلوة کے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص جس کے بارے میں تم رائے زنی کر رہے ہو وہ تین کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اکبر سے پہلے نکلیں گے (دیکھو شکل آفات طحاوی، ص ۱۰۴ ج ۴)۔"

حدیث نمبر ۶۵ | عَنْ مَخَالِ بْنِ نُوفَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةٌ بَعْدَ أُمَّتِي (رواه البيهقي في كتاب التذوي)

ترجمہ ۱۔ "حضرت مخاک بن نوفلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی (طبرانی در ہیثمی نے روایت فرمایا ہے)۔"

حدیث نمبر ۶۶ | عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ قَرَّبَنِي رَبِّي اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ كَقَاب قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ يَا حَبِيبِي يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَيْتَنِي يَأْتِيَنِي قَالَ هَلْ غَمٌّ إِنَّ جَعَلْتُكَ خَيْرَ النَّبِيِّينَ قُلْتُ لَا يَأْتِيَنِي قَالَ حَبِيبِي هَلْ غَمٌّ أَمْتِكَ إِنَّ جَعَلْتُكُمْ خَيْرَ الْأُمَمِ قُلْتُ يَأْتِيَنِي لَا قَالَ أُبَلِّغُ عَنِّي السَّلَامَ وَ أَخْبِرْهُمْ إِنِّي جَعَلْتُكُمْ خَيْرَ الْأُمَمِ (رواه الخطيب والذيلي) (كذا في الكنز ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ اسری میں جب مجھے آسمان پر لے گئے تو مجھے میرے رب اللہ تعالیٰ نے اتنا قریب فرمایا کہ قاب قوسین (دوکانوں کی مقدار) کا فاصلہ درمیان میں رہ گیا یا اس سے بھی کم ہو"

اور آواز دی اے میرے محبوب اے محمد! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں، اے میرے پروردگار۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ میں نے تمہیں آخر التین کو یا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ ہم نے تمہاری امت کو آخر الام بنادیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے رب، ایسا نہیں، پھر فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ میں نے تمہیں آخر الام کر دیا (روایت کیا اس کو خطیب اور دہلی نے) (کنز العمال ج ۲) ۵

حدیث نمبر ۶۷ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ الشَّيْخُ مَلِكٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَبَيْنَ نُوحٍ آتَيْنَاهُ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ كُنْتُ أَكْثَرُ النَّاسِ تَقْوًى وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَابْنُ نَعِيمٍ فِي الدَّلَائِلِ مَدَّ وَالِدَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيرٌ وَابْنُ سَعْدٍ وَكَذَا فِي تَفْسِيرِ ابْنِ كَثِيرٍ ص ۸۹ ج ۸ طبع قدیم مع بغوی والدہ المنشور ۱۲۵۵ھ

کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۱

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ** کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب سے پہلا نبی ہوں اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری (روایت کیا اس کو ابن ابی حاتم نے، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل النبوة ملا میں نیز ابن کثیر ابی شیبہ اور ابن جریر و ابن سعد نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے) (دیکھو تفسیر ابن کثیر صفحہ ۸۹ جلد ۸، اور درمنثور جلد ۵، اور کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۱) ۵

حدیث نمبر ۶۸ | عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ عَنْهُ الشَّيْخُ مَلِكٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَابْنُ نَعِيمٍ فِي الدَّلَائِلِ مَدَّ وَالِدَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيرٌ وَابْنُ سَعْدٍ وَكَذَا فِي تَفْسِيرِ ابْنِ كَثِيرٍ ص ۸۹ ج ۸ طبع قدیم مع بغوی والدہ المنشور ۱۲۵۵ھ

عنه، کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۳

ترجمہ ۱۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں باعتبار اصل خلقت کے سب سے پہلے انسانوں سے پہلا ہوں اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری (روایت کیا اس کو ابن سعد نے مرسلًا اور ابن ابی شیبہ نے مسنداً) (دیکھو درمنثور ج ۱۱ ص ۵۳)

حدیث نمبر ۶۹ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَحَقُّكُمْ بِالنَّبُوءَةِ وَلَا نُبُوءَةَ بَعْدِي وَتُحْصَمُ بِسَبْعٍ لَا يُحَاجُّكَ فِيهَا أَحَدٌ أَنْتَ أَوْ لَعْنُهُمْ إِيْمَانًا رَوَاهُ ابُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَةِ (كَذَا فِي الْكَتَرَةِ ج ۶) ترجمہ ۱۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! میں نبوت میں تمہارے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہوں، مگر میرے بعد نبوت نہیں ہو سکتی، اور تم سات چیزوں میں مقابلہ کئے جاؤ گے جن میں کوئی تم سے بڑھ نہ سکے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم ان میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہو (روایت کیا اس کو ابو نعیم نے علیہ میں) (کنز العمال، صفحہ ۱۵۶ ج ۶) ۲۔

حدیث نمبر ۷۰ | وَ عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ أَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوءَةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ وَلَا لَكِنْ بَقِيَّتِ الْمُبَشَّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشَّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِينَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النَّبُوءَةِ أَخْرَجَهُ ابُو بَعْلَى (الْفَتْحُ ج ۲۳۲ ج ۱۲) ترجمہ ۱۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے نہ رسول، لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خواب جو کہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک چیز ہیں (روایت کیا اس کو ابو بعلی نے) دیکھو نسخ الباری، صفحہ ۲۳۲ جلد ۱۲) ۲۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث کی مفصل تحقیق تو پہلے گزر چکی ہے، اور جو مطلب اس جگہ عرض کیا گیا ہے اُس کے متعلق یہ حدیث بہت صاف دلیل ہے، اس میں خود تصریح ہے کہ نبوت موجود نہیں بلکہ اس کا ایک جزو موجود ہے۔

حدیث نمبر ۷۱ | عَنْ سَهْلِ بْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِجْرَةِ فَلَكَتَبَ إِلَيْهِ يَاعِمُّ أَتَيْتُ مَكَانَكَ أَنْتَ بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ خَتَمَ بِكَ الْهِجْرَةَ لَمَّا خَتَمَ فِي النَّبِيِّينَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَابُو نَعِيمٍ وَابُو بَعْلَى وَابْنُ عَسَاكَرٍ وَابْنُ النِّجَارِ (مِنْ الْكَتَبِ) ترجمہ ۱۔ حضرت سہل بن الساعدی فرماتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ اے عجمی! اپنی جگہ

ٹھہرے رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہجرت ختم کر دی جس طرح کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے (روایت کیا اس کو طبرانی، ابونعیم، ابویعلیٰ، ابن مسکرا و ابن ماجہ نے (کنز العمال) فتح مکہ کے بعد چونکہ مکہ خود دارالاسلام ہو گیا تھا اس لئے وہاں ہجرت کرنے کی اجازت نہیں دی۔

حدیث نمبر ۷۱ | عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقْتُكَ أَنْ تَكُونَ خَلِيفَتِي قُلْتُ أَتَخْلُقُ عِنْدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَلَا تَرَى أَنِّي تَكُونُ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس لئے تمہیں پیچھے چھوڑا ہے کہ تم مکان پر میرے قائم مقام رہو، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے ظہور دوں گا؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ سے ہارونؑ، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے تم ہارون کی طرح نبی نہیں) (روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں)“

حدیث نمبر ۷۲ | وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنِ الْخَطِيبِ (كَذَانِي كُنْزُ الْعَمَالِ ص ۱۵۳ ج ۶) ”حضرت عمرؓ نے بھی بعینہ اسی مضمون کی حدیث روایت فرمائی جس کو خطیب نے

نقل فرمایا ہے (دیکھو کنز العمال، صفحہ ۱۵۳، جلد ۶)“

حدیث نمبر ۷۳ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ (كَذَانِي كُنْزُ الْعَمَالِ ص ۱۵۳ ج ۶) ترجمہ ۱۔ ”حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی بعینہ ہی مضمون مرفوعاً مروی ہے جس کی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے (دیکھو کنز العمال، صفحہ ۱۵۳، جلد ۶)“

حدیث نمبر ۷۴ | عَنْ جَبْرِ بْنِ جَدَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ ابونعیم) (كَذَانِي كُنْزُ الْعَمَالِ)

ترجمہ ۱۔ ”اسی مضمون کی حدیث حضرت جبر بن جنادہؓ نے بھی بیان فرمائی ہے جس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے (كَذَانِي كُنْزُ الْعَمَالِ)“

حدیث نمبر ۷۵ | عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
(رواہ الطبرانی)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے علیؓ! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے ساتھ، مگر میرے بعد کوئی
نبی نہیں ہو سکتا (طبرانی)

حدیث نمبر ۷۷ | عَنْ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ
كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواہ الخلیف)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد
کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطابؓ ہوتے (روایت کیا اس کو خطیب نے)۔
اس حدیث کی تحقیق گزر چکی ہے اور مطلب ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ میں اگرچہ
کمالات نبوت سے حصہ دامن موجود ہے، مگر چونکہ آپؐ کے بعد دروانہ نبوت
بند ہے، اس لئے عہدہ نبوت اُن کو نہیں دیا گیا۔

حدیث نمبر ۷۸ | عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ (رواہ
الدیلمی وابن النجار والبخاری) (من الکثر)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں
خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے (روایت کیا اس
کو دیلمی، بخاری، ابن ماجہ نے) (از کثر اعمال)۔“

حدیث کا مطلب صاف ہے کہ میرے بعد نہ کوئی اور نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی اور
مسجد نبی کی تیار ہوگی۔

حدیث نمبر ۷۹ | عَنْ الْحَسَنِ مُزْمَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرِيكَ حَيًّا وَمَنْ يُؤَلِّدُ بَعْدِي (رواہ ابن
سعد) (من الکثر، ص ۱۰۱، ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت حسنؓ مرسلہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پاؤں اور اس شخص کا بھی جو میرے

بعد پیدا ہوگا۔ (روایت کیا اس کو ابن سعد نے، (دیکھو کنز العمال ج ۶) ۱۷۱
خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۸۸ جلد ۱۰

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت تک جو انسان پیدا ہوگا اس کے نبی صرف
آپ ہی ہیں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۸۰ | عَنْ أَبِي قُبَيْلَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ فَاَعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَاقِيمُوا حُكْمَكُمْ
وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَطِيعُوا أَوْلَاةَ أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ
(رواہ الطبرانی والبخاری، (من الکفر)

ترجمہ ۱۰۔ حضرت ابو قبیلہ فرماتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ پس تم اپنے پروردگار کی
عبادت کرتے رہو اور پانچوں نمازیں (ٹھیک وقت پر موافق شرط) پڑھتے رہو،
اور ماہ رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مسلمان حکام کی اطاعت کرتے رہو تو
تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے (روایت کیا اس کے طبرانی اور بخاری نے) (کنز العمال)

حدیث نمبر ۸۱ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَمْ يُبْعَثْ نَبِيٌّ نَطَأَ إِلَّا كَانَ فِي أُمَّتِهِ مَنْ يُحَدِّثُ شَيْئًا فَإِنْ
يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ عَمْرُو (رواہ ابن عساکر، (من الکفر)

ترجمہ ۱۱۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا، جس کی امت میں کوئی محدث نہ ہو، اگر ان میں سے
کوئی میری امت میں بھی ہے تو وہ عمر ہیں (روایت کیا اس کو ابن عساکر نے) (از
کنز) ۱۰ اور خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۲۹ میں اسی حدیث کو بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے۔

پہلے گزر چکا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے لئے آپؐ نے صاف محدث کا درجہ بیان
فرمایا ہے، حالانکہ دوسری احادیث میں یہ بھی موجود ہے کہ اس امت میں کوئی نبی
ہوتا تو وہ عمرؓ ہی ہوسکتے تھے، توجہ با این ہمہ حضرت عمرؓ کے لئے درجہ نبوت حاصل
نہیں ہے، تو صاف ثابت ہوا کہ آپؐ کے بعد کسی کے لئے یہ درجہ ملنے والا نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۸۲ | عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي مَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا عَقِيلُ وَاللَّهِ لَأَجِيْتُكَ لِحَصَلَتَيْنِ لِقَاءِ ابْنِكَ وَلِحُبِّ ابْنِ طَالِبٍ
إِيَّاكَ وَأَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ فَخُلِقْتَ يُشَبِّهُ خُلُقِي وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ
فَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواه ابن عساکر)

ترجمہ ۱۔ " حضرت عقیل بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اے علی! تم مجھ سے اُس درجہ میں ہو جس میں موسیٰ سے ہارون تھے، مگر میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (ابن عساکر، ازکتر اعمال)؛

حدیث نمبر ۸۲ | عَنْ أَبِي الْفَضْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْتَ لِي عِنْدَ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَشْرَةُ أَنْمَاءٍ مُحَمَّدٌ، أَحْمَدُ وَأَبُو الْقَاسِمِ
وَالْقَاسِمُ وَالْخَاسِمُ وَالْمَاشِي وَالْعَاقِبُ وَالْحَاشِرُ وَبِشْ وَطْثَةُ.

(رواه ابن عساکر و ابن عدی فی الکامل) (من الکفر ص ۱۱۶ ج ۶)۔

ترجمہ ۱۔ " حضرت ابو الفضل روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد، احمد، ابوالقاسم،
قاسم، خاتم، ماسی، عاقب، حاشر، بیس، طہ (بروایت ابن عساکر و
ابن عدی، ازکتر، صفحہ ۱۱۶ جلد ۶)؛

حدیث نمبر ۸۳ | عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالْحَاشِرُ الَّذِي
أَخْشِيَ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيْ (من الکفر ص ۶ بروایہ طبرانی)

ترجمہ ۱۔ " حضرت جابر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں،
احمد احمد، اور حاشر کہ میرے زمانہ میں لوگوں کا حشر ہوگا (طبرانی، ازکتر، صفحہ ۱۱۶ ج ۶)؛
پہلے گزر چکا ہے کہ اس حدیث کا حامل آپ کا آخر النبیین ہونا ہے۔

حدیث نمبر ۸۵ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلَهُ (رواه سعید بن منصور فی سننہ من الکفر ص ۶ ج ۶)
ترجمہ ۱۔ " حضرت حذیفہ فرماتے ہیں اسی مضمون کی حدیث سعید بن منصور نے اپنے سنن میں روایت

فرمائی ہے (دیکھو ازکتر اعمال صفحہ ۱۱۶ جلد ۶ اور خصائص میں بحوالہ ترمذی وغیرہ)؛

حدیث نمبر ۸۶ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا مُحَمَّدٌ وَالْحَاشِرُ وَالْمُقْتَلُ وَالْخَاسِمُ وَرَسُولُ الْخَطِيبِ

(ابن عساکر، من الکفر ص ۱۱۶ ج ۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشر ہوں اور یحییٰ اور خاتم (روایت کیا اس کو خطیب اور ابن عساکر نے) (کنز العمال، صفحہ ۱۱۶ جلد ۱) ۴

ان سب احادیث میں جو اسماء گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان میں کئی ایسے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ اس سے پہلے تفصیل گذر چکا ہے۔

حدیث نمبر ۸۷ | عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَدَأَ هَذَا الْأَمْرَ نُبُوءَةً وَرَحْمَةً وَكَائِنًا خِلَافَةً وَرَحْمَةً وَكَائِنًا مُلْكًا عَصُوفًا وَكَائِنًا عُمُوًّا وَاجِبِيَّةً وَفَسَادًا فِي الْأُمَّةِ (رواه الطبرانی فی الکبیر) کذا فی الکنز، ص ۲۹ ج ۶

ترجمہ: ”حضرت ابو مالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو نبوت اور رحمت، نیکو شرع کیا اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) خلافت اور رحمت ہونے والی ہے، اور پھر (کچھ دنوں کے بعد) ملک عصوص (یعنی مفسر سلطنت) ہونے والی ہے اور پھر نیکو اور حیر اور امت میں فساد ہونے والا ہے۔ (روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں) (دیکھو کنز العمال ص ۲۹ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۸۸ | عَنْ مُعَاذِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ مَوْلَا ابْنِ عَبَّاسٍ (رواه ابوداؤد الطیالسی والبیہقی فی السنن) (من الکنز، ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ: ”حضرت معاذ بن مرثدہؓ بھی اسی مضمون کی حدیث ابوداؤد طیالسی نے اور بیہقی نے سنن میں روایت کی ہے (کنز العمال، صفحہ ۲۹ جلد ۱) ۶

حدیث نمبر ۸۹ | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ الرُّسُلَ وَالصَّالِحِينَ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرَى لَهُ» (رواه البيهقي في الشعب) (من الکنز، ص ۲۳ ج ۸)

ترجمہ: ”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مبشرات میں سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا (یعنی سلسلہ وحی منقطع ہو گیا اور اب مبشرات میں سے صرف خواب کی صورت رہ گئی) ۷

حدیث نمبر ۹۱ | عَنْ عِصْمَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ
كَانَ بَعْدِي مَنْ يَنْبَغِي لَكَانَ عُثْمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رواه الطبرانی) من الکثر ۳۶۱
ترجمہ :- حضرت عثمٰر بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے (روایت کیا اس حدیث کو طبرانی
نے) (از کثر العمال صفحہ ۱۴۶ ج ۶) *

اور پہلے احادیث میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نبی نہیں ہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ
کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۹۱ | عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي الْفَتَنِ تَنَاسَخَتِ السُّبُوءَةُ فَصَارَتْ مُلْكًا عَضُوفًا
رَحِمَ اللَّهُ مَنْ أَخَذَهَا بِالْحَقِّ خُرُوجٍ مِنْهَا كَمَا دَخَلَهَا (رواه الطبرانی
فی الکبیر) (کذا فی الکثر ص ۲۹ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتن کو بیان کرتے ہوئے
ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ نبوت منقطع ہو گئی اور اب ملک عطفوف ہو گیا، اللہ
اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو اس ملک کو حق کے موافق لے، اور اس سے اسی طرح
پاک و صاف نکل جائے جس طرح داخل ہوا تھا (روایت کیا اس کو طبرانی نے
معجم کبیر میں) (کثر صفحہ ۳۹ جلد ۶) *

حدیث نمبر ۹۲ | عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرُهُ إِلَى الْكُعْبَةِ نَحْنُ نَكْمِلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
سَبْعِينَ أُمَّةً نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا (رواه ابن جریر فی تفسیر قولہ
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ الْآيَةِ) (کذا فی الدس ص ۶۳ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ایک روز کعبہ سے کمر مبارک لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے اس وقت فرمایا کہ ہم سترائیں
پوری کریں گے جن میں ہم سب کے آخر اور سب کے بہتر ہوں گے، اس کو ابن جریر نے
آیت كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے (دیکھو در مشورہ صفحہ ۶۳ جلد ۶) *

حدیث نمبر ۹۳ | عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَكْمُلُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَبْعُونَ

أُمَّةٌ نَحْنُ آخِرُهَا وَخَيْرُهَا رَوَاهُ الْمَادِرِيُّ، كَذَا فِي الْكَتَرِ ۳۳ ج ۶
ترجمہ ۱۔ حضرت محمد بن حزمؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ستر امتیں پوری ہو جائیں گی جن میں ہم سب کے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے، روایت کیا اس کو ماوردی نے۔ (ازکثر، ص ۲۳۲ ج ۶) ۴

حدیث نمبر ۹۴ | عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ الشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ أُمَّتِي كَحَدِ يَقَعَةٍ قَامَ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا فَاتَّخَذَ رِزْقًا لَهَا وَهَيَّأَ مَسَاكِنَهَا وَخَلَقَ سَعْفَهَا فَطَعَمَ عَامًّا نَوْجًا وَعَامًّا نَوْجًا فَلَقَعَ آخِرُهَا طَعْمًا أَنْ يَكُونُوا أَجُودَ هَمَّا قَتَلُوا فَأَنَاءُوا طَوْلَهُمَا شَرًّا خَا وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لِيَجِدَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي أُمَّتِي خُلَفَاءَ مِنْ خَوَارِجِهِ رَوَاهُ أَبُو نَعِيمٍ، كَذَا فِي الْكَتَرِ ۳۵ جلد ۶

ترجمہ ۱۔ حضرت عبدالرحمن بن سمرہؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی باغ والا اپنے باغ کا پورا حق ادا کرے اور اس کی گولیں گہری اور اس کی شٹکیں درست اور اس کے درختوں کی شاخ بریکے پھر ایک سال اس کے پھل ایک فوج کو کھلائے اور دوسرے سال دوسری فوج کو (اسی طرح ہر سال ایک فوج کو کھلاتا ہے) تو شاید وہ فوج جو آخر میں کھائے گی، اُس کے پھل عود ہوں گے، اور اُن کے خوشے لائے ہوں گے۔ اُس ذات مقدس کی قسم جس نے دین حق کے ساتھ مجھے بھیجا ہے کہ جیسی (جب نازل نہ رانیں گے تو میری امت میں اپنے خوارین کے قائم مقام لوگ پائیں گے) (روایت کیا اس کو ابو نعیم نے) (ازکثر العمال صفحہ ۲۲۵ ج ۶) ۴

حدیث نمبر ۹۵ | عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْسَلًا إِنَّمَا بُعِثْتُ خَاتِمًا وَنَاتِحًا وَأُعْطِيتُ جَوَامِيعَ الْكَلِمِ وَكُوتِيحَهُ رَسَدَاهُ السَّبِيحُ فِي الشَّعْبِ (كَذَا فِي الْكَتَرِ ۳۱ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوقتادہؒ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہر لایا ہے میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں (یعنی اصل خلقت میں سب سے پہلے اور بعثت نبوت میں سب سے آخر) اور

مجھے جوامعِ علم اور نواحِ کلم دیے گئے ہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعبان
 میں (از کتر العمال، صفحہ ۱۰۶ جلد ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۶ | عَنْ عُمَرَ بْنِ قَتِيبٍ مَرْفُوعًا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَدْرَكَ بِي فِي الْأَجْلِ
 الْمَرْجُوءِ وَاخْتَارَنِي اخْتِيَارًا فَتَخَوُّنُ الْأَخِرُونَ وَتَخَوُّنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ
 الْقِيَامَةِ (رواہ الدارمی، من الکتر، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت عمر بن قتیبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک امرِ منتظر کے لئے چنا لیا ہے، اور مجھے انتخاب
 فرمایا ہے، پس ہم قیامت کے روز آخرین ہوں گے اور ہم ہی سابقین ہوں گے
 روایت کیا اس کو دارمی نے (کتر، صفحہ ۱۱۰ ج ۶) ۵

حدیث نمبر ۹۷ | عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّا
 خَلَقَ اللَّهُ الْعَرَشَ ثُمَّ كَتَبَ عَلَيْهِ مِنْ نُورٍ طُولُ الْقَلَمِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ
 وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَبِهِ أُخِذَ وَبِهِ أُعْطِيَ
 وَامْتَنَ أَفْضَلُ الْأُمَمِ وَأَفْضَلُهَا أَبُو بَكْرٍ (رواہ الرافعی، من الکتر، ص ۱۱۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ ”حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب
 اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس پر نور سے یہ کلمہ لکھا قلم کا طول اتنا تھا جتنا
 مغرب سے مشرق کا فاصلہ، البتہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں
 انہی کی وجہ سے اطاعت نہ کرنے پر مواخذہ کروں گا اور انہی کی وجہ سے اطاعت
 کرنے پر عطا کروں گا، ان کی امت تمام امتوں پر افضل ہے اور پھر ساری امت
 میں ابو بکرؓ افضل ہیں، روایت کیا اس کو رافعی نے (کتر، ص ۱۱۳ ج ۶) ۵

حدیث کی تصریح سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تمام امتِ محمدیہؐ سے افضل
 ترین و سرور ہیں، حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں، جس سے صاف ثابت ہوا کہ اس امت

لے خصائصِ کبریٰ صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ میں ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ جوامع الکلم سے مراد یہ ہو کر پہلے
 انبیاء کی وحی میں جو بہت سے امر لکھے جاتے تھے وہ آپؐ کے لئے ایک یادِ دامن میں جمع کر دیئے گئے، انہی
 اور نواحِ کلم سے مراد وہ کلمات ہیں جو کسی مستقل علم کا باب کھول دیتے ہیں ۱۲ نہ

میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا، ورنہ لازم آئے گا کہ غیر نبی (ابوبکرؓ) نبی سے بڑھ جائے، حالانکہ یہ ناممکن ہے۔

حدیث نمبر ۹۸ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا دُخَىٰ إِلَّا الْقُرْآنُ رَكْنًا فِي الْمَعْتَصِرِ مِنْ مُشْكِ الْأَنْثَارِ (ص ۳۵۲)

ترجمہ :- ” حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کے سوا کوئی دخی نہیں، (دیکھو معتصر من مشکل الآثار، صفحہ ۳۵۲) “

مراد یہ ہے کہ قرآن کے بعد اور کوئی جدید آسمانی کتاب نہیں آ سکتی۔

حدیث نمبر ۹۹ | عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِي عِنْدَ رَبِّي عَشْرًا أَشْأَاءَ قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ حَفِظْتُ مِنْهَا ثَمَانِيَةً مُحَمَّدٌ وَآخِذٌ وَأَبُو الْقَاسِمِ وَالْفَاتِحُ وَالْخَاتِمُ وَالْعَاقِبُ وَالْخَاشِعُ وَالْمُسَاحِي رَوَاهُ ابْنُ نَعِيمٍ فِي الدَّلَائِلِ (ص ۱۱۲)

ترجمہ :- ” حضرت ابوالطفیلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پروردگار کے نزدیک میرے دس نام ہیں (ابوالطفیل کہتے ہیں) کہ مجھ ان میں سے آٹھ یاد رہ گئے وہ یہ ہیں :- محمد، احمد، ابوالقاسم، فاتح، خاتم، عاقب، مساحی (دیکھو دلائل النبوة، ابونعیم، صفحہ ۱۱۲) “

حدیث نمبر ۱۰۰ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَ السُّبُوءَةُ وَلَكُمْ الْخِلَافَةُ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ (من الكنز ص ۶۱۸ ج ۶)

ترجمہ :- ” حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت، روایت کیا اس کو ابن عساکر نے، (از کثر العمال مشاعرہ ۶ ج ۶) “

حدیث کی تقسیم سے معلوم ہوا کہ اس امت میں سب سے نبوت کے محض خلافت ہی نبوت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

حدیث نمبر ۱۰۱ | عَنْ ابْنِ شِهَابٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْمَئِنَّ يَا عِمَّ فَإِنَّكَ خَاتِمُ الْمُهَاجِرِينَ فِي الْمِجْرَةِ كَمَا أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ فِي السُّبُوءَةِ (رُكْنًا فِي الْكَنْزِ، ص ۶۱۸ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "ابن شہابؒ مرسلأ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا آپ مطمئن رہیں (اور مکہ سے ہجرت نہ کریں) اس لئے کہ آپ ہجرت میں خاتم المہاجرین ہیں جیسے میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ روایت کیا اس کو رویانی اور ابن عساکر نے (کنزانی اکثر، ص ۱۷۸ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۰۲ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ (رواہ الطبرانی وابن عدی فی الکامل) (من الکنز، ص ۱۳۷ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر انبیاء کے سوا تمام انسانوں سے بہتر ہیں، روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عدی نے کامل میں (اکثر، صفحہ ۱۳۷ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۰۳ | عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ (رواہ ابن عدی والطبرانی فی الکبیر والخطیب فی المتفق والمفترق والذہبی) (من الکنز، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عکرمہ بن الاکوعؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ سوائے نبی کے میرے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن عدی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں، اور خطیب نے متفق ومفترق میں اور ذہبی نے (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۰۴ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقُلْتُ مَنْ يُعَاجِدُ مَعِيَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ بَنِي أُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ وَهُوَ أَفْضَلُ أُمَّتِكَ مِنْ بَعْدِكَ (رواہ الذہبی من الکنز، ص ۱۳۸ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میں نے دریافت کیا کہ میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ فرمایا ابوبکرؓ، اور وہی آپ کے بعد آپ کی امت کے خلیفہ ہوں گے اور وہ آپ کے بعد ساری امت سے افضل ہیں (کنز، ص ۱۳۸ ج ۶)۔

حدیث نمبر ۱۰۵ | عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ أَتَمَشِي أَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غُرُبَتْ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ
أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ (رواه ابن النجار وحل) (من الكنز ج ۶)

ترجمہ :- "حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے ابو الدرداءؓ! کیا تم اس شخص سے آگے چلتے ہو جو تم سے دنیا و آخرت میں
افضل ہے۔ یاد رکھو کہ نبیین اور مرسلین کے بعد پورے دو شمس یعنی زمانہ میں
ابوبکرؓ سے افضل کوئی نہیں ہوا (کنز، ص ۱۴۰ ج ۶)

حدیث نمبر ۱۰۶ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا قَالَ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ
عُمَرُ (رواه ابن عساکر - من الكنز، ص ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ :- "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس
امت کے نبی کے بعد ساری امت سے افضل ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں (روایت کیا
اس کو ابن عساکر نے) (کنز، ص ۱۴۳ ج ۶) :-

حدیث نمبر ۱۰۷ | عَنْ الزُّبَيْرِ مَرْفُوعًا خَيْرُ أُمَّتِي بَعْدِي أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ -
(رواه ابن عساکر - من الكنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ :- "حضرت زبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے
بعد میری امت میں سب بہتر ابوبکر و عمرؓ ہیں (ابن عساکر) (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶) :-

ان تمام احادیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ تمام امت محمدیہؓ میں افضل
السان ہیں، اور بالیٰں ہمہ جب کے وہ نبی نہیں تو معلوم ہوا کہ اس امت میں کوئی نبی نہیں
ہو سکتا ورنہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

حدیث نمبر ۱۰۸ | عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فَقَالَ لَا عَرَابِيَّ

لَا أَمَنُ بِكَ (يَعْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتَّى يُؤْتِيَنِي
بِكَ هَذَا الصَّبُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنَا
يَا صَبُّ فَقَالَ الصَّبُّ بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ يَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِيعًا
كَبَيْتِكَ وَمَعْدِيكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ مَنْ تَعْبُدُ فَقَالَ

الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْأَرْضِ مُلْكُهُ وَفِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ
 وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ قَالَ فَمَنْ أَنَا قَالَ أَنْتَ رَسُولُ
 رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي
 الْأَدَسُطِ وَالصَّغِيرِ وَابْنُ عَدَى وَالْحَاكِمُ فِي الْمَعْجَزَاتِ وَالْبَيْهَقِيُّ
 وَابْنُ نَعِيمٍ وَابْنُ عَسَاكَرٍ وَلَيْسَ فِي إِسْنَادِهِ مِنْ يَنْظُرُ فِي حَالِهِ سِوَى
 مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْوَلِيدِ الْبَصْرِيِّ السُّعْلِيِّ شَيْخِ الطَّبْرَانِيِّ وَابْنُ عَدَى
 قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي الْخَصَائِصِ ثَلَاثُ أَحَادِيثَ عَنْ طَرِيقٍ أُخْرَى فِيهِ
 مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْوَلِيدِ أَخْرَجَهُ ابْنُ نَعِيمٍ .

ترجمہ :- حضرت عمر فاروقؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں مروی ہے کہ ایک گاؤں والے
 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے ایک گاوہ آپؐ کے
 سامنے چھوڑ دی، اور کہا، میں جب تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گاوہ آپ
 پر ایمان نہ لائے۔ آپؐ نے گاوہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بتلا میں کون ہوں؟
 گاوہ نے نہایت بلیغ عربی زبان میں جس کو ساری مجلس سمجھتی تھی، کہا اللہیک و
 سعدیک یا رسول رب العالمین، یعنی اے رب العالمین کے سچے رسول میں
 حاضر ہوں، اور آپؐ کی اطاعت کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو کس کی عبادت
 کرتی ہے؟ گاوہ نے جواب دیا کہ اس ذات مقدس کی کہ آسمان میں اس کا عرش عظیم
 ہے اور زمین پر اس کا قبضہ و سلطنت ہے اور دریا میں اس کا بنایا ہوا راستہ ہوا
 جنت میں اس کی رحمت ہوا و دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں کون
 ہوں؟ گاوہ نے جواب دیا کہ آپؐ پروردگار عالم کے سچے رسول ہیں اور انبیاء
 کے ختم کرنے والے ہیں۔

اس حدیث کو طبرانی نے معجم الاوسط اور معجم صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم نے
 معجزات میں اور بیہقی، ابن نعیم، ابن عساکر نے روایت کیا ہے (دیکھو خلاصہ کبریٰ
 للسیوطی صفحہ ۶۵ جلد ۲) شیخ حلال الدین سیوطیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے
 بعد فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی ثقاہت میں کلام
 کیا جائے، سوائے محمد بن علی بن الولید کے جو کہ طبرانی اور ابن عدی کے استاد ہیں

لیکن اس روایت کے لئے ایک اور طریق سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن الولید

نہیں ہیں، ابو نعیم نے اسی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے :

الحاصل حدیث کے قابل وثوق ہونے میں کوئی تاثر نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۰۹ | عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ كَذَا فِي الْخِصَالِ الْكُبْرَى (۶۶۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عائشہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث بیہقی نے روایت کی ہے (دیکھو

خصائص کبریٰ صفحہ ۶۵ جلد ۲) :

حدیث نمبر ۱۱۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ (من الخصائص الكبرى)

ترجمہ ۲۔ حضرت ابو ہریرہ سے بعینہ اسی مضمون کی حدیث بیہقی نے روایت کی ہے (از خصائص کبریٰ)

حدیث نمبر ۱۱۱ | وَمِثْلُهُ عَنْ عَلِيٍّ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ كَذَا فِي الْخِصَالِ (۶۶۷)

ترجمہ ۱۔ "اسی طرح بعینہ مضمون کی حدیث حضرت علی سے ابن عساکر نے روایت فرمائی ہے"

افسوس جنگل کے وحشی جانور آپ کے آخر النبیین ہونے پر ایمان لاتے ہیں

مگر اسلام کے مدعی قادیانیوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رہی گتی ۔

گفتم اس شرط آدمیت نیست ؛ مرغ تسبیح خوان و تو خاموش

حدیث نمبر ۱۱۲ | عَنْ أَبِي زَمِيلٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

ثَاوِيلَ رُؤْيَا رَدِّ فِي الْحَدِيثِ طَوَّلٌ، وَبَعْضُ الْفَائِظَةِ هَكَذَا وَأَمَّا

الْبَاقِيَةُ الَّتِي رَأَيْتُهَا وَرَأَيْتُنِي أَبْعَثُهَا فِي السَّاعَةِ عَلَيْنَا نَقُومُ لِأَنْبِي

بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِي . رواه البيهقي في دلائل النبوة وهكذا

عند ابن كثير في التفسير، ص ۳۶۹ ج ۹ طبع قدیم مع بغوی

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو زمل جہنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا ایک

طویل خواب بیان کیا۔ آپ نے اُس کی مفصل تعبیر بیان فرمائی، اس کے آخری

چلے مسئلہ زیر بحث کے لئے روشن دلیل ہیں وہ یہ ہیں :- آپ نے ارشاد فرمایا کہ

تم نے جو خواب میں اونٹنی کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس کو چلا رہا ہوں تو اس سے

مراد قیامت ہے جو ہماری امت پر قائم ہوگی، کیونکہ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے،

اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے دلائل نبوت

میں (از تفسیر ابن کثیر، ج ۹، ص ۳۶۹ طبع قدیم مع بغوی) :

حدیث نمبر ۱۱۳ | فی حدیث طویل فی باب الاسماء عن ابی ہریرۃ مرفوعاً
 قَالَ يَا جِبْرِيلُ مِنْ هَذَا امَّتُكَ قَالَ هَذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ خَاتِمُ
 النَّبِيِّينَ (الی ان قال) فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ اخَذْتُكَ
 حَبِيبًا وَهُوَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ مُحَمَّدٌ حَبِيبُ الرَّحْمَنِ وَاَرْسَلْتُكَ
 لِلنَّاسِ كَاَنَّهُ دَجَعَلْتُ اُمَّتَكَ هُمْ الْاَوَّلُونَ وَهُمْ الْاٰخِرُونَ وَ
 جَعَلْتُ اُمَّتَكَ لَا تَجُوزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتَّى يَشْهَدُوا اِنَّكَ عَبْدِي وَ
 رَسُوْلِي وَجَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَاٰخِرَهُمْ بَعَثًا وَاَعْطَيْتُكَ
 سُبُعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَلَمَّا اَعْطِيَهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ وَاَعْطَيْتُكَ خَوَاتِمَ
 سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كُنْزِ تَحْتِ الْعَرْشِ لَمَّا اَعْطِيَهَا قَبْلَكَ وَجَعَلْتُكَ
 فَا تَحَادِثًا خَاتِمًا الْحَدِيثِ رَوَاهُ الْبَزَارُ (کنانی مجمع الزوائد ص ۱۹۲)
 ترجمہ: ” حضرت ابو ہریرہؓ نے شبِ اسری کے واقعہ کو مفصل ایک طویل حدیث میں
 بیان کیا ہے جس کے چند جملے حسب ضرورت درج کئے جاتے ہیں۔ (آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے جبریل سے کہا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟
 جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء میں سے آخرِ محمدؐ
 ہیں (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھے ارشاد ہوا کہ میں
 تمہیں اپنا محبوب بنایا ہے اور توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد اللہ کے محبوب ہیں“ اور
 ہم نے تمہیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے، اور آپؐ کی امت کو اولین و
 آخرین بنایا، اور میں نے آپؐ کی امت کو اس طرح رکھا کہ ان کے لئے کوئی خطبہ
 جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور
 میرے رسول ہیں، اور میں نے آپؐ کو باعتبار اصل خلقت کے سب سے اول اور
 باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے اور آپؐ کو سب سے مشائی (سورۃ فاتحہ) دی ہو جو
 آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی، اور آپؐ کو آخر سورۃ بقرہ کی آیتیں دی ہیں
 اس خزانہ سے جو عرش کے نیچے ہے اور جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی

۱۔ اس حدیث میں چھ جگہ مختلف انداز سے ختم نبوت کے مسئلہ کو ردِ شن کیا گیا ہے ۱۲ منہ

اور آپ کو فاتح اور خاتم بنایا (الی احسن الحدیث) (مجمع الزوائد، از صفحہ ۲۰)

۳ صفحہ ۲۹ بحوالہ بزار ۴

اور خصائص کبریٰ، صفحہ ۱۷۱ میں اس حدیث کو بحوالہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابویعلیٰ اور بیہقی نے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ ابْنُ زَاهِدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِخْرَاجِ هَاجِرٍ حُمِلَ عَلَى الْبَرَاءِ فَكَانَ لَا يُمَرُّ بِأَرْضٍ عَدُوَّةٍ سَهْلَةٍ إِلَّا قَالَ أَنْزَلَ هَهُنَا يَا جَبْرِيلُ فَيَقُولُ لَا حَتَّى آتَى مَكَّةَ فَقَالَ جَبْرِيلُ أَنْزِلْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ حَيْثُ لَأَضْمَعُ وَلَا زُرْعُ قَالَ نَعَمْ هَهُنَا يَخْرُجُ النَّبِيُّ الْأَوَّلُ مِنْ ذُرِّيَّةِ ابْنِكَ الَّذِي تَسْتَمُّ بِهِ الْكَلْبَةُ الْعُلَيَّا (كذا في الخصائص الكبرى ص ۹)

ترجمہ :- حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو حضرت ہاجرہ کے لیجانے کا حکم دیا گیا تو آپ کو براق پر سوار کیا گیا، پس جب براق کسی عداوت پر یا اور نرم زمین پر لیکر گذرتا تھا تو ابراہیمؑ فرماتے تھے کہ جبریلؑ یہاں اتر جاؤ مگر جبریلؑ انکار کرتے تھے یہاں تک کہ مکہ کی سرزمین پر گذر ہوا تو جبریلؑ ان میں ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے ابراہیمؑ یہاں اتر جاؤ۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ عجیب بات ہے یہاں اتارتے ہو جہاں نہ کوئی گھنٹی کا سامان ہے نہ دودھ کا۔ جبریلؑ نے جواب دیا کہ ہاں اسی جگہ آپ کے صاحبزادے کی ذریت سے نبی اُمّی پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ کلمہ علیا تمام (مکمل) ہوگا (خصائص کبریٰ ص ۹) :-

حدیث نمبر ۱۱۵ | عَنْ سَلْمَانَ فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ يَا تُونُ مُحَمَّدًا فَيَقُولُونَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَنْتَ الَّذِي فَتَحَ اللَّهُ بِكَ دَحْمَ وَغَفِيرَ لَكَ مَا تَقْدَمُ وَمَا تَأَخَّرُ۔ رواه ابن ابی شیبہ (كذا في فتح الباری، ص ۳۷۸ ج ۱۱)

ترجمہ :- حضرت سلمان فارسیؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوق جمع ہو کر آئیں گی اور کہیں گی کہ اے اللہ کے نبی آپ ہی وہ ہیں کہ اللہ نے آپؐ کو نبوت کو شروع فرمایا اور آپ ہی پر ختم کیا، اور آپ کی سب اگلی پچھلی نافرین معاف کیں (آپ ہی ہماری سفارش کیجئے) روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے (از فتح الباری، ص ۳۷۸ ج ۱۱) :-

حدیث نمبر ۱۱۶ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ نَزَلَ مُوسَى فَأَسْمَعُكُمْ وَتَرَكَتُمْوِي لَضَلَلْتُمْ أَنَا حِطْلُكُمْ

مِنَ النَّبِيِّينَ وَأَنْتُمْ حِطْلٌ مِنَ الْأُمَمِ . رواه البيهقي في الشعب (ك، ۳۹۹)

ترجمہ :- ” حضرت عبداللہ بن الحارثؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں خود موسیٰ علیہ السلام بھی آجادیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو تو البتہ تم گمراہ ہو جاؤ۔ انبیاء میں سے تمہارا حصہ صرف میں ہی ہوں، اور امتوں میں سے میرا حصہ صرف تم ہی ہو۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (من الکتر) :-

اسی مضمون کی ایک حدیث بحوالہ مسند احمد نمبر ۴۸ میں گذر چکی ہے، جس میں آپؐ نے انحصار کے ساتھ اس امت کے لئے صرف اپنی ذات اقدس کو نبی قرار دیا ہے، اور اس امت کے لئے اپنے سوا کسی اور کے نبی ہونے سے انکار فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۱۷ | عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مِثْلُهُ عَنِ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ (اکثر میں ۱۵، جلد ۱)

ترجمہ :- ” حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے روایت فرمائی ہے :-

حدیث نمبر ۱۱۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّنِي مُوسَى لَمَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِ التَّوْرَةُ وَقَرَأَهَا فَوَجَدَ فِيهَا ذِكْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ

فَقَالَ يَا رَبِّ إِنِّي أَجِدُ فِي الْأَلْوَابِ أُمَّةَ هُمُ الْآخِرُونَ السَّائِقُونَ فَاَجْعَلْهُمْ أُمَّتِي (الحديث)

ترجمہ :- ” حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰؑ جب تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اس کو پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا، اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں الواح تورات میں ایک ایسی امت پاتا ہوں (جو دنیا میں) سب سے آخری امت ہے اور (قیامت میں) سب سے پہلے ہیں، ان کو میری امت بنا دے (دلائل نبوت، البوعین، ص ۱۱۴) :-

حدیث نمبر ۱۱۹ | أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ مِنْ طَرِيقِ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَ كُنْفِي أَدَمَ مَكْتُوبٌ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ (انضمام ص ۱۳۱)

ترجمہ :- ” ابن عساکر نے بطریق ابوالزبیرؓ حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا ”محمد رسول اللہ خاتم النبیین“ :-

حدیث نمبر ۱۲۰ | عَنْ أَنَسٍ (فی حدیث طویل)، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مُوسَى دَعَا اللَّهَ تَعَالَى اجْعَلْنِي نَبِيًّا تِلْكَ الْأُمَّةَ (یعنی) الْأُمَّةَ الْمَرْحُومَةَ، قَالَ (یعنی) اللَّهُ تَعَالَى، نَبِيَّهَا مِنْهَا قَالَ اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةٍ ذَلِكَ النَّبِيُّ قَالَ اسْتَقْدَمْتُ وَاسْتَأْخَرْتُ وَلَكِنْ مَا جِئْتُ بِنَبِيٍّ كَمَا فِي دَارِ جَلَالٍ (رواه ابو نعیم فی الحلیۃ کذا فی الخصائص ص ۱۲۰) ترجمہ :- حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کا نبی بنائے تو ارشاد ہوا کہ اس امت کا نبی خود انہیں میں سے ہوگا (آپ نہیں ہو سکتے) پھر موسیٰ نے عرض کیا کہ مجھے اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت بنادیا جائے تو ارشاد ہوا کہ آپ اُن سے پہلے آئے ہیں اور وہ بعد میں تشریف لائیں گے (اس لئے امت بھی نہیں ہو سکتے) البتہ دار جلال میں ہم آپ دونوں کو جمع کر دیں گے (ابو نعیم فی الحلیۃ کذا فی الخصائص، ص ۱۲۰ ج ۱) ۴

اس حدیث میں ایک تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ جیسا اولوالعزم پیغمبر بھی جب اس امت کا نبی نہیں بن سکتا، تو پھر اور کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی نبوت کا درجہ کیسے پاسکتا ہے۔ دوسرے اس حدیث میں لفظ نبیہا زیادہ قابل غور ہے، کیونکہ اس کو بصیغہ واحد اکر کے بتلادیا گیا ہے کہ اس امت کے لئے صرف ایک نبی ہوگا ورنہ اقتضائے مقام یہ تھا کہ بصیغہ جمع انبیاء ہا منها فرمایا جاتا۔

حدیث نمبر ۱۲۱ | عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ أَنَا رَسُولُ الْمُلْحَمَةِ أَنَا الْمَقْفُوقُ وَالْمَأْشَرُ بُعِثْتُ بِالْجِهَادِ وَلَمْ أُبْعَثْ بِالزَّوَادِعِ (اخریجہ ابن سعد، کذا فی الخصائص ص ۱۲۱) ترجمہ :- حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں محمدؐ ہوں میں احمد ہوں اور رسول رحمت ہوں اور جہاد کا رسول ہوں اور سب آخری رسول ہوں جس کے بعد مشر و قیامت ہوگی، مجھے جہاد کے لئے بھیجا گیا ہر زراعت کے لئے نہیں۔ حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي قِصَّةِ الْمَعْرَاجِ فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَا بَنِي إِثْنَيْ لَاقِي رَبِّكَ اللَّيْلَةَ وَإِنْ أُمِّتَكَ أَخِرَ الْأُمَمِ وَأَضْعَفَهَا
فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ حَاجَتَكَ كُلَّهَا أَوْجِلَهَا فِي أُمِّتِكَ فَافْعَلْ،
اخرجه ابن عرنبہ فی جزئہ و ابو نعیم و ابن عساکر من طریق ابن ابی عیینہ
عن ابن مسعود (خصائص، ص ۱۶۲ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عبداللہ بن مسعود واقعہ معراج بیان فرماتے ہوئے ایک طویل حدیث
کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب
معراج میں مجھ سے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ آپ آج کی رات اپنے پروردگار سے
ملنے والے ہیں، اور آپ کی امت آخری امت ہے، اور سب زیادہ ضعیف ہے،
اس لئے اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو اپنی امت کے لئے سہولت کے بارے میں کوشش
کیجئے (ابن عرنبہ، ابو نعیم، ابن عساکر)۔"

حدیث نمبر ۱۲۲ | عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ نَبِيٌّ
إِلَّا كَانَ فِي أُمَّتِهِ مُعَلِّمٌ أَوْ مُعَلِّمَانِ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ
عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ (اخرجه الطبرانی فی الاوسط۔ خصائص کبریٰ ص ۱۳۹ ج ۲)
ترجمہ ۱۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی
امت میں ایک یا دو معلم (محدث) ہوا کرتے تھے، اگر میری امت میں ان میں سے
کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں (طبرانی)۔"

اس مضمون کی متعدد احادیث باختلاف الفاظ پہلے گزر چکی ہیں، اس حدیث میں
سبھی بجائے محدث کے معلم کا لفظ رکھا ہے، مگر مضمون واحد ہے، تقریب مضمون اور ختم
نبوت کا ثبوت مفصل ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث نمبر ۱۲۳ | اخرجه ابن عساکر عن سلمان في حديث طويل قال قال جبريل
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ إِنْ كُنْتُ أَصْطَفَيْتُ أَدَمَ
فَقَدْ خَمَمْتُ بِكَ الْأَنْبِيَاءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ مِنْكَ عَلَى .
(خصائص، ص ۱۹۳ ج ۲)

ترجمہ ۱۔ "ابن عساکر نے حضرت سلمانؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت کیا کہ جبریلؑ
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر ہم نے آدم کو

منی اللہ ہونے کا تمغہ امتیازی دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کی شان امتیاز سب بڑھادی ہے، اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز ہو ۛ

حدیث نمبر ۱۲ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَيَّدَنِي بِأَرْبَعَةٍ وَزَلَّاهُ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيلٌ وَمِيكَائِيلُ وَاثْنَتَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ آدَمُ وَنُوحٌ أَخْرَجَهُ الْبَزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ (کذا فی الخصائص، ص ۲۰۰ ج ۲)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ذریعہ میری تائید فرمائی جن میں سے دو آسمان والوں میں سے ہیں یعنی جبریلؑ اور میکائیلؑ اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ (بزار، طبرانی، (از خصائص کبریٰ، جلد ثانی ص ۲۰۰) ۛ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں، لیکن با ایں ہمہ تبصریات نبویہ واجماع امت وہ دونوں انبیاء میں داخل نہیں، حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے جیسا کہ خود قرآن میں موجود ہے وَجَعَلْنَا أَخَاهُ هَارُونَ ذَرِيَّةَ (الآیہ) "اور ہم نے موسیٰ کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر بنا دیا ۛ اور دوسری جگہ حضرت موسیٰ کی دعا اس طرح نقل کی گئی ہے۔

وَجْعَلْ لِي ذَرِيَّةً مِّنْ أَهْلِیْ | یعنی اے اللہ میرے لئے میرے اہل میں سے
هَارُونَ أَخِي | میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے ۛ

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء انبیاء و رسل نہیں (حالانکہ انبیاء سابقین کے وزیر نبی ہوتے تھے)، تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اس امت میں سوائے آپ کے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۱۲۶ | أَخْرَجَ ابْنُ جُرَيْجٍ فِي كِتَابِ السَّنَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ اخْتَلَا أَصْحَابِي عَلَى جِبْرِيلَ الْعَالَمِينَ سَوَى النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَاخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِي أَرْبَعَةً أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ نَجَعَلَهُمْ خَيْرَ أَصْحَابِي وَفِي أَصْحَابِي كُلِّهِمْ خَيْرٌ

(خصائص کبریٰ، صفحہ ۲۰۳ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ "ابن حبشہ نے کتاب السنۃ میں حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام اہل عالم میں پسند فرمایا، اور پھر صحابہؓ میں سے چار کو پسند فرمایا یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، اودان چاروں کو تمام صحابہ میں بہترین قرار دیا اور میرے سب صحابہ میں خیر اور بھلائی غالب ہے (خصائص کبریٰ) :-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام امت سے افضل ہیں اور بائیں ہمہ جب وہ بھی نبی نہیں تو اور کوئی کیسے نبی ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷ | عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ) بَلْ يَا يَهُودِيَّ أَنْتُمْ الْأَوَّلُونَ وَنَحْنُ الْآخِرُونَ السَّائِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اخبرہ ابن راہویہ فی مسندہ وابن ابی شیبہ فی المصنف (خصائص، ص ۲۰۹، ۲۱۰)

ترجمہ ۱۔ "ایک طویل حدیث کے ذیل میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی تم دنیا میں ہم سب پہلے ہو، اور ہم دنیا میں سب آخر ہیں اور قیامت میں سب آگے ہوں گے (مسند ابن راہویہ مصنف ابن ابی شیبہ) :-

حدیث نمبر ۱۲۸ | اخبرہ ابو نعیم فی حدیث طویل عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ سَأَلَهُ مَا هَانُ عَائِلُ مَلِكِ الرُّومِ عَلَى الشَّامِ هَلْ كَانَ رَسُولُكُمْ أَخْبَرَكُمْ أَنَّهُ يَأْتِي بَعْدَهُ رَسُولٌ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَخْبَرَانَهُ لَا يَأْتِي بَعْدَهُ وَآخِرَانِ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ قَدْ بَشَّرَ بِهِ قَوْمَهُ قَالَ الرُّومِيُّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ (خصائص ص ۲۸۴ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ جب یرموک پہنچے تو لشکرِ روم کے سردار نے ایک قاصد بھیجا، قاصد نے کہا کہ ملک شام کے گورنر ماہان کی طرف سے آیا ہوں، انہوں نے کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس اپنی جماعت میں سے ایک عقلمند کو بھیج دیجئے تاکہ ہم ان سے مکالمہ کریں، حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ تشریف لے گئے۔ دورانِ محفلت کو میں ماہان نے

دریافت کیا کہ کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر بھی دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اللہ رسول آئے گا، حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے میرے وجود کی اپنی امت کو پہلے ہی سے بشارت دی تھی، ماہان رومی نے یہ سن کر کہا کہ ہاں یہ بھی اس پر گواہ ہوں (ابونعیم)۔

حدیث نمبر ۱۲۹ | عَنْ أَنَسٍ (فی حدیث طویل) مَوْفُوعًا أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَسَلَنِي رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَكَأَنَّهُ لِّلنَّاسِ (الی قولہ) وَجَعَلَ أُمَّتِي هُمُ الْآخِرُونَ وَهُمْ الْأَوَّلُونَ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَعَلْتَ أُمَّتَكَ هُمُ الْآخِرُونَ وَهُمْ الْأَوَّلُونَ (الی قولہ) جَعَلْتَ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ بَعَثًا (الی قولہ) وَجَعَلْتَ نَايِحًا وَخَاتِمًا (اخرجہ ابونعیم) (خصائص کبریٰ ج ۱۹) ترجمہ:- " حضرت انسؓ ایک طویل الذیل حدیث میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حمد ہے اُس ذات قدوس کے لئے جس نے مجھے تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور میری امت کو سب کی آخری اور سب سے پہلا بنایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری امت کو آخری امت اور اول بنایا، اور ہم نے باعتبار خلقت کے آپ کو سب سے پہلے اور بعثت میں سب کی آخری بنایا اور ہم نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔"

حدیث نمبر ۱۳۰ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيكُنِّي أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ وَلَا وِلَايَةَ (خصائص ص ۲۴۹ ج ۲ بحوالہ طبرانی)

ترجمہ:- " حضرت ابن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس مرتبہ پر ہو جاؤ جس پر حضرت موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے، مگر ہارون کی طرح تم کو نبوت اور ولایت نہیں مل سکتی (طبرانی)۔"

حدیث نمبر ۱۳۱ | أَخْرَجَ ابْنُ نَجِيمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ جَلْبِطٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي مَلَكٌ بِطَنْتٍ مِنْ ذَهَبٍ نَشَقُّ بَطْنِي فَاخْرَجَ حُشْوَةً فِي جَوْفِي نَعَلَهَا شَمَّ ذَرَّ عَلَيْهِ ذُرُؤًا شَمَّ قَالَ رُبِمَا

تَال) وَأَنْتَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الْمُقْتَنِي وَالْحَاشِي (خصائص ص ۲۵ ج ۱) ترجمہ ۱۔ "حضرت یونس بن میسرۃ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس ایک فرشتہ ایک سونے کا طباق لایا، پھر میرے پیٹ کو چاک کر کے اس میں سے ایک لوتھڑا نکالا پھر اس کو دھویا، اور اس پر کوئی چیز چھڑکی، پھر کہا کہ آپ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے بعد ہی شر و نشر ہو جائے گا (ابو نعیم)؛

حدیث نمبر ۱۳۲ | أَخْرَجَ الدَّارِمِيُّ وَابْنُ عَسَاكَرٍ عَنِ ابْنِ غَنَمٍ قَالَ قَالَ جِبْرِيلُ أَنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَقْبًا بَطْنَهُ ثُمَّ قَالَ جِبْرِيلُ قَلْبٌ وَكَيْفٌ فِيهِ أَذُنَانِ سَمِيعَتَانِ وَعَيْنَانِ بَصِيرَتَانِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الْمُقْتَنِي وَالْحَاشِي (خصائص ص ۲۵ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ "دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنم سے روایت کیا ہے کہ جبریلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کا پیٹ چاک کیا، اور پھر کہا کہ قلب حفاظت کرنے والا ہے، کان سننے والے ہیں، اور آنکھیں دیکھنے والی ہیں یہ محمد ہیں اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور جن کے بعد ہی قیامت قائم ہو جائے گی (از خصائص، صفحہ ۲۵ جلد ۱)؛

حدیث نمبر ۱۳۳ | عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ مِنْ سَرَاةِ الْأَنْصَارِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَنْشُرُ فِي طَرِيقٍ تَيْنِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذْ خَرَّ فَمَاتَ فَأَعْلَسَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ فَأَتَوْهُ فَأَحْتَمَلُوهُ إِلَى بَيْتِهِ وَسَجَّوْهُ كَسَاءً وَبُرْدَيْنِ وَفِي الْبَيْتِ نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ يَبْكِينَ عَلَيْهِ وَرِجَالٌ مِنْ رِجَالِهِمْ فَمَكَتْ عَلَى حَالِهِ حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا سَمِعُوا صَوْتًا قَائِلٍ يَقُولُ أَنْصِتُوا أَنْصِتُوا فَتَنَظُّوا فَإِذَا الصَّوْتُ مِنْ تَحْتِ الْقِيَابِ تَحَسَّرُوا عَنْ وَجْهِهِ وَصَدْرِهِ فَإِذَا الْقَائِلُ يَقُولُ عَلَى لِسَانِهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ صَدَقَ صَدَقَ .

ایک حیرت انگیز واقعہ

ترجمہ ۱۔ "نہمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے، ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہو گئی، انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو دہاں جا کر اٹھایا اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا، گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو ان کی وفات پر گریہ و زاری میں مبتلا تھیں، اور کچھ مرد جمع تھے، اسی طرح پر جب مغرب و عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ "چپ رہو چپ رہو" لوگ متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آرہی ہے جس میں میت ہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے اُن کا منہ کھول دیا، اُس وقت دیکھا گیا کہ زید بن خارجہ کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہو کہ محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لانی بعدہ الخ "یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امتی ہیں، جو انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا" یہی مضمون کتاب اول یعنی توریت و انجیل وغیرہ میں موجود ہے، سچ کہا سچ کہا"۔

حدیث نمبر ۱۳۲ | رَوَى أَبُو يَعْلَى بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُخْرَجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا دَجَّالًا مِنْهُمْ الْمُسَيِّمَةُ وَالْعُتْسَى وَالْمُخْتَارُ وَكَذَا فِي

سنن الباری من طبع الهند، ص ۳۴۳، پ ۱۴۲

ترجمہ ۱۔ "ابو یعلیٰ نے باسناد حسن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک تیس جھوٹے دجال نہ نکل آ دیں، جن میں سے مسیمہ، عتسی، اور مختار ہیں۔"

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي خُطْبَةِ ابِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَجَعَلَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَهُمُ الْأُمَّةَ الْبَاقِيَةَ الْوُسْطَى رَكَتِ الْعَمَالِ م ۱۳۵ ج ۳

ترجمہ ۱۔ "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض عرب مرتد ہو گئے

اور حضرت مدنی اکبرؒ نے اُن پر جہاد کا ارادہ کر کے صحابہ سے مشورہ طلب کیا اور ان سب اپنی قلبی تعداد اور ضعف کی وجہ سے جہاد کو مناسب نہ سمجھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ منبر پر چڑھے، اور ایک نہایت شجاعانہ طویل الذیل خطبہ دیا (جس کے ابتدائی کلمات یہ ہیں) کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ کے ذریعہ تمام متفرق اور مختلف لوگوں کا سر جوڑ دیا، اور اُن کو تاقیامت باقی رہنے والی درمیانہ چال کی امت بنا دیا (تا آخر حدیث)، آپ کی امت تاقیامت جب ہی آپ کی امت رہ سکتی ہے جب کوئی دوسرا نبی نہ آئے :

حدیث نمبر ۱۳۶ | وفی حدیث انسؓ عند البیهقی فی الدلائل فی حدیث الامراء **بَيْنَمَا هُوَ كَيِّسٌ اِذْ لَقِيَہُ خَلْفُ اللّٰہِ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَوَّلَ السَّلَامِ عَلَیْكَ يَا اٰخِرَ السَّلَامِ عَلَیْكَ يَا حَاشِیَہُ رَزَقَانِیْ مَوَاسِبَ** (ص ۶۳۰) وفی اخرہ قَالَ جَبْرِیْلُ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سَلَّمُوا عَلَیْكَ فَاَبْرَہِیْمُ وَ مُوسٰی وَ عِیْسٰی .

ترجمہ ۱۔ " یہی نے حضرت انسؓ سے واقعہ معراج میں ایک حدیث روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کی سیر فرما رہے تھے تو آپ کا ایک جماعت پر گزر ہوا، جنہوں نے آپ کو دیکھ کر اس طرح پر سلام کیا، السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشیہ۔ اور اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ جبریلؑ نے بعد میں آپ سے کہا کہ جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ تھے "

اس میں آپ کے آخر اور حاشیہ ہونے اور آپ پر نبوت ختم ہونے کا اعلان ہے۔
حدیث نمبر ۱۳۷ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ مَرْفُوعًا اَبُو بَكْرٍؓ دَعَا مُوسٰیؑ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَؓ مِنْ مُّوسٰیؑ (رواہ ابن الجوزیؒ)

ترجمہ ۲۔ " حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کا مرتبہ میرے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ حضرت ہارونؓ کا تھا۔ (ابن جوزیؒ) "

اس حدیث میں شیخین کا مرتبہ مقام ہارونی کو قرار دیا گیا ہے، مگر با ایں ہمہ وہ نبی نہیں تھے

اور آپ نے اُن کے نبی نہ ہونے کے متعلق بار بار اعلان فرمایا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ اگر اس امت میں کوئی نبی ہو سکتا تو یہ دونوں بزرگ جو مقام ہارون میں تھے ضرور یہ عہدہ پاتے۔

حدیث نمبر ۱۳۸ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَحَيْرٌ مَنْ بَقِيَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواہ الدیلمی) (کنز ص ۱۴۳ ج ۶)

ترجمہ :- ”حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ تمام آسمانی اور زمینی مخلوقات سے بہتر ہیں، اور ان تمام لوگوں سے بھی بہتر ہیں کہ قیامت تک جن کا پیدا ہونا باقی اور مقدر ہے۔“

اس حدیث نے نہایت وضاحت سے ہمارے مقصد کو صاف کر دیا ہے کہ شیخینؓ ناقیاً تمام آنے والی نسلوں سے افضل ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آئندہ کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا تاکہ غیر نبیؐ کا نبی سے افضل ہونا لازم نہ آئے۔ اور اسی مضمون کی دوسری پہلے بھی گزر چکی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۹ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا أُتِيَتْ بِكَفَّةٍ مِيزَانٍ فُوضَتْ فِيهَا وَ

وَجِيءَ بِأُمِّي وَفُضِعَتْ فِي الْكَفَّةِ الْأُخْرَى فَنَزَجَتْ بِأُمِّي ثُمَّ رُفِعَتْ

فَجِيءَ بِأَبِي بَكْرٍ فُوضَ فِي كَفَّةِ الْمِيزَانِ فَسَجَّ بِأُمِّي ثُمَّ رُفِعَ أَبُو بَكْرٍ وَ

جِيءَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فُوضَ فِي كَفَّةِ الْمِيزَانِ فَسَجَّ بِأُمِّي ثُمَّ رُفِعَ

الْمِيزَانُ إِلَى السَّمَاءِ وَأَنَا أَنْظُرُ (رواہ ابو نعیم فی فضائل الصحابة) (کنز ص ۱۴۴ ج ۶)

”حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خواب میں)

میرے سامنے ایک ترازو لائی گئی اور مجھے اس کے پلہ میں رکھ دیا گیا اور پھر میری

تمام امت کو جمع کر کے دوسرے پلہ میں رکھ دیا گیا، تو میں وزن میں ساری امت کا

بڑھ گیا اس کے بعد مجھے وہاں سے اٹھا دیا اور ابو بکرؓ کو رکھ دیا گیا تو وہ بھی ساری امت

سے بڑھ گئے، اس کے بعد ابو بکرؓ کو اس میں سے اٹھالیا گیا اور عمرؓ کو اس میں رکھ دیا

گیا وہ بھی ساری امت سے بڑھ گئے۔ اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی،

جس کو میں سامنے دیکھ رہا تھا (ابو نعیم)۔“

حدیث نمبر ۱۴۰ | عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فِي مِثْلِهِ (بتغیر ما) عَنِ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ كَثْرَ الْعَمَلِ (۱۴۰)

ترجمہ :- ”اسی مضمون کی حدیث حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے۔“

حدیث نمبر ۱۴۱ | عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُوا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى بَرَكَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ . اخرجہ الدیلمی مرفوعاً قال الحافظ ابن حجر العسقلانی المعروف أنه موقوف عليه كذا رواه ابن ماجه (ازکتز ص ۱۲۵ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (بوقت درود) تم یہ کہا کرو کہ اے اللہ تو اپنی رحمتیں اور برکات رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے رسول (محمدؐ) پر نازل فرما۔ اس کو دیلمی نے مرفوعاً روایت کیا ہے، مگر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر موقوف ہے، چنانچہ ابن ماجہ نے اس کو موقوفاً ہی روایت کیا ہے :

حدیث نمبر ۱۴۲ | عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ نَوْثَلٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي الرَّؤْيَا مَرْفُوعًا قَالَ دُنْيَا سَبْعَةُ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَمَّا فِي آخِرِهَا أَلْفًا (القول، دَامَا النَّاسُ الْقِيَامُ رَأَيْتُ مَا ذُرِّيَّتِي أَتَّبِعُهَا فَيَهِي السَّاعَةُ عَلَيْنَا نَقُودُ لَأَنْبِيَاءِ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدِي أُمَّتِي (رواه الطبرانی في الكبير والبيهقي) (ازکتز ص ۸۳ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت ضحاک بن نوثلؒ تبصر خواب کے باب میں ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار میں مبعوث ہوا ہوں (اس کے بعد ضحاک کے خواب کی تعبیر دیتے ہوئے فرمایا کہ) تم نے جو اونٹنی دیکھی اور یہ دیکھا کہ میں اس کے پیچے ہوں تو سمجھ لو کہ وہ قیامت ہے، جو ہم پر قائم ہوگی، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی (طبرانی، بیہقی) :

حدیث نمبر ۱۴۳ | عَنْ عَلِيٍّ فِي صِيغَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِينَ ، الْحَدِيثُ (رواه عياض في الشفاء)

ترجمہ ۱۔ حضرت علیؓ سے درود شریف کے میں جو روایت کئے گئے ہیں ان میں اللہم صل علی محمدؐ خاتم النبیین و امام المرسلین بھی آیا ہے (قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء میں اس کو نقل کیا) :

وہ احادیث جن میں ختم نبوت بطور استنباط سمجھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳ | عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا أَنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةً قِيلَ مَا الْمَخْرَجُ عَنْهَا قَالَ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأٌ مِنْ قَبْلِكُمْ وَخَبْرٌ مِنْ بَعْدِكُمْ وَحُكْمٌ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَضْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَابٍ قَصَمَهُ اللَّهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى مِنْ غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللَّهُ . (رواہ احمد والترمذی) (کنز، ص ۴۵ ج ۱)

ترجمہ :- ” حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس سے بچنے کی کیا سبیل ہو؟ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی کتاب (قرآن) جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات اور آئندہ آنے والوں کی خبریں اور تمہاری نزاعات کے فیصلے موجود ہیں، وہ فیصلہ کن کتاب ہے، ٹھٹھا نہیں، جو ظالم اس کو چھوٹے گا اللہ اس کو ہلاک کرے گا، اور جو اس کے سوا (کسی منسوخ شدہ آسمانی کتاب سے) ہدایت ڈھونڈے گا اس کو اللہ گمراہ کر دے گا (امام احمد، ترمذی)۔“

حدیث نمبر ۱۳۵ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِثْلَهُ وَلَفْظُهُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَآخَذَ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ أَخْطَأَ ضَلَّ الْحَدِيثَ (رواہ احمد فی مسند) (کنز، ص ۱۳۵ ج ۱)

ترجمہ :- ” حضرت زید بن ارقمؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جس شخص نے اس کی (یعنی قرآن کی) پیروی کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اُسے چھوڑا وہ گمراہ ہو گیا۔“

حدیث نمبر ۱۳۶ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مَرْفُوعًا إِلَى تَارِكٍ فِيكُمْ كِتَابُ اللَّهِ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ (رواہ ابن ابی شیبہ، ابن حبان فی صحیحہ) (کنز، ص ۱۳۶ ج ۱)

ترجمہ :- ” حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے اندر اللہ کی کتاب (قرآن) چھوڑتا ہوں وہ اللہ کی رسی ہے جس سے پکڑ لیا اور اس کا اتباع کیا اس نے ہدایت پائی، اور جس نے چھوڑ دیا گمراہ ہو گیا (ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان)۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مترآن کریم کے بعد نہ کوئی اور آسمانی کتاب نازل ہوگی اور نہ کوئی شریعتِ جدیدہ آئے گی، نہ مترآن کا کوئی حرف منسوخ ہوگا۔ یہ صرف نبوتِ قشریہ کے انقطاع کی دلیلیں ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۷ | عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ نَزَّلَ اللَّهُ كِتَابَهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ وَأَخْلَّ حِلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَخْلَّ فِي كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَهُوَ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَا حَرَّمَ فِي كِتَابِهِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رواه ابوالنص السنجري في الامانة (کنز، ص ۵۰، ۱۷)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! اللہ نے اپنی کتاب اپنے نبی کی زبان پر نازل فرمائی، اور اپنے حلال کو حلال اور حرام کو حرام بیان فرمادیا ہے، پس جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی کی زبان پر حلال کر دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے، اور جو حرام کر دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے؛

حدیث نمبر ۱۴۸ | عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عُصَابَةٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ رواه مسلم (کنز، ص ۵۰، ۱۷)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دین (یعنی دین محمدی) ہمیشہ قائم رہے گا، اور اس کے باقی رکھنے کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ جہاد کرتی رہے گی، جب تک کہ قیامت قائم ہو (صحیح مسلم)

حدیث نمبر ۱۴۹ | عَنْ مُغِيرَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت مغیرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے؛

حدیث نمبر ۱۵۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ ابْنِ مَاجَةَ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث سنن ابن ماجہ میں موجود ہے؛

حدیث نمبر ۱۵۱ | عَنْ عُمَرَ مِثْلُهُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (کنز، ص ۲۳۱، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت عمرؓ سے اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں ہے؛

حدیث نمبر ۱۵۲ | عَنْ مُعَاذِيَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ أَحْمَدَ فِي مُسْنَدِهِ وَابْنِ خَالٍ وَمُسْلِمٍ (کنز، ص ۲۳۲، جلد ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت معاذیہؓ سے یہی مضمون بخاری و مسلم و مسند احمد میں مروی ہے؛

حدیث نمبر ۱۵۲ | عَنْ ثَوْبَانَ مِثْلَهُ عِنْدَ مُسْلِمٍ وَالتِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ (کنز، ص ۶۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت ثوبانؓ سے بھی اسی معنی کی حدیث کو مسلم و ترمذی، ابن ماجہ میں روایت کیا ہے؟"

حدیث نمبر ۱۵۳ | عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مِثْلَهُ وَفِيهِ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلَى

ذَلِكَ عِنْدَهُ . مُسْلِمٌ (کنز، ص ۶۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عقبہ بن عامرؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث صحیح مسلم میں مروی ہے؟"

حدیث نمبر ۱۵۴ | وَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ مِثْلَهُ وَفِيهِ حَتَّى يُقَاتِلُوا آخِرَهُمُ الدِّجَالُ،

اُخْرِجَهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَابُودَاؤُدُ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ (کنز، ص ۶۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت عمران بن حصینؓ سے بھی یہی مضمون امام احمد اور حاکم اور ابوداؤد نے

روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ یہاں تک کہ اس امت کا آخری طاغور

دجال سے مقابلہ کرے گا؟"

حدیث نمبر ۱۵۵ | وَ عَنْ قُرَّةَ بْنِ أَيَّاسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ ابْنِ جَبَانَ فِي صَحِيحِهِ وَاحْمَدُ التِّرْمِذِيُّ

(کنز، ص ۶۳۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ اور حضرت قروبن ایاسؓ سے بھی یہی مضمون صحیح ابن جبان اور مسند احمد جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے؟

حدیث نمبر ۱۵۶ | عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نَفِيلٍ مِثْلَهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَلْبِيِّ وَابْنِ سَعْدٍ (کنز، ص ۶۳۳ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "سلمہ بن نفیلؓ سے بھی مضمون طبرانی اور ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے؟"

حدیث نمبر ۱۵۷ | وَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَهُ عِنْدَ ابْنِ جَبَانَ فِي صَحِيحِهِ (کنز، ص ۶۳۵ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت انسؓ سے صحیح ابن جبان میں بھی مروی ہے؟"

حدیث نمبر ۱۵۸ | وَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِثْلَهُ عِنْدَ عَبْدِ بْنِ حَمِيدٍ .

ترجمہ ۱۔ "یزید بن ارقمؓ سے بھی مضمون مروی ہے (مسند عبد بن حمید)؟"

حدیث نمبر ۱۶۰ | وَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مِثْلَهُ اُخْرِجَهُ ابُو النَّصْرِ السَّنْجَرِيُّ فِي

الْإِبَانَةِ وَالْمُهَرِّدِيُّ فِي ذِمِّ الْكَلَامِ (کنز، ص ۶۳۵ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ "حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے بھی مضمون ابوالنصر سنجرى نے ابانہ میں اور مہرودی

نے ذم الکلام میں روایت کیا ہے؟"

یہ کُل کی کُل تعدادِ احادیث اعلان کر رہی ہے کہ اُمّتِ محمدیہؐ آپؐ کی امت ہو کر قیامت

تک باقی رہے گی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا،

إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ كَأَنَّهُ عَامَّةٌ وَكَانَ مِنْ قَبْلِي إِنَّمَا يُرْسَلُ إِلَى قَوْمِهِ . رواه احمد
فی مسنده والحاكیم (من الكنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ :- حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ میں تمام عالم کی طرف نبی ہو کر آیا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء صرت اپنی اپنی قوموں کی طرف پیغمبر ہو کر آتے تھے ۛ

حدیث نمبر ۱۶ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ تَفْعَلُ الطَّبْرَانِي فِي الْكَبِيرِ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِي
بَعْضُهُ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ (من الكنز، ص ۱۱۰ ج ۶)

ترجمہ :- ” حضرت ابو امامہ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اور ترمذی نے اس کے ایک حصہ کو روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے (کنز العمال، ص ۱۱۰ ج ۶) ۛ

حدیث نمبر ۱۶۸ | عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَأَنَّهُ (الحدیث)

ترجمہ :- ” حضرت خالد بن معدانؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام عالم والوں کی طرف بھیجا گیا ہوں ۛ

یہ احادیث میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے لئے نبی ہیں، آپ کی نبوت کے بعد قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے یا ہوں گے سب آپ کی امت میں نبی نہیں۔ کیونکہ عموم بعثت میں دونوں قسم کے عموم داخل ہیں، یعنی عموم اقوام عالم اور عموم زمان یعنی اپنے زمانہ میں بھی آپ کی نبوت تمام اقوام دنیا کے لئے ثابت تھی اور باعتبار زمانہ کے آپ کے بعد کی آنے والی نسلوں کو بھی شامل ہے جیسا کہ گذشتہ احادیث میں حضرت حسنؓ کی حدیث میں تصریح گذر چکا ہے، کہ آپ نے فرمایا ہے کہ : أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرِكُهُ حَيًّا وَمَنْ يُؤَلِّدُ بَعْدِي (یعنی میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں اپنی زندگی میں پا لوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد قیامت تک پیدا ہوگا)۔

بہر حال آپ کی نبوت تمام اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک ہر زمانہ کو شامل ہے اور قیامت تک آپ کی نبوت کا سلسلہ باقی ہے، جب یہ ظاہر ہے تو آپ کی نبوت کے

ہوتے ہوئے کوئی نبی نہیں ہو سکتا، ورنہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت کی توہین ہوگی، اور احادیث ذیل بھی اسی مضمون کی تائید کرتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۶۹ | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَهُدًى لِّلْمُؤْمِنِينَ (رواہ احمد و مسند الطبرانی فی الکبیر) ترجمہ: "حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مومنین کے لئے ہدایت۔ (مسند احمد و معجم کبیر طبرانی)۔"

حدیث نمبر ۱۷۰ | عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْزُومَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً لِّلنَّاسِ كَافَّةً. (رواہ الطبرانی فی الکبیر (کنز) ص ۱۱۱ ج ۶) ترجمہ: "حضرت مسور بن مخزومہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۷۱ | وَمِثْلُهُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ عَبْدِ الْحَسَنِ بْنِ سَفِيَانَ وَابْنِ مَسْدَةَ وَابْنِ نَعِيمٍ وَابْنِ النُّجَارِ ترجمہ: "حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ایک روایت حسن بن سفیان اور ابن مسندہ اور ابونعیم اور ابن النجار میں مروی ہے (خصائص کبریٰ، ص ۱۶ جلد ۱)۔"

حدیث نمبر ۱۷۲ | عَنْ عُرْوَةَ بْنِ رُوَيْمٍ مَرْفُوعًا خَيْرُ مَتْنٍ أَوْ لَهَا وَآخِرُهَا أَوْلُهَا فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ وَآخِرُهَا فِيهِمْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَبَيْنَ ذَلِكَ نَهْجٌ أَعْوَجٌ لَيْسَ بِمِثْلِكَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ. (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ مرسلًا من الکنز ص ۱۳۲ ج ۶) ترجمہ: "حضرت عروہ بن رویم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا بہترین طبقہ اس کا سب سے پہلا اور سب سے آخری طبقہ ہے، کیونکہ پہلے طبقہ میں اللہ کا رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، اور آخری طبقہ میں حضرت عیسیٰؑ ہیں اور اس کے درمیان بیڑے راستہ والے ہیں، نہ تم میں سے وہ ہیں اور نہ تم ان میں سے (ابونعیم مرسلًا)۔"

حدیث نمبر ۱۷۳ | عَنْ زَمِيلِ بْنِ عَمْرٍو الْعَدَنِيِّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ ثُمَّ قَالَ رِيعَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَى الْأَنْبَاءِ كَافَّةً (إِلَى أَنْ قَالَ) فَمَنْ أَجَابَنِي فَلَهُ الْجَنَّةُ نَزْلًا وَتَوَابًا وَمَنْ عَصَانِي كَانَتْ لَهُ النَّارُ مُنْقَلَبًا (الحديث، من الکنز)

ترجمہ ۱۔ "حضرت زمل بن عمرو غدیری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمام مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور پھر فرمایا کہ جس نے میری دعوت قبول کی اس کے لئے جنت میں جہاں ہے، اور جس نے نافرمانی کی اس کے لئے جہنم ٹھکانا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۷۷ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أَنَّ اللَّهَ أَيَّدَ فِي بَارَبَعَةٍ وَرِثَتَيْنِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْحَاقَ بْنِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَزَلَ فِيهِمْ رُسُلُهُمْ وَأَخْرَجَ لَهُمُ الْبِرَّ | ترجمہ ۱۔ "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کے ساتھ میری تائید فرمائی دو آسمان والوں میں سے یعنی جبرائیل و میکائیل اور دو زمین والوں میں سے یعنی ابوبکر و عمر (طبرانی و بزار)۔"

اس سے بھی ثابت ہوا کہ تمام اقوام عالم قیامت تک آپ ہی کی امت ہوگی حتیٰ کہ نزول عیسیٰ کے بعد بھی سب لوگ آپ ہی کی امت ہوں گے، کیونکہ حضرت عیسیٰ باوجود عہد نبوت پر باقی رہنے کے اس امت کے لئے نبی ہو کر نہ آئیں گے، بلکہ جس طرح پہلے نبی اسرائیل کے نبی تھے اسی عہد نبوت پر ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۷۸ | عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعًا رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى فِي حَوْلِ الْعَرْشِ فَبَدَّلَا خَضَاءَ مَكْتُوبٍ فِيهَا يَقْلَمُ نُورًا بَيْضَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحْتَدِّ رَسُولُ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ | ترجمہ ۱۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شبِ اسری میں نے ایک ہمزوتی دیکھا، جس میں نور کے قلم سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق (ابن حبان، دارقطنی)۔"

حدیث نمبر ۱۷۹ | عَنْ عَلِيٍّ مَثْلُهُ فِي أَخِيهِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عُمَرُو الْفَارُوقِ وَعُمَانُ ذَو النُّورَيْنِ | ترجمہ ۱۔ "حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث ابن عساکر نے روایت کی ہے، اور اس کے آخر میں ہے ابوبکر صدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین۔"

حدیث نمبر ۱۸۰ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرَى فِي عَرَجٍ إِلَى السَّمَاءِ مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ إِلَّا وَجَدْتُ اسْمِي مَكْتُوبٌ فِيهَا وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ

خَلْفًا۔ اخرجہ ابو یعلیٰ والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر وابن عوفہ فی جزئہ ترجمہ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شبِ امری میں نے ہر آسمان سے گزرتے ہوئے وہاں اپنا نام اور اس کے پیچھے ابو بکر الصدیقؓ لکھا ہوا پایا (روایت کیا اس کو ابو یعلیٰ، طبرانی نے اوسط میں، ابن عساکر نے ابن عوفہ نے حیزہ میں) (کذا فی الخصائص)۔

ان احادیث سے تبصریح ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت کے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور جب وہ نبی نہیں ہیں تو اور کیسے نبی ہو سکتا ہے، ورنہ غیر کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

نادورہ | ابن عساکر اور ابن نجار نے اپنی اپنی تاریخ میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے کہ ابوالحسن علی بن عبداللہ الباشمی الرقی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا، میں نے اس کے ایک گاؤں میں سیاہ گلاب دیکھا جس پر گلاب کاڑھ بھول کھلتا تھا، اس کی خوشبو نہایت عمدہ اور رنگ سیاہ ہوتا تھا، جس پر سفیدی سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیقؓ عمرو الفاروقؓ۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور یہ خیال کیا کہ مصنوعی ہے کسی نے لکھ دیا ہو گا۔ مگر جب میں نے اس کے دوسرے غنچے کو جو ابھی کھلا نہیں تھا توڑ کر دیکھا تو اس کے اندر بھی یہی لکھا ہوا بھول نکلا، اور میں نے دیکھا کہ اس کے شہر کے لوگ سب پتھروں کو پوجتے تھے، کوئی اللہ کو جانتا بھی نہ تھا (کذا فی الخصائص الکبریٰ للسیوطی، ص ۸ ج ۱)۔

حدیث نمبر ۱۷۱ | عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنِّي تَوَكَّلْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اخَذْتُكُمْ بِهِمْ لَنْ تَفْضَلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَعِثْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي رَوَاهُ ن (کذا فی الکتر ص ۳۳)۔

ترجمہ ۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جن کو اگر تم نے مضبوطی سے پکڑ لیا تو تم ہرگز کبھی گمراہ نہ ہو گے، اور وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ہیں (نکاح و جامع ترمذی شریف)۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد تمام انسانوں کی نجات کے لئے قرآن کریم اور اہل بیتؑ و صحابہؓ کے اتباع کو مدارِ ہدایت قرار دیا ہے، جو اس کی دلیل ہے۔

کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ در نہ ضروری تھا کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نبی کا ذکر فرماتے جو بعد میں ہونے والا ہے۔

اس مضمون کی احادیث ذخیرہ حدیث میں بے شمار ہیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۹ | عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِثْلَهُ دَلْفَةُ اِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ غَزَوْا حَتَّى مَمْلُوءُ دُونَيْنِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي وَإِنَّمَا لَنْ يَنْفَرَتْكَ حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْصِ . رواه احمد في مسند والطبرانی في الكبير (کنز ص ۱۳۴ ج ۱)

ترجمہ ۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے اندر اپنے دو قائم مقام چھوڑتا ہوں، ایک اللہ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان خدائی سلسلہ ہے اور دوسرے میری عزت اہل بیت، اور یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے (مسند احمد ج ۱)

حدیث نمبر ۱۸۰ | عَنْ زَيْدِ بْنِ أَوْقَمٍ مِثْلَهُ عِنْدَ التِّرْمِذِيِّ (کذا فی التلخیص)

ترجمہ ۲۔ حضرت زید بن ارقمؓ بھی اسی مضمون کی حدیث ترمذی نے روایت کی ہے (کنز العمال)۔

حدیث نمبر ۱۸۱ | عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالْإِسْنَادُ لِلشَّافِعِيِّ (مروا)

ترجمہ ۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مستدرک حاکم میں موجود ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۲ | عَنْ عِيسَى بْنِ سَارِيَةَ مَرْفُوعًا أَوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالنَّيْمِ وَالطَّاعَةِ وَكَوْا مِرَّةً عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبِيبِي فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرُنِي اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ تُشْكُوا بِهَا وَعَصُوا عَلَيْهَا بِالتَّوَّاجِدِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتُ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ . رواه احمد في المسند وابوداؤد والترمذی وابن ماجه والحاكم في المستدرک (کنز ص ۱۳۴ ج ۲)

ترجمہ ۴۔ حضرت عیسیٰ بن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اور مسلم حکام کی اطاعت کرو، اگرچہ ایک حبشی غلام تمہارا امیر بن جائے، اس لئے کہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا، پس تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کے

اسلام پر راضی ہوں، یعنی ان کے سوا ہر معبود اور آپ کے بعد ہر مدعی نبوت اور ہر پیکر نبیوں؟

حدیث نمبر ۱۸۹ | من طریق سعید بن خنیس عن شیعہ بن اہل الشام مرفوعاً عن عبد اللہ بن مسعود
 أَنَّ تَتَقَوُّوا لِلَّهِ وَتَلَزَمُوا مَوَاسِنَتِي وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الْمَهَادِيَةِ الْمَهْدِيَّةِ فَتَقْصُوا عَلَيْهَا بِالنُّوَاجِدِ
 وَإِنْ اسْتَعْلَى عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا. رواه البغوي (کنز، ص ۵۴ ج ۱)
 ترجمہ: "جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو،
 اور میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع کرو، اور اس کو دانتوں سے
 مضبوط پکڑ لو، اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے، اس کی بھی اطاعت کرو۔
 روایت کیا اس کو بغوی نے (کنز، ص ۵۴ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۹۰ | عَنْ أَبِي بَكْرَةَ مَرْفُوعاً عَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللَّهُ
 وَمَنْ أَكْرَمَ سُلْطَانَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ أَكْرَمَهُ اللَّهُ. طبرانی (کنز، ص ۵۵ ج ۱)
 ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے حاکم کی امانت کرے گا اللہ
 تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا، اور جو اس کی عزت کرے گا اللہ اس کو عزت دے گا۔
حدیث نمبر ۱۹۱ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُهُ عِنْدَ السَّجَرِيِّ.

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے یہی مضمون سنجری نے بھی روایت کیا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۹۲ | عَنْ حُذَيْفَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ الدِّلَمِيِّ (کنز، ص ۵۵ ج ۱)

ترجمہ: "حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی مضمون دلمی نے روایت کیا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۹۳ | وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَلُوا
 بِالْقُرْآنِ أَنْ أَحَلَّوْا حَلَالَهُ وَحَرَّمُوا حَرَامَهُ رَأَيْتُمْ زَايِدَ وَلَا تَكْفُرُوا بِالْبَيْتِ وَمِنْهُ وَمَا
 تَشَابَهَ عَلَيْكُمْ فَرَدُّهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى أَرْبَى الْعِلْمِ مِنْ بَعْدِي كَيْمَا يُخْبِرُكُمْ
 وَآمِنُوا بِالتَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَمَا أُوتِيَ السَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ. رواه
 الطبرانی في الكبير والحاكم في المستدرک (من الکنز، ص ۴۹ جلد ۱)
 ترجمہ: "حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پر عمل کرو،

۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اختلاف و اشتباہ کے موقعوں پر اہل علم کی تقلید کرنی چاہئے اور یہ تقلید صحیح
 نبوی کی اطاعت ہے، نہ کہ شرک فی النبوة جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بعض جہلاء کا خیال ہے، ۴۔ منہ

اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو، اور اس کی اقتدار کرو، اور اس کے کسی حرف کا انکار نہ کرو، اور اس کی جو آیت تم پر مشتبہ ہو جائے اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور میرے بعد اہل علم کی طرف رجوع کرو، تاکہ وہ تمہیں صحیح تفسیر بتلائیں، اور تودیت و انجیل و زبور اور تمام ان کتابوں یا صحف پر ایمان لاؤ جو پہلے انبیاء پر نازل ہوئی ہیں (مستدرک حاکم، معجم کبیر للطبرانی) ۱۰

حدیث نمبر ۱۹۴ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَبْعَثَ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا. رواه أبو داود والحاكم والبيهقي في المعرفة (۳۳۸) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے ایک مجدد بھیجے گا جو اس کے دین کو درست کرے گا، اور جو کچھ اس میں رخنے واقع کر دیئے گئے ہیں ان کا انسداد کرے گا (کنز العمال ۱۱ ج ۳۳۸)

حدیث نمبر ۱۹۵ عَنْ تَيْمِيزٍ الدَّارِيِّ مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ دَلَّكَ اللَّهُ دِينَهُ وَلَقَدْ دَلَّكَ اللَّهُ دِينَهُ وَلَا تَمْنَعُ الْمُسْلِمِينَ دَعَاؤَهُمْ (رواه مسلم) ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین خیر خواہی کرنے کا نام ہے، ہم نے عرض کیا کہ کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتابوں اور مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کی ۱۱

حدیث نمبر ۱۹۶ عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ دَلَّكَ اللَّهُ دِينَهُ وَلَقَدْ دَلَّكَ اللَّهُ دِينَهُ وَلَا تَمْنَعُ الْمُسْلِمِينَ دَعَاؤَهُمْ (رواه مسلم) ترجمہ: حضرت حذیفہؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دو شخصوں کا اتباع کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے، یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور امام احمد نے اپنی سند میں (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

حدیث نمبر ۱۹۷ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ دَلَّكَ اللَّهُ دِينَهُ وَلَقَدْ دَلَّكَ اللَّهُ دِينَهُ وَلَا تَمْنَعُ الْمُسْلِمِينَ دَعَاؤَهُمْ (رواه مسلم) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ساری امتیں پیاسی آئیں گی مگر جو شخص کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی محبت رکھتا ہوگا وہ پیاسا نہ ہوگا۔ روایت کیا اس کو امام رافعی نے (کنز، ص ۱۶۱ ج ۶)

حدیث نمبر ۱۹ | عَنْ ابْنِ سَعْدٍ مَرْفُوعًا قَتَدَ ذَا بِلَالَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ،
إِهْتَدَا بِهَذِي عَمَّا رَدَّتْكَوْ بِعَهْدِ ابْنِ سَعْدٍ. رواه الترمذی کنز
صفحة ۱۴۲ جلد ۶۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی اطاعت کرو جو میرے صحابہ میں سے میرے بعد ہوں گے،
یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ، اور عمارؓ کی عادت اختیار کرو، اور عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد کے ساتھ نہ لگے؟

حدیث نمبر ۱۹۹ | عَنْ حَذِيقَةَ مِثْلُهُ عِنْدَ الرَّوَّيَانِ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)
ترجمہ ۱۔ حضرت حذیفہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث روایان نے نقل کی ہے؟

حدیث نمبر ۲۰۰ | وَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلُهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ سے بھی یہی مضمون ابن عدی نے روایت کیا ہے؟

حدیث نمبر ۲۰۱ | عَنْ جَابِرٍ مِثْلُهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْاَوْسَطِ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ سے بھی یہی مضمون مرفوعاً مروی ہے (دیکھو معجم اوسط طبرانی)؟

حدیث نمبر ۲۰۲ | عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مِثْلُهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی حدیث مروی ہے؟

حدیث نمبر ۲۰۳ | عَنْ أَبِي الدُّدَاءِ مِثْلُهُ (کنز، ص ۱۴۲ ج ۶)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی یہی مضمون منقول ہے؟

حدیث نمبر ۲۰۴ | عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ خَوَّاهُ
وَسَخَّاهُ الرَّبُّ بَيِّنٌ. اخبره البخاری ومسلم والترمذی (الرياض النضرية للطبرانی ج ۳)

ترجمہ ۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک
مخلص و مددگار ہوتا ہے اور میرے مخلص و مددگار زبیرؓ ہیں (بخاری، مسلم، ترمذی)؟

حدیث نمبر ۲۰۵ | عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينٌ هَذِهِ الْأُمَّةِ

أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ. رواه البخاری ومسلم (الرياض النضرية، ص ۲۰۸ جلد ۲)

ترجمہ ۱۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک امت کا
ایک امین ہوتا ہے اور میری امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراحؓ ہیں (بخاری، مسلم)؟

حدیث نمبر ۲۰۶ | عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَسَنَامٌ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَنِّي

الْعَبَّاسُ وَبِكُلِّ شَيْءٍ مَّسْبُطٌ وَسَبَطُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶)

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک اعلیٰ حصہ ہوتا ہے اور اس امت کا اعلیٰ حصہ میرے چچا عباس ہیں اور ہر شے کے لئے ایک شجرہ (درخت) ہے کثیر الاغصان (زیادہ ٹہنیوں والا یعنی پھیلا ہوا) اور اس امت کے شجرہ حسن اور حسین ہیں ۹

یہ بشارت ہر ان دونوں صاحبزادوں کے کثیر الاولاد ہونے کی قیامت تک واللہ اعلم منجہ میں ہے السبط ایضا الشجرۃ لها اغصان كثيرة واصلها واحد - صفحہ ۲۲۶ مطبوعہ بیروت۔

حدیث نمبر ۲۰۷ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ. (خطابی (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶) ترجمہ :- حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت کے بہترین فرد عبداللہ بن عباسؓ ہیں (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶) ۹

حدیث نمبر ۲۰۸ | عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا أَعْلَمُهَا (اسی الامۃ)، بِالْخِلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بَنِي جَبَلٍ (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶)

ترجمہ :- حلال اور حرام کو سب سے زیادہ جانتے والے معاذ بن جبلؓ ہیں (کنز، ص ۱۶۳ ج ۶) ۹

حدیث نمبر ۲۰۹ | عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْتَقْبَلُ بِهِمُ الْغَيْثُ وَيَنْتَقِصُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ. رواه احمد (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۵)

ترجمہ :- حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابدال ملک شام میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں جب ان میں سے کوئی مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ دوسرا پیدا کر دیتا ہے، ان کی برکت سے قحط دفع ہوگا، اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی (مسند احمد)۔

حدیث نمبر ۲۱۰ | عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيَكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَدْنُسٌ (القولہ) فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَعْفِفْ عَنْكُمْ. رواه مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۷۵)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص تمہارے پاس یمن سے آئیں گے جس کا نام ادنوس ہوگا، تم میں سے جو شخص ان سے ملے اپنے لئے استغفار کر لے، (کیونکہ وہ مستجاب الدعوات ہوں گے) روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے (مشکوٰۃ، ص ۵۷۵) ۹

—————

احادیث مذکورۃ الصدر ختم نبوت کا ثبوت

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و شفقت جو امت مرحومہ کے ساتھ ہر وہ محتاج بیان نہیں، اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ زمانہ ماضی و مستقبل کے جتنے علوم و حالات آپ کو عطا کئے گئے ہیں وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کے سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ نے اپنی امت کے لئے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دن رات برابر ہوا اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ ہے اس میں جتنے خطرات مہالک کے مواقع ہونگے وہ سب آپ نے ان کو بتلادیئے ہونگے، نیز اس راستے کے ایسے نشانات ان کو بتلائے ہونگے کہ جو تمام راستیں ان کی رہبری کرتی ہیں۔ چنانچہ جب ہم حدیث نبوی کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ کے بعد جتنے آدمی قابل اقتدار رہنمائی پیدا ہوئے والے تھے آپ نے اکثر کے نام لے لے کر بتلادیا، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے ”مشتی نمونہ از خرداے“ چند احادیث اور پر ذکر کی گئی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت اور مربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بردزی رنگ میں سہی) اس عالم میں پیدا نہیں ہو سکتا، ورنہ لازمی تھا کہ آپ ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے، کیونکہ ان سب کا اتباع امت کی نجات کا مدار نہیں، اور نبی خواہ کسی قسم کا ہو جب کسی امت میں بھیجا جائے تو اس کی پیروی اس امت کے لئے مدارِ نجات ہو جاتی ہے، بغیر اس کی پیروی کے ان کے سامنے عمل ضبط سمجھ جاتے ہیں۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتدار کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور امرار کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، مواقع اشتباہ و اختلاف میں اہل علم و اجتہاد کی تقلید کی تاکید کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اقتدار کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ، ابو عبیدہ بن الجراحؓ،

معاذ بن جبلؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرام کے نام لے لیں کہ انہیں واجب التکریم اور قابل اقتدار فرماتے ہیں، اویسؓ قسرنی کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجددین امت کا ہر صدی پر آنا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا، اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا، ہم اس پر کیا لانا اور اس کی اطاعت کرنا، حالانکہ ایک روایت حیم بنی کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ آنے والے نبی کے افضل حالات اپنی امت کو خوب واقف کرا دے، اس کا نام، مقام، پیدائش، تاریخ، حلیہ، والدین کا نام وغیرہ بتلا دے، تاکہ ان کو آنے والے نبی کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیث سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آپؐ کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دو سوڈس احادیث نبویہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا

راستہ بند کر دیا ہے!

جس کے آنکھیں ہوں دیکھ اور جس کے کان ہوں سنے۔ اِن فِی ذٰلِكَ لَعِبْرَةٌ لِّمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ وَصَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرَّاتِ الرَّحِيمِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَالنَّبِيُّونَ وَالشَّاهِدَاءُ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّالِحِينَ، وَمَا سِمْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِنِ عَبْدِ اللّٰهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ الدَّاعِیِ اِلَيْكَ بِاَذْنِكَ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَام

(رواہ عیاض فی الشفاء عن علیؓ)

ختم النبوة حصہ دوم
تمام شد

ختم النبوة

في الأثر

حصّة ستوم

حصہ سوم

ختم النبوة في الآثار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى — اما بعد :-
پہلے دو حصوں میں ایک سو آیات قرآنیہ اور دوسو سے زائد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس دعویٰ کی شہادت میں ناظرین کے سامنے آچکی ہیں کہ ہمارے آقائے نامدار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہیں، اور کسی قسم کا نبی شرعی یا غیر شرعی طور پر آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے۔
اب اس تیسرے حصہ میں یہ دکھلایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ملت اسلامیہ کے ان ضروریات میں سے ہے کہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج پونے چودہ سو برس تک تمام امت اُمیہ کا قطعی اجماع و اتفاق رہا ہے جس نے کسی مسلمان گھرانے میں پرورش پائی ہو وہ کبھی اس مسئلہ میں شبہ یا تاویل کے درپے نہیں ہو سکتا۔

علمائے ربانیین کے تمام طبقات محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین، صوفیاء کی غیر محدود تصانیف ہمارے اس دعوے کی ناقابل انکار شہادتوں سے لبریز ہیں جن کو اگر ہم باستیعاب نقل کرنے کا ارادہ کریں تو نہ صرف یہ رسالہ ایک عظیم الشان دفتر بن جائے گا، بلکہ یقین ہے کہ ہم لکھتے لکھتے تھک جائیں گے اور ان ائمہ سلف اور علمائے امت کے اقوال و تصریحات ختم نہ ہوں گی۔ اس لئے بالاختصار اول اجماع امت اور بالخصوص اجماع صحابہ کی نقلیں پیش کر کے اہل اجماع میں سے بعض حضرات کے اقوال بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ایک ضروری گزارش

مرزا جی اور ان کی امت چونکہ ختم نبوت کے تمام دلائل و براہین کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں کہ ان سے نبوت تشریعی کا اختتام مراد ہے، غیر تشریعی نبوت اس میں داخل نہیں۔ اس لئے ہم نے اس سے پہلے دونوں حصوں میں اکثر آیات و احادیث کے ذیل میں اس پر تنبیہ کی ہے، کہ تشرآن و حدیث نے سینکڑوں مواقع میں صراحتاً اور اشارۃً ختم نبوت کو بیان کیا ہے، لیکن کسی ایک جگہ بھی تشریعی و غیر تشریعی کی تقسیم نہیں فرمائی، بلکہ بہت جگہ صراحتاً اس کی نفی کر دی گئی۔ اسی بناء پر میں اس حصہ میں بھی ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہر بات اور ہر عنوان میں اس کا لحاظ رکھیں کہ ساری امت اسلامیہ میں سے کسی ایک نے بھی کہیں تفصیل کی ہے کہ ختم نبوت سے مراد صرف تشریعی نبوت کا اختتام ہے، اور جب یہ نہیں تو پھر مرزا اور مرزائیوں سے پوچھیں کہ کیا وہ اپنی اس طبع زاد تحقیق پر کوئی حجت اسلامی دلائل میں سے پیش کر سکتے ہیں؟

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خداے تعالیٰ کی ہزاراں ہزار درود اس ذات مقدس پر جس کے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا و قصور بھی خیر الامم، امت وسط، امت مرحومہ، شہدائے خلق کے القاب گرامی کے ساتھ بچائے جاتے ہیں

کہ دار و زیر گردوں میر سامانے کہ من دام

وہ بے شمار خداوندی انعام و اکرام جو ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بددلت ہم پر مبذول ہوئے ہیں، اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علمائے مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کر لیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب تعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن و حدیث کے صریح احکام۔ جس کی حقیقت دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نبوت ختم کر دی گئی تو آپ کے بعد کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہتی جس کے

حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے، اس لئے رحمت خداوندی نے امت محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دے دیا، کہ ساری امت جس چیز کے اچھے یا بُرے ہونے پر متفق ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔

اسی بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:-

لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ ۖ
یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتا ۝

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط و لوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے، اور احکام شرعیہ کی مجتہدوں میں تشرآن و حدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے، اور درحقیقت اجماع کا شرعی مجتہدوں میں داخل ہونا اور اس امت کے لئے مخصوص ہونا خود بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے، جیسا کہ صاحب توضیح لکھتے ہیں:-

وَمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الْمُجْتَهِدُونَ
مِنْ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي عَقْصِي عَلَى أَمْرِ فَهَذَا مِنْ
خَوَاصِّ أُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا دُخِيَ بَعْدَهُ
وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الْيَوْمَ
أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَلَا شَيْءَ
أَنْ الْأَحْكَامَ الَّتِي تُنْزِلُ بِصِرَاجِ
الْوَحْيِ بِالنَّبِيَّةِ إِلَى الْخَوَارِثِ
الْوَاقِعَةِ قَلِيلَةً غَايَةً الْعِلَّةِ فَلَوْ
لَمْ تُعْلَمْ أَحْكَامُ تِلْكَ الْخَوَارِثِ
مِنَ الْوَحْيِ الصَّرِيحِ وَبَقِيَتْ

”اور وہ حکم جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق
ہو جائے اس کا واجب تعمیل ہونا اس امت
کی خصوصیات میں سے ہے، کیونکہ آپ
خاتم النبیین ہیں، اور آپ کے بعد کسی
پر وحی نہیں آئے گی، اور لا دھرہ اشاء
خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل
کر دیا ہے، اور اس میں بھی شک نہیں کہ
جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے
ہیں وہ بہ نسبت رد زمرہ کے پیش آنوالے
واقعات کے نہایت قلیل ہیں، پس جب
ان واقعات کے احکام وحی صریح سے
معلوم نہ ہوئے (اب اگر اجماع و قیاس کو

أَحْكَامُهَا مُهْمَلَةٌ لَا تَكُونُ الدِّينُ
كَامِلًا فَلَا بُدَّ أَنْ تَكُونَ لِلْمُجْتَمَعِ
وَلَا يَةُ اسْتِنبَاطِ أَحْكَامِهَا مِنْ
الْوَحْيِ (توضیح مصری، ص ۲۹ ج ۱)

حجت نہ بنایا جائے، اور شریعت میں ان
واقعات کے متعلق احکام نہ ہوں تو دین
کامل نہیں رہتا اس لئے ضروری ہو کہ امت
کے مجتہدین کو بھی ان احکام کے استنباط کا کافی مجال ہو۔

الغرض جس طرح قرآن و حدیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح تبصریح
نصوص قرآن و حدیث اور باتفاق علمائے امت اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔
البتہ اس میں چند درجات ہیں، جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی
اجماع صحابہؓ ہے، جس کے متعلق علمائے اصول کا اتفاق ہے، کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام
صحابہ کی رائیں بالتصریح جمع ہو جائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔
اور اگر صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہؓ نے اس کی تردید
نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا، تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے، اور اس سے جو حکم ثابت ہو
وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔

بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام ادرہ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے،
اور بعض حیثیات سے تمام صحیح شرعیہ پر مقدم ہے، کیونکہ قرآن و سنت کے مفہوم و معنی
متعین کرنے میں رائیں مختلف ہو سکتی ہیں، اجماع میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ
حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں:-

”اور اجماع صحابہ عجلت قطعہ ہے اس کا
اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی مجتہدوں سے
زیادہ مؤکد اور سب سے مقدم ہے، یہ موقع
اس بحث کے پھیلانے کا نہیں، کیونکہ اپنے
موقع (یعنی کتب اصول) میں یہ بات
باتفاق اہل علم ثابت ہو چکی ہے، اور اس
میں تمام فقہاء اور تمام مسلمانوں میں
جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا بھی خلاف
نہیں“

وَاجْمَاعُهُمْ حُجَّةٌ قَاطِعَةٌ يَجِبُ
إِتِّبَاعُهَا بَلْ هِيَ أَوْ كَلِّ الْحُجَجِ وَ
هِيَ مُقَدَّمَةٌ عَلَى غَيْرِهَا وَلَيْسَ هَذَا
مَوْضِعُ تَقْرِيرِ ذَلِكَ فَإِنَّ هَذَا
الْأَمْلَ مُقَرَّرٌ فِي مَوْضِعِهِ وَلَيْسَ
فِيهِ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ وَلَا بَيْنَ سَائِرِ
الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ هُمْ الْمُؤْمِنُونَ
خِلَافٌ الْخ.

(اقامة الدلیل ص ۱۳ ج ۲)

اس کے بعد ہم اپنے اصلی مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نہایت قوی اور صحیح روایات سے دکھلاتے ہیں کہ

صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجتماع مسئلہ ختم نبوت پر اور اس کے منکر کے مرتد و اجنبی ہونے پر ہوا ہے

مسئلہ کذاب کا دعویٰ نبوت | اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسلمان کذاب اور صحابہ کرام کا اس پر جہاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعوائے نبوت کیا، اور بڑی جماعت اس کی پیروی ہو گئی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا ہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا ہے وہ اسی کی جماعت پر تھا، جہور صحابہ مہاجرین و انصاریں اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر سمجھا، اور باجماع صحابہ و تابعین اُن کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجتماع تھا، حالانکہ مسلمان کذاب بھی مرزا صاحب کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور مسلمان کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہ مرزا صاحب کی طرح آپ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا، یہاں تک کہ اُس کی اذان میں برابر اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ پکارا جاتا تھا، اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا، تاریخ طبری میں ہے:-

وَكَانَ يُؤَدِّنُ لِلشَّيْخِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَيَشْهَدُ فِي الْاَذَانِ اَنْ مُحَمَّدًا
رَّسُولُ اللّٰهِ وَكَانَ الَّذِي يُؤَدِّنُ لَهُ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ التَّوَّاحَةِ وَكَانَ الَّذِي
يُقِيمُ لَهُ حُجَيْرُ بْنُ عَمِيرٍ وَيَشْهَدُ لَهُ
وَكَانَ مُسَيِّئُهُ اِذَا اَدْنَى حُجَيْرٍ مِّنْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان دیتا تھا اور اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد رسول اللہ میں اور اس کا مؤذن عبد اللہ بن نواحر اور قاسم کہنے والا حجر بن عمر تھا، اور جب حجر شہادت پر پہنچتا تھا تو مسلمان باواز بلند کہتا تھا کہ حجر نے صاف بات کہی، اور پھر اس کی تصدیق کرتا تھا۔

(تاریخ طبری، صفحہ ۲۴۴ جلد ۳)

الشَّهَادَةِ قَالَ صَاحِبُ حَجَرٍ فَزَيَّدِي فِي
مَوْتِ دِيَالِغِ التَّصْدِيقِ نَفْسُهُ الْهَـ

(تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳)

الغرض نبوت و قرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا، مگر ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار اور دعوائے نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کا فرسجھا گیا اور حضرت صدیقؓ نے صحابہ کرام، مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی امارت میں مسیلہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

جہود صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اُن کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے۔ حضرت فاروقؓ اعظم رضی اللہ عنہ کا ابتداء خلاف کرنا اور بعد تحقیق حق کے صدیق اکبرؓ کے ساتھ موافقت کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا، بلکہ مانعین زکوٰۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، صدیق اکبرؓ نے اُن پر جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت و ضعف کا اندیشہ کر کے ابتداء اُن کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا، لیکن حضرت صدیقؓ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہو گئی۔

الغرض حضرت فاروقؓ کا ابتداء خلاف کرنا بھی مسیلہ کے واقعہ میں ثابت نہیں جیسا کہ بعض غیر محقق لوگوں نے سمجھا ہے۔

الحاصل بلا خوف و بلا نکر یہ آسمان نبوت کھتا ہے اور حزب اللہ کا ایک جم غفیر پیامہ کی طرف بڑھا، اس کی پوری تعداد تو اس وقت نظر سے نہیں گذری مگر تاریخ طبری میں حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک فرمان خالد بن ولیدؓ

لہ حضرت خالد جب سید کذاب کو قتل کر کے اہل یمامہ پر فتح حاصل کر چکے تو مسیلہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص بجامہ نامی کی لڑکی سے شادی کر لی، حضرت صدیق اکبرؓ کو خبر پہنچی تو ایک عتاب نامان کے پاس سمیعا، جس کے الفاظ یہ تھے: اِنَّكَ فَارِغٌ مِّنْكَ الْيَسَاءُ يَفْنَاءُ بَيْنَتِكَ دُمُ الْفِ دَمِيَا شَتَّى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُجَفِّفْ بَعْدُ (تاریخ طبری، ص ۲۵۴ ج ۳)

کے نام درج ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ و تابعین اس جہاد میں شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ تھو ہے۔ نیز اسی تاریخ میں ہے کہ مسلمانوں کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلی تھی اس کی تعداد چالیس ہزار مسلح جوان تھی، جن میں سے اٹھائیس ہزار کے قریب ہلاک ہوئے اور خود مسلمان بھی اسی فہرست میں داخل ہوا، باقی ماندہ لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے، حضرت خالدؓ کو بہت مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے، اور پھر صلح کر لی گئی۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہؓ کی کتنی بڑی جماعت اس میدان میں آئی تھی جنہوں نے ایک مسئلہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے نہ دقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا، اور نہ اس جماعت کے اذان و نماز اور تلاوت و اقرار نبوت اور تمام اسلامی احکام کے ادا کرنے کا، بلکہ اتنی بڑی عظیم الشان جماعت پر جہاد کرنے کے لئے باجماع و اتفاق اٹھ کھڑے ہوئے۔

نتائج

① اس واقعہ میں بغیر اس کے کہ مسلمانوں کے دعویٰ پر دلائل اور معجزات طلب کئے جائیں اور اس کے حالات کا جائزہ لیا جائے، تمام صحابہؓ کے اس کو کذاب سمجھنے اور جہاد کیلئے آمادہ ہو جانے سے صاف معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ کرام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو باجماع صحابہ موجب کفر و ارتداد ہے۔

② اس سے یہ بھی بلا تکلف معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں نے جو اپنے دعویٰ نبوت میں نبوت غیر تشریفی یا غیر مستقل، یا ظلی یا برزخی یا لغوی یا جزوی وغیرہ بے معنی الفاظ کی آڑ لی ہے، اور مسئلہ ختم نبوت کی تحریف کر کے ایک لفظ بے معنی بنا دیا ہے، اور چاہا ہے کہ مسلمانوں کی آنکھوں اور عقول پر پردہ ڈال دیں، ان کا یہ کید اور یہ تحریف انہیں کفر سے نہیں بچا سکتی، جیسا کہ باجماع صحابہؓ، مسلمانوں اور اس کی جماعت کی تاویلات اس معاملہ میں نہیں سہی تھیں، بلکہ مطلق دعویٰ نبوت کو کفر سمجھا گیا۔

③ یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص تمام اسلامی فرائض و احکام کو بصدق دل تسلیم کرے

اور سب پر بطیب خاطر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے، لیکن احکام شرعیہ میں سے صرف ایک حکم کا (بشرطیکہ اس کا شرعی حکم ہونا قطعی اور یقینی ہو) انکار کر دے تو ایسا ہی کفر و ارتداد ہے جیسے تمام شریعت کا انکار کرنا، جیسا کہ مسیلہ اور اس کی جماعت کو باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے اور نماز روزہ وغیرہ ادا کرنے کے کافر ہی سمجھا گیا۔

آج مرزائیوں کو اپنی اس کوشش پر ناز ہے جس کا نام انہوں نے تبلیغ اسلام رکھا ہے، لیکن مسیلہ کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر یہ تبلیغ واقعی اور صحیح اسلام کی تبلیغ بھی تھی تب بھی اُن کے عقائد کفریہ کے ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ میں سوائے خسران کے کچھ نہ تھا۔

(۴) یہ بھی واضح ہو گیا کہ کسی شخص کے اتباع اور پیروؤں کی کثرت اس کی حقانیت کی دلیل نہیں ہو سکتی، ورنہ مسیلہ کذاب کے متبعین کی کثرت اور شوکت و قوت بدرجہ اولیٰ اس کی حقانیت کی دلیل ہوتی، کیونکہ چالیس ہزار جوانوں کا لشکر جہاں اس کا پتہ دیتا ہے کہ اُن کے پیچھے اور کتنے مرد و عورت اور بوڑھے بچے اس کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہوں گے۔

عجب ہے کہ آج مرزا صاحب کو اپنی ایک مٹھی بھر جماعت پر فخر ہی نہیں، بلکہ اس کو اپنی حقانیت کی ایک بڑی دلیل قرار دیتے ہیں، حالانکہ مرزائیوں کی تعداد آج تک بھی مسیلہ کے متبعین کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتی۔

(۵) صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں سے جو فرقہ کسی دُمدعی نبوت کی پیروی اختیار کر لے، وہ اسلام اور مسلمانوں سے اتنا بعید ہے کہ اسلام کے صریح مخالفین یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے مقابلہ کے وقت بھی اُن کو مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملا یا جاسکتا، جب کہ اسلام اپنے ذاتی ضعف دے سرو سامانی کے ساتھ تمام بیرونی و اندرونی دشمنوں کے نرغہ میں ہو۔

کیونکہ جس وقت مسیلہ پر جہاد کیا جاتا ہے، یہ وہ وقت ہے کہ اسلام سخت بیچارگی دے سرو سامانی کی حالت میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی، اُدھر بیرونی دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو ہر وقت موقع کے منتظر رہتے تھے، اس وقت مسلمانوں کو نگل جانے کے خواب دیکھنے لگے۔ اُدھر خود مسلمانوں کے بہت سے قبائل اطرافِ مدینہ میں مرتد ہو کر اُن کے ساتھ مل گئے۔ ایک طرف پیامبر میں مسیلہ کے فتنہ نے ایک طوفان کی صورت اختیار کر لی، اور ہر طرف باہمی اختلافات کی بنیاد پڑ گئی۔ اسلام کے ذمہ دار

ارکان سخت تشویش میں ہیں۔ اس وقت اگر نئی روشنی کی لمحہ نہ سیاست سے شور لیا جاتا تو بلاشبہ اس کو فرض بتلاتے کہ میلہ کذاب اور اس کی جماعت کو جو ایک درجہ میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہے اور اکثر اسلامی احکام و عقائد کو تسلیم کرتی ہے، اس کو اپنے ساتھ ملا کر دوسرے مخالفین کا مقابلہ کیا جائے۔ لیکن وہاں سیاست الہیہ کی حکومت تھی، حضرت صدیق اکبرؓ اور جبور صحابہؓ نے ان میں سے کسی بات کی بھی پروا نہ نہیں کی، بلکہ سب پہلا جہاد انہی مرتدین پر کیا گیا، کیونکہ وہ اس راز کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کی عزت و ذلت اور فتح و شکست ان کی مردم شماری کی کثرت کے قبضہ میں نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت کے قبضہ میں ہے جس نے بدر میں ایک بے سر و سامان قلیل و ضعیف جماعت کو ہزاروں جوانوں کے با سامان لشکر پر فتح دی، اور وادی حنین میں باوجود کثرت تعداد اور ہر قسم کی قوت و طاقت کے شکست دے دی، وہ جانتے تھے کہ مسلمان اگر مسلمان ہوں تو تھوڑے بھی بہت ہیں ورنہ بہت بھی کچھ نہیں۔

الغرض اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ کسی سیاسی مصلحت کی بنا پر مسلمان کے مفہوم کو اتنا عام کر دینا کہ اس میں بہت سے کافر بھی داخل ہو جائیں اور اس طرح سے بیرونی مخالفین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کثرت اور اتفاق دکھانا سنتِ سلفِ سیاستِ شرعیہ کے خلاف بھی ہے، اور بے فائدہ بھی۔

دوسرے مدعیان نبوت اور سلف | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق امت میں صالحین کا ان کے ساتھ بتاؤ | بہت سے کذاب لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مگر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد تمام خلفائے اسلام اور پھر عام اہل اسلام نے ہمیشہ ہر قرن اور ہر شہر میں ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک مرتد کے ساتھ ہونا چاہئے۔

چنانچہ جب اسود غسانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ کے حکم سے صحابہ کرام کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح زمانہ خلفاء میں بھی جب کسی نے یہ دعویٰ کیا فوراً تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا، جن کے کچھ مختصر واقعات حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں نقل فرمائے ہیں۔ (فتح الباری ص ۴۵۵ ج ۶)

امام بیہقیؒ کتاب المحاسن و المساوی میں نقل فرماتے ہیں کہ طلحہ نامی ایک شخص نے مدینہ مکرمہ کے عہد خلافت میں نبوت کا دعویٰ کیا، حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کے قتل کیلئے

بھیجا، مگر وہ شام کی طرف بھاگ گیا، ہاتھ نہ آسکا، اور صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد پھر خود بخود مسلمان ہو گیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی، ص ۱۷۶۴)

خلیفہ عبدالملک بن مروانؓ کے عہد خلافت میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے علماء وقت کے (جو صحابہ و تابعین تھے) متفقہ فتویٰ سے اس کو قتل کیا، اور سولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاضؒ شفاء میں اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں:-

”اور بہت سے خلفاء و سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے، اور اس زمانہ کے علماء نے اُن کے اس فعل کے رجحان پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔“

وَفَعَلَ ذَلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ
وَالْمُلُوكِ يَأْتِبَاهِهِمْ وَأَجْمَعَ عُلَمَاءُ
وَقَتِهِمْ عَلَى صَوَابٍ فَعَلِيهِمْ وَالْمُخَالَفَةُ
فِي ذَلِكَ مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرًا .
(شفاء، قاضی عیاض)

خلیفہ ہارون الرشید کے عہد خلافت میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں، کیونکہ عمر نوح کے ایک ہزار پورے ہونے میں پچاس سال کی کمی باقی رہی تھی جس کے پورا کرنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، اور کہا کہ قرآن عزیز میں بھی اس کی تصدیق موجود ہے ”أَلَفَ سَنَةً إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا“ یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس کم ایک ہزار سال زندہ رہے۔ ہارون الرشید نے علماء کے فتویٰ سے حکم ارتداد اس کا گردن مار دی، اور پھر عبرت کے لئے سولی پر لٹکا دیا۔ (کتاب المحاسن والمساوی للبیہقی، ص ۱۷۶۴)

ہمارے مرزا جی کے دعوے تو اس سے کہیں بڑھ کر ہیں، وہ آدم بھی ہیں، اور شیث بھی، نوح بھی ہیں موسیٰ بھی عیسیٰ بھی ہوئے داؤد بھی ہوئے، غرض سارے انبیاء کرام ہونے کا دعویٰ کیا (مرزا صاحب حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۷۷ میں فرماتے ہیں:- میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحق ہوں، میں اسمعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں)۔

اور اس پر مزید یہ کہ اکثر انبیاء کی توہین بھی کی، مگر ان کی قسمت بابرکت سے مسلمانوں کا احساس یہاں تک باطل ہو گیا کہ ان کی ایک جماعت ان کی کفریات ہی کو اسلام سمجھنے اور کہنے کے لئے تیار ہو گئی، اور بڑی خوش قسمتی ان کی یہ ہے کہ اُن کا وجود باوجود انگریزی

سلطنت کے سایہ میں ظہور پذیر ہوا، اور پھر ان کے قدم کی برکت سے رہی ہی اسلامی سلطنتیں بھی مٹ گئیں، اور اب میدان صاف ہو گیا، کوئی پوچھے والا نہ رہا۔

الغرض مسیلمہ کذاب اور اس کے امثال کے یہ واقعات اور صحابہ کرام کا دعوائے نبوت معلوم کر کے بغیر مطالبہ معجزات کے ان کو کذاب و دجال اور مرتد قرار دینا اور قتل کرنا اور کسی ایک صحابی یا تابعی سے اس کے خلاف آواز بلند نہ ہونا اس بات پر صریح اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا، اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ الٰہ اس کے تمام متبعین مرتد ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفاء میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

”اس لئے کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ ہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے، پس اُن لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں، اور یہ قطعی و دلجماعی حقیقہ ہے۔“

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْبَبَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمَ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَأَخْبَرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَاجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ أَنَّهُ مَعْمُومَةٌ الْمُرَادُ بِهِ دُونَ تَأْوِيلٍ وَلَا تَخْصِيصٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَلَا بِإِطْلَاقِ كَلِمَاتِهَا قَطْعًا إجماعاً لا سُدّاً (شفاء قاضی عیاض)

ص ۳۶۲، مطبوعہ ہند

اور علامہ سید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں اسی اجماع کو الفاظ

ذیل میں نقل فرماتے ہیں:-

”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں، اور احادیث نبویہ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں، اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے، پس اس کے خلاف کا دعویٰ کافر اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔“

وَكُونَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا نَطَقَتْ بِهِ الْكُتُبُ وَصَدَّعَتْ بِهِ الشُّعْثَةُ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ مَدْعَى خِلَافِهِ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَّ.

(روح المعانی، ص ۶۵، ج ۷)

اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے :-
 وَمِنْ اَعْتَقَدَ دَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرَ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ . | " اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دحی کا معتقد ہو وہ باجماع مسلمین کافر ہے ؟
 اور ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :-
 وَدَعَايَ الشُّبُوقِ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرًا بِالْاجْمَاعِ (شرح فقہ اکبر ص ۳۳۳) | " اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ باجماع کفر ہے ؟

حضرات صحابہ و تابعین کی شہادتیں ختم نبوت پر

اگرچہ اجماع صحابہ کی مذکورہ بالا نقل کے بعد ضرورت نہیں کہ صحابہ اور ائمہ سلف کے فرادی فرادی شیعہ اقوال نقل کئے جائیں ، لیکن تائید کے طور پر چند آثار صحابہ و تابعین لکھ کر ان حضرات صحابہ کے اسماء گرامی پیش کئے جاتے ہیں ، جن سے ختم نبوت کی تصریحات کسی حدیث میں منقول ہیں :-

حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں واقعہ ردت کے وقت

ارشاد فرمایا ہے :-

قَدْ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ كَوَيْتَقُومُ | اب دحی منقطع ہو چکی اور دین الہی تمام ہو چکا ،
 وَاَنَا حَيٌّ . رواه النسائي بهذا اللفظ معناه | کیا میری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہو جائے گا ؟
 في الصحيحين (الرياض المنضرة ص ۹۸ ج ۱ ،
 وتاريخ الخلفاء للسيوطي ص ۹۳)

نیز حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا :-

الْيَوْمَ فَقَدْنَا الْوَحْيَ وَمِنْ عِنْدِ اللهِ عَزَّو | " آج ہم دحی کو اور خدا کی جانب سے کلام کو
 حَلَّ الْكَلَامِ . رواه ابواسمعیل الهمداني | گم کر چکے ہیں ؟
 في دلائل التوحيد (كنز العمال ص ۵۰ ج ۳)

حضرت فاروق اعظمؓ - صحیح بخاری ص ۳۶۰ ج ۱ میں اسی مضمون کا کلام حضرت

صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ دونوں حضرات سے منقول ہے ۔

اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو

ایک روز حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ چلو اُمّ ایمنؓ کی زیارت کرائیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کی زیارت کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم تینوں دہاں گئے، اُمّ ایمنؓ ہمیں دیکھ کر رونے لگیں، ان دونوں حضرات نے فرمایا، دیکھو اُمّ ایمنؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپ کے واسطے مقدر ہے، انہوں نے کہا کہ :-

تَدْعُهُمْ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّرَسُولِ اللَّهِ | یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپ کے لئے وہی بہتر
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ أَتَيْتُ عَلَى خَيْرِ | ہے جو اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں اس پر روتی ہوں
السَّمَاءِ قَدْ انْقَطَعَ عَنَّا رَشْمٌ م، ع، ابوہریرہ | کہ آسانی خبریں ہم سے منقطع ہو گئیں (کنز الدقائق، ص ۳۸)

دونوں حضرات بھی یہ سن کر اُن کے ساتھ رونے لگے۔

اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فراطم سے اول تو حضرت عمرؓ آپ کی وفات ہی انکار کرتے رہے، پھر جب حضرت صدیقؓ نے سمجھایا تو قلق و اضطراب میں ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا :-

يَا بَنِي آدَمَ يَا رُسُلَ اللَّهِ قَدْ بَلَغَكُمْ | یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قرباں ہوں
مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَ أَن بَعَثْتَ أَحْسَرَ | آپ کی نفیلت اللہ کے نزدیک اس درجہ کو پہنچا
الْأَنْبِيَاءَ وَذَكَرَكَ فِي أَوَّلِهِمْ فَقَالَ تَعَالَى | ہوئی ہے کہ آپ کو سب انبیاء کے بعد بھیجا اور آپ
إِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ | کا ذکر سب سے پہلے فرمایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
وَمِنْ نُوحٍ (مواہب، ص ۳۹۶ ج ۲) | کہ جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے
اور نوح (علیہ السلام) سے :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں
بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النَّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتِمُ | آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت
النَّبِيِّينَ (رداء الترمذی فی الشامل ص ۱۷) | ہے اور آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں :-
حضرت علیؓ کے اس کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت
مبارک پر مہر نبوت ہونا یہ آپ کے آخر الانبیاء ہونے کی علامت ہے۔
صاحب مجمع البحار اور شامل ترمذی کے شارحین مآ علی قاریؒ اور شیخ عبدالرؤف
منادیؒ وغیرہ علماء نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد حضرت سلامہ کندیؓ تابعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے لئے الفاظ ذیل ہیں سکھایا کرتے تھے :-

”اے اللہ زمینوں کے سمجھانے والے اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے اپنی پاک رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں اور مہربانی و شفقت ہمارے آقا محمدؐ پر فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں، بندہ دروازوں کے کھولنے والے اور ہر قسم کی نبوت لیسما سبق اھ

(شفار قاضی عیاض)

رسالت کو ختم کرنے والے :-

یہ طویل عبارت درود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عام کتب و طائف و حزب الاظم وغیرہ میں بھی منقول ہے۔

نیز قاضی عیاضؒ نے شفاء میں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ دَمَلَا عِلَّتْکَ یُصَلُّوْنَ عَلَی الشَّیْءِ تِلَاوَت فرمائی، اور پھر الفاظ ذیل میں درود پڑھا :-

صلوات اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقرئین والنبیین والصدیقین والشہداء والصالحین ماسبق لک من شئ ۛ یا رب العالمین علی محمد بن عبد اللہ وخاتم النبیین اھ

(شرح شفاء، قاضی عیاض، ص ۵۰۳ ج ۲)

اللہ تعالیٰ رحیم کریم کی رحمتیں اور مقرب فرشتوں کی اور صدیقین و شہداء و صالحین کی جب تک کہ لے رب العالمین تیرے لئے کوئی شے تسبیح کرتی رہے حضرت محمد بن عبد اللہ پر نازل ہوں، جو کہ خاتم النبیین ہیں :-

اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور بیہقی نے الفاظ ذیل روایت

لہ ابن حبان نے سلامہ کندیؓ کو ثقات تابعین میں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ حضرت علیؓ سے احادیث روایت کرتے ہیں، اور درنثور میں لکھا ہے کہ اس سند سے تو روایت ضعیف ہے، لیکن یہ دوسری کئی سندوں سے مروی ہے جن کے رجال صحیح بخاری کے رجال ہیں، مگر وہ مرسل ہیں، (شرح شفاء عیاض المصنف، ص ۵۲۲ ج ۲)۔

کئے ہیں۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَ
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ اِه (شرح شفاء ۵۳ ج ۳)
اور محدث دہلوی نے اس کو مرفوعاً بھی روایت کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر کہتے ہیں
کہ صحیح یہی ہے کہ موقوف ہے۔

حضرت ابن ابی اوفیؓ نے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے صاحبزادہ ابراہیمؑ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، اور پھر فرمایا۔
لَوْ قَدْ رَأَى أَنْ يَكُونَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ لَعَاشَ
إِبْرَاهِيمُ (صحیح بخاری)
حضرت انسؓ سے سدی نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر بوقت وفات
کیا تھی؟ آپ نے فرمایا کہ:-

مَا مَلَأَ مَهْدَهُ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ نَبِيًّا
كَفَرْنَا ثُمَّ بَقِيَ لِأَنَّ نَبِيَّكُمْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ
تَلَخِيصُ التَّارِيخِ الْكَبِيرِ لابْنِ عَسَاكِر (۲۹۳)
”وہ تو گہوارہ (جھولے) کو بھی پورا نہیں بھر سکے
یعنی بچپن ہی میں انتقال ہو گیا، اور اگر وہ باقی
رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے
نبی آخری نبی ہیں۔“

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اہل جنت
کے نزدیک عبدالکریم ہے، اور اہل دوزخ کے نزدیک عبدالنجار، اور صفحہ آسمانی میں
عاقب اور زبور میں فاروق، کذا فی شرح الشائل للمناوی۔

اور حصہ دوم کی احادیث میں گزر چکا ہے کہ عاقب کے معنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ بیان فرمائی ہیں کہ اس کے بعد کوئی اور نبی پیدا نہ ہو۔

حضرت وہب بن منبہؓ جو کتب سابقہ کے مشہور عالم ہیں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم
نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایک طویل کلام میں ارشاد فرمایا ہے:-

لے جیسا کہ اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گزر چکا ہے۔

اِخْتَمُ بِعِمِّ الْخَيْرِ الَّذِي بَدَأْتُ بِاَوَّلِهِ | میں انہی پر وہ خیر ختم کروں گا جس سے
(تفسیر ابن کثیر، ج ۱ ص ۸۸، سورہ احزاب، طبع قدیم مع بیوگرافی) | میں نے اوّل شروع کیا ہے ؟
حضرت ابو جعفر محمد بن علیؑ نے سیوطیؒ نے خاصائیں کسبیری، ص ۲ ج ۱
میں نقل کیا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا اَخَذَ مِنْ بَنِي اٰدَمَ | اللہ تعالیٰ نے جب (عالم امثال میں) بنی آدم
مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتًا يَتِيَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ | کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو
عَلَى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ كَانَ مُحَمَّدٌ | اس بات پر گواہ بنایا کہ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" یعنی کیا
مَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اَوَّلَ مَنْ | میں ہی تمہارا رب نہیں ہوں، تو جس نے سب سے
قَالَ بَلٰی وَلِذٰلِكَ صَارَ يَتَقَدَّمُ | پہلے "بلی" کہا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے
الْاَنْبِيَاءَ وَهُوَ اَخِرُ مَنْ بُعِثَ . | انبیاء میں وہ سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے
(خاصائیں، ص ۲ ج ۱) | آخر ہوئے ؟

حضرات صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کو اگر مع عبارات جمع کیا جائے تو یقیناً
رسالہ ایک دفتر بن جائے گا، اور پھر بھی استیعاب متعذر ہے، اس لئے بغرض اختصار
ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی نقل کر دینے پر اکتفاء کیا جاتا ہے جس سے تصریح ختم نبوت کے قطعی ثبوت پر
تقریریں منقول ہیں، یا انہوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ روایت کی ہیں جو مع حوالہ
کتب حدیث اور تصریح اسماء صحابہ اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گذر چکی ہیں کیونکہ جو صحابی
کسی مسئلہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتا ہے ظاہر یہی
ہے کہ اس مسئلہ میں اس کا وہی اعتقاد و مذہب ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے۔

ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی | حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت علیؓ، حضرت
جو ختم نبوت کے شاہد ہیں | عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت
انسؓ، حضرت حسنؓ، حضرت عباسؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت مغیرہؓ،
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابوہریرہؓ،
حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت جابر بن سمورؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوالدرداءؓ،
حضرت حذیفہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ،
حضرت عقیل بن ابی طالبؓ، حضرت معاویہ بن جندبؓ، حضرت بہز بن حکیمؓ، حضرت حیر بن مطہرؓ

حضرت بريدہؓ، حضرت زید بن ابی اوفیؓ، حضرت عوف بن مالکؓ، حضرت نافعؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہؓ، حضرت ابوالطفیلؓ، حضرت نعیمؓ، ابن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت ابو عازمؓ، حضرت ابومالک اشعرىؓ، حضرت ام کرزؓ، حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت عبداللہ بن ثابتؓ، حضرت ابوقحافہؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ، حضرت ابن غنمؓ، حضرت یونس بن میسرہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت سعید بن حمزہؓ، حضرت سعدؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عباس بن ساریہؓ، حضرت زید بن ارقمؓ، حضرت مسعود بن مخزومؓ، حضرت عون بن زیدؓ، حضرت ابوامامہ باہلیؓ، حضرت تمیم داریؓ، حضرت محمد بن حزمؓ، حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ، حضرت ابو زمل جہنیؓ، حضرت خالد بن معدانؓ، حضرت عمرو بن شعیبؓ، حضرت مسلم بن نفیلؓ، حضرت قرۃ بن ایاسؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت ضحاک بن نوفلؓ، حضرت مجاہدؓ، حضرت مالکؓ، حضرت اسماء بنت عمیسؓ، حضرت حبشی بن جنادہؓ، حضرت عبداللہ بن حارثؓ، حضرت سلمہ بن اکوعؓ، حضرت عکرمہ بن اکوعؓ، حضرت عمرو بن قیسؓ، حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ، حضرت عصمہ بن مالکؓ، حضرت ابوقبیلہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت اشعرىؓ، حضرت عبداللہ بن مشعود۔

یہ اسی حضرات میرے مقدمہ کے گواہوں کی پہلی قسط ہیں، جو مرزا جی کی نبوت کے گواہ کنہیا لال وغیرہ نہیں بلکہ آفتاب نبوت کی شعاعیں، ہدایت کے ستارے، علوم نبوت کے وارث، ثقاہت و دیانت کے مجتہد، علم و عمل میں سارے عالم کے مسلم استاد، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت کے افراد ہیں۔

أَدْلِيكَ أَبَائِي فَجِئْتُ بِبَشِيرِهِمْ ۖ إِذَا جَمَعْتُ شَأْنًا يَأْغِلُ الْمَجَامِعَ

یہ میرے مقتدا ہیں پس (اگر دعویٰ ہے) اے غلام احمد مجلس میں ان کی مثال پیش کر

اس فرشتہ صفت جماعت پر اگر میں فخر کروں تو بجا ہے۔

دلے دارم جواہر خانہ عشق است تجویش

کہ دار و زیر گردوں میرے سامنے کہن دارم

یہ صحابہ کی جماعت ہے۔ ہم تو بحمد اللہ تعالیٰ ان کے اقتدار کو ذریعہ نجات اور سرمان نبوی مَا آتَا عَلَيْهِ ذَوَا صُحَابِي کی تعمیل سمجھتے ہیں، اگر یہ حق پر ہیں تو ہم بھی اس کے

متبع ہیں، اور اگر حق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے اُسوۂ حسنہ کے سوا کسی اور چیز کا نام ہے تو ہم شرح صدر سے کہتے ہیں کہ ہمیں ایسے مرزائی حق کی ضرورت نہیں۔

وَدَرْشَادِي اِنْ يَكُنْ فِيْ سَلَوَاتِيْ قَدْ عُوْنِيْ لَسْتُ اَذْهِيْ بِالْوَشَادِ

”اور اگر میری ہدایت اسی میں منحصر سمجھی جائے کہ میں آپ کی محبت سے علیحدہ ہو جاؤں تو مجھے اپنے مال پر چھوڑ دیں ایسی ہدایت نہیں چاہتا۔“

اس کے بعد ہم اپنے دعوے کی شہادت میں اساطین امت، ائمہ اسلام اور علماء سلف کو پیش کرتے ہیں، لیکن یہ ایک ایسا دریائے ناپید اکنار ہے کہ اُن کی شہادتیں سننے اور سننے کے لئے عمر نوح (علیہ السلام) چاہئے، اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ بغیر کسی تحقیق و تفتیش اور استقراء اور تتبع کے جن اکابر علماء کے اقوال اس باب میں سامنے آگئے ہیں، ان کو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اس قدر وسیع ہے کہ پھر بھی تطویل کا اندیشہ ہے، اس لئے بغرض اختصار چند حضرات علماء اور ان کی تصانیف کی عبارتیں نقل کر نیچے بجائے صرف اُن کے اسماء گرامی کی تصریح اور حوالہ کتاب پر اکتفا کیا جاتا ہے، البتہ کہیں کہیں کوئی خاص عبارت بھی لکھ دی گئی ہے، اور اس بیان کو بغرض سہولت طبقات اہل علم پر تقسیم کیا جاتا ہے، مثلاً طبقات المحدثین، طبقات المفسرین، طبقات الفقہاء وغیرہ۔

ضروری اطلاع طبقات علماء کے تحریر کرنے میں یہ مشکل پیش نظر ہے کہ بعض بلکہ اکثر علماء سلف جس پایہ کے محدث ہیں اُسی رتبہ کے مفسر اور فقیہ بھی ہیں اب اُن کے اسمائے گرامی کو کس طبقہ میں لیا جائے، نیز یہ کہ تقدیم و تاخیر میں اُن کے مراتب و درجات کا لحاظ بھی دشوار ہے۔ لیکن چونکہ اصل مقصد سے اس بات کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے اس بات میں ہم نے تحقیق و تمیق کو چھوڑ کر زیادہ توسیع سے کام لیا ہے، اور سرسری طور پر اپنے نزدیک جس طبقہ میں جس عالم کی شہرت معلوم ہوئی اسی طبقہ میں اُن کا نام درج کر دیا، اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

طبقات المحدثین

اس باب میں ہم سب سے پہلے اُن حضرات محدثین کے اسماء گرامی پیش کرتے ہیں جنہوں نے ختم نبوت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں اور اختلاف رائے یا تاویل و تخصیص کو اس میں ظاہر نہیں فرمایا، بلکہ اس کو بعینہ اپنی ظاہری مراد میں تسلیم کیا ہے۔ اور چونکہ وہ تمام احادیث مع حوالہ صفحات کتاب اور تصریح اسماء محدثین اسی رسالہ کے حصہ دوم میں گزر چکے ہیں، اس لئے اب کمر حوالہ صفحات یا نقل عبارات بالکل زائد سمجھ کر صرف اُن حضرات محدثین کے اسماء گرامی شمار کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جن سے ہم نے روایات حدیث لی ہیں:-

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ، امام المحدثین امام مسلمؒ، نسائیؒ، ابوداؤد سمیعیؒ، ترمذیؒ، ابن ماجہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، طحاویؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابوداؤد طیالسیؒ، طبرانیؒ، ابن اثربؒ، ابونعیمؒ، ابن حبانؒ، ابن عساکرؒ، حکیم ترمذیؒ، حاکمؒ، ابن سعدؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن خزیمہؒ، مسیارؒ، ابویعلیؒ، حماد بن اسلمؒ، بغویؒ، دارمیؒ، خطیبؒ، سعید بن منصورؒ، ابن کثیرؒ، ابن ابی الدنیاؒ، دہلیؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن النجارؒ، برزازیؒ، ابوسعید بادردیؒ، ابن عدیؒ، رافعیؒ، ابن عساکرؒ، ابن راہویؒ، ابن جوزیؒ، قاضی عیاضؒ، عبد بن حمیدؒ، ابونعیمؒ، ترمذیؒ، ابن منذرؒ، دارقطنیؒ، ابن اثربؒ، تلمیذ نسائیؒ، ردیانیؒ، طبرانیؒ فی الریاض النضرہ، خطابیؒ، حافظ ابن حجرؒ در شرح بخاری، علامہ عینیؒ در شرح بخاری، قسطلانیؒ در شرح بخاری، نوویؒ در شرح مسلم، صاحب سراج الالواح در شرح مسلم، سندھیؒ در حاشیہ نسائی، شائع ترمذی، شعبیؒ۔

یہ ان محدثین کے اسماء گرامی ہیں جنہوں نے ختم نبوت کی احادیث مرفوعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائیں، اور بغیر کسی تاویل و تخصیص کے قبول کی ہیں اس کے بعد اس مقدس جماعت کے چند خصوصی کلمات بھی بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں جن میں ان حضرات نے مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی ہے۔

امام الحدیث قاضی عیاضؒ کی مفصل عبارت بھی آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے جس

میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام قرآن و حدیث کی نجات کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ یہ آیات و احادیث بالکل اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہیں، ان میں کسی قسم کی تاویل و تفصیل نہیں چل سکتی۔

شیخ الاسلام ابو زرعمہ عرانیؒ خاتم نبوت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:-

وَالْإِشَارَةُ بِهِ إِلَى أَنَّهُ خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ (کذا فی شرح الثمائل)

”مہر نبوت سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ
انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔“

اسی طرح محدث عبد الرؤف منادیؒ اپنی شرح شمائل میں فرماتے ہیں:-

وَأَمَّا فَتَنُهُ إِلَى الشُّبُوهِ لِإِنَّهُ آيَةٌ
تَمَامِهَا إِذَا الشَّيْءُ يُخْتَمُ بَعْدَ

”مہر نبوت کی اضافت نبوت کی طرف اس لئے
ہے کہ وہ اختتام نبوت کی علامت ہے کیونکہ مہر

کسی شے پر جب ہی ہوتی ہے جب وہ ختم ہو چکے؟

اور حافظ حدیث علامہ ابن کثیرؒ کی طویل اور مفصل عبارت آیت خاتم النبیین کی

شرح کرتے ہوئے اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں لکھی جا چکی ہے، جس میں آپؐ نے نہ فقط مسئلہ زیر بحث پر ایک فیصلہ کن تقریر فرمائی ہے، بلکہ ساتھ ہی یہ بھی بتلایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے، خواہ کتنے ہی خرقہ عادت اور کرامات و عجائبات دکھلائے (تفسیر ابن کثیر، ص ۸۹ ج ۱، طبع قدیم مع بغوی)

علامہ زرقانیؒ کی عبارت بھی پہلے حصہ میں اسی جگہ گزر چکی ہے، جس میں فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں۔

علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا ہے:-

لَإِنَّ بِمَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْقَطْعَ الْوَحْشِيَّ (مواہب لدعوت)

”اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے بعد وحشی منقطع ہو چکی ہے۔“

اور تیسری صدی کے مجدد امام طحاویؒ نے اپنے رسالہ ”عقیدہ طحاویہ“ میں

تحریر فرمایا ہے:-

وَكُلُّ دَعْوَةٍ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَغْيٌ
وَهُوَ وَهُوَ الْمُبْعُوثُ إِلَى الْجَنَّةِ

”اور ہر دعویٰ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد بغاوت اور گمراہی ہے، اور آپؐ ہی تمام

مخلوق جن دُعا کے لئے رسول ہیں؟

كَافَّةِ الْوَرَى (عقیدہ، ص ۱۴)

حافظ ابن قیمؒ نے اپنے رسالہ ”الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان“ میں کئی جگہ (ص ۶ و ۱۲۲ و ۵۶) وغیرہ میں اسی مضمون کی تصریح فرمائی ہے جن میں سے ایک عبارت یہ ہے۔

”سب انبیاء علیہم السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے، بالخصوص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہیں اور اسی لئے آپ کی شریعت نہ کسی نبی سابق کی محتاج اور نہ آئندہ آنے والے کی، بخلاف آپ کے علاوہ دوسرے انبیاء کے، اس لئے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی شریعت کے اکثر حصہ میں توراہ کا حوالہ دیا، اور شریعت تورات کی تکمیل کرنے کے لئے خود حضرت مسیح تشریف لائے اور اسی لئے نصاریٰ اس شریعت کے محتاج تھے، جو حضرت مسیح سے پہلے ظہور میں آچکی تھیں مثل تورات و زبور اور پوری جو میں نبوتوں کے۔ اور ہم سے پہلی امتیں محدثوں کی بھی محتاج تھیں بخلاف امت محمدی علی صاحبہا السلام کے کہ نہ وہ کسی نبی کی محتاج ہے اور نہ کسی محدث کی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے فضائل اور علوم اور اعمال و اخلاق اس قدر جمع کر دیئے ہیں جو تمام انبیاء سابقین میں متفرق طور پر موجود تھے۔“

(الفرقان، ص ۵۶)

نیز علامہ موصوف نے اپنی کتاب زاد المعاد میں بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ اور محدث قسطلانیؒ شارح بخاری نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں مسئلہ ختم نبوت کو متعدد مقامات میں تفصیلاً و اجمالاً ذکر فرمایا ہے، جس کی بعض عبارات اس رسالہ کے حصہ اول میں آیت خاتم النبیین کے ماتحت گذر چکی ہیں، اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کرے تو یہ دعا پڑھنا چاہئے:-

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ | ”اے رسولوں کے سردار اور انبیاء

وَحَاتِمَ النَّبِيِّينَ (مواہب، ص ۱۲۵۰۹) | ختم کرنے والے آپ پر سلام :
نیز امام الحدیث ابو نعیمؒ نے اپنی مسند صفحہ ۳ میں اور حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہؒ
نے ”جواب صحیح لمن بدل دین المسیح“ میں اور حضرت شاہ ولی اللہ نے اعتقاد صحیح وغیرہ میں
اس مضمون کی تصریح منسرائی ہے۔

علامہ خفاجی شفاء قاضی عیاض کی شرح میں فرماتے ہیں :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا نَبِيَّ وَلَا رَسُولَ يُرْسَلُ بَعْدَهُ | اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وَلَا فِي عَهْدِهِ . | نہ کوئی نبی پھر نہ رسول اور نہ آپ کے عہد مبارک میں :-

نیز علامہ موصوف شرح شفاء میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَكَذَلِكَ قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِي مَنْ تَنَبَّأَ
وَزَعَمَ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ وَقَالَ سَخُونٌ
وَقَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِيمَنْ تَنَبَّأَ أَنَّهُ
كَالْمُرْتَدِّ سَوَاءٌ كَانَ دَعَا ذَلِكَ إِلَى مَتَابَعَةِ
نُبُوَّتِهِ سِرًّا كَانَ أَوْ جَهْلًا كَسَيِّمَةَ
لَعْنَةُ اللَّهِ وَقَالَ أَصْبَعُ بْنُ الْفَرَجِ
مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ يُوحَى إِلَيْهِ كَالْمُرْتَدِّ
فِي أَحْكَامِهِ لِأَنَّهُ قَدْ كَفَرَ بِكِتَابِ اللَّهِ
لِأَنَّهُ كَذَّبَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
قَوْلِهِ أَنَّهُ حَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا نَبِيَّ
بَعْدَهُ مَعَ الْغَرِيَّةِ عَلَى اللَّهِ .

اور ایسے ہی ابن قاسمؒ نے اس شخص کے متعلق کہا :-
جو دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، اور یہ
سخونؒ کا بیان ہے۔ اور ابن قاسم مدعی نبوت کے
بالے میں فرماتے ہیں کہ وہ مثل مرتد کے ہے، برابر ہے کہ
وہ لوگوں کو اپنی نبوت کے اتباع کی دعوت دے یا نہ دے
پھر یہ دعویٰ خفیہ ہو یا علانیہ، جیسے میلہ کذاب لعنہ
تعالیٰ۔ اور اصبع بن الفرخ فرماتے ہیں کہ جو شخص
یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے وہ احکام
میں مثل مرتد کے ہے، اس لئے کہ وہ قرآن کا منکر ہو گیا
اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قول میں جھٹلایا
کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی

نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر افتراء بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے :-

اس کے بعد اس کے کفر و ارتداد کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

لِأَنَّهُ مُكَذِّبٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي قَوْلِهِ الَّذِي نَقَلَهُ عَنْهُ الثِّقَاتُ لَا نَبِيَّ
بَعْدِي أَيْ لَا يَنْبَأُ أَحَدٌ بَعْدَ مُبَوِّتِي .
(خفاجی شرح شفاء، ص ۴۳۰ ج ۴)

اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب
کرنے والا ہے اس قول میں، جس کو ثقات نے
نقل فرمایا ہے، کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا
یعنی کسی کو میرے بعد جدید نبوت نہ دی جائے گی :-

اور ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں :-

مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ النَّبُوَّةَ مُكْتَسَبَةٌ لَا تَنْطَلِقُ إِلَّا إِلَى أَنَّ الْوَلِيَّ الْفَضْلُ مِنَ النَّبِيِّ تَمُوزُ نَدَائِينَ يَجِبُ تَسْلُهُ .

نہر قانیؒ میں ۱۸۸ ج ۶

اور شفاء قاضی عیاضؒ میں ہے :-

وَقَدْ قَتَلَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ الْحَارِثَ الْمُتَنَبِّئِيَّ وَصَلَبَهُ وَفَعَلَ ذَلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَالْمُلُوكِ بِأَشْبَاهِهِمْ وَأَجَبَهُمْ عَلَمَاءُ وَقِيَهُمْ عَلَى مَوَاقِفِهِمْ وَالْمُخَالِفُ فِي ذَلِكَ مِنْ كُفَرِهِمْ كَافِرٌ .

(از الکفار ص ۴۳)

اور شرح شفاء میں ہے :-

وَكَذَلِكَ كُفْرٌ مِنْ ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدِهِمْ نَبِيًّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ فِي زَمَانِهِ كَسَيِّئَةِ الْكَذِّابِ وَالْأَسْوَدِ الْعَنَسِيِّ أَوْ ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدٍ بَعْدَهُ فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ فَقَدْ أَكْذَبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْعَيْسَوِيَّةِ . (شرح شفاء)

اور صبح الاعشى صفحہ ۳۰۵ ج ۱۳ میں ہے :-

وَهَاتَانِ الْمَسْئَلَتَانِ مِنْ جُمْلَةِ مَا كُفِّرَ بِهِ بِتَجْوِيزِ النَّبُوَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَخْبَرَ تَعَالَى أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .

” اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب کر کے حاصل کی جاسکتی ہے اور نہ منقطع نہیں ہوئی، یا یہ عقیدہ رکھے کہ دلی نبی سے افضل ہے تو یہ شخص زندیق ہے اس کا قتل کرنا واجب ہے “

” اور خلیفہ عبد الملک بن مروانؒ نے حارث مدنیؒ نبوت کو قتل کیا اور رسول پر چڑھایا اور ایسا ہی عالم بہت سے خلفاء اور بادشاہوں نے اس جیسے مدعیانِ نبوت کے ساتھ کیا ہے اور اس زمانہ کے علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان کا یہ فعل صریح و درست تھا اور جو ان کے کافر کہنے کا مخالف ہے وہ خود کافر ہے “

” اور ایسے ہی ہم اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے یعنی آپؐ کے زائد مبارک میں دعویٰ کرے جیسے مسلمان اور اسود عسی نے کیا، یا آپؐ کے بعد کسی اس لئے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں، تصریح قرآن و حدیث، پس دعویٰ نبوت اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے مثل عیسائیوں کے “

” اور یہ دونوں مسئلے بھی منجملہ ان کے ہیں جن کی وجہ سے ان کو کافر کہا گیا ہے بوجہ جائز رکھنے نبوت کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے متعلق حق تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آخری پیغمبر ہیں “

محدثین کی اس عظیم الشان جماعت کے اقوال و تصریحات آپ نے ملاحظہ فرمائیں کیا کسی ایک نے بھی ختم نبوت میں یہ شاخ نکالی ہے کہ صرف تشریعی نبوت کا اختتام ہوا ہے، غیر تشریعی یا ظلی یا بروزی قیامت تک جاری رہے گی؟
اچھا اگر محدثین سے بھی یہ فرو گذاشت ہو گئی تو آگے آئیے، ہم ارباب تفسیر سے اس عقو کا حل طلب کریں جن کی تمام تر مساعی کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی مراد کو سہل اور صاف طریق سے امت کے سامنے پیش کر دیں۔

طبقات المفسرین

حضرات مفسرین کے اقوال مسئلہ زیر بحث کے متعلق بیشتر اسی رسالہ کے پہلے حصہ میں آیا ختم نبوت کے ماتحت گزر چکے ہیں، لہذا اب ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں، بلکہ صرف ان حضرات کے اسماء گرامی شمار کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔

امام التفسیر والمحدث مافظ ابو جعفر طبریؒ، امام راغب اصفہانیؒ، حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ، علامہ زمخشریؒ صاحب کشفات، شید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد صاحب روح المعانی، علامہ نسفیؒ صاحب مدارک، علامہ بغویؒ صاحب معالم التنزیل، خازن، امام رازیؒ صاحب تفسیر کبیر، قاضی بیضاویؒ، علامہ جلال الدین سیوطیؒ صاحب جلالین، دود منتور، ابو حنیفہؒ صاحب بحر محیط، علامہ شربینیؒ صاحب مراجع المنیر، صاحب جبل حاشیہ جلالین، شیخ محمد بن ابی الدین ابن عربیؒ، علامہ شیخ محمد نوویؒ صاحب مراجع لبید، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ صاحب تفسیر مظہری، علامہ شیخ اسماعیل حقؒ صاحب روح البیان، شیخ متعین الدینؒ صاحب جامع البیان، حضرت شاہ عبدالقادرؒ صاحب موضع القرآن، ابو محمد روز بہان شیرازیؒ صاحب عرائس البیان، علامہ ثعالبیؒ صاحب جواہر حسان، شیخ کمال الدین حسین ہرویؒ، فوائح الہیہ، علامہ ابوالسعودؒ، علامہ احمد معروف بلاجیون صاحب تفسیر احمدی، تفسیر مواہب لدنیہ۔

ان حضرات کے اقوال اور تصریحات عموماً آیت خاتم النبیین کے تحت مذکور ہیں جن میں سے بعض کے اقوال اس رسالہ میں درج کئے گئے ہیں اور بعض جدید ہیں، لیکن کسی ایک نے بھی کہیں یہ نہ لکھا کہ ختم نبوت سے فقط تشریعی نبوت کا اختتام مراد ہے، کوئی ظلی یا بروزی نبوت کی قسم اب بھی باقی ہے۔ اس لئے ہم اور آگے بڑھ کر فقہاء امت سے اس کا

استفسار کرتے ہیں، کیونکہ یہ جماعت بال کی کمال نکالنے اور مسئلہ کے ہر پہلو اور ہر قید و شرط کو بوضاحت بیان کرنے میں مشہور ہے۔

حضرات فقہاء

ماہیہ الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ میں لکھتے ہیں :-

إِذَا لَمْ يَعْرِفْ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ لِأَنَّهُ مِنْ الصُّرُوفِ الْبَاطِلَةِ - (اشباہ، ص ۳۹۶)

- اور جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس لئے کہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروری دین میں ہے۔

اور علامہ ابن نجیم بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَيَكْفُرُ بِقَوْلِهِ إِنْ كَانَ مَا قَالَ الْأَنْبِيَاءُ حَقًّا أَوْ مِثْلًا قَدْ يَقُولُهُ - أَنَا رَسُولُ اللَّهِ - (بحر، ص ۱۳۰ ج ۱)

اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح الہی ہو تو ان کو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۳ ج ۳ میں ہے :-

إِذَا لَمْ يَعْرِفْ الرَّجُلُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِيرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ - (لَوْ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَوْ قَالَ بِالْفَارِسِيِّ مَنْ يَنْبَغِي أَنْ يَدَّيْهِ مَنْ بَعِثَ مِثْلِي بَرَمَ يَكْفُرُ -)

- جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں :-

مَنْ اعْتَقَدَ وَخِيًّا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرًا بِاجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ - (جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے باجماع مسلمان کافر ہو گیا)

اور ملا علی قاری شرح شمائل میں مہر نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

لے ضروریات دین و احکام ہیں جن کا وجود مذہب اسلام میں درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہو، خواہ یہ حکم فرغ ہو یا واجب ہونے ہو یا مباح ۱۲

وَاِذَا نَفَتْهُ اِلَى السُّبُوَّةِ لَاِنَّهُ خُتِمَ بِهِ
بَيْتُ السُّبُوَّةِ حَتَّى لَا يَدْخُلَ بَعْدُ
اَحَدٌ .

”مہر نبوت کی نسبت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ
اس کے ذریعہ سے محل نبوت پر مہر لگ چکی ہو یہاں تک
کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہو گا ؟“

نیز علامہ موصوف شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں :-

وَدَعَاى السُّبُوَّةَ بَعْدَ نَسَبِنَا صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفْرًا بِالْاِجْمَاعِ .

”اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد باجماع کفر ہے ؟“

عجب ہے کہ مرزائی امت ملاحی قاریؒ پر یہ تہمت باندھتی ہے کہ وہ ختم نبوت کے قائل
نہیں، بلکہ غیر شرعی نبوت کے بعد میں جاری رہنے کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ
کس صفائی کے ساتھ اس جگہ مطلقاً دعویٰ نبوت کو کفر فرمایا ہے تشریحی ہو یا غیر تشریحی ۔

اور علامہ سید محمود مفتی بغداد کی مفصل عبارت پہلے گزر چکی ہے جس کے چند

جملے یہ ہیں :-

وَكُوْنُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمَ
النَّبِيِّينَ مِمَّا نَطَقَتْ بِهِ الْكُتُبُ وَصَدَّقَتْ
بِهِ السُّنَّةُ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ
مُدَّعِيُ خِلَافِهِ وَيُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ .

(رد المحتار، ص ۶۵ ج ۱)

”اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا
اُن مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسانی کتابیں
ناطق ہیں اور جن کو احادیث نبویہ نے نہایت جفا
سے بیان کر دیا ہے اور جن پر امت نے اجماع کیا ہو
اس لئے اس کے خلاف کا مدعی کافر سمجھا جائے گا
اور اگر اصرار کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا“

اور شیخ سلیمان سجری شرح منہاج میں ایک نظم میں تحریر فرماتے ہیں :-

حَتْمٌ عَلَى كُلِّ ذِي التَّكْلِيفِ مَعْرِفَةُ ۖ
الْاَنْبِيَاءِ عَلَى التَّفْصِيلِ قَدْ عَلِمُوا

”ہر مکلف مسلمان پر واجب ہے کہ ان انبیاء کرام کو پہچانے جن کے اسمائے گرامی قرآن میں تفصیل مذکور ہیں“

فِي تِلْكَ حُجَّتُنَا مِنْهُمْ ثَمَانِيَةٌ ۖ

”انہیں ہماری حجت پچیس انبیاء علیہم السلام ہیں جن میں سے سات کے اسمائے گرامی ہیں“

اِدْرِيسُ دَهْوٌ شُعَيْبٌ صَالِحٌ ذَكَرْنَا ۖ

حضرت ادريسؑ، ہودؑ، اور شعیب اور صالحؑ اور ذوالکفلؑ، آدمؑ جو محمد مختار صلی اللہ علیہ

پر حتم کر دیئے گئے ہیں“

اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

كَذَّالْتَالِ اَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَدَقَالَ
بِالْفَارِسِيَّةِ مَنْ يَّيْمَا مِرْمَ بَرِيْدٍ يَّيْمَا
مِي بَرْمَ يَكْفُرُ وَلَوْ اَنَّهُ حَيْنٌ قَالَ هَذِهِ
الْمُعْجَزَةُ طَلَبَ غَيْرُهُ مِنْهُ الْمُعْجَزَةَ
قِيْلَ يَكْفُرُ الطَّالِبُ وَالْمُتَأَخِّرُونَ مِنْ
الْمُتَأَخِّرِيْنَ قَالُوْا اِنْ كَانَ غَرَضُ الطَّالِبِ
تَعْمِيْرُهُ وَاقْتِصَاحُهُ لَا يَكْفُرُ .

(فصول، ۱۳۰)

اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فلاں کا
زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام
لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا، اور جب اس
نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ
طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی
کافر ہو جائے گا، لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ
اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی
رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا :-

اور خلاصۃ الفتاویٰ میں امام عبدالرشید بخاریؒ فرماتے ہیں :-

وَلَوْ اَدْعَى رَجُلٌ السُّبُوَّةَ وَطَلَبَ رَجُلٌ
الْمُعْجَزَةَ قَالَ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ
اِنْ كَانَ غَرَضُهُ اِظْهَارَ عِجْزِهِ وَاقْتِصَاحُهُ
لَا يَكْفُرُ .

اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے
نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہاء کے نزدیک
یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا اور بعض
نے یہ تفصیل فرمائی کہ اگر اس نے اظہار عجز و رسوائی کے
لئے معجزہ طلب کیا تھا تو یہ کافر نہ ہوگا :-

اور تحفہ شرح منہاج میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :-

اَدَّكَذَّبَ رَسُوْلًا اَوْ نَبِيًّا اَوْ نَقَصَهُ يَا بِي
مُنْقِصٌ كَانَ صَغَرًا بِاَسْمِهِ مُرِيْدًا اَلْحَقِيْقَةَ
اَوْ جَوَزَ نُبُوَّةَ اَحَدٍ بَعْدَ رُجُوْدِ نَبِيِّنَا
مَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
مِثْلِيْ قَبْلُ فَلَا يَرُدُّ .

(از اکناف، ص ۴۲)

یا کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے یا کسی قسم کی
تقصیر کرے جیسے اس کے نام کو تصفیر کے ساتھ
برنیت تحقیر ذکر کرے یا کسی کی نبوت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جائز رکھے، اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام آپؐ پہلے نبی ہو چکے ہیں اس لئے
اُن کے نزول سے اعراض نہیں ہو سکتا :-

گذشتہ عبارات فصول عمادی اور خلاصۃ الفتاویٰ جو فقہ کی متفق علیہ اور مستند کتابیں ہیں

اُن میں جس طرح یہ بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کا فرد مرتد اور
داجب القتل ہے، اسی طرح یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ جو شخص اس کے دعویٰ کو محتمل الصدیق سمجھ کر

اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا احتمال باقی نہیں، بلکہ جس وقت دعوائے نبوت کا لفظ کسی کی زبان پر آئے تو فوراً بغیر امتحان مدعی اور طلب دلیل وغیرہ کے یقین کرنا چاہئے کہ وہ کذاب ہو، اس کے دعوے میں صدق کا احتمال نکالنا درحقیقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے میں کذب کا احتمال پیدا کرنا اور سینکڑوں احادیث نبویہ کو جھٹلانا ہے، والعیاذ باللہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ارباب فتویٰ نے بھی مطلقاً نبوت کے اختتام کا اعلان فرمایا جس میں تشریعی وغیر تشریعی سب داخل ہیں، اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر مدعی نبوت اور ہر مدعی وحی کو کافر، کاذب، و دجال قرار دیا، خواہ تشریعی نبوت کا مدعی ہو یا غیر تشریعی کا، اس لئے اب ہم اس مسئلہ کو حضرات متکلمین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، جن کے یہاں لفظ لفظ پر بحث و تمحیص کے بازار گرم ہوتے ہیں، کہ شاید وہ ہیں پتہ دیں کہ غیر تشریعی نبوت کا اختتام نہیں ہوا ہے۔

حضرات متکلمین

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ حافظ ابن حزم اندلسی نے ملل و نخل میں اس مسئلہ کو متعدد مواقع میں روشن فرمایا ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں :-

”پس ان تمام امور کا اقرار واجب ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود باطل ہے اور ہرگز نہیں ہو سکتا“

فَوَجَبَ الْإِقْرَارُ بِهَذِهِ الْجُمْلَةِ وَصَحَّ أَنَّ وُجُودَ النَّبِيِّ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاطِلٌ لَا يَكُونُ الْبَيِّنَةُ (ملل، ص ۷۷، ج ۱۱)

اور ملل صفحہ ۲۴۹ جلد ۲ میں فرماتے ہیں :-

”اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافریوں نے میں اختلاف نہیں کر سکتا، کیونکہ ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے“

وَكَذَلِكَ مَنْ قَالَ (القول)، أَوْ أَنَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا غَيْرَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ لَا يَخْلِفُ اثْنَانِ فِي تَكْفِيرِهِ لِصِحَّةِ قِيَامِ الْحُجَّةِ بِكُلِّ هَذَا ۱۔

اور یہی مضمون ملل صفحہ ۱۹۸ جلد ۲، اور صفحہ ۱۱۳ جلد ۱، و صفحہ ۸۰ جلد ۴ وغیرہ میں تحریر فرمایا ہے۔

نیز اسی کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں :-

فَكَيْفَ يَسْتَجِيزُ مُسْلِمًا أَنْ يَثْبُتَ بَعْدَهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا فِي الْأَرْضِ .
[محل و محل،

اور ملا علی قاریؒ کی عبارت شرح فقہ اکبر ابھی آپ نے ملاحظہ فرمائی جس میں مطلقاً
دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے ۔

اور امام نجم الدین عمر لسانیؒ اپنے عقائد میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَأَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
یعنی انبیاء میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور
سب سے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

اور علامہ تفتازانیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں :-

وَدَدَّ دَلَّ كَلَامُهُ وَكَلَامُ اللَّهِ الْمَنْزُوعُ عَلَيْهِ
أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى
كَافَّةِ النَّاسِ بَلْ إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
ثَبَتَ أَنَّهُ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ .
[شرح عقائد نسفی]

اور یہی مضمون علم عقائد و کلام وغیرہ کی کتب مندرجہ ذیل میں بھی مجمل و مفصل موجود ہے،
جن کے فقط نام شمار کئے جاتے ہیں :-

المعتقد المتقد، ص ۲۰۹ . الاتقان للسیوطی، ص ۱۲۸ ج ۲ . مسأول ابن ہمام، ص ۳۴
مجموعۃ العقائد للیانفی، ص ۱۵ . عقیدۃ العوام للشیخ احمد المرزوقی، ص ۱۲ . شرح عقیدۃ العوام
از علامہ نوویؒ . مسائل ابواللیث . قطر الغیت للنووی، ص ۱۵۰ .

حضرت شاہ عبد العزیزؒ میزان العقائد میں تحریر فرماتے ہیں :-

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولٌ
وْخَاتِمُهُمْ .
محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اور انبیا
کے ختم کرنے والے ہیں ۔

اور علم عقائد کی معروف و معتمد کتاب جو ہرۃ التوحید میں ہے :-

وَحُصِّنَ خَيْرُ الْخَلْقِ أَنْ تَدَّ تَمَسَّا بِرَبِّهِ الْجَمِيعِ رَبَّنَا وَعَمَّاسَا

”ہمارے پروردگار نے خیر الخلاق یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت دی کہ انبیاء کو آپ پر ختم کر دیا، اور آپ کی بعثت تمام جہن دانس کے لئے عام کر دی؟“
 اور شیخ امام عبد السلام بن ابراہیم مالکی المذہب اس کتاب کی شرح ”اتحاف المرید“ میں تحریر فرماتے ہیں:-

أَمَّا خَتْمُ رَبَّنَا بِنُبُوَّتِهِ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ
 قَالَ تَعَالَى وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَلَكُمْ مِنْهُ
 خَتْمُ الْمُرْسَلِينَ أَيْضًا لِأَنَّ خَتْمَ الْأَعْيَمِ
 خَتْمٌ لِلْأَخْيَرِ مِنْ غَيْرِ عِلْسٍ فَلَا تَبْتَدَأُ
 نُبُوَّةٌ وَلَا مَرِيَّةٌ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ (اتحاف المرید، ص ۱۲۶)

”یعنی ہمارے پروردگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے تمام انبیاء کو ختم فرلایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ اور ختم نبوت ختم رسالت بھی لازم آتا ہے کیونکہ نبوت عام ہے، اور عام کا ختم خاص کا اختتام بھی ہے مگر اس کا عکس نہیں ہوتا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبوت شروع ہوگی اور نہ شریعت؟“

اس میں لا تبتدأ نبوة کے لفظ سے اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا کہ آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی سمجھا جاسکتا تھا، اس لئے بتلادیا کہ ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی نبوت آپ کے بعد شروع نہ ہوگی، اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پہلے شروع ہو چکی ہے۔
 اور شیخ عبد الغنی نابلسی شرح کفایۃ العوام صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں:-

أَوَّلُهُمْ آدَمُ ثُمَّ الْآخِرُ مِنْهُمْ يَحْيَىٰ
 لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَلَا رَسُولٌ أَصْلًا مُحَمَّدٌ
 بْنُ عَبْدِ اللَّهِ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الشَّيْءُ الْبَالِغُ
 عَلَى رِسَالَتِهِ وَإِنْ مَاتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِلَى آخِرِ الزَّمَانِ وَالْقَطَاعِ الدُّنْيَا۔

”سب سے پہلے رسول آدم علیہ السلام، پھر ان میں آخری نبی اس طرح کہ ان کے بعد مطلقاً کوئی نبی ہے اور نہ رسول، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، اور آپ ہی ایسے نبی ہیں کہ آپ کی نبوت رسالت دنیا میں آپ کی وفات کے بعد بھی آخر زمانہ اور فناء دنیا تک باقی ہیں“

وہ لوگ جو تشریعی اور غیر تشریعی کی شاخیں نکال کر ہر عبارت کی تخریف کیا کرتے ہیں انکے کھول کر ان عبارتوں کو پڑھیں کہ کس طرح ان حضرات نے ان کے کرد تخریف کا راستہ بند کر دیا ہے کیونکہ ان دونوں عبارتوں میں نہایت وضاحت کے ساتھ تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کی نبوت کے اختتام کی تصریح کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ

آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا، کسی قدیم نبی کا اپنی نبوت پر رہنا یا پھر دنیا میں آنا ختم نبوت کے کسی طرح معارض نہیں، اس لئے مسئلہ نزول مسیح کو ختم نبوت کا معارض سمجھنا قابل مرزاں فہم و فراست کا اعجاب ہے۔

اور شیخ ابوشکور سالمی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں :-

وَقَالَتِ الرِّوَاغُ أَنَّ الْعَالَمَ لَا يَكُونُ خَالِيًا مِنَ النَّبِيِّ قَطُّ وَهَذَا أَكْثَرُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ "وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" وَ مَنْ ادَّعَى النَّبُوَّةَ فِي زَمَانِنَا فَإِنَّهُ يَصِيرُ كَافِرًا وَمَنْ طَلَبَ مِنْهُ الْمُعْجَزَاتِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ كَافِرًا لِأَنَّهُ لَا شَيْءَ فِي النَّفْسِ يَجِبُ الْإِعْتِقَادُ بِأَنَّهُ لَا شَيْءَ لَهُ لِأَحَدٍ فِي النَّبُوَّةِ لِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ مَا قَالَتِ الرِّوَاغُ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ شَرِيكًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّبُوَّةِ وَهَذَا مِنْهُمْ كُفْرٌ.

اور شرح عقیدہ سفارینی میں ہے :-

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهَا مُكْتَسِبَةٌ فَهُوَ زَيْدِيٌّ يَجِبُ قَتْلُهُ لِأَنَّهُ يَقْتَضِي كَلَامَهُ وَاعْتِقَادَهُ أَنَّ لَا تَنْقِطُ وَهُوَ مُخَالَفٌ لِلْبَصِ الْقُرْآنِيِّ وَالْأَحَادِيثِ الْمُتَوَاتِرَةِ بِأَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (القولہ) وَكَانَ ذَلِكَ مُمْتَدًّا مِنْ عَهْدِ الْأَبِ الْأَوَّلِ الصَّفِيِّ أَدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى أَنْ بُعِثَ الْخَاتَمُ النَّبِيُّ الْحَبِيبُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شرح عقائد سفارینی ص ۲۵۷)

”روافض کہتے ہیں کہ عالم نبی سے کبھی خالی نہیں رہے گا، اور ان کا یہ خیال کفر ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ اور جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جائے گا، اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا، کیونکہ قرآن مجید کی نص قطعی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا، اس لئے یہ اعتقاد کھنا فرض ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کسی کو شرکت حاصل نہیں، بخلاف عقیدہ روافض کے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت تھے، اور ان کا یہ عقیدہ کفر ہے۔“

”اور جو شخص یہ سمجھے کہ نبوت کو شیش اور سی سے حاصل ہو سکتی ہے، وہ زندیق ہے، اس کا قتل کرنا واجب ہے، اس لئے کہ اس کا یہ عقیدہ تو اس کو مقتضی ہے کہ سلسلہ نبوت کبھی ختم نہ ہو، اور یہ نص قرآنی و احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن میں تصریح آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بیان کیا گیا ہے (اس کے بعد فرماتے ہیں) اور یہ سلسلہ اسی طرح ممتد ہوتا ہوا چلا آیا، یہاں تک کہ نبی خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔“

ادحجۃ الاسلام امام غزالیؒ اپنی کتاب اقتصاد میں مسئلہ زیر بحث کو اس طرح صاف بیان فرماتے ہیں کہ کسی مخالف کو لب کھولنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

”بیشک امت نے اس لفظ یعنی خاتم النبیین اور لائٹی بعدی سے اور قرآن احوال سے باجماع یہی سمجھا ہے کہ آپؐ کے بعد اب تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول، اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔“

(الاقتصاد، طبع مصر ۱۳۸۵ء)

”اقتصاد“ کے اس صفحہ میں اس عبارت سے پہلے امام غزالیؒ نے ان تمام تاویلات کو اقسام ہدیان میں شمار فرمایا ہے جو محدثین نے لفظ ”خاتم النبیین“ یا ”لائٹی بعدی“ کے متعلق لکھی ہیں۔

ارباب عقائد و کلام کے یہ تمام اقوال و تصریحات ہمارے سامنے ہیں، اور ہماری نظریاں ان میں بھی اسی مقصد کو ڈھونڈ رہی ہیں کہ کیا اس کی طرف کوئی اشارہ کرتا ہے کہ اسلامی نصوص میں ختم نبوت فقط تشرعی نبوت کا اختتام مراد ہے، غیر تشرعی ہمیشہ کے لئے باقی ہے۔ لیکن اہل کلام کے کلام میں بھی ہیں اس تفصیل و تقسیم کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا جو قادیانی مرزا صاحب نے ایجاد کی ہے۔ اس کے بعد ہم نکتہ شناس صوفیائے کرام کے اقوال ہدیہ ناظرین کر کے یہی سوال پیش کرتے ہیں کہ کیا ختم نبوت میں کوئی تشرعی یا غیر تشرعی کی تفصیل ہے یا مطلقاً ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔

۱۔ ختم نبوت کے سابقہ ایڈیشن میں اقتصاد کے حوالہ سے جو عبارت لکھی گئی تھی وہ درحقیقت اقتصاد کے مضمون کا خلاصہ تھا، جو حجۃ الاسلام حضرت سیدی مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”کفار الملاحین“ میں بزبان عربی نقل فرمایا ہے۔ اُس وقت احقر کے سامنے اصل کتاب اقتصاد نہیں تھی، کفار الملاحین میں درج شدہ خلاصہ عبارت کو اصل عبارت سمجھ کر وہی خلاصہ عبارت ختم نبوت میں نقل کر دیا گیا، بعد میں جب اصل کتاب اقتصاد سامنے آئی تو اب اس کتاب کی اصل عبارت لکھ دی گئی ہے، مگر کوئی اہل علم اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ پہلے جو خلاصہ مفہوم کفار الملاحین سے نقل کیا گیا تھا وہ بالکل اصل کتاب کی عبارت کے مطابق ہے ۱۲ محمد شفیع

صوفیائے کرام

عارف باللہ حضرت مولانا ساجی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقائد نامہ میں تحریر فرماتے ہیں :-
 خاتم الانبیاء والرسل است ؛ دیگر اں ہجو حُسنِ روا و چو گل است
 وز پئے اور رسولِ دیگر نیست ؛ بعد ازاں ہجو کس ہمیبِ نیست
 چوں در آخِریاں بقولِ رسول ؛ کند از آسمان مسیحِ نزول
 پیرو دین و شرع او باشد ؛ تابعِ اصل و فرع او باشد
 دیں ہمہ شرع و دین او داند ؛ ہمہ کس را بدین او خواند
 شرح تعرف جس کے متعلق صاحب کشف الظنون لولا التعريف لما
 عرف التصوف فرماتے ہیں (یعنی اگر کتاب تعرف نہ ہوتی تو لوگ تصوف کو نہ سمجھتے)
 اس میں مسئلہ زیر بحث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

” اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 ختم فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے وَلَكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ
 وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، جب خاتم کو بفتح تاء پڑھو تو
 معنی پیغمبروں کی مہر اور ان کے ختم کرنے والے اور اگر
 باکسر پڑھو تو معنی مہر کرنے والے اور آخر کر نوالے
 ہوں گے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہ نسبت
 رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی، مگر ہارونؑ
 نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا
 اس لئے تم نبی نہیں، نیز فرمایا کہ میں عاقب
 ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ ختم کرد پیغمبراں را علیہم السلام
 بحمد علیہ السلام چنانکہ خدائے گفت
 وَلَكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ
 چوں خاتم بنصب خوانی مہر پیغمبراں باشد و
 آخر پیغمبراں و چوں خاتم بکسر خوانی مہر کنندہ
 باشد و آخر کنندہ و نیز پیغمبر سلام اللہ علیہ علی
 را کرم اللہ وجہہ گفت اَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ
 هَارُونَ مِنْ مُوسَى اِلَّا اَنْهُ لَا نَبِيَّ
 بَعْدِي نِزَیْ گُفْتُ وَاَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِيَّ
 بَعْدِي اِنْ اِنْ

(شرح تعرف، ص ۱۱۴)

اور مولانا نظامی گنجوی مخزن الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں :-

کنت نبیاً کہ علم پیش بُرد
 ختم نبوت بحمد سپرد

اور حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں:-

”روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؑ نبی ہیں، لعنت کہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق اُن پر قیامت تک اور برباد کرے اُن کی کھیتوں کو، اور نہ چھوڑے ان میں سے کوئی گھر بسنے والا، اس لئے کہ انہوں نے اپنے غلوں میں مبالغہ سے کام لیا، اور کفر میں جم گئے، اور اسلام و ایمان کو چھڑایا، اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء اور قرآن کا انکار کیا، پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ان شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا“

إِدْعَتْ أَيْضًا أَنَّ عَلِيًّا نَبِيٌّ (الی قولہ) لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَالْمَلَائِكَةُ وَمَا خُلِقَ بِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَقَلَمَ وَأَبَادَ خَصْمًا بَيْنَهُمْ وَلَا يَجْعَلُ مِنْهُمْ فِي الْأَرْضِ ذِيًا أَنْفًا لَهُمْ بَالِغُوا فِي غُلُوِّهِمْ وَمَرَدُوا عَلَى الْكُفْرِ وَتَرَكُوا الْإِسْلَامَ وَفَارَقُوا الْإِيمَانَ وَجَحَدُوا الْإِلَهَ وَالرُّسُلَ وَالنَّزِيلَ فَتَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ ذَهَبَ إِلَى هَذِهِ الْمَقَالَةِ (غنیہ، منقول از کفای المومنین ص ۴۲)

اور علامہ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلسی مشرح فرامند ہیں غالی روافض کی تکفیر

کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

”اُن کے مذہب کا فساد محتاج بیان نہیں، بلکہ مشاہدہ ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو، اور اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے، اس لئے کہ اس کی تصریح کر دی گئی ہو کہ آپ خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں، اور حدیث میں ہے کہ میں ماقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر بغیر کسی تاویل و تخصیص کے رکھا جائے، اور یہ بھی انہی مسائل میں سے ہے جن کی وجہ سے ہم نے فلاسفہ طاعنہ کی تکفیر کی ہے“

فَسَادَ مَذْهَبُهُمْ غَنِيٌّ عَنِ الْبَيَانِ بِتَهَادَةِ الْعَيَانِ كَيْفَ وَهُوَ يُؤَدِّي إِلَى تَجْوِيزِ نَبِيِّيٍّ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْدَهُ وَذَلِكَ لَيْسَ لَكُمْ تَكْذِيبُ الْقُرْآنِ إِذْ قَدْ نَصَّ عَلَى أَنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَآخِرُ الْمُرْسَلِينَ فِي السَّنَةِ أَنَا الْعَاقِبُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَاجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى إِبْقَاءِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ وَهَذَا أَحَدُ الْمَسَائِلِ الْمَشْهُورَةِ الَّتِي كُفِّرَ بِهَا الْفَلَاسِفَةُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى

(راز کفار، ص ۴۲)

یہ لوگ و تصوف کے جلیل القدر ائمہ اُن روافض کو کافر قرار دیتے ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نبی مانتے ہیں، حالانکہ خود روافض بھی اُن کے لئے مستقل اور تشریحی نبوت

ثابت نہیں کرتے، معلوم ہوا کہ مطلقاً کسی قسم کی نبوت کسی شخص کے لئے تسلیم کرنا قرآن و حدیث کو جھٹلانا اور کفر صریح ہے۔

اور عارف باللہ شیخ عماد الدین اموی قدس سرہ جو اکابر اولیاء میں سے ہیں، اپنی کتاب ”حیات القلوب فی کیفیۃ الوصول الی المہبوب“ میں مستقل طور پر طائفہ مہبوبیہ کے عقائد کو جمع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

أَفْضَلُ الرَّابِعِ فِي شَرْحِ عَقِيدَةِ تَعْيِمْ
الَّتِي أَجْمَعُوا عَلَيْهَا وَمَا أَخَذُوا مِنْ
الْمَذَاهِبِ فِي فَرْعِ الْأَحْكَامِ أَمَّا
عَقِيدَتُهُمْ فَعَقِيدَةُ شَيْخِ السَّنَةِ
أَبِي الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيِّ وَأَمَّا حَيَاتِهِ مِنْ
فَاتِحَتِهَا إِلَى خَاتِمَتِهَا (حیات القلوب

بر حاشیہ قوت القلوب، ص ۲۳۲)

”چوتھی فصل عقائد مہوبیہ کے بیان میں ہے جن پر ان کا اجماع ہو چکا ہے، اور ان مذاہب کے بیان میں جو انہوں نے فرعی احکام میں اختیار کئے ہیں، یعنی اُن کا عقیدہ تو وہی ہے جو امام اہل سنت شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور ان کے اصحاب کا ہے، من اولہ الی آخرہ۔“

اس اجمالی بیان کے بعد پھر اُن کے عقائد کو مفصلاً نقل فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

”اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔“

وَأَنَّ مُحَمَّدًا أَفْضَلُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنَّ
اللَّهَ تَعَالَى خَتَمَ بِهِ السُّبُوءَةَ.

(حیات القلوب، مذکور ص ۲۳۲)

اور شیخ عارف باللہ تقی الدین عبد الملکؒ اپنی کتاب ”نزہۃ الناظرین“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص شمار کرتے ہوئے مستقل طور پر ختم نبوت کو افضل ترین خصائص میں شمار کرتے ہیں، اور احادیث ختم نبوت کا ایک کافی حصہ نقل فرماتے ہیں، جو اس رسالہ کے دوسرے حصہ میں درج ہو چکی ہیں (نزہۃ الناظرین، ص ۱۵۵ ج ۱)

اور عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ ”فتوحات“ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلایا ہے کہ (سچا) خواب اجزاء نبوت میں سے ایک جزو ہے، تو لوگوں کے واسطے نبوت میں سے یہ جزو رویہ وغیرہ کا باقی رہ گیا ہے، لیکن اس کا باوجود

فَاخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّ الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النَّبُوءَةِ
فَقَدْ بَقِيَ لِلنَّاسِ فِي السُّبُوءَةِ هَذَا لَا
غَيْرُهُ وَمَعَ هَذَا لَا يُطْلَقُ اسْمُ النَّبُوءَةِ

وَلَا النَّبِيَّ إِلَّا عَلَى الْمَشْرِعِ خَاصَّةً
فَحَاجَزَهُ هَذَا الْإِسْمُ لِخُصُوصِهِ وَصِفِ
مُعَيَّنٍ فِي النَّبُوتِ .

(فتوحات، ص ۲۶۹۵ ج ۲)

اور اسی کتاب میں دوسری جگہ ارشاد ہے :-

كَانَ يُوسَىٰ إِلَيْهِ فِي الْمُبَشِّرَاتِ دَهِيَّ
حُزْرٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النَّبُوتِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ
صَاحِبُ الْمُبَشِّرَةِ نَبِيًّا فَتَقَطُّنَ لِعُمُومِ
رَحْمَةِ اللَّهِ فَمَا تَطْلُقُ النَّبُوتُ إِلَّا لِمَنْ
انْقَصَفَ بِالْمَجْمُوعِ فَذَلِكَ النَّبِيُّ وَ
تِلْكَ النَّبُوتُ الَّتِي تُجْزَأُ عَلَيْنَا وَ
الَّتِي تَقْطَعُ فَيَلْزَمُ مِنْ جُمْلَتِهَا التَّشْرِيعُ
يَا لَوْحِي الْمَلَكِيِّ فِي التَّشْرِيعِ وَذَلِكَ لَا
يَكُونُ إِلَّا لِنَبِيٍّ خَاصَّةً .

(فتوحات، ص ۵۶۸ ج ۲)

”جیسے کسی کی طرف مبشرات کی وحی آئی اور وہ
مبشرات اجزاء نبوت میں سے ہیں، اگرچہ
صاحبِ مبشرہ نبی نہیں ہو جاتا، پس رحمتِ الہیہ
کے عموم کو سمجھو تو نبوت کا اطلاق اسی پر ہو سکتا
ہے جو تمام اجزاء نبوت سے متصف ہو وہ نبی ہو
اور وہی نبوت ہے جو ہم سے روک دی گئی اور
منقطع ہو چکی، کیونکہ نبوت کے اجزاء میں سے
تشریح بھی ہے جو وحی ملنے سے ہوتی ہے، اور
یہ بات صرف نبی کے ساتھ مخصوص ہے“

شیخ نے ان دونوں عبارتوں میں ٹھیک اسی عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے، جو جہودِ امت
اور تمام طائفہ صوفیائے کرام کی زبانی آپؐ میں چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد نبوت کا عہدہ جلیلہ کسی کو عطا نہیں ہو سکتا، بلکہ جس چیز کا نام عرفِ شرع میں نبوت
ہے وہ بالکلیہ منقطع ہو چکی ہے، البتہ کمالاتِ نبوت آپؐ کی امت کے افراد میں نسبت
ائمہ سابقہ کے بھی زیادہ موجود ہیں، اس کا انکار نہ علماء ظاہر کرتے ہیں، نہ صوفیائے کرام
چنانچہ ہم حصہ اول میں اس کی تصریح بعض آثار و احادیث سے بھی نقل کر آئے ہیں۔

نیز ان عبارتوں سے شیخ کے اس کلام کی مراد بھی حل ہو گئی، جو فتوحات کے بعض دوسرے
مقامات میں درج ہے کہ ”نبوت بغیر تشریع کے باقی ہے“ کیونکہ اس کلام کو ان عبارتوں
کے ساتھ جوڑ دینے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے کمالاتِ نبوت اور مبشرات اور
ولایت کو نبوتِ غیر تشریعی فرمایا ہے، جو ان کی اپنی خاص اصطلاح ہے۔

اور ان عبارتوں میں یہ صاف اعلان کر دیا کہ جو نبوت بغیر تشریح ہو وہ نبوت نہیں کہلاتی، بلکہ نبوت کا اطلاق اسی وقت درست ہوتا ہے کہ جب تمام اجزاء نبوت جن میں تشریح بھی داخل ہے، مکمل موجود ہوں، اس لئے اس عبارت کا حاصل تقریباً یہی ہوا جو ایک حدیث کا مضمون ہے، جس میں ارشاد ہے کہ ”سچا خواب اجزاء نبوت میں سے ہے“ مگر کسی کے نزدیک اس کو نبوت نہیں کہتے۔

اسی طرح شیخ کے کلام میں جب ایک طرف یہ تصریح موجود ہے کہ تشریح اجزاء نبوت میں سے ہے اور دوسری طرف یہ فرماتے ہیں کہ نبوت بغیر تشریح باقی ہے، تو اس کا حاصل سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ نبوت باقی نہیں، بلکہ بعض اجزاء نبوت باقی ہیں، جن کو نہ شرعاً نبوت کہا جاسکتا ہے نہ عرفاً، اور نہ خود شیخ اکبر کی اصطلاح میں، کیونکہ وہ خود فرما چکے ہیں کہ جب تک حبرہ شرعی ساتھ نہ ہو اس وقت تک نبوت کا اطلاق جائز نہیں۔

یہاں سے مرانیوں کے اس قریب کی بھی قلعی کھل گئی جو انہوں نے شیخ اکبر کے کلام کی آڑ لے کر مسلمانوں میں پھیلا یا ہے کہ شیخ اکبر غیر شرعی نبوت کی بقا کے قائل ہیں، کیونکہ آپ ابھی خود شیخ کی زبانی معلوم کر چکے ہیں کہ غیر شرعی نبوت، نبوت نہیں بلکہ بعض اجزاء نبوت ہیں۔

الغرض جس کی بقا کے وہ قائل ہیں وہ نبوت نہیں، اور جو نبوت ہے اس کی بقا کے قائل نہیں، اور یہی تمام امت کا اجماعی عقیدہ ہے، اور اسی پر ایمان واجب ہے۔ اور اگر بالفرض شیخ کی مراد ہماری سمجھ میں نہ آتی تب بھی نصوص قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ اور جمہور امت کے متفقہ عقیدہ کو شیخ اکبر کی کسی موہم عبارت پر شیخ کی جلالت قدیم مسلم ہونے کے باوجود نثار نہیں کیا جاسکتا۔

اور شیخ عبدالغنی نابلسی شرح فصوص الحکم میں شیخ اکبر کی ایک عبارت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”اور تحقیق نبوت و رسالت ہمارے رسولؐ
نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو چکی
اس طرح کہ کوئی ایسا شخص نہیں باقی رہا جو

وَقَدْ انْقَطَعَتِ النَّبُوءَةُ وَالرِّسَالَةُ
بِنَبِيِّنَا وَرَسُولِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ

يَتَّصِفُ بِذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

(شرح مفصّل، ص ۸۱)

قیامت تک اس وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہو سکے :-

اور امام العارفین حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ مکتوبات میں فرماتے ہیں :-
 چوں کہ یہ فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ اندر تکفیراً نہا جرات نہاید نمود تا زمانیکہ انکار ضروریات دینیہ نمایند و ردّ متواترات احکام شرعیہ نکنند ، و قبول ما علم بحیث من الدین بالضرورة نہ کنند -

(مکتوبات امام بابائیؒ و ص ۹)

جس میں تصریح ہے کہ جو مسئلہ اسلام میں متواتر اور ضروری الثبوت ہو اس کا انکار کفر ہے ، اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ مسئلہ زریحٹ (ختم نبوت) اعلیٰ درجہ کا تواتر لئے ہوئے ہے ، اس لئے اس کا انکار حضرت مجددؒ کے نزدیک بھی کفر ہوگا ۔
 اور اس مضمون کو شیخ اکبرؒ نے فتوحات صفحہ ۲۵۷ جلد ۲ میں بیان کر کے اتنا اور اضافہ کیا ہے :-

”الْتَّائِدُ لِلْعَاقِبَةِ كَالْكُفْرِ“ (کہ ضروریات میں تاویل فاسد کرنا بھی مثل کفر کے ہے) یہ عارفین صوفیاء کے مقالات ہیں ، جن میں سے چند بطور نمونہ ہدیہ ناظرین ہوئے ، ان میں بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جمہور امت کی طرح یہ بلند پر داز جماعت بھی ہر قسم کی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتی ہے اور اسی عقیدہ کو حسد و ایمان بتاتی ہے ۔
 علماء امت کے ہر طبقہ اور ہر جماعت میں سے چند ائکان و عمائد کی شہادتیں آپ کے سامنے آچکی ہیں ، جن میں بغیر کسی تاویل و تخصیص اور بلا تقسیم و تفصیل کے جس چیز کا نام عرب شریعت میں نبوت ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر محکم مانا گیا ہے ۔

اس کے بعد ہم انبیاء سابقین اور ائمہ ماضیہ سے اسی دعوے کی شہادتیں پیش کرتے ہیں جس کے آنکھ ہو دیکھے اور جس کے کان ہو سنے ، وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نَصْرًا فَاكُنْ مِنَ الْوَارِثِ

۱۔ اس ترجمہ کا اس جدید ایڈیشن میں اضافہ کیا گیا ہے ۱۲ نجیب غفرلہ

کتابِ قدیمہ تورات و انجیل

میں

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

مسئلہ ختم نبوت پر انبیاء سابقین اور انکی اُمتوں کی شہادتیں

آخر میں ہم ناظرین کے سامنے کتابِ قدیمہ کے چند اوراق کھولتے ہیں جن میں مسئلہ زیر بحث پر کافی روشنی ڈال کر یہ جتلا دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا اختتام آپ کی ایک ایسی خصوصی فضیلت ہے کہ جماعتِ انبیاء میں سے آپ کے لئے طعنی امتیاز ہے، اور امتیاز بھی وہ کہ آپ کی تشریف آوری سے بہت پہلے دنیا میں اس کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

لیکن موجودہ تورات و انجیل چونکہ اپنے پرستاروں کے دستِ ظلم سے مسخ و فسخ اور حذف و ازدیاد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن اُن کے بدلنے کے لئے کمیشن بیٹھتے ہیں، اس لئے ہم نے اس باب میں بھی اپنے علماء سلف اور صحابہ و تابعین کی نقلوں پر اعتماد کیا ہے جو مستند کتبِ حدیث سے اخذ کی گئی ہیں، جس کو ہم اگر اقوالِ محدثین میں داخل کرنا چاہیں تو بلا تکلف کر سکتے ہیں۔ پھر جب ہم نے اس میدان میں قدم رکھا تو ابوابِ سابقہ کی طرح یہ بھی ایک ناپیدا کنارہ دریا نکلا، جس کے چند موتی ہدیئے ناظرین کے جاتے ہیں، اور باقی کو بخوفِ تطویل حذف کیا جاتا ہے، وہی ہذا :-

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم

امام التفسیر ابن جریر طبریؒ آیہ کریمہ وَ اخَذَ الْاَلْوَا حَ کے تحت الواحِ تورات

کا ذکر کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :-

قَالَ مُوسَىٰ يَا رَبِّ إِنِّي آجِدُ فِي
الْأَلْوَا حِ أُمَّةٍ هُمْ الْآخِرُونَ فِي الْخَلْقِ
الَّتَابِعُونَ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ رَبِّ
اجْعَلْهُمْ أُمَّتِي قَالَ تِلْكَ أُمَّةٌ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

” حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے
میرے رب ! میں الواحِ تورات میں ایک ایسی امت
دیکھتا ہوں جو پیدائش میں سب سے آخری ہے اور دخولِ
جنت میں سب سے مقدم، اے میرے رب ! ان کو میری
امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔“

محدث ابو نعیمؒ نے بھی دلائل النبوة صفحہ ۱۴ میں یہ روایت مفصل نقل کی ہے، نیز
ابو نعیمؒ نے حضرت حسانؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں :-

” میں آخر شب میں ایک ٹیلہ پر تھا کہ یکا یک ایک بلند آواز سنی، جس سے زیادہ بلند
اور رسا آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی، دیکھا گیا تو وہ ایک یہودی تھا جو مدینہ طیبہ کے
ایک ٹیلہ پر ایک شعل لے ہوئے ہے، اس کو دیکھ کر لوگ جح ہو گئے، اور کہا گیا ہوا کیوں
چلاتے ہو؟ حضرت حسانؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا۔

هَذَا أَكُوْكِبُ أَحْمَدَ قَدْ طَلَعَ هَذَا
كُوْكِبُ لَا يَطْلُعُ إِلَّا بِالنَّبُوَّةِ وَلَقَدْ بَيَّنَّ
مِنْ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَحْمَدُ .
(دلائل النبوة، ص ۱۷)

” یہ ستارہ احمد طلوع ہو چکا، یہ ستارہ ہیشہ نبوت
کے ساتھ طلوع ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی باقی نہیں رہا
جو مبعوث نہ ہوا ہو۔“

اور حضرت خویصہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :-

” یہود ہمارے ساتھ بہتے تھے، اور وہ (آنحضرت صلی اللہ وسلم کی بعثت سے پہلے)
ایک ایسے نبی کے پیدا ہونے کا ذکر کیا کرتے تھے جو مکہ میں مبعوث ہوں گے، اور ان کا نام
احمد ہوگا، اور انبیاء میں سے ان کے سوا کسی کی بعثت باقی نہیں رہی، اور یہ سب

ہماری کتابوں میں موجود ہے۔“ (رواہ ابو نعیم فی الدلائل، ص ۱۷)

اور حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابومالک ابن سنانؓ کو یہ کہتے
ہوئے سنا ہے کہ میں ایک روز قبیلہ بنی عبد الاشہل میں گیا تھا، وہاں یوشع یہودی
سے سنا کہ وہ کہتا تھا :-

’ ایک نبی کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے، جن کو احمد کہا جاتا ہے، جو حرم میں پیدا ہوں گے، اور پھر کہا کہ یہ بات تنہا یوشع نہیں کہتا بلکہ شرب (مدینہ) کے تمام یہودی بھی کہہ رہے ہیں۔‘

ابو مالک بن سنان کہتے ہیں کہ میں یہاں سے فارغ ہو کر بنی قریظہ میں پہنچا، تو ایک جماعت دیکھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہی تھی، زہیر بن باطلان نے کہا کہ بد۔ کوکب احمد طلوع ہو چکا ہے، اور یہ ستارہ جب ہی طلوع ہوتا ہے جب کوئی

نبی پیدا ہوتا ہے، اور انبیاء میں سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کی پیدائش باقی نہیں رہی، اور یہ (مدینہ) اُن کی ہجرت گاہ ہے۔ (رواہ ابو نعیم فی الدلائل، ص ۱۸)

اور حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد تورات اور اس کلام پاک کے سب سے زیادہ عالم تھے، جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا، اور وہ جو کچھ جانتے تھے مجھ سے کچھ نہ چھپاتے تھے، جب اُن کی وفات قریب آئی تو مجھے بلایا اور کہا:۔

”بیٹا! تم جانتے ہو کہ جو کچھ علم مجھے حاصل تھا میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا، مگر دو ورق ابھی تک میں نے تم پر ظاہر نہیں کئے تھے، جن میں ایک نبی کا ذکر ہے، جن کی بعثت کا

زمانہ قریب آگیا ہے، میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ تمہیں پہلے سے اس پر مطلع کر دوں، کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی کذاب اُٹھے اور تم اسی کو نبی موعود سمجھ کر اطاعت شروع کر دو،

ان دونوں ورقوں کو میں نے اس طاق میں جس کو تم دیکھ رہے ہو گالی سے بند کر دیا۔

کعب احبارؓ نے (اس کا طویل دلچسپ قصہ لکھنے کے بعد) فرمایا کہ پھر میں نے یہ دو ورق اس طاق سے نکلے تو ان میں یہ کلمات بھی لکھے تھے:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (رواہ ابو نعیم، ازہد، شمارہ ۱۳۷)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور سب انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

حضرت شعیب علیہ السلام

اور حضرت وہب بن منبہؓ نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت

شعیب علیہ السلام کی طرف وحی سرمائی، جس میں طویل کلام کے ضمن میں یہ کلمات

بھی مذکور ہیں۔

إِنِّي بَاعْتُ نَفْسِي أَمِيًّا أَفْتَحُ بِهِ إِذَا شَاءَ
مُسْتَا وَفُلُوبًا غُلْفًا وَأَعْيُنًا عُمِيًّا
مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهُ بِطَيْبَةَ وَ
مُلْكُهُ بِالشَّامِ (النبی قولہ) وَأَجْعَلُ
أُمَّتَهُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ (النبی قولہ) أَحْتَمِمْ
بِكِتَابِهِمُ الْكُتُبَ وَبِشَرِيعَتِهِمُ الشَّرَائِعَ
وَبِدِينِهِمُ الْأَدْيَانَ، الحدیث (مرآۃ
البونعم فی الدلائل ص ۱۱۴ ج ۳)

” میں ایک نبی اُمّی بھیجے والا ہوں جس کے ذریعہ
سے عین برے کانوں اور بند دلوں اور دھمی آنکھوں
کو کھول دوں گا، ان کی جائے پیدائش مکہ اور
ہجرت گدائیہ اور اقتدار شام میں ہوگا، (اس کے
بعد فرمایا) اور ان کی امت کو بہترین امت
بناؤں گا، ان کی کتاب پر آسانی کتابیں اور
ان کی شریعت پر تمام شریعتیں اور ان کے دین پر
تمام ادیان ختم کر دوں گا“

حضرت دانیال علیہ السلام

اور حضرت کعب احبار نقل فرماتے ہیں کہ ارض بابل سے نبی اسرائیل کی خلافت
کا سبب نخت نصر کا ایک طویل خواب ہوا ہے، جس میں اس نے ایک عظیم الشان بُت
دیکھا تھا، جس کا سر آسمان میں اور پاؤں زمین میں ہیں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا، اور
درمیانی چاندی کا اور نیچے کا حصہ تانبے کا اور دونوں پنڈلیاں لہے کی اور پاؤں مٹی کے ہیں،
اچانک آسمان سے ایک پتھر آیا جو اس کے سر کی چوٹی پر پڑا، جس سے اس کا ریزہ ریزہ ہو کر چاندی
سونا، لوہا تانبہ سب ایک ہو گیا، پھر دیکھا کہ یہ آسمانی پتھر بڑھ رہا ہے، یہاں تک کہ ٹھٹھے ٹھٹھے
اس نے تمام زمین کو گھیر لیا، اور سوائے آسمان اور اس پتھر کے کچھ نظر نہیں آتا، جس کی تعبیر
اس زمانہ کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام نے مفصل بیان فرمائی، جس کے چند کلمات یہ ہیں:
” وہ پتھر جو بُت کے سر پر پھینکا گیا وہ اللہ کا دین ہے، جو اس امت کے سر پر آخر زمانہ میں آلا
جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ایک نبی اُمّی عرب سے بھیجے گا، جس کے ذریعہ سے تمام امم و ادیان کو
زیرِ دگر کر دیا جائے گا، جس طرح اس پتھر نے بُت کو زیرِ دگر کر دیا“ (ازدلائل البونعم، صفحہ ۱۲)
اور یہی روایت سیوطیؒ نے خصائص صفحہ ۲۴ جلد ۱ میں بھی مفصل نقل فرمائی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی شہادت

اور اُس کا قابل دید واقعہ؛

حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور ابن مالکؓ بادشاہ روم مقوقس کے یہاں پہنچے۔ مقوقس نے ہم سے پوچھا کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور ان کے اصحاب تو درمیان میں تھے، انہوں نے تمہیں روکا نہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم دریا کے کنارے کنارے چلے آئے، ہمیں بھی یہی خوف دامنگیر تھا۔

پھر اس نے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں جس دین کی دعوت دی تم نے اس کے متعلق کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے بھلّان کی دعوت قبول نہیں کی۔ اس نے پوچھا کہوں؟ ہم نے کہا وہ ایک نیا دین لے کر آئے ہیں، جس پر ہمارے باپ دادا عامل نہیں، اور نہ بادشاہ (یعنی آپ) اور ہم اسی طریقہ پر ہیں جس پر ہمارے آباء و اجداد گزر گئے ہیں۔

پھر مقوقس نے کہا کہ اچھا اُن کی قوم (قریش) نے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ہم نے کہا کہ نوجوانوں کے متبع ہو گئے، اور جو لوگ مخالف تھے انہوں نے مختلف مواقع میں کئی مرتبہ مقابلہ کیا کبھی میدان اُن کے ہاتھ رہا اور کبھی اس نے فتح پائی۔

پھر مقوقس نے کہا کہ کیا تم مجھے سچ بتا سکتے ہو کہ وہ لوگوں کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ اُن کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، جس کا کوئی شریک نہیں، اور ان تمام معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباء و اجداد پوجا کرتے تھے، اور نماز و زکوٰۃ کی تعلیم کرتے ہیں۔

مقوقس نے پوچھا، نماز اور زکوٰۃ کیا چیز ہیں؟ کیا اُن کے لئے کوئی وقت اور کوئی عدد معطر ہے؟ ہم نے کہا ہاں، وہ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، جن کے لئے خاص خاص نام بھی ہیں، اور وہ بنیٰ مشقال سونے میں سے چالیسواں حصہ ادا کرتے ہیں، اسی طرح سے مفصل زکوٰۃ کے احکام سنائے۔

اس نے پوچھا کہ پھر وہ یہ مال زکوٰۃ لے کر کہاں خرچ کرتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ وہ فقراء میں تقسیم کرتے ہیں۔ اور وہ صلہ رحمی اور ایثار و عہد کا حکم کرتے ہیں۔ اور یہ کہ سود لینا،

زنا کرنا، شراب پینا حرام ہے۔ اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے اس میں سے نہیں کھاتے۔

مقوقس نے کہا بیشک وہ نبی ہیں، جو تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اور اگر وہ قبط اور روم کے پاس تشریف لاتے تو وہ آپ کا اتباع کرتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اس کا امر فرمایا ہے۔ اور تم نے جو کچھ حالات اوصاف اُن کے بیان کئے ہیں یہ سب وہی اوصاف ہیں جن پر انبیاء سابقین مبعوث ہوئے ہیں اور قریب ہے کہ انجام اُن کے ہاتھ ہوگا، یہاں تک کہ ایک مقتنس اُن سے جھگڑنے والا نہ رہے گا۔ اور ان کا دین ہر اس حد تک غالب آجائے گا جہاں تک انٹارکٹک اور گھوٹے جاسکتے ہیں، اور جہاں تک انسانوں کی آبادی ہے، اور قریب ہے کہ ان کی قوم اُن سے نیروں کے ساتھ ملافت کرے گی۔

ہم نے کہا کہ اگر تمام انسان بھی اُن کے دین میں داخل ہو جائیں تب بھی ہم داخل نہ ہوں گے۔ یہ سنکر مقوقس نے (نفرت سے) سر ہلایا، اور کہا کہ تم لہو و لعب میں ہو۔ پھر مقوقس نے پوچھا کہ اُن کا نسب کیسا ہے؟ ہم نے کہا کہ وہ نسب میں اشرف ہیں۔ اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء اسی طرح اپنی قوم میں شریف نسب سے بھیجے جاتے ہیں۔

پھر پوچھا کہ اُن کے سچ بولنے کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا کہ اپنی سچائی کی وجہ سے تمام عرب میں امین کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ سنکر کہنے لگا کہ تم اپنے معاملہ میں پھر سے غور کرو، کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ تم سے سچ بولے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے۔

پھر کہا کہ کن لوگوں نے آپ کا اتباع کیا؟ ہم نے کہا، نوح و لوگوں نے۔ مقوقس نے کہا کہ وہ اور حضرت مسیح علیہ السلام تمام انبیاء سابقین کی طرح ہیں۔ پھر پوچھا کہ یترب کے یہود نے اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس لئے کہ وہ اہل تورات ہیں۔ ہم نے بیان کیا کہ انھوں نے مخالفت کی، تو اس نے اُن کا مقابلہ کیا، بعض کو قتل کیا، اور بعض کو قید، اور وہ سب منتشر ہو گئے۔ یہ سنکر کہنے لگا کہ وہ حاسد ہیں، حسد کی وجہ سے مخالفت کی، ورنہ وہ بھی اُن کے

حال کو ایسا ہی جاتے ہیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم اُن کے پاس سے اُٹھے، اور ایک ایسی بات سُن کر اُٹھے جس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منقاد و مطیع بنادیا تھا، اور ہم نے آپس میں کہا کہ عجمی بادشاہ باوجود بُجْد تعلقات کے اُن کی تصدیق کرتے ہیں اور اُن سے ڈرتے ہیں، اور ہم اُن کے رشتہ دار اور پڑوسی ہونے کے باوجود اُن کے دین میں داخل نہیں ہوتے، حالانکہ وہ ہمیں دعوت دینے کے لئے ہمارے گھروں میں تشریف لائے۔

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اسکندریہ میں مقیم رہا، اور کوئی کنیسہ (گرجا) نہیں چھوڑا جس میں جا کر انھوں نے وہاں کے قبلی اور رومی پادریوں سے دریافت نہ کیا ہو کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیا صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہو۔

کنیسہ الی عنتی میں ایک بڑا مشہور پادری تھا جس کو متبرک سمجھ کر لوگ اپنے مریضوں کو دعار پڑھوانے کے لئے اس کے پاس لاتے تھے، اور میں دیکھتا تھا کہ وہ پانچ نمازیں نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتا تھا، میں نے اس سے دریافت کیا کہ:-

”مجھے بتلاؤ کہ کیا انبیاء میں سے کوئی نبی باقی ہے؟
اس نے کہا ہاں، اور وہی آخر الانبیاء ہیں،
اُن کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی اور
نبی نہیں، وہ نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے ہیں اُن کے اتباع کا حکم فرمایا ہے، وہ
نبی اُمّی عربی ہیں، ان کا نام احمد ہے، نہ دراز
قد میں نہ پست قدر بلکہ درمیانہ، ان کی آنکھوں
میں سرخی ہے (اس کے بعد اور بہت کچھ دعوت
بیان کئے)۔“

أَخْبَرَنِي هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
قَالَ نَعَمْ وَهُوَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ أَحَدٌ
وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْ آمَرَنَا عِيسَى بِاتِّبَاعِهِ
وَهُوَ الشَّيْءُ الْأَمِّيُّ الْعَرَبِيُّ اسْمُهُ
أَحْمَدُ لَيْسَ بِالطُّوَيْلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ
فِي عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ الْحَدِيثُ رَوَاهُ
ابُو نَعِيمٍ فِي الدَّلَالَةِ (ص ۲۰، ۲۱)

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے کلام کو خصوصاً اور دوسرے پادریوں کے کلمات عموماً یاد رکھے، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ سُنا یا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔
ہمیں اس جگہ اس تمام واقعہ سے صرف وہ سطوریں مقصود تھیں جو عربی عبارت

میں نقل کی گئی ہیں، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا کلی اختتام بتلایا گیا ہے، لیکن ناظرین کی دلچسپی کے لئے پورا واقعہ نقل کر دیا، جو فائدہ سے خالی نہیں۔

اور بلال بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ تجارت کے لئے ملک شام میں طرف چلا، جب میں شام کے گرد و نواح میں پہنچا تو اہل کتاب میں سے ایک شخص ملا جس نے پوچھا کہ کیا تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ اس نے پوچھا کہ تم اُن کی صورت پہچانتے ہو؟ میں نے اقرار کیا۔ یہ سن کر وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ میں اس کے گھر پہنچا، تو اندر داخل ہوتے ہی ٹھیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نظر پڑی، ایک آدمی آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہے، میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ شخص جو آپ کی پشت کی جانب کھڑا ہے کون ہے؟ اس نے جواب دیا:-

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا إِلَّا كَانَتْ بَعْدَهُ نَبِيٌّ
إِلَّا هَذَا فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَهَذَا
الْخَلِيفَةُ بَعْدَهُ . رواه الطبرانی
كَذَا فِي الْمَكْتَبِ ص ۲۸۱ ج ۱۶

”بات یہ ہے کہ اس سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں
ہوا جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو سوائے اس کے
کہ اُن کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ شخص جو پیچھے
کھڑے ہیں ان کے خلیفہ ہیں۔“

بلال بن حارثؓ کہتے ہیں کہ اب جو میں نے غور کیا تو پیچھے والی تصویر ٹھیک ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام میں لکھا ہوا ہے:-
إِنَّهُ كَاثِرٌ مِنْ وَلَدِكَ شُعُوبٌ شُعُوبٌ
حَتَّى يَأْتِيَ الشَّيْءُ الْأَمِّيُّ الَّذِي يَكُونُ
خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ (خاصہ بزرگ سیوطی ص ۱۱ ج ۱)

”آپ کی اولاد میں قبائل در قبائل ہوتے ہیں
یہاں تک کہ نبی اُمّی آجائیں، جو خاتم الانبیاء
ہوں گے۔“

اور ابن جریرؒ اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی:-

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ الْإِنِّي
أَسْتَجِيبُ لَكَ وَهُوَ كَاثِرٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ

”یعنی اے ہمارے رب! ان میں ایک رسول
بھیج الہ تو بندہ یہ دعا کرتا ہوں کہ یہ جواب دیا گیا کہ
دعا قبول گئی اور وہ رسول آخری زمانہ میں ہونے والے ہیں۔“

اور امام بیہقیؒ بروایت عمر بن محمد نقل فرماتے ہیں کہ میرے آباؤ اجداد سے ایک درق محفوظ چلا آتا تھا، جو جاہلیت میں نسل بعد نسل دراشت میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ دین اسلام ظاہر ہوا، پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تو لوگ یہ درق آپؐ کی خدمت میں لائے، پڑھوایا گیا تو اس میں یہ عبارت لکھی تھی:-

بِسْمِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ هَذَا الَّذِي كُتِبَ لِأُمَّةٍ تَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ
يَسْبِقُونَ أَطْرَافَهُمْ وَيَأْتِرُونَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ وَيَخُوضُونَ الْبَحَارَ
إِلَى أَعْدَانِهِمْ فَهَيْمُ مَلُوكُهُ لَوْ كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ مَا أَهْلَكُوا بِالطُّوفَانِ
وَفِي عَادٍ مَا أَهْلَكُوا بِالرَّيْحِ وَفِي ثَمُودَ مَا أَهْلَكُوا بِالصَّيْحَةِ .

(خصائص کبریٰ، ص ۱۶ ج ۱)

ترجمہ: اللہ کے نام پر شروع ہے، اور اسی کا قول حق ہے۔ یہ ذکر ہے اس امت کا جو آخر زمانہ میں آئے گی، جن کے لباس کے اطراف چھوٹے ہوئے ہوں گے اور اپنی کمریوں پر تہبند باندھیں گے اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے دریاؤں میں گھس پڑیں گے۔ ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر قوم نوحؑ میں یہ نماز ہوتی تو وہ طوفان میں ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتے، اور اگر قوم ثمود میں ہوتی تو وہ ہولناک آواز سے ہلاک نہ کئے جاتے۔

جب یہ درق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے مضمون کو سن کر آپؐ خوش ہوئے۔

اور زید ابن عمرو بن نفیلؒ جو علماء اہل کتاب میں سے تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وفات پا گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و صفات بیان کیا کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا:-

إِنِّي بَلَفْتُ إِلَيْكَ كُلَّمَا أَطْلُبُ دِينَ إِبْرَاهِيمَ دَكُلُ أَسْأَلُ مِنْ
الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي نَزَّلَكَ وَشِعْبَتُونَ
مِثْلَ مَا نَعَتْهُ لَكَ وَلَمْ يَبْقِ نَبِيٌّ غَيْرُهُ (خصائص کبریٰ، ص ۲۵ ج ۱)

” میں دین ابراہیم کی طلب میں تمام شہروں میں پہنچا، اور یہود و نصاریٰ اور مجوس میں جس کسی سے پوچھتا تھا یہی جواب دیتا تھا کہ یہ دین تم سے آگے آنے والا ہے اور

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی اوصاف بیان کرتے تھے جو میں نے تم سے بیان کئے ہیں، اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔
اور محدث ابو نعیم حضرت سعد بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی قرظہ
دہنی نصیر کے پادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیا کرتے تھے، جب کوکب
احمر طلوع ہوا تو سب نے متفقہ طور پر کہا:-

إِنَّهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَأَسْمُهُ أَحْمَدُ (خصائص، ص ۱۲۷)
”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ کا نام احمد ہے۔“
نیز ابو نعیمؒ زیاد بن لبید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مدینہ کے ایک ٹیلہ پر تھے اچانک
یہ آواز سنی:-

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ قَدْ ذَهَبَتْ وَاللَّهُ نُبُوَّةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَذَا نَجْمٌ
قَدْ طَلَعَ بِمَوْلَى أَحْمَدَ وَهُوَ نَبِيٌّ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ مُهَاجِرٌ إِلَى
يَثْرِبَ (خصائص، ص ۱۲۷)

”اے اہل یثرب! خدا کی قسم نبی اسرائیل کی نبوت جاتی رہی، یہ ستارہ احمد
دہنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ساتھ طلوع ہوا ہے، اور وہ آخر الانبیاء ہیں،
اور ان کی ہجرت کی جگہ یثرب ہے۔“

امام بیہقیؒ اور طبرانیؒ ابو نعیمؒ اور خراکطیؒ خلیفہ بن عبدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں
نے ایک دن محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں تمھارے باپ نے تمھارا نام
محمد کیسے رکھ دیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ جو بات تم نے مجھ سے دریافت کی ہے میں نے
خود اپنے والد سے دریافت کی تھی، انھوں نے اس کا یہ واقعہ سنایا کہ:-

”قبیلہ بنی تمیم کے ہم چار آدمی شام کے سفر کے لئے نکلے، جن میں ایک میں تھا،
اور دوسرے سفیان بن مجاشع بن آدم، اور تیسرے یزید بن عمر بن ربیعہ، اور چوتھے
اسامہ بن مالک بن خندف۔ جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر آئے،
جس کے کنارہ پر درخت کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھ کر ایک پادری ہمارے پاس آیا اور
پوچھا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا کہ قبیلہ مضر کی ایک جماعت ہے۔ اس
نے کہا:-

إِنَّمَا أَنَا سَوْتٌ يُبْعَثُ مِنْكُمْ وَشَيْئًا نَبِيٌّ فَسَارِعُوا إِلَيْهِ وَخُذُوا
بِحِظِكُمْ مِنْهُ تَرْتَدُّوا فَإِنَّهُ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .

” تمہارے قبیلہ میں سے عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں تم
ان کی طرف جلد پہنچو، اور اپنا حصہ دین ان سے لے لو تم ہدایت پاؤ گے،
کیونکہ وہ آخری نبی ہیں۔“

ہم نے پوچھا کہ ان کا کیا نام ہے؟ انہوں نے محمد بتلایا۔ جب ہم وہاں سے واپس
آئے تو اتفاقاً ہم چاروں کے چار لڑکے پیدا ہوئے۔ ہم میں سے ہر ایک نے
اپنے لڑکے کا نام اس طبع پر محمد رکھ دیا کہ شاید یہ وہی نبی ہو جائیں۔
(خصائص کبریٰ، ص ۲۳ ج ۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام

ابن سعدؒ محمد بن کعب قزحی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
یعقوبؑ پر یہ وحی نازل فرمائی۔

إِنِّي أَبْعَثُ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ مُلُوكًا وَنَبِيًّا
حَتَّى أَبْعَثَ النَّبِيَّ الْحَرَمِيُّ الَّذِي تَبْنِي
أُمَمُهُ هَيْكَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَهُوَ خَاتِمُ
الْأَنْبِيَاءِ وَأُسْمُهُ أَحْمَدُ (خصائص، ص ۱۹)

” میں آپ کی ذریت میں بادشاہ اور انبیاء پیدا
کردں گا یہاں تک کہ حرم مالے نبی مبعوث ہوں،
جن کی امت ہیکل بیت المقدس کو بنائے گی اور
وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام ”احمد“ ہوگا۔“

مسئلہ زیر بحث پر تمام شرعی محبتیں اور ان کے متعلقات کافی طور پر پیش
کرنے کے بعد ان آزاد خیال لوگوں کی ضیافت طبع کے لئے کچھ سامان عقلی حکمتوں کا
بھی پیش کر کے حجت تمام کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جن کے یہاں آزادی کے
معنی ہی دین و مذہب سے بیزاری ہے جنہیں قرآن و حدیث سے شفاء نہیں ہوتی،
اگرچہ ایسے حضرات سے کیا توقع ہے کہ وہ ہماری عرضداشت پر بھی کان لگائیں
سیکن ٹر

حجت تمام کرتے ہیں آج آسمان سے ہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کی عقلی دلیلیں

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قرآن حکیم کا ناطق فیصلہ، احادیث نبویہ کی تصریحات، اجماع صحابہ اور پیرو سیکڑوں علماء سلف کے اقوال ناظرین کے سامنے آچکے ہیں۔ اور یہی تین اصول ہیں جن سے عقیدہ کے مسائل ثابت ہو سکتے ہیں۔ چوتھے درجہ میں قیاس بھی شرعی حجت ہے۔ لیکن اول تو باب عقائد میں قیاس محض حجت نہیں سمجھا جاتا، دوسرے قیاس فقہی معتبر ہونے کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس حکم کو قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے وہ قرآن و حدیث میں مذکور نہ ہو، اور نہ صحابہ کا اجماع اس پر ہوا ہو، بلکہ یہ تینوں حجتیں جس حکم سے خاموش ہوں، صرف وہی قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے، اس لئے قیاس فقہی اس مسئلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ منصوصات اور منقولات کی عقلی حکمتیں ہر وقت بیان کی جاسکتی ہیں۔

اگرچہ قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کے اتنے بڑے ذخیرے کے سامنے آجانے کے بعد ایک سلیم الطبع سچا مسلمان تو یہی کہے گا کہ

شدا ز حقائق عرفاں دلم حسنہ راز پُ گرات فلسفیاں کے نیمِ فلس خرم
پراست گوش من از لہجہ ملک چو سیح پُ کجا مشوش خاطر شود بہیق خرم
اور حقیقت یہی ہے کہ کسی مسئلہ کی حقیقت اگر منکشف ہو سکتی ہے اور کسی تحقیق میں اگر شفاء صدر ہو سکتی ہے تو اس کا راستہ نور نبوت اور وحی الہی کے سوا نہیں، پائے استدلال نے کبھی اس میدان کو طے نہیں کیا، جن لوگوں نے محض اپنی عقل کو کافی سمجھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھا ہے، عمر بھر ناکامی اور نامرادی کے ساتھ حیران پریشان پھرنے کے بعد انہیں بھی وہی کہنا پڑا ہے جو دانائے روم نے فرمایا تھا کہ
آرمودم عفتل دورانیش را
بعد ازین دیوانہ سازم خویش را

الغرض تشرآن و حدیث ، اجماع اور آثار صحابہ پیش کرنے کے بعد کسی مسلمان کے لئے حاجت نہیں کہ عقلی حکمتیں پیش کرنے کا انتظار کرے ، بلکہ اس کے نزدیک ساری عقلی حکمتیں اور عقلیں اس ایک حکمت پر قربان ہیں کہ جب ایک ذات مقدس کو آفتاب سے زیادہ روشن علامات کے ذریعہ خدا کا رسول تسلیم کر لیا ، تو پھر جزئی حکم میں اس سے حکمت یا علت پوچھنا عقل اور حکمت کے خلاف ہے ۔ کیونکہ وہ ایسی کامل اور مکمل عقل کا متبع ہے جس کے سامنے ساری دنیا کی عقلیں ہیچ ہیں ، جس کے نشاط میں وہ کہہ اٹھتا ہے ع

افلاطون کا شکے می دید یونانے کہ من دارم

اس کا سینہ ایک ایسی حکمت سے معمور ہے جس کے سامنے ساری حکمتیں گرد ہیں ۔

دے دارم جو اہر فاء عشق است تھویش

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

الحاصل ضرورت نہ تھی کہ شرعی محبتوں کو پیش کرنے کے بعد ہم اس میدان میں قدم رکھتے ، لیکن دوجہ سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اول تو یہ کہ نقل کو جب عقل کے ساتھ مطابق کر کے دکھلایا جاتا ہے تو یہ حکم دل میں اتر جاتا ہے ، اور اس پر عمل کرنے میں مرد مٹی ہے ۔ دوسرے یہ کہ مرزائیوں کی ابلہ فریب تحریفات نے جیسا کہ تشرآن و حدیث پر اپنا جال پھیلانا چاہا ہے ، ایسے ہی یہ بھی ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ عقل کے خلاف ہے ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کو گھٹانے والا ہے ۔

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد

عیب نماید ہنرش در نظر

اس لئے ضرورت ہوئی کہ ان کا یہ طلسم توڑ کر عقلی طور بھی یہ دکھلایا جائے کہ ختم نبوت عین مقتضائے عقل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ امتیازی فضیلت ہے جو آپ کی شان کو تمام انبیاء و رسل سے بڑھادیتی ہے ۔

مرزائیوں نے اس باب میں بزدل خطابت جو کچھ مسلمانوں کے قلوب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اُس کا خلاصہ دو یا تین باتیں ہیں ۔

اول یہ کہ نبوت ایک رخصت ہے ، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم نبوت قرار

دیا جائے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ رحمۃ للعالمین کے آتے ہی دنیا سے رحمت منقطع ہوگئی، یہ اچھی برکت ہوئی کہ رحمت کا خاتمہ ہوگیا، اور قیامت تک اس کا دروازہ بند ہوگیا، اور یہ صریح توہین ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

دوم یہ کہ قدیم سے عادۃ اللہ اس پر جاری ہے کہ جب دنیا میں گمراہی غالب آئی لوگ صراطِ مستقیم سے ہٹنے لگے تو اپنی رحمت کاملہ سے کوئی نبی مبعوث فرما دیا۔ آج بھی جب کہ دنیا پر ظلم و جور کی حکومت ہے، کفر و ضلالت کی گمنائیں عالم چھا گئی ہیں نبوت کی ضرورت پیدا ہوگئی، اور خداوند عالم کی رحمت میں کمی نہیں، اس لئے عادۃ اللہ کے مطابق ضرور کوئی نبی مبعوث ہونا چاہئے۔

سوم انبیاء سابقین میں سے جو اول العزم انبیاء گذرے ہیں، ان کے ماتحت بہت سے انبیاء انہی کی شریعت کی نشر و اشاعت کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں جس کا ان کی عظمتِ شان ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ ایک بادشاہ کے ماتحت جس قدر خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں، رجوائے ہوتے ہیں اسی قدر اس بادشاہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے اور شاہ کے بجائے اس کو شہنشاہ کہا جاتا ہے، اس فطری قاعدہ کا مقتضار بھی یہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بجائے انقطاع نبوت کے انبیاء کے ماتحت کی اس قدر کثرت ہو جو انبیاء سابقین سے بھی بڑھ جائے۔

یہ چند کلمات ہیں جن کو دلفریب صورت سے مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان اور فضیلتِ مطلقہ کے حامی ہیں، اور ختم نبوت کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔

ان سب باتوں کا اجمالی اور مختصر جواب تو یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ (جیسا کہ ہم اُپر ثابت کر آئے ہیں) ہم نے خود تصنیف نہیں کیا، بلکہ اس عظیم الشان رسول کے بھیجے والے نے اور خود رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ ہمیں بتلایا ہے ہم نے تسلیم و انقیاد کو اپنا منرض سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔

بارگشتہ ام دبا دگر منگویم ، کہ من گم شدہ ایں رہ نہ بخودی یویم
در پس آئینہ طوطی صغتم داشتہ اند ، آنچہ استاد ازل گفت ہامی گویم
تو اگر بالعرض عقیدہ ختم نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بڑی عظمت

ظاہر نہیں ہوتی، تو کس کو حق پہنچتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر زبردستی کر کے اس عظمت سے زائد کوئی عظمت آپ کے لئے ثابت کرے جو خداوند عالم نے آپ کو عنایت فرمائی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدائے قدوس نے عقل و فہم کا کوئی حصہ عنایت فرمایا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی فضیلت اور انتہائی عظمت ہے کہ ایک نبی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہیں ہو سکتی، جس کی تفصیل مرزائیوں کے بیانات مذکورہ کی ترتیب پر ذیل میں عرض کی جاتی ہے :

امراۃل کے متعلق گزارش ہے کہ نبوت کا رحمت ہونا تو مسلم ہے اور یہ بھی تسلیم کہ آپ اس رحمت کے خاتم ہیں۔ لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ دنیا اب رحمت سے خالی رہ جائے گی، اور رحمۃ اللعالمین کا وجود دنیا کے لئے (معاذ اللہ) رحمت بن جائے گا، صرف مرزائی فہم اور مرزائیت کی برکات میں سے ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر رحمت کے مختلف چھوٹے چھوٹے دروازے بند کر کے ایک اتنا بڑا پھاٹک کھول دیا جائے جس سے سارے عالم کی تربیت اور پرورش ہو سکے تو کیا اس کو رحمت کہا جائے گا؟ یا انتہائی درجہ کی عظیم الشان رحمت، اور کیا یہ دنیا سے رحمت کا انقطاع سمجھا جائے گا یا ساری دنیا کا رحمت سے لبریز ہو جانا؟

اگر چھوٹی چھوٹی گولوں اور نالیوں کو بند کر کے ایک عظیم الشان نہر، یا معمولی دقتی اور مقامی نالیوں کو بند کر کے ایک عالمگیر جھڑی لگا دی جائے تو اس کو دنیا کے لئے خشک سالی کہا جائے گا یا حیاتِ دائم کا پیغام؟

ٹمٹماتے ہوئے بے شمار چراغوں کو اٹھا کر اگر اتنا بڑا برقی گیس قائم کر دیا جائے، جس کی روشنی تمام چراغوں کے مجموعہ سے کہیں زائد ہو تو ان چراغوں کا ختم ہونا اندھیرا باعث ہوگا یا پہلے سے زیادہ روشنی کا، یا اُن گنت ستارے قائب ہو کر آفتاب عالم تاب سامنے آجائے تو یہ ظلمت کا سبب ہوگا یا پہلے سے کہیں زائد نور کا، فَتَا يَغْزِلُوا لَئِى الْقَوْمِ لَا يَكَادُّونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا۔

ابتداءً عالم سے رحمت نبوت جزوی صورت سے محدود زمانہ اور محدود مکان کے لئے دنیا میں آتی رہی، ایک خط میں موسیٰ خدا کی رحمت بن کر خلقِ اللہ کی تربیت کرتے ہیں، تو دوسرے

میں شعیب علیہ السلام اسی خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ ایک ملک میں اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی صورت میں رحمتِ خداوندی جلوہ گر ہوتی ہے تو دوسرے میں لوط اسی رحمت کا پیکر بن کر آتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ کے اعتبار سے ایک زمانہ میں آدمؑ ہیں تو دوسرے میں نوحؑ۔ ایک قرن میں ابراہیمؑ احکامِ الہی کی تبلیغ کرتے ہیں تو دوسرے میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے یہ خدمت سپرد ہوتی ہے۔

آخر میں یہ عنایاتِ الہیہ اور رحمتِ حق کا اقتضاء ہوتا ہے کہ اب وہ عالمگیر رحمت دنیا میں بھیج دی جائے جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ اور تمام انوار و برکات کا حزانہ ہے۔

وَلَقَدْ كُنَّا عَلَى اللَّهِ بِمُسْتَشْكِرٍ
أَنْ يَجْعَلَ الْعَالَمَ فِي وَاحِدٍ

یہ عالمگیر رحمت نبی الانبیاء سید الاولادین والآخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ میں ظاہر ہوئی، جو تمام انبیاء و رسل کے کمالات کی جامع اور اس کی مصداق ہے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یربیضاداری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیاء سابقین اپنی اپنی حد میں سب شیع ہدایت تھے، لیکن جب یہ ماہتاب روشن ہو گیا تو سب کی روشنی اس کی روشنی میں مغلوب ہو گئی، اور اب سارے عالم کی تنویر کے لئے تنہا یہی کافی ہو گیا۔

گوشع بچنے بیش کز رخت امشب

کاشانہ مارا ہمہ بہت تاب گرفت ست

یہ یوں کہے کہ انبیاء سابقین نجوم ہدایت تھے جو اپنی اپنی حد اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق عالم سے ظلمتِ کفر مٹانے میں مصروف تھے، ایک وہ وقت آیا کہ ان اوصافِ خاتم الانبیاء کی صبح صادق نمودار ہوئی، اور پھر آفتابِ نبوت جلوہ آرا ہو گیا، تو وہ ستارے سب اپنی اپنی جگہ پر اسی آب و تاب کے ساتھ ہونے کے باوجود آفتاب کی روشنی میں ظاہر

نہ نبی کی غلبتِ شان اور سچائی ثابت کرنے کے لئے جو واقعات بطور خرقِ عادت رونما ہوئے ان میں جو عطائے نبوت سے پہلے ظاہریوں ان کو آراہم کہتے ہیں، اور جو بعد عطائے نبوت کے صادر ہوئے ان کا نام ”معجزہ“ ہے۔

نہیں ہو سکتے، اور اب سارے عالم کی نظریں صرف اسی کرۂ نور کو دیکھتی ہیں اور اسی کی ضیا گسٹری پر عالم کے ظلمت و نور کا مدار ٹھہر گیا ہے۔
 رات محفل میں ہر ایک مہ پارہ گرم لاف تھا
 صبح دم خورشید جب نکلا تو مطلع صاف تھا
 اب کوئی مرزائی ہی ہوگا تو ان شمعوں یا ستاروں کے غائب ہونے پر ماتم کرے گا
 اور یہ سمجھے گا کہ ہائے اب دنیا نور سے خالی رہ جائے گی۔ ایک بصیر انسان تو اس عالمگیر روشنی کو اپنا فخر سمجھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے سوا کوئی کام نہیں کر سکتا۔

مرزائیوں سے میرا سوال

اس کے بعد میں خود مرزائیوں سے دریافت کرتا ہوں جس طرح آپ کی مروجہ نبوت غیر تشریعی ایک رحمت ہے، اسی طرح تشریعی نبوت اور شریعت مستقلہ اور کتب سماوی کا نزول وحی ملکی وغیرہ کو غالباً آپ بھی زحمت نہ کہہ سکیں گے، بلکہ چار و ناچار رحمت ہی کہنا پڑے گا، اور ساتھ ہی آپ کو اقرار ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد تشریعی نبوت اور شریعت جدیدہ کتب سماویہ کے نزول کا انقطاع بالکل ہو چکا ہے، تو کیا جو الزام آپ ہم پر لگاتے تھے وہی آپ پر نہیں لوٹ آیا کہ حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے (معاذ اللہ) انقطاع رحمت کا سبب ہو گئے۔ اگر رحمت شریعت کے انقطاع سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور رحمتہ للعالمین ہونے میں فرق نہیں آتا تو غیر تشریعی نبوت کے انقطاع سے بھی نہیں آسکتا۔ الغرض نبوت تشریعی کی رحمت و برکت کا انقطاع جو آپ کو بھی مسلم ہے جو آپ اس کا جواب دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے اپنی مروجہ غیر تشریعی نبوت کے لئے بھی خیال فرمالیں اور بس۔

امردوم کے متعلق مختصراً یہ گزارش ہے کہ بیشک ابتداء عالم سے سنت اللہ یوں ہی جاری رہی ہے کہ کفر و ضلالت عالم کا احاطہ کرے، اور حق و باطل کا امتیاز نہ رہے تو خداوند عالم اپنی رحمت کا طرے کوئی نئی مبعوث فرما دیتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں اس میں دو وجہ سے کلام ہے۔ اول تو یہ تسلیم نہیں کہ عالم کو

کفر و ضلالت نے اس طرح گھیر لیا ہو کہ کفر و اسلام میں امتیاز نہ رہے، طالب ہدایت کو ہدایت کرنے والے موجود نہ ہوں، کیونکہ یہ بات جس طرح واقعات و مشاہدات کے خلاف ہے، اسی طرح حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے بھی خلاف ہے جس میں ارشاد ہے :-

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَارَاهُمْ
حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ تَعَالَى فَيَكْذِبُنِي عَنْ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ (مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۰ و ج ۴ ص ۴۴۰)
" میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو اپنے مقابل پر غالب رہے گی

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آجائے اللہ صلی علیہ السلام نازل ہوں :-

ادھر واقعات و مشاہدات بتلاتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت باوجود بعد زمان و مکان کے آج بھی اپنی امت مرحومہ کی تربیت میں اسی طرح معروف ہے۔ زمانہ پر شرک و بدعات کی گھنائیں چھا جانے کے باوجود آفتاب نبوت کی ضیاء گسٹری نے دن کو رات نہیں ہونے دیا، اس قدر روشنی باقی ہے کہ بصیر آنکھیں اچھے بُرے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکیں۔

انبیاء سابقین اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ستاروں اور آفتاب کی سی ہے، آفتاب پر کتنا ہی ابر محیط ہو جائے، مگر اس کی ظلمت شکاف شعاعیں تمام مواد غلیظ کو پھاڑتی ہوئی عالم میں نور افشانی سے باز نہیں رہتیں، اور ستاروں پر جب گھٹا چھا جائے تو عالم اُن کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے بعد جب کفر و ضلالت کا ابر غلیظ عالم پر محیط ہوتا تو کفر و اسلام کا امتیاز مٹ جاتا تھا، اور اسی لئے بعثت نبوت کی احتیاج ہوتی تھی، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب وہی ضلالت کی گھنائیں اٹھیں اور آفاق عالم پر چھا گئیں تو بیشک مذہبی مطلع غبار آلود ہو گیا، لیکن بہر حال دن ہی رہا اندھیری رات نہیں ہو گئی۔

الغرض آفتاب نبوت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء گسٹری عالم میں آج بھی اسی طرح وقف عام ہے۔ اس آفتاب کی شعاعیں اگر ایک زمانہ تک مشرق و مغرب اور ذی النورین و مرتضیٰ کی صورت میں جلوہ انسر و زمین تو آج بھی علماء و صلحاء امت کی صورت میں اسی خدمت کو انجام دیتی ہیں جس کے لئے عہد قدیم میں انبیاء شریف لاتے تھے

یہ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و فقہیت ہے کہ آپ کی امت کے افراد وہ کام کرتے ہیں جو انبیاء سابقین کیا کرتے تھے، سعید اور خوش نصیب لوگ اس سے آج بھی اسی طرح بہرہ اندوز ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے۔

ہست مجلس براں استمرار کہ بود

ہست مطرب براں ترانہ ہمنوز

اس لئے اس آفتاب کے ہوتے ہوئے نہ کوئی مشعل روشن ہو سکتی ہے اور نہ اس کی ضرورت اور دوسرے اگر ضرورت بھی تسلیم کر لی جائے اور موجودہ زمانہ کو عہد قدیم کے زمانہ فترت سے کوئی امتیاز نہ رکھا جائے تو اول تو یہ خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور نبوت شاملہ و عامہ کے منافی ہے۔ اور اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو یہ کیا ضروری ہے کہ جب کبھی دنیا میں کفر و ضلالت کی ظلمت عام ہو جائے تو ضروری مبعوث ہو، کیونکہ یہ سنت اللہ اسی وقت تک ہے جب تک کہ اس کو اس عالم کا قیام منظور ہے، اور جب اس عالم کی اجلِ مقدر پوری ہو جائے اور خلاق عالم کو یہی منظور ہو کہ اب اس قوم کا قسط طے کیا جائے، اور قیامت قائم ہو، تو پھر لامحالہ بعثتِ انبیاء کا سلسلہ قطع کرنا ضروری ہوگا، ورنہ قیامت کے آنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ ادھر تو احادیث میں یہ تصریح ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا، اور ادھر آپ کے خیال کے مطابق یہ ضروری ہے کہ جب لوگ خدائے تعالیٰ سے غافل ہونے لگیں، تو کوئی نبی مبعوث ہو کر خدا کی یاد دوبارہ تازہ کر دے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ابدالاً بابت تک عالم پر کوئی وقت ایسا نہ آئے جس میں کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہے، اور جب ایسا کوئی وقت نہ آئے گا تو حسب تصریحات احادیث قیامت بھی نہ آئے گی۔

خلاصہ یہ کہ غلبہ کفر و شرک اور فسق و فجور کے وقت انبیاء کے مبعوث فرمانے پر سنت اللہ جاری ہونا مسلم ہے، لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب تک بقا عالم مقصود ہو اور جب کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور مبعوث ہونے سے اس عالم کی

۱۔ فترت ۵ زمانہ کہلاتا ہے جو ایک نبی کی وفات کے بعد دوسرے نبی کی بعثت کے درمیان ہو ۱۲

پیدائش کا مقصد پورا ہو چکا تو اب قانونِ فطرت کے مطابق یہ دربار ختم ہو جانا چاہئے اور اس کی یہی صورت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔

امرِ سوم کے متعلق یہ عرض ہے کہ کسی نبی کے ماتحت یا اُن کے ساتھ دوسرے انبیاء کا مبعوث ہونا یہ اُن کی عظمتِ شان کو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ وسلم سے نہیں بڑھاتا۔ کیونکہ تصریحاتِ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام پہلے نبی کے کام کی تکمیل اور اُن کی امداد کے لئے مبعوث ہوتے تھے، جس سے حضرت خاتمیت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی کمال کی بدولت مستغنی ہیں۔

حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت ہارون کی بعثت کا جو سبب قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے وہ خود اسی مضمون کا شاہد ہے، فرماتے ہیں:-

مَسَّئِدُ عَصَاكَ بِأَخِيكَ | ہم تمہارے بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ
مقبوط کر دیں گے

اور خود حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کی نبوت کے لئے جو دعاء فرمائی ہے اس میں بھی اپنی بعض کرداریوں کا عذر پیش کر کے بطور امداد اُن کو مبعوث کرنے کی درخواست کی ہے:-

وَلَقَدْ عَلِمْتُ عَلَىٰ ذَنْبٍ فَأَخَاطُ أَنْ يَفْتُلُونِ فَأَرْسِلْ مَعِيَ هَارُونَ
أَخِي أَشَدُّ ذِمَّةً أَذِيرِي .

”اور قوم سرخون کا میں نے جرم کیا ہے، اس لئے مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں“
اس لئے میرے ساتھ میرے بھائی ہارون کو بھی مبعوث فرمادیجئے تاکہ اُن کے ذریعہ میں اپنی قوت کو مستحکم کر سکوں۔

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت، ہمت اور کمالات نبوت کا انتہائی درجہ چونکہ کسی اور نبی کی اعانت کا محتاج نہ تھا، اس لئے ضرورت نہ ہوئی کہ آپ کے ساتھ یا بعد میں کوئی نبی مبعوث کیا جائے۔

رہا یہ خیال کہ ایک بادشاہ کے ماتحت بہت سی خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں ہونا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ اول تو نبوت کو ظاہری سلطنت پر قیاس کرنا محض بے معنی ہے اور یہی اجتہاد ہے تو عجب نہیں کہ یہ لوگ خداوندِ عالم کی عظمت اور قدرت کو بھی

اس وقت تک کامل نہ مائیں جب تک کہ اس کے ماتحت اور بہت سے چھوٹے چھوٹے خزانہ ہوں، (والعیاذ باللہ العلیٰ العظیم)

اور اگر ملک الملوک کی شہنشاہی کے لئے ماتحت معبودوں کا ہونا ضروری نہیں تو اسی سلطنت الہیہ کے خلیفہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت اور نبی الانبیاء ہونے کے لئے بھی آپ کے ساتھ یا بعد میں اور انبیاء کا ہونا ضروری نہیں۔

اس کے علاوہ اگر ذرا عقل سے کام لیا جائے تو ان خود مختار سلطنتوں کا وجود بادشاہ کے لئے باعثِ عظمت اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ اُن کے تمام اختیارات اس بادشاہ کے لئے ہوئے اور اسی کے اختیارات میں مدغم ہوں، اور جو ایسا نہیں تو وہ بادشاہ در اقلیمِ گنجد " ایسی ہی صورتوں کے لئے مشہور ہے، اس بادشاہ میں اگر بہت طاقت ہے تو ایسے خود مختار کا وجود بھی پسند نہیں کر سکتا، جس کے اختیارات خود اس کی غنایت پر موقوف نہ ہوں۔

ادھر نبوت ایسی چیز نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کو عطا کر دے، یا ایک نبی (خواہ وہ نبوت میں کتنا ہی بلند مرتبہ رکھتے ہوں) دوسرے کو نبی بنادیں، بلکہ یہ وہ منصب ہے جو بلا واسطہ خداوند قدوس کی جانب سے فائز ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں کسی دوسرے نبی کا ساتھ مبعوث ہونا یا بعد میں اُن کے ماتحت مبعوث ہونا پہلے نبی کی زیادہ عظمت کو ثابت نہیں کرتا۔

اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو یہ بھی غلط ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت دوسرے انبیاء نہیں ہیں، کیونکہ تبصریحات قرآنِ حدیث تمام انبیاء و مرسلین آپ کے ماتحت اور آپ کے ہی جھنڈے کے نیچے ہیں، اور اسی بنا پر آپ کو نبی الانبیاء کہا جاتا ہے۔ ہاں یہ مزید فضیلت ہے کہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یا بعد میں بطور امداد انبیاء مبعوث ہوتے تھے، اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ اور کمالِ مستقی عن الامداد کو واضح کرنے کے آپ کے کل ماتحت انبیاء پہلے مبعوث ہو چکے، اور آپ سب کے بعد میں تشریف لائے، فصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الف الف صلوات۔

قادیانیوں سے ایک سوال

اس کے بعد ہم مرزا صاحب اور مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اسی پر موقوف تھی کہ آپ کے ماتحت غیر تشریفی طور پر انبیاء مبعوث ہوں تو کیا یہ ضروری نہ تھا کہ جس قدر انبیاء حضرت موسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کے ماتحت مبعوث ہوئے ہیں آپ کے ماتحت اُن سب سے زیادہ مبعوث ہوتے، حالانکہ مرزا صاحب اپنی تصانیف میں صاف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں میرے سوا کوئی نبی نہیں ہوا، تو یہ اچھی عظمت ہوئی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ موسیٰؑ کے ماتحت تو ہارونؑ جیسے جلیل الشان پیغمبر اور اُن کے بعد اُن کے بہت سے امثال مبعوث ہوں اور حضرت خاتمیتؑ کے ماتحت ساڑھے تیرہ سو برس میں صرف ایک نبی پیدا ہوا اور وہ بھی اس شان کے کہ اُن کی علمی، عملی، اخلاقی زندگی انھیں ایک ادنیٰ مسلمان بلکہ ایک باوقار انسان بھی ثابت نہیں کر سکتی، معاذ اللہ یہ صریح توہین ہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ اَدْعَاَهَا۔

قانونِ فطرت بھی ختمِ نبوت کا مقتضی ہے

کائناتِ عالم پر سرسری نظر ڈالنے والا دنیا میں دو چیزیں دیکھتا ہے، ایک وحدت دوسری کثرت۔ لیکن جب ذرا تامل کیا جائے اور نظر کو عمیق کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں بھی وحدت ہی اصل الاصول ہے، جتنی کثرتیں سطحی نظر میں سامنے آتی ہیں وہ بھی کسی وحدت کے سلسلہ میں بندھ کر قائم ہیں۔ اور جو کثرت کسی وحدت پر منتہی اور وحدت میں منسلک نہیں اس کا شیرازہ وجود منتشر ہو کر قریب ہے کہ عدم میں شامل ہو جائے، اس لئے ایسی کثرت کو موجود کہنا بھی فضول ہوگا۔

مثال کے لئے دیکھئے کہ جب ہم آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو اس کے محیر العقول طول و عرض میں بے شمار کثرتیں کھپی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، لیکن جب ان کثرتوں کے سلسلہ میں نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کثرتیں ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں، اور ایک ہی محور پر حرکت کر رہی ہیں، اور اگر ان کا سلسلہ اس وحدت پر

منتہی نہ ہوتا تو یہ نظامِ سماوی کسی طرح باقی نہ رہ سکتا تھا۔

آسمان سے نیچے اتر کر موالید ثلاثہ میں بھی یہی فطری قانون نافذ ہے۔ جمادات کے ذرہ ذرہ پر نظر ڈالو تو کس قدر بے شمار کثرتیں سامنے آتی ہیں، لیکن وہ سب بھی اسی طرح ایک وحدت میں منسلک ہیں، اور جب رشتہٴ السلاک ٹوٹتا ہے تو اس کے لئے موت کا پیام ہوتا ہے۔

نباتات میں بے شمار شاخیں، پتے اور پھل پھول نئے نئے رنگ اور نئی نئی وضع میں کثرت کی شان لئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، لیکن اگر ان کی انتہا ایک جڑ کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو فرمایئے کہ اس باغِ دہبار کی عمر کتنی رہ سکتی ہے۔

حیوانات میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک اور تین سو ساٹھ جوڑوں کی کثرت موجود ہے لیکن اگر یہ سب ایک رشتہٴ وحدت میں منسلک نہ ہو تو یہی اس کی موت ہے۔ اس کے بعد دنیا میں تمام مشینوں، انجنوں، گاڑیوں، برقی تاروں، اور دائروں کے نلوں، وغیرہ وغیرہ پر نظر ڈالئے تو سب کو اسی قانونِ فطرت کی جگر بند سے آباد پائیں گے، اور جب کسی انجن کے گیل پُرزے اُس کے رُوح (اُٹیم) سے علیحدہ ہوں، یا گاڑیوں کا باہمی ربط ٹوٹے یا برقی تاروں کا اتصال بجل کے خزانہ کے ساتھ نہ رہے، یا پانی کے نل دائروں کے منقطع ہو جائیں تو اُن کا وجود بھی بے کام ہے۔

کائناتِ عالم کی ان مثالوں پر نظر کر کے جو قانونِ قدرت ذہن نشین ہوتا ہے، نبوت اور رسالت بھی اس سے علیحدہ نہ ہونی چاہئے، بلکہ عالم کی تمام نبوتوں کا سلسلہ بھی کسی ایسی نبوت پر ختم ہونا چاہئے جو سب سے زیادہ اقویٰ و اکمل ہو اور جس کے ذریعہ سے نبوتوں کی کثرت ایک وحدت پر منتہی ہو کر اپنے وجود کو قائم اور مفید بنا سکے، اور مسلم ہو کہ اس سیادت و فضیلت کے حقدار صرف حضرت خاتم الانبیاء ہی ہو سکتے ہیں، جن کی سیادت پر انبیاء سابقین اور اُن کی کتب سماوی اور پھر ان کی امتیں خود گواہ ہیں، جن کی تصریحات ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اور یہی رمز ہے اس میثاق میں جو تمام انبیاء و رسل سے لیا گیا ہے کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائیں تو آپ پر ایمان لائیں، اور آپ کی مدد کریں، ارشاد ہے:-
لَتَكُونَنَّ بِهٖ وَكَتَبْنَا نَبَاہٖ
ضرور آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں؟

اور اس میثاق کی تصدیق اور سیادت کو ثابت کرنے کے لئے خداوند عالم نے دو مرتبہ دنیوی حیات میں آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع فرمایا، اور یہ سیادت اس طرح ظاہر فرمائی کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہوئے، جس کا مفصل واقعہ امرار و معراج کے تحت میں تمام کتب حدیث میں صحیح و معتبر روایات سے منقول ہے، پھر آخر زمانہ میں انبیاء سابقین میں سے سب سے آخری نبی حضرت عیسیٰ کو آپ کی شریعت کا صریح طور پر متبع بنا کر بھیج دیا، تاکہ اس میثاق پر صاف طور سے عمل ہو جائے۔

اور پھر قیامت میں شفاعت کبریٰ کے ذریعہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی سیادت واضح فرمائی جائے گی۔ الغرض عقل و حکمت اور قانونِ فطرت کا اقتضاء ہے کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہو جائیں۔

قانونِ فطرت کی دوسری نظیر

دنیا کی اکثر چیزوں پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مقصد کے پورا کرنے کے لئے سینکڑوں اسباب و آلات کام میں آتے ہیں، اور ایک زمانہ دراز ابتدائی مقدمات طے کرنے میں صرف ہوتا ہے، سب سے آخر میں اصل مقصود کی صورت نظر آتی ہے۔ مثال کے لئے درختوں کو دیکھئے اور بیج بونے کے وقت تک تمام درمیانی مراحل پر تفصیلی نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام کاموں کا اصل مقصود یہ تھا جو آج سامنے آیا ہے۔ اسی طرح تمام کائنات کی پیدائش کا اصل مقصد اور تمام نبوتوں کا خلاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور قانونِ فطرت کے موافق آخر میں تشریف لائے ہیں۔

اسی مضمون کو سندی شیخی و استاذی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب صدر المدین دارالعلوم دیوبند نے اس بلیغ شعر میں ادا فرمایا ہے۔

اے ختمِ رسل امتِ تو خیر الامم بود، چوں شمرہ کہ آید ہمہ در فصلِ نصیری

تیسری نظیر

اسی طرح شاہی درباروں پر نظر ڈالو کہ ایک مدت پہلے سے اس کا انتظام کرنے کے لئے سینکڑوں بڑے چھوٹے حکام برسرِ کار آتے ہیں، لیکن ان سب کا اصلی مقصد

سلطانی دربار کے لئے راستہ ہموار کرنا ہوتا ہے ، اور اسی لئے جب دربار کا وقت آتا ہے اور بادشاہ تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مقاصدِ دربار کی تکمیل کرتا ہے تو اس کے بعد اور کسی کا انتظار باقی نہیں رہتا ، اور اسی پر دربار ختم ہو جاتا ہے ۔

مسئلہ زیر بحث میں بھی اسی طرح سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کا ختم ہو جانا بالکل قانونِ فطرت اور مقتضائے عقل کے موافق ہے ۔

اسی قسم کی سنیکڑوں نظیریں ذرا تاثر سے ہر شخص بحال سکتا ہے ۔

قرآن و حدیث اور اجماعِ امت اور اقوالِ سلف اور پھر عقلی وجوہ کا جس قدر ذخیرہ اب تک اس رسالہ میں جمع ہو چکا ہے ایک بصیرت والی آنکھ اور سماعت والے کان کے لئے کفایت سے بہت زائد ہے ، اور ازلی بد بخت کا کوئی علاج نہیں ۔

ارجو ان ینفعنی والمسلمین بہ و
 ہو ولی التوفیق وخیر الرفیق فی
 کل مضیق ۝



مسئلہ زیر بحث

یعنی ختم نبوت پر میرے گواہ

أُولَئِكَ أَشْهَادُ الَّذِينَ يُخْتَلَفُ فِيهِمْ
إِذَا اجْتَمَعَتْنَا يَا غُلَامُ الْمَجَامِيعُ

آخر میں ہم اپنے اُن گواہوں کی فہرست پیش کرتے ہیں جن کی شہادتیں اس رسالہ میں
میں موقع بموقع قلمبند ہو چکی ہیں، تاکہ ناظرین خود مقدمہ کا فیصلہ کر سکیں، اور ہر شخص اپنی
عاقبت کو پیش نظر رکھ کر کسی ایک جانب کو اختیار کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ میں کس
گروہ میں داخل ہوتا ہوں، اور کس کو چھوڑتا ہوں۔

خداوند عالم جل ذکرہ و مجدہ | سب سے پہلے خداے جل و علا کا کلام پاک ہمارا گواہ
ہے (ذکر فی باللہ شہید ۱) جس نے نہ صرف چلچل

آیتوں میں بلکہ پوری تنو آیات میں صراحتہ و اشارہ اس مسئلہ کو بیان فرما کر ہر تاویل و تفسیر
کا راستہ بند کر دیا ہے، اور جن میں کسی ایک جگہ اشارہ بلکہ شبہ اور دہم بھی اس معنی کا نہیں
ہوتا جو مرزا صاحب اور اُن کے متبعین نے ایجاد کئے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام | یہ برگزیدہ جماعت جس کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کم
نہیں۔ جب اُن میں سے کوئی رسول دنیا میں آیا اس نے

اپنے فرائض منصبی میں اس کو بھی اہم ترین فرض سمجھا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
اور آپ پر ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا اعلان کر دے، جیسا کہ بحوالہ روح المعانی
اخذ میثاق کی تفسیر میں گذر چکا ہے، کہ ازل میں انبیاء علیہم السلام سے جو میثاق لیا گیا
تھا، اس میں یہ بھی داخل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کا
دنیا میں اعلان فرمادیں۔

اس لئے ہر نبی اور رسول کا فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت
کے اعلان کے ساتھ اس کو بھی بیان کر دیں کہ آپ ہی خاتم الانبیاء ہیں، اور آپ کے بعد

اور کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

چنانچہ اس مقدس جماعت نے اس کی تکمیل کی، جن میں سے حضرات ذیل کی تصدیقات اُن کی آسمانی کتب و صحائف سے ابھی نقل کی جا چکی ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

اس جماعت نے بھی مطلقاً انقطاع رسالت و نبوت کی خبر دی، کوئی اشارہ بھی اس طرف نہ کیا کہ کوئی قسم غیر شرعی یا ظلی یا بروزی پھر بھی باقی رہے گی۔ اُن کے بعد خود

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم | تشریف لائے تو آپ نے دو سو دس احادیث میں اس مسئلہ کو مختلف

عبارات اور مختلف عنوانات سے مختلف مجالس میں اس طرح بیان فرمایا کہ مسئلہ کا کوئی پہلو یا اس کی کوئی قید و شرط مخفی نہ رہی۔

لیکن ان تمام احادیث کے طویل دفتیں بھی کہیں نہ بیان کیا گیا کہ اختتام نبوت سے ہماری مراد صرف شریعت جدیدہ کا اختتام ہے، غیر شرعی یا ظلی بروزی طور پر کوئی

قسم نبوت کی ہمارے بعد بھی باقی رہے گی۔ اور پھر یہ ہی نہیں بلکہ بہت سی احادیث میں صراحت ہر قسم کی نبوت کا انقطاع صاف طور پر بیان کر کے تمام اُن تحریفات کی جڑ

کاٹ دی جو مرزا صاحب اور اُن کی امت نے ایجاد کی ہیں۔

میرے گواہوں کی چوتھی قسط صحابہ و تابعین کی وہ مقدس صحابہ و تابعین | جماعت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوقات

اولین و آخرین سے افضل ہیں جن میں سے ترانوے حضرات کی شہادتیں اس رسالہ میں تسلیم ہو چکی ہیں۔ لیکن ہیں ان کے بیانات میں بھی کوئی لفظ

ایسا نظر نہیں پڑتا جس میں شرعی غیر شرعی، یا ظلی بروزی، یا لغوی مجازی نبوت کی تفصیل کر کے کسی قسم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی بتلایا گیا ہو بلکہ نہایت وضاحت

کے ساتھ صریح اقسام نبوت کے اختتام کا اعلان کر کے مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کے حکم پر اجماع کیا گیا ہے۔

حضرات محدثین | ہمارے گواہوں کی پانچویں قسط وہ حضرات محدثین ہیں جنہوں نے احادیث نبویہ کے ایک ایک لفظ نہیں بلکہ ایک ایک زریزہ

کی تحقیق کے لئے سینکڑوں ہزاروں میل کے سفر قطع کئے ، اور اپنی عمر کے لیل و نہار ان کے الفاظ کی تحقیق اور معانی کی تشریح میں صرف کر کے ایسا فتح اور صاف کر دیا کہ کسی شبہ کی گنجائش نہ رہے ، اس جماعت سے اڑسٹھ حضرات کی شہادتیں اس مقدمہ میں پیش کی جا چکی ہیں ، لیکن ان میں بھی کسی کی زبان سے نہ نکلا کہ اختتام نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ کا اختتام مراد ہے ، غیر تشریعی یا ظلی بروزی طور پر نبوت باقی ہے ، بلکہ انھوں نے پہلے حضرات سے زیادہ وضاحت سے ہر قسم کی نبوت و وحی کا انقطاع اور ہر مدعی نبوت کے کفر و ارتداد کا حکم دیا ۔

حضرات مفسرین میرے شہداء کی چھٹی قسط حضرات مفسرین ہیں جنہوں نے قرآن کریم کے ایک ایک حرف بلکہ زبرد زبرد اور حرکت و وقف کی تشریح و تفسیر کے لئے اپنی عمروں کو وقف کر کے آیاتِ فرقانیہ کو اس طرح واضح فرمایا کہ کسی شبہ کا راستہ باقی نہ رہے ، جن میں سے بچیس حضرات کی شہادتیں اسی رسالہ میں گذر چکی ہیں ۔ اس مقدس جماعت نے بھی اس معممہ کو حل نہ کیا جو مرزا جی اور ان کی امت کا مدعی ہے ، بلکہ (معاذ اللہ) امت کو اس گمراہی اور غلطی میں رہنے دیا ، جس میں اب تک تمام حضرات سابقین نے چھوڑا تھا ، یعنی کسی نے نہ فرمایا کہ ختم نبوت سے فقط شریعتِ جدیدہ کا اختتام مقصود ہے بعض اقسام نبوت اور بھی باقی رہیں گی ۔

حضرات فقہاء مذاہب اربعہ مسئلہ زیر بحث اگرچہ اصولی مسئلہ ہونے وجہ سے فقہاء کے فرائض سے علحدہ ہے ، لیکن کہیں کہیں ضمنی طور پر کلمات کفر اور موجبات ارتداد

کو بیان کرتے ہوئے ان حضرات نے بھی اس سے تعرض کیا ہے ، جن میں سے مذاہب اربعہ حنفیہ ، شافعیہ ، مالکیہ ، حنابلہ کے دس حضرات کی عبارتیں نقل کی جا چکی ہیں ، جن میں ہر مدعی نبوت اور اس کی تصدیق کرنے والوں کو ہی کا فرد مرتد نہیں بتلایا گیا ، بلکہ اس شخص کو بھی باتفاق کافر کہا گیا جو مدعی نبوت کے دعوے میں سچائی کا احتمال بھی پیدا کرے یہ حضرات اگرچہ بال کی کھال نکالنے والے ہیں ، مگر انھوں نے بھی کوئی تفصیل نہ نہر مائی ، کہ یہ سنگین جرم (کفر) صرف اس شخص پر عائد ہے جو نبوت مستقلہ اور شریعتِ جدیدہ کا مدعی ہو ، یا اس کی تصدیق کرنے والا ہو ، غیر تشریعی یا ظلی بروزی یا لغوی یا مجازی

طور پر اگر کوئی دعویٰ کرے یا اس کی تصدیق کرے تو وہ اس میں داخل نہیں۔

حضرات مشکلمینؒ | گواہانِ ختم نبوت کی ساتویں قسط حضرات مشکلمینؒ ہیں، جن میں سے سولہ حضرات کے بیانات قلب بند کئے گئے ہیں، اُن حضرات

کے یہاں اگرچہ بات بات پر اور حرف حرف پر بحث و مباحثہ کا بازار گرم ہے، ایک عبارت میں جتنے احتمالات عقلی طور پر ہو سکتے ہیں ان کے یہاں تقریراً تا تردیداً تمام زنجیریں آجاتے ہیں، لیکن ان میں بھی کسی کے منہ سے یہ نہیں نکلا کہ ختم نبوت سے صرف شریعتِ جدیدہ و مستقلہ کا اختتام مقصود ہے، غیر شرعی طور پر نبوت بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔

صوفیائے کرامؒ | آخر میں ہم وہ گواہ پیش کرتے ہیں جن کے مقالات و حالات مقامِ نبوت کے اظلال ہیں، جن کے علوم و معارف کا میدان

صرف ادراقی کتب نہیں، بلکہ الہامِ رحمانی اور مکاشفات بھی اُن کے مشعلِ راہ ہیں جن میں سے دس حضرات کی شہادتیں ابھی درج کی گئی ہیں۔

اس نکتہ رس اور دقیقہ سنج جماعت نے بھی اُمت کو یہ اطلاع نہ دی کہ اصطلاحِ شریعت اور قرآن و حدیث میں جس کو نبوت کہا جاسکتا ہے اس کی کوئی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی رہے گی، بلکہ علماءِ ظاہر اہل سنت والجماعت کے عقائد اور بیانات کے مطابق انہوں نے بھی مطلقاً ہر قسم کی نبوت کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھا اور سمجھایا۔

الغرض ابتداء آفرینش سے آج تک انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام اور علماء و صلحاء کی بے شمار جماعتیں جس چیز کی گواہی دیتی چلی آئیں اور کسی نے اس میں تاویل و تفصیل کی شاخ نہ نکالی بلکہ اپنے اطلاق پر تسلیم کیا، اور کرایا۔ آج اگر کوئی شخص ان سب کے خلاف اس میں تحریف کرنے لگے تو اس کے سوا کیا کہا جاسکے۔

سرخِ خدا کہ عارف و زاہد کسے نہ گفت

در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

اور میں تو پھر وہی عرض کروں گا جو پہلے کرچکا ہوں، کہ اگر حق و ہدایت ان حضرات انبیاء و صحابہ و غیر ہم کے راستہ کے سوا کہیں اور ہے تو مجھے ایسے حق کی ضرورت نہیں میں ایسی ہدایت سے معافی چاہتا ہوں۔

وَرَشَادِي إِنْ تَكُنْ فِي سَلَوَتِي ۖ فَذَعُوْنِي لَسْتُ أَرْضَىٰ بِالرَّشَادِ
”اور میری ہدایت اگر اسی میں مغموم ہے کہ میں ان حضرات سے علیحدہ ہو جاؤں تو تم

مجھے چھوڑ دو، میں ایسی ہدایت کا خواہاں نہیں۔“

اور نہایت شرح صدر کے ساتھ کہوں گا کہ اگر ان حضرات کا اتباع گمراہی ہے
تو وہ گمراہی ہی میرا مذہب ہے، مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں،
وَلَنِعْمَ مَا قَالَ الشَّافِعِيُّ ۝

إِنْ كَانَ رِضَا حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ۖ فَلْيَشْهَدِ الشَّقَلَانِ إِلَىٰ رَافِضٍ

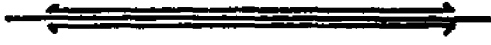
”اگر آلِ محمدؐ کی محبت کا نام رافضیت ہے تو جن دافس گواہوں کے میں بھی ایسا رافضی ہوں۔“

اگر کسی مجنوں کے نزدیک یہ سارے افضل المصالح غلامۃ کائنات (معاذ اللہ)
گمراہ ہیں تو میں تنہا ہدایت پا کر کیا کروں گا۔

وَمَا أَنَا إِلَّا مِنْ غَزِيَّةٍ إِنْ غَوَتْ ۖ غَوَيْتُ وَإِنْ تَرُودُنْ غَزِيَّةٌ أُرْشِدُ

میں قبیلہ غزیہ کا ایک سرود ہوں، اگر غزیہ سب گمراہ ہوئے تو میں بھی گمراہ ہوں اور

اگر وہ ہدایت پر ہیں تو میں بھی ہدایت پر ہوں۔“



قادیانیوں کی خدمت میں ایک درد مندانه و مخلصانہ گزارش

سب سے پہلے تو یہ حلفیہ گزارش ہے کہ واللہ باللہ ثم باللہ کہ مجھے مرزا صاحب اور ان کے متبعین سے کوئی بغض یا عناد نہیں، اور جو اوراق اس بحث میں سیاہ کئے ہیں ان کی غرض نہ اپنی حُرّت والی کا اظہار ہے، اور نہ ان مغلظات گالیوں کا بدلہ لینا جو مرزا صاحب اور ان کے متبعین نے ہمارے بزرگوں کو اپنی تعانیف میں دی ہیں، کیونکہ ان سب کا جواب تو ہمارے نزدیک یہ ہے:-

وَقُلْ يٰٓعٰلَمِ اِنْ شِئْتُمْ سُرٰتَنَا فَلَسْنَا بِشٰٓئِٔا مِٔنَ لِّمُتَشٰٓئِمٍ

”اور مرزا غلام سے کہہ دو کہ اگر تم نے ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں تو دو، ہم تو گالیاں

دینے والے کو گالیاں دینے والے نہیں۔“

بلکہ اخلاص کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے دین انبیاء اور مسترآن و حدیث اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف و خلف کے عقائد مسئلہ ختم نبوت کے متعلق پیش کرنا تھا جس میں ایک حد تک رب القوی والقدیر نے ان ضعیف ہاتھوں اور ناکارہ دل و دماغ کو کامیاب فرمایا، والحمد للہ علیٰ ذلک۔

خدا کے لئے سمجھو کہ اگر تم سب کے سب مرزا صاحب نہیں ان سے بھی کسی لفظی آدمی کو نبی بلکہ خدا تسلیم کر لو، اور تمام نصوص مسترآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف کو ٹھکرا دو تو ہمارا کیا بگڑتا ہے اور کروڑوں کافر دنیا میں اس سے زیادہ شریعت اسلام کی توہین کرنے والے موجود ہیں، ان میں چند ہزار کا اور اضافہ بھی، ہر شخص کو اپنی قبر میں سونا اور پائے کئے کو بھگتنا ہے، لَهُمْ مَا كَسَبُوا وَاَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَاَلَا تُنْظَرُونَ عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ

ہاں دل میں درد ہوتا ہے جب دیکھتے ہیں کہ اپنے دست و بازو کٹ رہے ہیں، لوگ غیروں کو اپنا بننے میں مشغول ہیں، اور مسلمان اپنے بھی غیر ہوتے جاتے ہیں۔

خدا کے لئے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کرو، اور ان اوراق کو تعصب و خود غرضی

سے ملحد ہو کر دیکھو، اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا ان بیانات و نصوص اور براہین واضحہ کے بعد بھی کسی غیر شرعی یا ظلم یا برداری یا لغوی یا مجازی یا حسدوی یا غیر مستقل نبوت کا وجود اسلامی روایات سے نکلتا ہے، یا ہر اس چیز کا جس کو شریعت و ملت اسلام میں نبوت کہا جاتا ہے، کلی انقطاع آفتاب کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ یہ ہماری گزارش ہے ماننا نہ ماننا آپ کے قبضہ میں ہے۔

وما التوفیق الا من الله وما الهداية الا منه والخر عوانا ان
الحمد لله رب العالمين، اللهم انا نعوذ بك من مضلات الفتن
ما ظهر منها وما بطن، اللهم ارينا
الحق حقا وارزقنا اتباعه وارينا الباطل
باطلا، وارزقنا اجتنابه وقد تم بعون الله تعالى سبعمائة
من شوال المکرم ۱۴۳۵ھ ضحوة يوم الاربعاء
ستبقى خطوطي في الدفاتر برهة
وانملتى تحت التراب ربيم

العبد الضعیف
محمد شفیع الدیوبندی
۱۴ شوال ۱۴۳۵ھ

ضمیمہ

۳۶۹

مسیح موعود کی پہچان

۱

۳۹۸

دعاویٰ مرزا

۲

مسیح موعود کی پہچان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَىٰ فَاَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰ ۝
 اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آخری دور میں بہ تقاضائے حکمت الہیہ
 دجال اکبر کا خروج مقدر و مقرر تھا جس کے شر سے تمام انبیاء علیہ السلام باقیین اپنی اپنی
 امتوں کو ڈراتے آئے تھے۔ اور حسب تصریحات احادیث متواترہ اس کا فتنہ تمام
 اگلے پچھلے قتنوں سے اشد ہوگا۔ اس کے ساتھ ساحرانہ قوتیں اور خوارقِ عادات
 بے شمار ہوں گے۔

اسی کے ساتھ زمرۂ انبیاء میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص شان اور
 خاتم الام کے ساتھ خاص عنایاتِ حق کے اظہار کے لئے باقتضائے حکمت الہیہ
 یہ بھی مقدر و مقرر تھا کہ فتنہ دجال سے امت کو بچانے اور دجال کو شکست دینے
 کے لئے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نزول فرمائیں گے
 جو اپنی مخصوص شانِ مسیحی سے مسیح دجال کا خاتمہ کریں گے۔

خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات اُمّتِ مرحومہ کے آگے
 آئے والے تمام فتن اور واقعات میں سب سے اہم تھے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر
 اپنی امت پر سب سے زیادہ رحم و شفیع رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کی
 تبیین و تعیین میں اور مسیح دجال اور مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی علامات و نشانات
 بتلانے میں انتہائی تفصیل و توضیح سے کام لیا ہے، ستن سے زیادہ احادیث ہیں جو
 مختلف اوقات میں صحابہ کے مختلف مجامع میں مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کی گئی
 ہیں۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات و علامات اور بوقت نزول اُن کی

۱۔ اخرجہ البدایہ عن انسؓ... کذا فی مجمع الفوائد مترجم ص ۶۷۴ ج ۴ - ۳۸۸

مکمل کیفیات کا اظہار فرمایا۔

یہ احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اکابر محدثین نے ان کو متواتر قرار دیا ہے اور خبر متواتر سے جو چیز ثابت ہو اس کا قطعی اور یقینی ہونا تمام اہل عقل اور اہل دین کے نزدیک باتفاق مسلم ہے۔

ان تمام احادیث معتبرہ کو احقر نے اپنے عربی رسالہ ”القصیح بما تواتر فی نزول المسیم“ میں جمع کر دیا ہے اور اس میں ہر حدیث پر نمبر ڈال دیئے ہیں اس رسالہ میں صرف حدیث کا نمبر اور کتاب کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ کسی وقت ان احادیث کو مع ترجمہ و تشریح طبعی شائع کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں خود قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی علامات اور نشانیاں بتلائی ہیں اتنی کسی اور نبی کے متعلق نہیں بتلائیں۔ یہاں تک کہ خود سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن اترا ہے ان کی بھی مادی اور جسمانی علامات و نشانات قرآن نے اس تفصیل سے نہیں بتلائے۔ تمام انبیاء علیہم کے درمیان صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا یہ معاملہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں اس پر مزید و دمزید اضافہ بلاشبہ اس لئے تھا کہ آخر زمانہ میں ان کا اس امت میں تشریف لانا مقدور و مقرر تھا۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ان کی علامات و نشانات امت کو ایسی وضاحت سے بتلا دیئے جائیں کہ پھر کسی کو کسی اشتباہ و التباس کی دلی گنجائش نہ رہے۔ اس رسالہ میں جمع کی ہوئی تمام علامات و نشانات کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ کہہ اٹھے گا کہ کسی انسان کی تعیین کے لئے اس سے زیادہ نشانات و علامات نہیں بتلائے جاسکتے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام میں سے اس کام کیلئے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتخاب میں شاید یہ حکمت بھی ہو کہ ان کی پیدائش اور خلقت و تربیت تمام بنی نوع انسان سے جدا ایک خاص معجزانہ طریق پر ہوئی ہے۔ ان کے حالات کسی دوسرے انسان کے ساتھ ملتنبس اور مشتبہ ہو ہی نہیں سکتے۔

۱۔ اب یہ ترجمہ و تشریح کا کام بخود ابراہیم بن محمد بن عثمانی سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے کر دیا ہے جو ”علامات قیامت اور نزول مسیح“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ محمد شفیع ۳۰ صفر ۱۳۹۴ھ

الغرض قرآن و حدیث نے آخر زمانہ میں آنے والے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کی تعین اور اس میں پیدا ہونے والے ہر التباس و اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے اس قدر اہتمام فرمایا کہ اُس سے زیادہ اہتمام عادتاً ناممکن ہے تاکہ کوئی جھوٹا مدعی اپنے آپ کو مسیح موعود کہہ کر امت کو گمراہ نہ کر سکے۔

لیکن شاباش ہے قادیانی مرزا غلام احمد کو کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے اس تمام اہتمام کے مقابلہ میں اکھاڑا جمادیا اور ان میں بیان کی ہوئی تمام چیزوں پر پانی پھیر کر خود مسیح موعود بن بیٹھے۔ اور اس سے زیادہ حیرت ان لوگوں پر ہے جنہوں نے قرآن و حدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہوتے ہوئے ان کو مسیح موعود مان لیا۔ لیکن اس امت میں سے کسی شخص کا مسیح موعود بننا بغیر اس کے ممکن نہیں تھا کہ قرآن و حدیث کی قائم کی ہوئی تمام مضبوط و مستحکم بنیادوں کو اکھاڑ کر ایک نیا دین، نئی ملت بنائی جائے۔ اس لئے مرزا صاحب نے :-

① امت کے اجماعی عقیدہ اور قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی۔ اُن کی قبر کشمیر میں ہے۔

② پھر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے بلکہ ان کا شبیہ و مثیل آئے گا۔

③ پھر وہ شبیہ و مثیل خود بننے کی کوشش جاری فرمائی۔

④ اور چونکہ حسب تصریح قرآن و حدیث و اجماع امت ہر قسم کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اب کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے نبی ہیں اُن کا انا ختم نبوت کے منافی نہیں تھا۔ اگر کوئی ان کا مثیل و شبیہ آئے

عہ قرآن مجید سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مکمل ثبوت حضرت الاستاذ العلامة مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کی کتاب "عقیدۃ الاسلام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام" میں اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی کتاب "کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ" میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس مسئلے متعلق احادیث احقر کے عربی رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں مذکور ہیں۔ ۱۲ منہ

مسئلہ ختم نبوت اُس کی راہ میں حائل ہوتا ہے اس لئے اس اجماعی مسئلہ کی تحریف کرنا پڑی اور نبوت کی خود ساختہ قسمیں بنا کر بعض اقسام کا سلسلہ جاری قرار دیا۔
 (۵) آخر کار خود نبی و رسول بن گئے۔

(۶) دعوائے نبوت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو اُن کو نہ مانے وہ کافر قرار دیا جائے اس کے نتیجے میں اپنی ایک مٹھی جماعت کے سوا اُمت کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔
 (۷) اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی مدعی نبوت کے ماننے والے اور نہ ماننے والے ایک ملت نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی نبی کے ماننے والے بھی مسلمان کہلائیں اور اُس کو جھوٹا سمجھنے والے بھی مسلمان رہیں۔ اس طرح ملت اسلامیہ کے ٹکڑے کر کے ایک علیحدہ ملت کی تعمیر کی گئی۔ یہ سارے کفریات اس کے نتیجے میں آئے کہ قرآن و حدیث کی بے شمار تصریحات کے خلاف اپنے آپ کو مسیح موعود مقرر کر دیا۔

اس لئے احقر نے اس مختصر رسالہ میں آخر زمانہ میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی تمام نشانیاں اور علامات بحوالہ قرآن و حدیث جمع کر دی ہیں تاکہ ہر دیکھنے والا ایک نظر میں دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جو علامات بیان کی ہیں قادیانی مرزا صاحب میں اُن میں سے کوئی موجود ہے یا نہیں۔

ہم نے سہولت کے لئے ان حالات و علامات کو ایک جدول کی صورت میں پیش کیا ہے جس کے ایک خانے میں آنے والے مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے خانے میں اُن کا حوالہ قرآن یا حدیث سے دیا گیا ہے۔ احادیث کی عبارت طویل تھی اس لئے تمام احادیث کو مع

اس جدول میں صرف حدیث کا نمبر لکھا جائے گا جس کو

اصل حدیث دیکھنا ہو اس نمبر کے حوالہ سے

تیسرے خانے میں مرزا صاحب کے حالات و علامات کا مقابلہ دکھلانا تھا۔ مگر میں تو ان علامات میں سے کوئی بھی مرزا صاحب میں نظر نہیں آئی، بلکہ صراحتہً اُس کے مخالف علامات و حالات معلوم ہوئے۔ مخالف حالات اور وہ بھی ذاتی اور گھریلو معاملات سے متعلق اگر بیان کئے جائیں تو دیکھنے والے شاید اُس کو تہذیب کے خلاف سمجھیں۔

اس لئے ہم نے یہ خانہ سب جگہ خالی چھوڑ دیا ہے کہ مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے والے خدا کو حاضر و ناظر جان کر ایمان داری سے اس خانہ کو خود پر کریں۔

شاید اللہ تعالیٰ اسی کو اُن کے لئے ذریعہ ہدایت بنادیں۔
وَمَا ذَلِك عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ

بند کا
محمد شفیع عفا اللہ عنہ
مدرس دارالعلوم دیوبند
شعبان ۱۳۳۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسیح موعود کا نام، کنیت اور لقب

۱	آپ کا نام عیسیٰ ہے۔ علیہ السلام	ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۲	آپ کی کنیت عیسیٰ ابن مریم ہے۔	ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ
۳	آپ کا لقب، مسیح ہے۔	إِنَّ اللَّهَ يُبَيِّنُ لَكَ كَلِمَاتِهِ مِنْهُ
۴	کلمہ اللہ ہے۔	أُمُّهُ الْمَرْيَمُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۵	روح اللہ ہے۔	• • •

مسیح موعود کے خاندان کی پوری تفصیل

۶	آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہے۔	ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
۷	آپ غیر باپ کے بقدرت خداوندی صرف ماں سے پیدا ہوئے۔	أَنِّي نَكُونُ فِي غَلَامٍ فَلَمَّ يَسْتَنِي
۸	آپ کے نانا عمران علیہ السلام ہیں۔	بَشَرًا ذَلَمَ آفُ بَغْيًا
۹	آپ کی نانی امراۃ عمران (حنتہ) ہیں۔	مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ النَّبِيِّ
۱۰	آپ کے ماموں ہارون ہیں	إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ
		يَا أُخْتُ هَارُونَ

عمہ ہارون سے اس جگہ ہارون نبی علیہ السلام مراد نہیں۔ کیونکہ وہ تو مریم سے بہت پہلے گزر چکے تھے، بلکہ ان کے نام پر حضرت مریمؑ کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا (بکزارواہ مسلم والنسائی والترمذی مرفوعاً)۔

۱۱	آپ کی نالی کی یہ تذر کہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بیت المقدس کے لئے وقف کر دیں گی۔	إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا
۱۲	پھر حمل سے لڑکی کا پیدا ہونا۔	فَلَمَّا وَضَعَتْهَا آيَةً
۱۳	پھر ان کا مذکر نہ کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔	إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ
۱۴	اُس لڑکی کا نام مریم رکھنا۔	إِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ

والدہ مسیح موعودؑ و حضرت مریمؑ کے بعض حالات

۱۵	مسیح شیطان سے محفوظ رہنا۔	إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ
۱۶	ان کا نشوونما غیر عادی طور پر ایک دن میں سال بھر کے برابر ہونا۔	وَأَنْبَتْنَاهَا نَبَاتًا حَسَنًا
۱۷	مجاہدین بیت المقدس کا مریم کی تربیت میں جبرہ نانا اور حضرت زکریا کا کفیل ہونا	إِذْ يَخْتَصِمُونَ
۱۸	ان کو محراب میں ٹھیرانا اور ان کے پاس غیبی رزق آنا۔	فَلَمَّا دَخَلْ عَلَيْهَا زَكْرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ حَلِيزَتَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
۱۹	زکریا کا سوال اور مریم کا جواب کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔	إِذْ قَالَتِ الْمَلَأُكَةُ لِمَ يَمُرُّ بِكَ
۲۰	فرشتوں کا ان سے کلام کرنا۔	إِنْ اللَّهُ اصْطَفَىٰ
۲۱	ان کا اللہ کے نزدیک مقبول ہونا۔	وَطَهَّرَكِ
۲۲	ان کا حیض سے پاک ہونا۔	وَأَمْطَلْنَاهَا عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ
۲۳	تمام دنیا کی موجود عورتوں سے افضل ہونا	

حضرت مسیح (علیہ السلام) کے ابتدائی حالات استقرار حمل وغیرہ

۲۴	مریم کا ایک گوشہ میں جانا	إِذَا انْتَبَذَتْ
----	---------------------------	-------------------

۲۵	اس گوشہ کا شرقی جانب میں ہونا ۔ ان کا پردہ ڈالنا ۔	مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا
۲۶	ان کے پاس بشکلِ انسان فرشتہ کا آنا ۔	فَأَوْسَلْنَا الْيَمَّارُودَ حَسَنًا فَقَمَلَتْ لَهُ أُنثَىٰ اسْوِيًّا
۲۷	مریم کا پناہ مانگنا ۔	إِنِّي أَخُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ
۲۸	فرشتہ کا من جانب اللہ ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دینا ۔	لَا حَبَّ لَكَ عَلَامًا ذَكِيًّا
۲۹	مریم کا اس خبر پر تعجب کرنا کہ بغیر صحبت مرد کے کیسے بچہ ہوگا ؟	أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ
۳۰	فرشتہ کا منجانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے ۔	قَالَ رَبِّكِ هُوَ عَلَىٰ هَيْئٍ
۳۱	محکم خداوندی بغیر صحبت مرد کے اُن کا حاملہ ہونا ۔	فَحَمَلَتْهُ
۳۲	دروازہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے جانا ۔	فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جُذْعِ النَّخْلَةِ
آپ کی ولادت کس جگہ اور کس طرح ہوئی		
۳۳	مسکونہ مکان سے دور ایک باغ کے گوشہ میں ولادت ہوئی ۔	فَاتَّخَذَتْ بِهِ مَسْكَنًا تَمِيًّا
۳۴	حضرت مریم ایک کھجور کے درخت کے تہ پر ٹھیک لگائے ہوئے تھیں ۔	إِلَىٰ جُذْعِ النَّخْلَةِ
۳۵	ولادت کے بعد مریم کا بوجہ حیار کے پریشان ہونا اور لوگوں کی تہمت سے ڈرنا ۔	قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّيًّا
۳۶	درخت کے نیچے سے فرشتہ کا آواز دینا	فَتَادَّبَعَهَا مِنْ تَحْتِهَا

۳۷	کہ گھبراؤ نہیں اللہ نے تمہیں ایک سردار دیا ہے ۔	الَّا تَحْزَنُ فِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکَ تَحْتَکَ سَیِّدًا
۳۸	ولادت کے بعد حضرت مریم کی غذا تازہ کھجوریں ۔	نَسَاقُطَ عَلَیْکَ رُطَبًا جَنِّیًّا ۔
۳۹	حضرت مریم کا آپ کو گود میں اٹھا کر گھر لانا ۔	فَاَتَتْ بِہِ قَوْمَہَا تَمِیْلًا
۴۰	ان کی قوم کا تہمت رکھنا اور بدنام کرنا ۔	یَسْرِیْمُ لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا قَبِیْہًا
۴۱	حضرت مریم سے رفع تہمت کے لئے من جانب اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام فرمانا ۔ اور یہ فرمانا کہ میں نبی ہوں	قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتَنِی الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۔

حضرت مسیح موعود کے خصائص

۴۲	مسیح موعود کا مردوں کو حکم خواندہ کرنا	وَاُحْیِ الْمَوْتٰی
۴۳	برص کے بیمار کو شفا دینا ۔	اُبْرِیْ اَلْاَلَمَہَ وَالْاَبْرَصَ
۴۴	مادہ زلاد اندھے کو حکم الہی شفا دینا ۔	• • •
۴۵	مٹی کی چپڑیوں میں بحکم الہی جان ڈالنا ۔	فَاَنْفَخْ فِیْہِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ
۴۶	آدمیوں کے کھائے ہوئے کھانے کو بتا دینا کہ کیا کھایا تھا ؟	وَاَنْنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ
۴۷	جو چیزیں لوگوں کے گھروں میں چھپی ہوئی رکھی ہیں ان کو بن دیکھے بتا دینا ۔	وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ • • •
۴۸	کفار بنی اسرائیل کا حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کرنا اور حفاظت الہی ۔	وَمَنْ وَاَدَمَّکُمُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ

۴۹	کفار کے نزع کے وقت آپ کے آسمان پر زندہ اٹھانا۔	إِنِّي مُتَوَلِّيكَ وَرَأَيْتُكَ إِنَّكَ
----	--	--

حضرت مسیح موعود کا حلیہ

۵۰	آپ کا دجیہ ہونا۔	وَجِئْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
۵۱	آپ کا تد و قامت درمیانہ ہے۔	عَدِثٌ عَنْ رِوَايَةِ ابُو دَاوُدَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ جَابِرٍ وَابْنِ جَرَرٍ وَابْنِ
۵۲	رنگ سفید سُرخِ مائل ہے۔	• • •
۵۳	بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک ہوگی۔	• • •
۵۴	بالوں کا رنگ بہت سیاہ چمک دار ہوگا۔ جیسے نہانے کے بعد بال ہوتے ہیں۔	• • •
۵۵	بال گھٹورے ہوں گے۔	• • •
۵۶	مخافتہ میں آپ کے مشاہیر و مہجین مسخوئیں	روایات میں ہر کہ سیدھے بال ہو گئے جیسے کہ عَدِثٌ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ وَابْنِ جَرَرٍ وَابْنِ
۵۷	آپ کی خداک لوبیا اور جو چیزیں لگ پر نہ بچیں۔	دو وقتوں کے لحاظ سے ہوں۔ • • • عَدِثٌ عَنْ رِوَايَةِ ابْنِ

آخر زمانہ میں آپ کا دوبارہ نزول

۵۸	قرب قیامت میں پھر آسمان سے اُترنا۔	عَدِثٌ عَنْ لُغَايَةِ ع
۵۹	نزول کے وقت آپ کا لباس؛ دُرُ زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے	عَدِثٌ عَنْ ابُو دَاوُدَ وَغَيْرِهِ

۶۰	آپ کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی۔	حدیث ۵۷ ابن عساکر
۶۱	آپ ایک زندہ پہنیں گے۔	حدیث ۶۵ دد مشور

بوقت نزول آپ کے بعض حالات

۶۲	دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔	حدیث ۵۷ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ احمد۔
۶۳	آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔	حدیث ۵۷ ابن عساکر
۶۴	اُس وقت جس کسی کا فر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مَر جائے گا۔	حدیث ۵۷ صحیح مسلم
۶۵	سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔	

مقام نزول اور وقت نزول کی مکمل تعیین و توضیح

۶۶	آپ کا نزول دمشق میں ہوگا۔	حدیث ۵۷ مسلم
۶۷	دمشق کی جامع مسجد میں نزول ہوگا۔	۔
۶۸	جامع مسجد دمشق کے بھی شرقی گوشہ میں نزول ہوگا۔	۔
۶۹	نماز صبح کے وقت آپ نازل ہوں گے	۔

بوقت نزول حاضرین کا مجمع اور انکی کیفیت

۷۰	مسلمانوں کی ایک جماعت مع امام مہدیؑ کے مسجد میں موجود ہوگی۔ جو دجال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے۔	حدیث ۷۷ مسلم
----	---	--------------

۷۱	ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سوتھیں عورتیں ہوں گی۔	حدیث ۶۹ دہلی
۷۲	بوقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لئے مصطفیٰ درست کرتے پھٹے ہوں گے۔	
۷۳	اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے۔	حدیث ۱۳۱ و ۱۳۲ تا ۱۳۴
۷۴	حضرت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے بلائیں گے اور وہ اٹھائیں گے	حدیث ۷۲ مسلم واحد
۷۵	جب حضرت مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے۔	حدیث ۷۳ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن خزمیہ
۷۶	پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔	حدیث ۷۴ ابولعیم

بعد نزول آپ کتنے دنوں دنیا میں رہیں گے

۷۷	آپ چالیس سال دنیا میں قیام فرمائیں گے۔	حدیث ۷۵ ابوداؤد، ابوالشیمہ، احمد، ابن حبان، ابن جریر
----	--	--

بعد نزول آپ کا نکاح اور اولاد

۷۸	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح ہوگا۔	حدیث ۷۶ فتح الباری و ۷۷
۷۹	بعد نزول آپ کے اولاد ہوگی۔	حدیث ۷۸ کتاب الخط والترزی، حدیث ۷۹ مذکور

نزول کے بعد مسیح موعودؑ کے کارنامے

۸۰	آپ صلیب توڑیں گے یعنی صلیب پستی کو اٹھادیں گے	حدیث ۸۰ بخاری و مسلم
----	---	----------------------

۸۱	خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔	حدیث عہد بخاری و مسلم
۸۲	آپ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ مسجد کھلوائیں گے اور اس کے پیچھے دجال ہوگا	حدیث عہد ۱۳
۸۳	دجال اور اس کے ساتھیوں سے جہاد کریں گے۔	• •
۸۴	دجال کو قتل فرمائیں گے۔	• •
۸۵	دجال کا قتل ارضی فلسطین میں باب لند کے پاس واقع ہوگا۔	• •
۸۶	اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی	• •
۸۷	جو یہودی باقی ہوں گے چُن چُن کر قتل کر دئے جائیں گے۔	• •
۸۸	کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی	• •
۸۹	یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چُپا ہوا ہے۔	• •
۹۰	اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔	حدیث عہد، ابوداؤد، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن حبان، ابن جریر
۹۱	اور جہاد موقوف ہو جائے گا: کیونکہ کوئی کافری باقی نہ رہے گا۔	حدیث عہد بخاری و مسلم
۹۲	اور اس لئے حبزیہ کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔	حدیث عہد مسند احمد
۹۳	مال و زرد لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔	حدیث عہد مذکور
۹۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امت کریں گے۔	حدیث عہد مسلم، مسند احمد

۹۵	حضرت مسیح مقام نبی الروجا میں تشریف لے جائیں گے۔	حدیث ۲۷ مسلم، مسند احمد
۹۶	حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔	” ” ” ”
۹۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر تشریف لے جائیں گے	” ” ” ”
۹۸	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے جس کو سب حاضرین سنیں گے۔	درمنثور

مسیح موعودؑ لوگوں کو کس منہب پر چلائیں گے

۹۹	آپ قرآن و حدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔	حدیث ۵۵ اشاعہ
----	---	---------------

مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہری و باطنی برکات

۱۰۰	ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گے۔	حدیث ۷ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔
۱۰۱	سب کے دلوں سے بغض و حسد اور کینہ نکل جائے گا۔	حدیث ۷ مسلم وغیرہ
۱۰۲	ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔	حدیث ۷ مذکور
۱۰۳	ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لئے کافی ہوگی۔	” ” ” ”
۱۰۴	ایک دودھ والی بکری ایک قبیلہ کیلئے کافی ہو جائیگی۔	” ” ” ”
۱۰۵	ہر ڈنک والے زیر پیلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائے گا۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ

۱۰۶	یہاں تک کہ ایک لڑکی اگر سانپ کے منہ میں اٹھ جائے گی تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔	حدیث ۱۳ ابو داؤد ابن ماجہ
۱۰۷	ایک لڑکی شیر کو بھگا دے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا۔	" "
۱۰۸	بھڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا ہے گا جیسے گٹا، ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے۔	" "
۱۰۹	ساری زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔	" "
۱۱۰	مدقات کا دھول کرنا چھوڑ دیا جائے گا	" "

یہ برکات کتنی مدت تک رہیں گی ؟

۱۱۱ | یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔ | حدیث ۱۴ مسلم و احمد حاکم

لوگوں کے حالات متفرقہ عروج و غروب کے

۱۱۲	رُومی لشکرِ مقامِ اعماق یا دہلی میں اُترے گا	حدیث ۱۵ مسلم
۱۱۳	اُن نے جہاد کے لئے مدینہ منورہ سے ایک لشکر چلے گا۔	" "
۱۱۴	یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔	" "
۱۱۵	ان کے جہاد میں لوگوں کے تین محکمے ہو جائیں گے۔	" "
۱۱۶	ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔	" "
۱۱۷	ایک تہائی شہید ہو جائے گا۔	" "

۱۱۸	ایک تہائی فتح پائیں گے۔	حدیث ۷۷ مسلم
۱۱۹	قسطنطنیہ فتح کریں گے۔	" "

پہلے خسرو ج دجال کی غلط خبر مشہور ہونا

۱۲۰	جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خسرو ج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔	حدیث ۷۷ مسلم
۱۲۱	لیکن جب یہ لوگ ملک شام میں آئیں گے تو دجال نکل آئے گا	" "

اس زمانے میں عرب کا حال

۱۲۲	عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے۔	حدیث ۷۸ ابوداؤد ابن ماجہ
	سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے۔	" "

لوگوں کے بقیہ حالات

۱۲۳	مسلمان دجال سے بچ کر افیق پہاڑ پر جمع ہو جائیں گے (یہ پہاڑ ملک شام میں ہے۔	حدیث ۷۹ احمد، حاکم، طبرانی
۱۲۴	اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چوڑا جلا کر کھا جائیں گے۔	" "
۱۲۵	اس وقت اچانک ایک منادی آواز دے گا کہ تمہارا فریاد رس آگیا۔	" "
۱۲۶	لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔	" "

غزوہ ہندوستان کا ذکر

۱۲۷	ایک مسلمانوں کا لشکر ہندوستان پر چڑھ کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا۔	حدیث ۳۶ ابو نعیم
۱۲۸	یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول اور مغفور ہوگا	• •
۱۲۹	جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔	• •
۱۳۰	بنی عباس اس وقت گاؤں میں ہوں گے اور سیاہ کپڑے پہنیں گے۔	حدیث ۳۹ ابن بخاری
۱۳۱	اور ان کے متبعین اہل خراسان ہوں گے	• •
۱۳۲	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعتماد پر تمام دنیا سے مستغنی ہو جائیں گے	• •

مسیح موعود کے زمانہ کے اہم واقعات

آپ کے نزول سے پہلے دجال کا خروج

۱۳۳ | شام و عراق کے درمیان دجال نکلے گا۔ | حدیث ۴۰ منکور |

دجال کی علامات

۱۳۵	اس کی پیشانی پر کافراں سے مورستیں لکھا ہوگا	حدیث ۴۱ مسند احمد
۱۳۶	دہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔	• •
۱۳۷	دائیں آنکھ میں سخت ناخن ہوگا۔	• •

۱۳۸	تمام دنیا میں پھر جائے گا۔ کوئی جنگ باقی نہ رہے گی جس کو وہ فتح نہ کرے۔	حدیث ۳۱ مسند احمد
۱۳۹	البتہ حرمین، مکہ و مدینہ اُس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔	• •
۱۴۰	مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔ جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔	حدیث ۳۲
۱۴۱	جب مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سنجہ (کھاری زمین) کے ختم پر جا کر ٹھہرے گا۔	• •
۱۴۲	اس وقت میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد و عورت دجال کے ساتھ ہو جائیں گے۔	حدیث ۳۳ مسند احمد
۱۴۳	اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اُس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی۔	حدیث ۳۴ مسند احمد
۱۴۴	اُس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر اور دوسرا مہینہ کے برابر اور تیسرا ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور پھر باقی ایام عادت کے موافق ہوں گے۔	• •
۱۴۵	وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔	• •
۱۴۶	اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔	• •

۱۴۷	جب وہ بادل کو کہے گا فوراً بارش ہو جائے گی	حدیث ۵ مذکور
۱۴۸	اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔	" "
۱۴۹	مادر زادہ اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔	حدیث ۳۸ طبرانی
۱۵۰	زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آکر اس کے پیچے ہو جائیں گے	" "
۱۵۱	دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے بیچ کر دیگا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ صبح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آجائے گا۔	" "
۱۵۲	اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تلواں اور ساج ہوں گے۔	حدیث ۱۳ ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ
۱۵۳	لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا۔ ایک فرقہ اپنی کاشت کاری میں لگا رہے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔	حدیث ۷ ابن ابی شیبہ، عباس بن حمید، حاکم، بیہقی، ابن ابی حاتم۔
۱۵۴	مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کچاں ایک ابتدائی لشکر بھیجیں گے	" "
۱۵۵	اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ (یا سیاہ) سفید گھوڑے پر سوار ہوگا اور یہ سلا لشکر شبید ہو جائے گا ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔	" "

دجال کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی شکست

۱۵۶	دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پھینکے گئے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔	حدیث ۱۳۱۱ ذکر
۱۵۷	اس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی	حدیث ۱۳۱۲ ذکر

یا جوج ماجوج کا نکلنا اور ان کے بعض حالات

۱۵۸	اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیرے گا۔	حدیث ۱۳۱۵ ذکر
۱۵۹	اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو طور پہاڑ پر جمع فرمائیں گے۔	• •
۱۶۰	یا جوج ماجوج کا ابتدائی حصہ جبریلؑ طبع پر گزرے گا تو سب ریا کو پی کر مٹا کر دے گا۔	• •
۱۶۱	اس وقت ایک سیل لوگوں کے لئے ستو دینار سے بہتر ہوگا (بوجہ قحط کے یا دنیا سے قلتِ رغبت کی وجہ سے)	• •

مسیح موعود کا یا جوج ماجوج کیلئے بدعافرمانا اور کئی ہلاکت

۱۶۲	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا جوج ماجوج کے لئے بدعافرمائیں گے۔	حدیث ۱۳۱۷ ذکر
۱۶۳	اللہ تعالیٰ اُن کے گلوں میں ایک گلی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعہ مرے ہوئے رہ جائیں گے۔	• •

حضرت عیسیٰ کا جبل طور سے اُترنا

۱۶۴	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلو کو لیکر جبل طور سے زمین پر اتریں گے۔	حدیث ۵۵ مذکور
۱۶۵	مگر تمام زمین یا جوج ماجوج کے گرد کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔	" "
۱۶۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے کہ بدبو دور ہو جائے۔	" "
۱۶۷	اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے زمین دھل جائے گی۔	" "
۱۶۸	پھر زمین اپنی اصلی حالت پر پھولوں اور پھلوں سے بھر جائے گی۔	" "

مسح موعود کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے حالات

۱۶۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مُقعد ہے۔	حدیث ۵۵ الاشارة للبرزخی
۱۷۰	اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی	حدیث ۵۵ و ۵۶ مسند احمد و صحیح
۱۷۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزِ اظہر میں چوتھی قرآپ کی ہوگی۔	" "
۱۷۲	لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعمیل ارشاد کے لئے مُقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔	" "
۱۷۳	پھر مُقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔	" "
۱۷۴	پھر لوگوں کے سینوں سے دُشمنانِ اٹھا لیا جائے گا۔	" "

۱۷۵	یہ واقعہ مُقَدَّر کی موت سے تین سال بعد ہوگا۔	حدیث ۵۵ و ۵۶ مسند احمد و حافظ۔
۱۷۶	اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا جیسے کوئی پورے توجہینہ کی حاملہ کہ معلوم نہیں کب ولادت ہو جائے۔	" "
۱۷۷	اس کے بعد قیامت کی بالکل تسری علامات ظاہر ہوں گی۔	" "

ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝

مسیح موعودؑ کی مکمل سوانح حیات اور عمر بھر کے کارنامے اور ان کے مسکن و مفن کا پورا جغرافیہ اس تفصیل و تحقیق کے ساتھ قرآنی آیات اور حدیثی روایات میں جب ایک سمجھدار آدمی کے سامنے آتا ہے تو خود بخود یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ لاکھوں انبیاء علیہم السلام کی عظیم الشان جماعت میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے کہ اُن کے تذکرہ کو قرآن و حدیث نے اتنی زیادہ اہمیت دی ہے کہ کسی اور نبی کے لئے اس کا عشرِ عشر بھی مذکور نہیں۔ یہاں تک کہ سید الاولین و الآخرین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طلیات اور سیرت و شمائل بھی قرآن عزیز میں اس تفصیل و توضیح کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ حالانکہ تمام انبیاء و رُسل کی جماعت پر آپؐ کی سیادت و عظمت باجماع امت ثابت ہونے کے علاوہ خود حضرت عیسیٰ السلام کی بعثت کے مقاصد میں تبصریح قرآن مجید یہ بھی ایک اہم مقصد ہے کہ دنیا میں آپؐ کی تشریف آوری کا اعلان فرماتے ہوئے آپؐ کی سیادت کا سکھ قلوب پر بٹھلا دیں۔ ان حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کی یہ اہمیت ضرور کسی بڑی مصلحت و حکمت پر مبنی ہے۔

پھر جب ذرا تاویل سے کام لیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ خصوصی اہمیت بھی اُن عنایات الہیہ کا نتیجہ ہے جو ازل سے امتِ اُمیہ کی قسمت میں مقدر ہو چکی تھی اور

اور حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین کا ایک مظہر ہے۔ جس نے اُمت کے لئے مذہبی شاہراہ کو اتنا ہموار اور صاف کر چھوڑا ہے کہ اُس کا لیل و نہار برابر ہے۔ اس رستہ کے قدم قدم پر ایسے نشانات بتلا دیئے ہیں کہ چلنے والے کو کہیں التباس پیش نہیں آ سکتا۔

یعنی قیامت تک جتنے قابلِ اقتدار انسان پیدا ہونے والے تھے اُن میں اکثر کے نام لے لے کر اُن کی مفصل کیفیات پر اُمت کو مطلع فرمادیں تاکہ اپنے اپنے وقت میں بزرگانِ دین ظاہریوں تو اُمت ان کے قدم لے اور اُن کے افعال اقوال کو اپنا اُسوہ بنائے۔

پھر ارشادِ ہدایت کے سلسلہ میں چونکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت کی شان امتیاز رکھتے ہیں، اس لئے اُن کے ذکر کی اہمیت سب سے زیادہ ہونا لازمی تھی۔ کیونکہ نبی کی شان تمام دنیا سے برتر ہے۔ اُس کی ادنیٰ توہین و تنقیص کا اشارہ بھی کفر صریح ہے۔ تمام مرشدین اور مجددین اُمت کی شخصی معرفت میں اگر کوئی مشبہ باقی بھی ہے تو بجز اس کے کہ اُن کی برکات و فیوض سے محسوس ہو اُمت کے ایمان کا خطرہ نہیں ہے۔ بخلاف مسیح موعود علیہ السلام کے کہ اگر اُن کی علامات اور پہچان میں کوئی مشبہ کا موقع یا التباس کی گنجائش ہے اور اُمت مرحومہ اُن کو نہ پہچانے تو یہاں کفر و ایمان کا سوال پیدا ہو جاتا ہے اور اُمت کا ایمان خطرہ میں آ جاتا ہے۔ اندیشہ قوی ہوتا ہے کہ نہ پہچاننے کی وجہ سے اُمت آپ کی توہین و تنقیص میں مبتلا ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور پھر دجالی قتنوں اور یا جوج ماجوج کی بلاؤں کا شکار ہو جائے۔

اس لئے رحمۃ للعالمین کا فرض تھا کہ مسیح موعود کی پہچان کو اتنا روشن فرمادیں کہ کسی بصیر انسان کو اُن سے آنکھ چُرانے کی مجال نہ ہے۔ خدا کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور بے شمار درود اُمس حریص بالمومنین اور رؤف رحیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے اس مسئلہ کو اتنا صاف اور روشن فرمادیا کہ اس سے زیادہ عادتاً ناممکن ہے۔

دنیا میں ایک شخص کی تعریف اور پہچان کے لئے اس کا نام اور ولدیت سکونت وغیرہ دو تین اوصاف بتلا دینا ایسا کافی ہو جاتا ہے کہ پھر اُس میں کوئی شک باقی

نہیں رہتا۔ ایک کارڈ پر جب یہ دو تین نشان لکھ دیئے جاتے ہیں تو مشرق سے مغرب میں ٹھیک اپنے مکتوب الیہ کے پاس پہنچتا ہے اور کسی دوسرے کو یہ مجال نہیں ہوتی کہ اس پر اپنا حق ثابت کرے یا چٹھی رسالے سے یہ کہہ کر لے لے کہ میں ہی اس کا مکتوب الیہ ہوں۔

لیکن ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف انہیں نشانات کے بتلا دینے پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ مسیح موعود کے نام کی جو چٹھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں دی ہے اس کی پشت پر پتہ کی جگہ ان کی ساری سوانح عمری اور شمائل و خصائل، حلیہ، لباس اور عملی کارنامے بلکہ ان کے مقام نزول اور جائے قرار و مسکن و مدفن کا پورا جغرافیہ تحریر فرما دیا ہے، اور پھر اسی پر بس نہیں فرمائی بلکہ آپ کا شجرہ نسب اور آپ کے متعلقین اور متبعین تک کے احوال کو مفصل لکھ دیا ہے۔

مگر افسوس کہ اس پر بھی بعض قزاق اس فکر میں ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تمام کوشش پر (خاکش بدین) خاک ڈال کر اس چٹھی کو قبضہ الیں اور اس طرح دنیا میں مسیح موعود بن بیٹھیں۔

مرزائیوں سے چند سوال

مجھ کو یہ پوچھنا ہے مرزا سے
یہ کبھی ہوش میں بھی آتے ہیں

وہ لوگ جو نادانیت یا کسی مغالطہ و غلط فہمی سے مرزائیت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، میں ان کو خدا اور اس کے رسول کا واسطہ دے کر دلی خیر خواہی اور ہمدردی سے عرض کرتا ہوں کہ یہ دین و آخرت کا معاملہ ہے، ہر شخص کو اپنی قبر میں اکیلا جانا اور حساب دینا ہے، کوئی جتھا اور جماعت وہاں کام نہ آئے گی۔ خدا کے لئے ہوش میں آئیں اور عقل خدا داد سے کام لیں اور سمجھیں کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب انصاف و علامات اور نشانات کے آدمی تھے جو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی پہچان کے لئے امت کے سامنے رکھے ہیں،
و کیا مرزا جی کا نام ”غلام احمد“ نہیں بلکہ ”عیسیٰ“ ہے؟

- و کیا اُن کی والدہ کا نام "چراغ بی" نہیں بلکہ "مریم" ہے ؟
- و کیا ان کے والد "غلام مرتضیٰ" نہیں ، بلکہ بے باپ کی پیدائش ہیں ؟
- و کیا اُن کا مولد "قادیان" جیسا کو ردہ نہیں ، بلکہ "دمشق" ہے ۔ یا قادیان دمشق کے ضلع یا صوبہ میں واقع ہے ؟
- و کیا ان کا مدفن "قادیان" نہیں بلکہ "مدنیہ طیبہ" ہے ؟
- و کیا اُن کے نانا "عمران" اور ماموں "ہارون" اور نانی "حنتہ" ہیں ؟
- و کیا اُن کی والدہ کی تربیت حضرت مریم کی طرح ہوئی ہے ؟ _____ اور
- کیا ان کی نشوونما ایک دن میں اتنا ہوا ہے جتنا ایک سال میں بچے کا ہوتا ہے ؟
- کیا اُن کے پاس غیبی رزق آتا تھا ؟ کیا فرشتے اُن سے کلام کرتے تھے ؟
- و کیا مرزا جی کی پیدائش جنگل میں کھجور کے درخت کے نیچے ہوئی ؟
- و کیا اُن کی والدہ نے پیدائش کے بعد درخت کھجور کو ہلا کر کھجوریں کھائی تھیں ؟
- و کیا مرزا جی نے کسی مُردے کو زندہ کیا ہے ؟
- و کیا انہوں نے کسی برص کے بیمار یا مادرِ زاد اندھے کو خدا سے اذن پا کر شفایابی دی ہے ؟
- و کیا مٹی کی چڑیوں میں حکم خداوندی جان ڈالی ہے ؟
- و کیا وہ آسمان پر گئے ہیں اور پھر اترے ہیں ؟
- و کیا اُن کے سانس کی ہوا سے کافر مر جاتے تھے ؟
- و کیا اُن کے سانس کی ہوا اتنی دُور پہنچتی تھی جہاں تک اُن کی نظر پہنچے ؟
- و کیا وہ دمشق کی جامع مسجد میں گئے ہیں ؟
- و کیا اُن کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوا ہے ؟

سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ کہ مرزا جی میں باوجود مسیح یا شیل مسیح کے دعوے کے یہ وصف نہ ہوا ،
 ورنہ ساری دنیا خالی ہو جاتی ۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور ہنود واقعی کافر ہیں ہی ، مرزا جی کے نزدیک
 دنیا کے کروڑوں مسلمان بھی کافر ہیں ۔ دیکھو حقیقۃً الوحی ص ۱۶۹ ، اربعین ص ۲۷۰ دیر الامل ص ۱۷۰
 انجام آتم ص ۱۲ وغیرہ ۱۲ منہ

- ۱ کیا انہوں نے دنیا سے صلیب پرستی اور نصرانیت کو مٹایا ہے یا اور ان کے زمانہ میں نصرانیت کو ترقی ہوئی ؟
- ۲ کیا ان کے زمانہ میں ان اوصاف کا دجال نکلا ہے جو بحوالہ احادیث ہم نے نقشہ میں درج کئے ہیں ؟
- ۳ کیا انہوں نے ایسے دجال کو حربہ سے قتل کیا ہے ؟
- ۴ کیا انہوں نے اور ان کی جماعت نے یہودیوں کو قتل کیا ہے ؟
- ۵ کیا کسی نے ان کے زمانہ میں پتھروں اور درختوں کو بولتے دیکھا ہے ؟
- ۶ کیا انہوں نے مال و دولت کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب کوئی لینے والا نہیں ملتا یا اور افلاس، فقر و فاقہ اور ذلت ان کے قدموں کی برکت سے دنیا میں پھیل گئے۔
- ۷ کیا آسمانی برکات پھلوں اور درختوں میں اس طرح ظاہر ہوئیں کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے ایک بھری کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے کافی ہو جائے ؟
- ۸ کیا انہوں نے لوگوں کے قلوب میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا یا نفاق و خلاف کی طرح ڈالی ؟
- ۹ کیا بغض و حسد لوگوں کے قلوب سے اُٹھ گیا یا اور زیادہ ہو گیا ؟
- ۱۰ کیا بھوسانپ وغیرہ کا زہر بے کار ہو گیا ؟
- ۱۱ کیا مرزا جی کو حج یا عمرہ یا دونوں کر نا نصیب ہوا ہے ؟
- ۱۲ کیا مرزا جی کبھی مسلمانوں کو لسیکر کوہ طور پر تشریف لے گئے ہیں ؟
- ۱۳ کیا ان کے زمانہ میں یا جوج ماجوج نکلے ہیں ؟ کیا ان کے مردوں سے تمام زمین آلودہ نجاست و بدبو ہوئی اور مرزا جی کی دعا سے بارش نے اس کو دھویا ہے ؟
- ۱۴ کیا مرزا جی نے کسی مقعد نامی آدمی کو خلیفہ بنایا ہے ؟
- ۱۵ کیا مرزا جی کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی ؟
- ۱۶ الغرض مسیح موعود کے حالات و نشات کا مکمل نقشہ بحوالہ قرآن و حدیث آپ کے سامنے ہے۔ آنکھیں کھول کر ایک ایک نشان اور ایک ایک علامت کو

مرزا صاحب میں تلاش کیجئے اور خدا تعالیٰ نظروں سے غائب ہے تو مخلوق ہی سے شرمائیے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چٹھی جس پر یہ نشانات اور یہ پتہ لکھا ہوا ہے، آپ کس کے سپرد کرتے ہیں؟ اور اگر کہیں کہ غلام احمد سے مراد عیسیٰ اور اند چراغ بی سے مریم اور دمشق اور مدینہ سے قادیان اور نصرانیت کے مٹانے سے مراد اُس کی ترقی اور عزت سے مراد ذلت ہے، تو اس خانہ ساز مرزائی لغت پر قرآن اور احادیث نبویہ کی اس تحریف بلکہ ان کا مضحکہ بنانے کو کیا واقعی تمہاری عقل قبول کرتی ہے؟ اور کیا دنیا میں کوئی انسان اس پر راضی ہو سکتا ہے؟ اور اگر تحریفات و تاویلات اور استعارات کی یہی گرم بازاری ہے تو پھر کیا دنیا کا کوئی کام یا کوئی معاملہ درست رہ سکتا ہے؟

ہم تو جب جانیں کہ مرزا صاحب یا اُن کی امت کسی عیسیٰ نامی دمشقی آدمی کا ایک کارڈ چٹھی رساں سے یہ کہہ کر وصول کر لیں کہ آسمان میں قادیان ہی کا نام دمشق ہے اور میرا ہی نام عیسیٰ ہے اور چراغ بی ہی کا نام مریم ہے، کبھی یہ کہہ کر دیکھو کہ چٹھی رساں اور ساری دنیا تمہیں کیا کہے گی؟

ہاں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چٹھی کو لاوارث سمجھ کر راستہ میں اڑانا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ آج بھی آپ کے وہ وارث موجود ہیں جو آپ ہی کی لکیر کے فقیر ہیں اور اسی کو اپنی بادشاہی سمجھتے ہیں اور اسی عہد پر جان لے دینے کو اپنی فلاح دارین جانتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باندھ چکے ہیں۔

اگرچہ خرمین عمر غم تو داد بباد
بخاک پائے عزت کہ عہد شکستہ

اس لئے ہم بعون اللہ تعالیٰ بیانگ دہل کہتے ہیں کہ مرزائی امت کتنا ہی زور لگائے مگر یہ والا نامہ اُسی مکتوب الیہ کو ملے گا جس کے نام آج سے تیرہ سو برس پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا اور بروایت ابوہریرہؓ ان کو سلام پہنچایا ہے۔ واللہ باللہ ہمیں مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں۔ کون چاہتا ہے کہ گھر آئے ہوئے مسیح کو اور ان کی مسیحائی کو ٹھکرا دے۔ بالخصوص ایسے وقت جب کہ قوم کو مسیح کی سخت حاجت ہے۔ مگر بات وہی ہے کہ مسیح تو ماننے کے لئے تیار

ہیں مگر کوئی مسیحائی بھی تو دکھلائے ۵

ہوں میں پروانہ مگر شمع تو ہورات تو ہو ۶ جان دینے کو ہوں موجود کوئی بات تو ہو
دل بھی حاضر تسلیم بھی خم کو موجود ۶ کوئی مرکز ہو کوئی قبلہ حاجات تو ہو
دل تو بے چین ہے اظہار ارادت کیلئے ۶ کسی جانب سے کچھ اظہار کرامات تو ہو
دل کشا بادۂ صافی کا کسے ذوق نہیں ۶ باطن افراد کوئی پر خرابات تو ہو
مسلمانو! آپ کی مذہبی غیرت و حمیت اور خدا داد عقل و فہم کو کیا ہوا کہ آپ کو
مشاہدات اور بدیہیات کے انکار کی طرف بلایا جاتا ہے، اور آپ ذرا عقل سے
کام نہیں لیتے ظ

اے کشتہ ستم! تری غیرت کو کیا ہوا؟

خدا کے لئے ذرا ہوش میں آؤ اور اس فتنہ کے انجام پر نظر ڈالو کہ اگر یہی مرزائی
لغت اور قادیانی زبان اور اس کے عجیب استعارات رہے تو قرآن و حدیث اور مذہب
اسلام کا تو کھنکھایا ساری دنیا کا گھر دندہ اور عالم کا نظام برباد ہو جائے گا۔ ایک شخص
اگر زید کے گھر پر دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہے اور مرزا صاحب کی طرح کہے کہ آسمانی دفتر
میں میرا ہی نام زید لکھا ہوا ہے اور مالک مکان کی جتنی علامات اور نشانات سرکاری
کاغذوں میں درج ہیں اُن سب کا مستحق ب رنگ استعارات میں ہوں تو بتلائیے کہ آپ کے
پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ اسی طرح اگر ایک مرد کسی غیر مشکوٰۃ عورت پر اسی حیلہ
سے اپنی بی بی ہونے کا دعویٰ کرے، یا کوئی عورت اسی مرزائی استعارہ کے بل پر کسی غیر مرد
کو اپنا خاوند بتائے۔ یا کوئی ملازم دوسرے ملازم کی تنخواہ وصول کر لے۔ یا کوئی بھنگی
بادشاہی محل میں غصص کر شاہی بیگمات کو اسی مرزائی فلسفہ کی طرف دعوت دے۔ یا ایک
قتل عمد کا مجرم اپنا جرم اسی مرزائی استعارات کے ذریعہ کسی دوسرے غریب کے سر
ڈال دے اور کہے کہ آسمانی دفتر میں اسی کا نام وہ ہے جو قاتل کے لئے لکھا ہوا
ہے۔ تو فرمائیے کہ مرزائی اصول اور اُن کے استعارات کی دنیا کو جائز رکھتے ہوئے
کسی کو کیا حق ہے کہ ان لوگوں کی زبان بند کرے یا ہاتھ روک سکے؟ اور جب
نوبت اس پر پہنچ گئی تو خود سمجھے کہ دین و مذہب تو کیا خود دنیا داری کے سہی لالے
پڑ جائیں گے۔

الغرض دنیا کے تمام معاملات یح وشرار، لین دین، نکاح وطلاق، جزار و
 میں ایک شخص کی تعیین کے لئے جب اس کا نام اور ولدیت و سکونت وغیرہ دوچار و صف
 ذکر کر دئے جاتے ہیں تو اس شخص کی تعیین و تمیز ایسی حتیٰ اور یقینی ہو جاتی ہے کہ اس میں
 کسی مشبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور کسی دوسرے کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کے احوال
 و اقوال کو اپنی طرف منسوب کر سکے اور اس کی ملکوکات میں تصرف کر سکے۔ نہ یہاں
 کوئی استعاہ چل سکتا ہے نہ مجاز۔ دنیا کے تمام کارخانے اسی اسلوب پر قائم ہیں۔
 غضب ہے کہ جس شخص کے متعلق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چار نہیں،
 دس بیس نہیں، ایک سو اسی علامات و نشانات اُمت کو بتلائے ہوں۔ اُمت کو
 اب بھی اُس کی تعیین میں مشبہ ہے، اور آپ کے صاف و صریح ارشادات کو استعلا
 و مجاز کہہ کر ٹال دے۔

ہرگز باور نہ آید ز روئے اعتقاد

ایں ہمہ ما گفتن و دین پیہ بر اشتن

بلکہ بلاشبہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح تکذیب اور متراکان و حدیث کو
 جھٹلانا ہے (نعوذ باللہ منہ)۔

یا اللہ تو ہماری قوم کو عقل دے اور عقل سے کام لینے کی توفیق دے کہ اس
 جیسے بدیہیات کے انکار میں مبتلا نہ ہوں۔

وَاللّٰهُ الْمَعَادِیْ وَ عَلَیْہِ التَّكْلَانِ

العَبْدُ الضَّعِیْفُ

محمد شفیع الدیوبندی غفرلہ و لوالدیہ و مشائخہ

مدس دارالعلوم دیوبند

شعبان ۱۳۳۶ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دعاویٰ مرزا

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى خُصُوصًا
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُنْتَجَبِ وَمَنْ يَهْدِيهِ اهْتَدَى

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو مسلمان بھی ہو
تم سب کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں لیکن مرزائی فرقہ
ایک عجیب چستان ہے کہ اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں
لگا، جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے
سامنے اس شکل و صورت میں پیش کیا ہے اور اس نے اس طرح کے دعاوی کئے کہ خود ان
کی اُمت بھی اس شبہ میں پڑ گئی کہ ہم اپنے گرو کو کیا کہیں، کوئی تو ان کو نبی صاحبِ شریعت
بھی کہتا ہے اور کوئی غیر شرعی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی
تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود مہدی اور لغوی یا مجازی نبی کہتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا وجود ایک ایسی چستان ہے جس کا حل نہیں، نہوں نے
اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعین کرنا بھی دشوار ہے کہ
مرزا صاحب انسان ہیں یا اینٹ پتھر، مرد ہیں یا عورت، مسلمان ہیں یا ہندو، مہدی ہیں یا عاقل
ولی ہیں یا نبی، فرشتے ہیں یا دیو۔ جیسا کہ دعویٰ مندرجہ رسالہ ہذا سے معلوم ہوتا ہے۔
نوٹ: اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کرے کہ یہ عبارت مرزا صاحب کی نہیں تو فی عبارت دس روپیہ انعام۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو گھلا پیچ

دعویٰ کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے ؟ اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں ؟

لیکن جب ہم ان کی تصانیف کو غور سے پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ میں اختلاف و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے لیکن سمجھے کہ قوم اُس کو تسلیم نہ کرے گی اس لئے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے، پھر مجدد ہوئے، پھر مجددی ہو گئے، اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بیوقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعویٰ کو مان لیں گے تو پھر کھلے بندوں نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سب ہی کچھ ہو گئے۔ اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعویٰ (خدائی) کی بھی تمہید ڈال دی تھی جس کی تصدیق عبارت مذکورہ (ذیل) ص ۲۷ لغایت ص ۳۳ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت نے عمر نے وفات کی ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا صاحب کی عبادت ذیل میں اس تاریخی ترقی اور اس کے سبب پر ہمارے دعویٰ کے گواہ ہیں۔ نصرت الحق ص ۵۵ پر فرماتے ہیں:-

”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالہ وحی الہی ایک سچ موعود کا دعویٰ تھا“

اور پھر فرماتے ہیں:-

”علاقہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے..... کہ بعض امور اس دعویٰ میں

ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر

بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریفی

کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے لیکن میرے اس دعویٰ کو“

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور کسی نبی تشریفی یا غیر تشریفی کو نہیں مانتے تھے اور اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے اور بعد میں ارزانی غلم نے نبی بنادیا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۳۸ و ص ۱۵۰

لے روحانی خزائن ج ۲ ص ۶۸-۶۹ ایضاً ج ۲ ص ۶۸-۶۹ ایضاً ج ۲ ص ۶۸-۶۹-۱۵۲-۱۵۳

”اسی طرح ادا اہل میرا ہی عقیدہ تھا کہ محمد کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی تھے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا سے تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہتے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا“

اس کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعاوی خود اُس کی تصانیف سے مع حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں۔ جو دعویٰ متعدد کتابوں اور مختلف مقامات پر موجود ہیں بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی کے حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

نقل عبارت مرزا مع حوالہ کتاب مرزا

بلغ اسلام اور صلح | یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہونے کا دعویٰ ہے کہ بنی اسرائیل کے مسیح کی طرز پر کمال مسکنی و فرد تنی اور غربت و تنزل و تواضع سے اصلاح خلقی کے لئے کوشش کرے۔ (خط مندرجہ مقدمہ براہین احمدیہ ص ۸۵)

مجدد ہونے کا دعویٰ | اب بتلادیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا اس عاجز نے کیا۔ (ازالہ اوہام، ص ۱۵۲ خورد حصہ اولیٰ، دہلا کلاں)

محدث ہونے کا دعویٰ | اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا سے تعالیٰ کی طرف سے امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تام جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ (توضیح المرام ص ۱۵ خورد)

امام زمان ہونے کا دعویٰ | میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا۔ (حقیقہ لاوی ص ۷۷ ضرورۃ الامام ص ۷۷، کتاب البریہ ص ۷۷)

خلیفہ الہی اور خدا کا | میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا جانشین ہونے کا دعویٰ کیا۔ (کتاب البریہ ص ۷۷)

مہدی ہونے کا دعویٰ | (اشہار معیار الاخبار و ریویو آف ریلیجز، نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ) یہ دعویٰ لے روحانی خزائن ج ۲ ص ۱۷۹، ایضاً ج ۳ ص ۶۰، ایضاً ج ۳ ص ۷۲، ایضاً ج ۱۹ ص ۴۹۵۔

۷۷ ایضاً ج ۱۳ ص ۱۰۵۔

مرزا صاحب کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔
 حارث مددگار جہدی | واضح ہو کہ یہ پیشین گوئی جو ابواب صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام
 ہونے کا دعویٰ | یعنی حارث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو
 تقویت دے گا جس کی اعداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی الہامی
 طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشین گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہو گا دراصل
 یہ دونوں پیشین گوئیاں متحد المقصود ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے (ازالہ ابواب مکتوبہ نور مکتوبہ)
 بنی امتیاء برزوی قلعی | اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس سے بروز
 یا غیر تشریف ہونے کا دعویٰ | رنگ کی نبوت مجھ کو عطا کی گئی۔ (اشتہار ایک قلعی کا ازالہ منقول از ضمیمہ
 حقیقۃ الوحی ص ۲۶۸، چشمہ معرفت ص ۳۳۳)

نبوت و رسالت | سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۳۳)
 اور وحی کا دعویٰ | حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ
 رسول اور مرسل اور نبی کہ موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، نیز یہی مضمون
 اربعین ص ۵۷۱ اور نزول المسیح ص ۹۹، حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱ و ص ۱۵۲ انجام آتھم ص ۶۳ و حقیقۃ النبوة مصنف
 مرزا محمود ص ۲۹ و ص ۲۱۲ وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے)۔

اپنی وحی کے باطل ترانے | میں خدا کی تمکین برس کی متواتر وحی کو روکیے کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس
 کے برابر عاجل ایمان | پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا
 قلعی ہونے کا دعویٰ | ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۱ و ص ۱۵۲، انجام آتھم ص ۶۳)
 سارے عالم کے لئے | کفر و قسم پہ ہے ایک کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت
 دار نجات ہونے کا | صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود
 دعویٰ اور یہ کہ انبی التبت | کو نہیں مانتا اور باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ملنے اور
 کے سوا امت محمدیہ کے | سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی
 چالیس کروڑ مسلمان | کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے
 کافر و جہنمی ہیں | فرماں کا منکر ہے کافر ہے اور اگر خود سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے
 کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

اور اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد
 لے دھانی خزانہ ج ۳ ص ۱۴۱ لے ایضاً ج ۲ ص ۲۳۰ لے ایضاً ج ۱۸ ص ۲۳۱ لے ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۱
 لے ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۵

کو دعوت دین اسلام کی گئی۔ (اربعین ص ۵۷) یہی دعویٰ سیرت الابوال ملا، انجام
آتمہ وغیرہ میں بھی مذکور ہے اور فرماتے ہیں:۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور
میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدارِ نجات ٹھہرایا (اربعین ص ۵۸)
اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (الحجاز احمدی ص ۵۸)
مستقل تیری ہی کشتی دعویٰ

اور یہ کہ احادیث علی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے۔ اور فرماتے ہیں، اور
نبویہ پر حاکم ہے جس کو اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری
چاہے قبول کرے اور تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افراد کے ساتھ شریعت کی کوئی
جس کو چاہے ردی کی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس کے
طرح پھینک دے! اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے وہی صاحب شریعت ہو گیا۔

پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف مضم نہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور
نہی بھی مثلاً یہ الہام قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ ذَٰلِكُمْ أَزْكٰى لَكُمْ یہ براہین احمدیہ
میں درج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے اور اس میں تیس برس کی مدت بھی گزر
گئی اور ایسے ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوئے ہیں اور نہی بھی الخ (اربعین ص ۵۸) پر
فرماتے ہیں:۔ چونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام تجدید
بھی اس لئے... الخ (اربعین ص ۵۸) میں بھی یہ دعویٰ موجود ہے، اور ہم اس کے جواب میں خدا
کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو
میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے
مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک
دیتے ہیں (الحجاز احمدی ص ۵۸) تحفہ گولڑیہ ص ۱۸۔

اپنے لئے دس لاکھ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور
معجزات کا دعوے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے
مسح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات
ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں (اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۸) میں دس لاکھ تعداد معجزات

لے اربعین ص ۵۸ روحانی خزائن ج ۱ ص ۱۷۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۳۵۵ ایضاً ج ۱ ص ۱۹۱ ایضاً ص ۱۹۲
۵۸ ایضاً ج ۱ ص ۱۹۱ ایضاً ج ۱ ص ۱۹۲ ایضاً ج ۱ ص ۱۹۲ ایضاً ج ۱ ص ۱۹۲ ایضاً ج ۱ ص ۱۹۲

عیسیٰ علیہ السلام نے افضل بن مریم کے ذکر کو چھوڑ دیا؛ اس سے بہتر غلام احمد ہے (دافع البلاء ص ۱۵۱) ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلقات بازاری گالیاں

خدا نے اس اہمیت میں سے مسیح کو خود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہرگز نہ دکھلا سکتا (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۸ و ص ۱۵۱)

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں زنا کار کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۱) پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱) یہ یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۱) ازالہ کلاں ص ۱۱، اعجاز احمدی ص ۱۱۱، ازالہ ادہام ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳ و کشتی نوح ص ۱۱۱)

نوح علیہ السلام نے افضل اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر ہونے کا دعویٰ اور ان کی توہین

نوح کے زمانہ میں وہ نشانات دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۴)

پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی ہے اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد میری مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۱۱، حاشیہ براہین احمدیہ ص ۲۹۶، کشتی نوح ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲، ازالہ کلاں ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲)۔

عبارت مزامع حوالہ کتاب صفحات مضمر مرزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ نام محمد و احمد سے سنی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی (ایک غلطی کا ازالہ برابری کا دعویٰ)

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واسطے کو ملحوظ رکھ کر اس میں ہو کر اور اس نام محمد و احمد سے سنی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی (ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ حقیقۃ النبوة ص ۲۶۵) بار بار بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت آخرین

منہم لما ید حقواہم بروری طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں (اور ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵ و ص ۱۵۶ و ص ۱۵۷) اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص ہیں (لہذا حافی خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰ لے ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۲، ۱۵۸، ۱۵۹ لے ایضاً ج ۲۲ ص ۱۵۵، ۱۵۶ لے ایضاً ص ۱۵۷)۔

کہ جو اپنی متواتر نعمتیں جو تجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہوا اور وہ کہاں ۔ تجھ میں پانی ہے پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا (حاشیہ اربعین ۱۹؎)

حاملہ ہونا (عبارت مذکورہ حاشیہ حقیقۃ الوحی کشتی نوح ۴؎ و حاشیہ براہین احمدیہ ج ۱ ص ۴۹۶)

مجراسود ہونے کا دعویٰ (الہام یہ ہے) یکے پائے من می بوسید دمن می گفتم کہ حجرہ اسود منم

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ (حاشیہ اربعین ۱۵؎) خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ

بھی رکھا ہے۔ (حاشیہ اربعین ۱۵؎ ، ردیو آف ریجز مبدہ ۱۵ بابت اپریل ۱۹۰۲ء)

کرشن ہونے کا دعویٰ (حقیقۃ الوحی ۵؎) آریہ لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار

آریوں کا بادشاہ کرتے ہیں وہ کرشن میں ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے

ہونے کا دعویٰ ؛ ؛ نہیں بلکہ خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ

میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ

(نبی اور عیسیٰ تو اپنی زبانی بن گئے مگر بادشاہت میں زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا اس لئے

پھر فرمایا :-) اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے ۔





میتا مفتی اعظم

فقیہۃ العصر مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب قس سرہکی
کی مختصر و جامع سوانح

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

اِذَا تَعَالَى الْمَجَارِفُ كَرَّ اُحْجَى

میکروالدیمیکس

اور ان کا مزاج و مذاق

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی

اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا